جلد اول

سوانحات سلاطین اودھ

جسمین مفصل حالات تاریخی وزرا و سلاطین اودھ بسلسلۂ اولاد و ازواج خاندان عالیشان

از عہد نواب سعادت خان برہان الملک تا زمان امجد علیشاہ

مسطور ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسب ایماے صاحب والا شان جناب ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا تھا

[illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرتگنج مین چھپی

ماہ نومبر سنہ [illegible] عیسوی

فہرست مضامین جلد اول تاریخ اودھ

CONTENTS OF THE FIRST VOLUME HISTORY OF OUDH.

تقریظ دلپذیر نتیجہ طبع بلند و فکر آسمان پیوند عالیجناب گردون کاب گیہان خدم کیوان حشم اقبال سرمہاراجہ گنجی سنگہ بہادر کی سی ایس آئی والی بلرامپور و تلسی پور وغیرہ اضلاع متعددہ ادام اقبالہ

شہنشاہ اقالیم کائنات و حکمران متنوعہ مکونات و موجودات کو شکر و عبادت بنہایت و منت بے حد و نہایت ہر دم و ہر ساعت فرض ہے جسنے انتظام مہام تمام ایجاد و تکوین و خلقت آفرینش زمان و زمین سے اپنی شان ظہور کی بزرگی روشن و ہویدا فرمائی + اور شان حفظ و ربوبیت سے قدرت کاملہ دکھائی عقول عشرہ کی ضیا بحکمت بالغہ عطا فرمائی اور ہدایات صالحہ و تہذیبات شایستہ کے لیے قوت توانائی اقتدار فناسے بندگان عاجز کو اپنی اعتراف عجز کی راہ بتائی شعر

پھرتا ہے سر پر اپنے لیے قاصد سحر	فرمان روز کار بامضا ئے مُہر مہر

انسداد اربع عناصر کو بتہدید انتظام مالک الملکی ایسا باہم مخلوط و ممزوج فرمایا کہ لباس توحد او ریک جامہ پیکر مخلوقی میں یک جان و یک قالب ہو کر بتھایا نفس سرکش کو بحراست شحنۂ احکام عدالت نظام بیم و رجا ہی شرعی پابند سلسلۂ اعتدال و نیک روشی بنایا نظم

یہ سب پابند حکم کبریا ہین	مسلسل موج سے آب و ہوا ہین
زمین و کوہ کو دی خاکساری	کیا آتش سے باہم رسم جاری
دکھائے روز روشن آشکارا	شب یلدا کا چمکایا ستارا
گھٹایا پھر بڑھایا انکو دلخواہ	ید طولے دکھایا قصہ کوتاہ
نہین قدرت مین جاہی دم زدن ہے	نہ اوسکے حکم مین جاہی سخن ہے
وہی دانا ہے اپنی مصلحت کا	وہی ناظم ہے اپنی مملکت کا

وہی قدیر قادر وہو روا دوار ہی وہی جاعل و فاعل گردش لیل و نہار ہی اوسی سے انہار روان اور جاری ہین اوسی سے جہان و جنان کی بنا او قائم و پایداری ہین

شہنشاہ ملک زمین و زمان | شہنشاہ کون و مکان لامکان
شہنشہ کہ حکمش بہر ہست و نیست | بامر و بہ نہی مشیت روان

سبعہ سیارہ کو تاثیر و خواص موالید ثلاثہ کا نظم و نسق دیا رتق و فتق مہمات عالم کا اہتمام ادق عطا کیا اوسکے شحنۂ قہر سے بجز اوسیکے دامان رحمت کے کسیکو کہین پناہ ممکن نہین نکل جانا اوسکی مملکت سے اور بھاگنا اوسکے پنجۂ قدرت سے ناگاہ ممکن نہین اشعار

جہان مین جو قوی و اقویا ہین | ضعیف افتادہ مثل خاک پا ہین
یہ سارا شش جہت کا وسعت آباد | اک ادنے اوسکی قدرت کا ہے ایجاد
جلیل الصنع [illegible] اوسکا ہے نمونہ | عیان ہے اوسکی قدرت گونہ گونہ
رموز لاتعد بے انتہا راز | نہ پائین جنکو عقل و سحر و اعجاز
کہین اقبال و ناز و شان و شوکت | کہین دام بلا عجز و مصیبت
جسے جس حال مین چاہے وہ کر دے | گدا کو تاج شاہ تاجور دے
ملکون لمعۂ تیغ قضا ہے | کہ جو چاہے کرے وہ کبریا ہے
بشر کو بھی دیا وہ جوہر عقل | کہ صناعی مین قدرت کی کرے نقل
مگر جب تک رجوع کبریا ہے | ترقی و قبولیت بقا ہے
کبھی دل مین انانیت نہ آئے | غضب ہے یہ دہریت نہ آئے
یہ آہ گرم گرم استعانت | بہ گرم و سرد عالم زد اعانت

تمام صحن روی زمین ایک گلستان نزہت آباد اوسکا ہے کبھی کسی خیابان مین کبھی کسی چمن مین اوسکی رضا سے کبھی دور خزان ہے کبھی بہار کا دورا ہے کسی وقت کسی چمنستان مین کوئی رنگ کے پھول شگفتہ ہین کبھی کوئی گل بوٹا ہے کبھی کسی طبیعت و طینت کا باغبان مقرر کبھی کسی دوسرے کو اختیار ملکی و مالی سونپا ہے

کسیکا کسی جا اجارا نہین | مشیت سے کچھ اوسکی چارا نہین
تماشاے جنگ و جدال و جہاد | یہ ہے نشۂ خمر کون و فساد

تغافل بھی اوسنے کیا آشکار | کہ سمجھے نہین دیکھے وہ انکی بہار
جو ہشیار ہے عمر وہ ہشیار ہے | جو غافل ہے باطل ہے بیکار ہے
عمل سب سے بہتر ہین جتنا و ستم | نہین ہوتا ہے بے تیر سم جلیل الشیم
جو دیکھو تو اس تیغ سے آشکار | کہ ہو ہونگے کس قدر نامدار
بجز نام نیکو بقا کچھ نہین | بجز صبر و تدبیر و قضا کچھ نہین
خیالات کو کیا ہی ترتیب دیا | زمین سے سخن تا عرش پہونچا دیا
تصور کو تصدیق ایسا کیا | کہ لاشئے کو موجود سمجھا دیا

غرض حمد خلاق ذو المنن و آفریدگار زمین کرتا انسان کو ایسا ہے کہ بلعوہ ضعیف الجثہ کو آسمان کا روکنا دیا ہو یا ضعیف البنیان کہ عرش علی کا سر اوٹھانا ہو

شعر وہ جسقدر قوی ہو یہ انسان ضعیف ہو | حمد اسکی ہو خیال محال خفیف ہے

لہذا اب اون اصول کی باتون سے فرع کی طرف توجہ کیجاتی ہے اور اس آغاز حقیقت انجام سے انجام کی حقیقت بتائی جاتی ہے کہ سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی علوی سبزواری لکھنوی نژاد متوکل بمشیت رب قدیر عرف سید محمد میر منشی کربلائی خدابخش والی کہ مولد و مسکن آبائی اونکا خطہ دلچسپ لکھنؤ ہے اور دربار شاہی سے بہ تعین عہدہ ہای جلیلہ ترا آمد آبرو اور حکام حال مین بھی بلحاظ عزت و توقیر بلا گفتگو ہی اور بوفور لیاقت و قابلیت ذہن رسا کو ہمیشہ بدوین تیر سے جستجوی کوتہ روزگار مین صرف کیا اور مصروف تحریر تکمیل تواریخ و سوانح و وقائع انقلابات سلطنت و حکومت ملک اودھ کہ عمدہ و معتبر مقام از اعاظم امکنہ ہندوستان جنت نشان جلیل الشان ہے بہ تحقیقات و تصدیقات سہے حتی کہ ملاحظہ بعض اسباب صادق الولا از جرگہ حکام حال صدر لکھنؤ مین بھی اس کتاب مصنفہ اپنی کو گذرانا کہ صاحب محمد الی این اخلاص پسند نے تمہید اسکی بہ اشتیاق و ہائی طبع لطف پسند فرمائی اور اونکے ایما سے حضرت جامع این کتاب وقائع و قوعی سنے بخلوت جلوت ہنگام فراغ سنائی اور دو کہانی چونکہ ایک یادگار آغاز و انجام دولت و حکومت

سید کمال الدین حیدر حسن الحسینی زائر

مصنف کتاب

Syed Kamaloodeen Hyder,

author of the book,

فقیر حقیر قاسم علی مصور

شاہی اودھ ہے اور آئینہ صورت نماے سانحہ غدر و بغاوت صاف صاف جیسا کہ
چاہیے معاینہ ہوا اور متصور ہوا کہ غالباً پسند طبائع صاحبان ذی شوق حکایات
و واقعات دیار و امصار و مطبوع خواطر دقت پسندان کشف غوامض اسرار و آثار
و وقائع روزگار ہو لہذا نظر بحصول مامول و قبول مسئول معقول ایماے جلد طبع این جلد
اہالی مطبع جناب بہادر سے موقع صدر بیت الریاست اپنی کہ خاص بلرامپور
مین ہے کیا گیا مرجو و موثوق ہے کہ صاحبان تواریخ دوست و بالغ فہمان
عبرت پژوہ اس بیان صاف و صادق سے حظ وافی و وافر اوٹھائینگے اور تلذذ
کافی و متکاثر پائینگے اور عبارت بے تکلف و رکاکت و کوائف لطیفہ صحیحہ کی
صفت فرمائینگے زرف نگاہان صاحب تحقیق کو ایک نمونہ عبرت بوقلمون حالات
ماضی و حال سے سخن پریشان افسانہ دلفریب کو ایک سچا صورت حال بلا قیل و قال
و طول مقال ہے اور از انجا کہ ہر کاتب بعلم خود جہان تک دریافت کرسکتا ہے
اوسیکو مقرون صداقت سمجھتا ہے اور معرض تحریر مین لاتا ہے
مگر یہ ضرور نہین کہ ہر کسی مقام پر وہ خود شریک شورہ رہا ہو یا اوسی کے
شورہ پر کاربندی ہوئی اس نظر سے اگر کہین کوئی صاحب نے نزدیک و دوسرے
دوسرے طور پر سنا ہو تو جب تک اوسکی تصدیق کی وجہ ثبوت کافی
اس سے زیادہ نہو زبان اعتراض کوتاہ رکھینگے دراز نفرمائینگے —

راقم المخاطب آنریبل سر مہاراجہ دگبجی سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی بلرامپور
و تلسی پور و چردہ وغیرہ اضلاع متعددہ ملک اودھ

ہز ہائی نس دی آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر
کے۔سی۔ایس۔آئی۔بلرام پور تلسی پور صوبہ اودھ
His Highness The Honorable Sir,
Maharajah Drigbijoy Singh Bahadoor,
K.C.S.I. Raja of Bulrampore and
Tulsipore,
فقیر حقیر قائم علی مصور

جدول اولاد و ازواج سلاطین مملکت اودھ

نواب برہان الملک میر محمد امین

۱ صدر جہان بیگم خطاب نواب بیگم و نواب عالیہ زوجۂ نواب صفدر جنگ بہادر۔
۲ نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم زوجۂ نصیر الدین حیدر خان۔
۳ ہما بیگم عرف بندی بیگم زوجۂ نواب سیادت خان عرف سید محمد خان پدر میر محمد باقر عرف مرزا بندو۔
۴ محمدی بیگم زوجۂ نواب محمد قلی خان۔
۵ آمنہ بیگم زوجۂ سید محمد خان
ایک بیٹا تھا جو سن طفولیت مین مرگیا عارضۂ چیچک سے۔
۱ نواب برہان الملک میر محمد یوسف کی بیٹی سے منسوب تھے۔

نواب صفدر جنگ منصور علیخان عرف مرزا محمد مقیم صدر جہان بیگم مذکورہ سے منسوب تھے

نواب شجاع الدولہ عرف مرزا جلال الدین حیدر۔

امۃ الزہرا بیگم خاص محل نواب خطاب جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ +
یہ بیٹی موتمن الدولہ نواب محمد اسحاق خان بیٹے غلام علیخان پوتے مرزا حسن شوستری
مالک شوستر کی نسل سے +

۱ | نواب آصف الدولہ عرف مرزا امانی مرزا یحیی فقط بہو بیگم صاحبہ سے

خورد محل سے بیٹے ۲۵ بیٹیان ۲۲ میزان کل ۴۷
کثرت ازواج جناب عالی ہزارون لیکن انہین سے صاحب اولاد بہت کم +

تفصیل صاحبزادون کی خورد محل سے

۱ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان عرف مرزا منگلی +
۲ نواب عمدۃ الدولہ شہامت علی خان مرزا جنگلی +
۳ نواب امیر الدولہ عرف مرزا مینڈو +
یہ دونون صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخان مین لکھنؤ سے بخصومت
نکالے گئے عظیم آباد مین مر گئے +
۴ نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاٹو +
۵ نواب محمد علیخان + یہ دونون سگے بھائی تھے +
۶ نواب رستم علیخان +
۷ نواب معین الدولہ عرف مرزا عنایت علیخان +
۸ نواب شمس الدین حیدر خان + یہ دونون سگے بھائی تھے +
۹ نواب مرزا سیف علیخان +
۱۰ نواب مرزا حیدر علیخان +
۱۱ مرزا فخر الدین حیدر خان + انکے بڑے بھائی +
۱۲ مرزا نجم الدین حیدر خان +
۱۳ نواب مرزا کمال الدین حیدر عہد دولت جنت آرامگاہ صاحبات خورد محل کے ساتھ

فیض آباد سے لکھنؤ آئے صاحبات محل کے ساتھہ امام باڑہ نواب آصف الدولہ مین اوترے
ہر روز دربار وقت چاہی پانی جایا کرتے تھے عطر کا بہت شوق تھا ایک دن حسب الفرمائش
جناب عالی بوتل عطر بہت تحفہ لیگئے جناب عالی نے ناپسند کیا بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا
اور کچھہ بیبا کانہ کہکر چلے آئے پھر دربار نہ گئے پھر بخیال خوف حاکم وقت کہ مبادا کوئی صورت
خلاف پیش آئے باعث توہین ہوگا راہی عتبات عالیات کربلاء معلی ہوے بعد شرف زیارت
بصرے مین مہمان خانۂ بالیوز ہوے کچھہ بیمار ہوے انتقال کیا تابوت روانہ نجف اشرف ہوا

۱۴ نواب مرزا صفدر علیخان بڑے +

۱۵ نواب مرزا صفدر علیخان چھوٹے +

۱۶ نواب مرزا بندہ علی خان +

۱۷ نواب مرزا صادق علیخان + باپ پھپھو بیگم صاحبہ کے +

۱۸ نواب مرزا بہادر علیخان بڑے +

۱۹ نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے +

۲۰ نواب غضنفر علیخان +

۲۱ نواب نجابت علیخان +

۲۲ نواب سراج الدین حیدر خان +

۲۳ نواب مرزا حسین علیخان +

۲۴ نواب مرزا شجاعت علیخان +

سوا ہی شادی نواب آصف الدولہ اور کسی صاحبزادے کی شادی نہوئی بعد انتقال
جناب عالی ہر ایک نے اپنی خودپسندی سے ازدواج کیے +

تفصیل صاحبزادیونکی

۱ سنگین بیگم صاحبہ بڑی صاحبزادی میر محمد باقر عرف مرزا بندو نواسۂ نواب
برہان الملک سے کتخدا ہوئین بے اولاد رہین مگر قدرت خدا سے سن پیری مین

میر محمد باقر کا بیٹا مسمی جعفر علیخان کسی اور محل سے پیدا ہوا +
۲ مسیتی بیگم صاحبہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئین پشت سنگین محل رہتی تھین انکی چار بیٹیان دو بیٹے +
۳ جمنی بیگم صاحبہ صمصام الدولہ عرف مرزا جَجّو سے بیاہی گیئن فیض آباد مین چھت پر سے گرکر مر گئین اونکے آغا سید بیٹے معصومہ بیگم بیٹی +
۴ عزت النسا بیگم کی شادی لکھنؤ مین بعد مرنے جمنی بیگم کے پھر مرزا جَجّو سے ہوئی عہد دولت نواب سعادت علیخان مین بے اولاد رہین اور موافقت بھی نہ تھی +
۵ حسینی بیگم ۶ زیب النسا بیگم ۷ جینا بیگم ۸ صدر النسا بیگم ۹ حاجی بیگم ۱۰ براتی بیگم ۱۱ وزیر النسا بیگم ۱۲ اشرف النسا بیگم ۱۳ آمنہ بیگم ۱۴ ولایتی بیگم ۱۵ محمدی بیگم ۱۶ انجم النسا بیگم مشہور ہے کہ انکی شادی نواب نجف خان سے ٹھہری تھی اس عرصے مین جناب عالی کا انتقال ہوگیا وہان نجف خان بھی مر گئے یہ صاحبزادی سلطنت حضرت سلطان عالم مین ۱۲۶۶ہجری مطابق ۱۸۵۰ عیسوی روانہ عتبات عالیات ہوئین بادشاہ خود مع شاہزادہ ہا وامرا کربلای میر خدا بخش مین پہونچانے آئے جب بندر بمبئی سے بسبب جزیرے کسی بغلۂ عرب پر سوار ہو روانہ ہوئین صدمۂ جہاز سے اور بسبب سن پیری کہ ۹۶ برس کی ہوچکی تھین متحمل نہوئین انتقال کیا لاکن جنازے کو صاحب جہاز نے بطمع زر لیکیا شاید نجف اشرف مین دفن ہوئین +
ان صاحبزادیون کیلیے جنت آرامگاہ کو منظور تھا کہ جو لوگ عالیخاندان اگرچہ غریب ہون اونسے شادی کرین چنانچہ آغا صادق خان اور آغا ابوالحسن خان اصفہانی اس خیال سے آئے تھے محمد آفرین علیخان کے مہمان ہوے اتفاق کتخدائی نہوا مگر ملازم سرکار رہے دو دو سو روپے ماہواری تنخواہ پاتے رہے دربار مین بوقت چاہے پانی باریاب سلام ہوتی تھی مگر سواے عزت النسا بیگم کے اور سب نے اپنی سن سیدگی کا عذر کیا کہ ہمسے اطاعت شوہر کی نہوسکیگی انکی جرات وہمت ونیت بخیر نسبت صاحبزادیون کے زیادہ تھی مردانہ وار رہین انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد مین تھی حسب الطلب جنت آرامگاہ گیارہ صاحبزادیان لکھنؤ آئین پنج محلہ رہنے کو ملا جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے جناب عالی نے ان سبکی

تنخواہ اڑھائی سو روپے ماہواری مقرر کردی تھی نواب ناظر محمد تحسین علیخان ناظر تھے ایکدفعہ
قلت تنخواہ اور اپنی کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑین راہ شیخن دروازہ وحسن باغ
کی بند کردی پنج محلہ مین کوٹھی سرکاری تھی بیبیا کا نہ اپنے باپ کا مال سمجھکر ایک کوٹھی کا اسباب
لوٹ لیا جناب عالی نے ازراہ سلسلۂ رحمی سب کی تنخواہ فی پانصد روپے مقرر کردی انھون نے
کچھ حساب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کردیا اور جناب عالی کو اکثر کہتی تھین کہ جو تم ہو وہ ہم ہین اگر
انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہین جناب عالی بھی اس خیال سے درگذر کرتے تھے۔

بعد انتقال جناب عالی اختر النسا بیگم زیب النسا بیگم جینا بیگم ازراہ اولو العزمی بغیر خیال
انجام کار نواب گورنر جنرل لارڈ ہاسٹنگس بہادر کی آمد آمد سنکر بنارس تک گئین ایکدن اپنی دادخواہی
قلت مشاہرہ سی کوٹھی لارڈ صاحب پر تشریف لیگئین عرض حال کیا جواب ملا کہ آپ نے کیون اتنی تکلیف
اوٹھائی ہم بھی اب لکھنؤ جاتے ہین جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا ناکام پھر آئین۔

حضرت خلد مکان نے سب کے سات سات سو روپے مقرر فرمائے مگر وہ قوت و حکومت خود جو
جنت مکان کے عہد دولت مین تھی نرہی خصوصاً عہد سلطنت حضرت خلد منزل مین بے حساب
رہین اور اگر شاید ہوتی تو بادشاہ بیگم صاحبہ سے زیادہ صاحب تبہ نہ تھین جوا ونکا احوال گذرا
باقی اور صاحبزادیان سن طفولیت مین فیض آباد مین مرگئین۔

نواب آصف الدولہ

شمس النسا بیگم سے بیاہے گئے جنکا خطاب نواب بہو بیگم صاحبہ تھا یہ بیٹی نواب انتظام الدولہ
خان خانان پوتی نواب قمرالدین خان وزیر اعظم دہلی کی تھین انکے سگے بھائی نواب
امام الدین خان تھے قلعہ مچھی بھون مین رہتی تھین لاولد رہین کبھی موافقت بھی نرہی بیرتاب گنج
قریب نواب گنج انکی جاگیر ساٹھ ہزار روپے سال کی تھی اور سرکار جناب عالی سے ساٹھ روپے
روز کا خاصہ مقرر تھا داروغہ سرکار سے معرفت ایک جند مقرر رہتا تھا جب جناب عالی نے
کچھ آمدنی بازار ویل بخیتہ کمیتی ضبط کی خفا ہوکر اپنی جاگیر پر تشریف لیگئین کرنیل بیلی صاحب
نمایش ظاہری کو آسنے تماناخیال تھا کہ جناب عالی منانے کو تشریف لائینگے یہ خیال خام تھا

بعد ایک مہینے کے جاگیر سے تشریف فرمای الہ آباد ہوئین وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا
حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین اونکی نعش لکھنؤ آئی بڑے امام باڑہ مین برابر قبر نواب
آصف الدولہ کے مدفون ہوئین حضرت خلد مکان نے ایک ضریح چاندی کی انکی قبر پر بھی موافق ضریح
قبر نواب مرحوم رکھوادی تھی مرزا صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین حویلی محمد تحسین علیخان پرورش خانہ
مل پنشن سرکار سے اونکے سب متعلقین کو ماہانہ نسلاً بعد نسل ہے ٭
نواب ناظر محمد تحسین علیخان کہتے تھے کہ فقط ایک بیٹا برہان علیخان نطفہ نواب کسی محل سے
ہوا تھا وہ سن طفولیت مین مرگیا باقی اور بیٹے و بیٹیان بنام نامی نواب تھین از انجملہ مرزا
وزیر علیخان بھی اسی زمرہ سے تھے جنکی شادی بنو بیگم بیٹی نواب اشرف علیخان سے بڑی
دھوم سے یادگار زمانہ ہوئی تیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا انکی پنشن مادام حیات چھ سو
روپیہ ماہواری سرکار انگریزی سے جاری رہی مگر بے اولاد رہین جب وزیر علیخان مقید ہوکر
کلکتے گئے اونکی بی بی اور اولاد مونگیر مین بغیر پنشن سرکار رہی ٭

اولاد و ازواج نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

افضل بیگم خاص محل نواب بیٹی نواب مدار الدولہ مرحوم کی بنارس مین مرگئین اونکا مقبرہ
درگاکنڈ بنارس مین ہے مستورہ بیگم کے بطن سے تھین انکے دو بیٹے امیر مرزا خان
امراو مرزا خان دونون ایک چیچک دوسرا مرض الموت سے سن طفولیت مین مرگئے چنانچہ
جب حضرت جنت مکان نے بفہمایش مجتہد العصر اقربای نواب مدار الدولہ مرحوم کی کئی برس تک
تنخواہ نہ دی سب فاقہ کشی سے مرنے لگے حضرت سلطان عالم کی سفارش بھی کچھ مفید نہوئی
ایکدن نواب مہدی علیخان نے جنرل کالفیلڈ رزیڈنٹ لکھنؤ سے تنگ ہوکر کہا کہ ہم آخر کار
جب لکھنؤ سے باہر جانا قبول کرینگے سرکار مین اپنی بہن کا کاغذ مہر کیونکر وہ کیا پیش کرینگی
صاحب نے جواب دیا ہم جانتے ہین اسقدر مبلغ خطیر کی لیے سلطنت بک جائیگی جب جنت مکان نے
انتقال کیا اور زمانہ نواب مدار الدولہ ثانی کا ہوا نواب مخدرہ عظمیٰ کے دباؤ سے سبکو تنخواہ ملی

مرشدزادے مختلف محلات سے

۱ نواب غازی الدین حیدر خان عرف بڑے مرزا کی شادی بادشاہ بیگم صاحبہ بیٹی مبشر الدولہ منجم بادشاہ دہلی سے ۱۲۰۸ ہجری مطابق ۱۷۹۳ء بنارس مین ہوئی ✢

۲ نواب احمد علیخان خطاب شمس الدولہ انکی شادی مسماۃ حضرت بیگم نواب شوکت الدولہ عرف مرزا جمعہ کی بیٹی سے ہوئی ✢

۳ نواب نصیر الدولہ مرزا محمد علیخان مسماۃ کھیتو بیگم نواب امام الدین خان کی بیٹی سے کتخدا ہوے

۴ نواب ضیاء الدولہ مرزا کاظم علیخان کی شادی لطف علیخان کی بیٹی سے ہوئی لیکن بے اولاد رہین اور کچھ جنون بھی تھا ✢

۵ نواب اعتماد الدولہ مجاہد الملک مرزا حسین علیخان مہابت جنگ شہامت علیخان عرف مرزا بھورا کی بیٹی سے منسوب تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین رخصت عروس ہوئی

۶ نواب عماد الدولہ معین الملک ضرغام جنگ مرزا جعفر علیخان کا عقد شرعیہ مسماۃ نذیر بیگم میرن صاحب کی بیٹی پوتی میر نعیم خان سے ہوا ✢

۷ نواب صادق علیخان کی شادی نواب نور علیخان کی سگی بہن سے ہوئی ساکن سرنگ پٹن امرای مندراج ✢

۸ نواب جلال الدولہ مرزا مہدی علیخان فقط نواب خاص محل سے تھے جنکا خطاب بنارس مین ہاٹ محل تھا کہتے ہین انکے پاؤن مین پدم تھا ایک نجومی نے جناب عالی سے عرض کیا کہ اسکا خاصہ یہ ہو کہ بادشاہ یا وزیر کی بی بی ہو مگر مجھے بہت تعجب ہوتا ہے جناب عالی نے اوسی عوام سے داخل خواص محل کیا اس مرشدزادی کو نہ رغبت خود شادی سے تھی نہ جناب عالی کو اسکا خیال آیا بنام نامی امرا فقط دو تین حرمین تھین ✢

۹ نواب اقتدار الدولہ مرزا کلب علیخان نواب خاص محل کے پاس رہتے تھے بعد انتقال جنت آرامگاہ حضرت خلد مکان نے چار ہزار روپیہ درماہہ مقرر فرمایا بہت قابل تھے نسبت اور بھائیون کے انکے ازدواج خود پسندی سے ہوے ✢

۱۰ نواب رکن الدولہ مرزا محمد حسن خان حضرت خلد مکان نے انکا عقد شرعیہ

نواب عباس قلی خان کی بیٹی سے کیا تھا بے اولاد رہین موافقت بھی شوہر سے نہ تھی شمس الدولہ آفتاب الدولہ دونون بیٹے اور محل سے ہوے ٭

مرشدزادیان

۱ خیر النسا بیگم بڑی مرشدزادی سگی بہن نواب غازی الدین حیدر کی شادی ہمشیرہ علی نقی نواب قاسم علیخان عالیجاہ بنگالے سے ہوئی بے اولاد رہین مگر ایک لڑکی کو مثل اپنی اولاد کے پرورش کیا تھا اوسکی شادی مرزا نظام الدین حیدر نواب نجابت علی خان کی بیٹی سے عہد دولت حضرت خلد مکان مین کی تھی ٭

۲ فاطمہ بیگم سگی بہن نواب نصیر الدولہ کی شادی مرزا ابو طالب خان سے ہوئی ٭

۳ فخر النسا بیگم کی شادی نواب میر کلو نواب قاسم علیخان مذکور کے بیٹے سے ہوئی انکی ایک بیٹی مسماۃ وزیر بیگم کی شادی مرزا شاہ میر خان کے بیٹے سے ہوئی ٭

۴ ولایتی بیگم کی شادی نواب حسین الدین خان جد مادری حضرت سلطان عالم بیٹے نواب امام الدین خان کو سے ہوئی

۵ ننھی بیگم صاحبہ کی شادی نواب احمد علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے ہوئی ٭

ازواج و اولاد نواب غازی الدین حیدر

۱ پوتی بیگم بیٹی بادشاہ بیگم خاص محل سے فقط نواب مقرب الدولہ مہدی علیخان بیٹے نواب محمد علیخان سے منسوب تھین جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین انتقال کیا جہانگیر باغ مین دفن ہوئین اونکے بیٹے نواب محسن الدولہ انکی شادی نواب نصیر الدولہ کی بڑی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم زہرہ بیگم حشمت الدولہ مرزا ابوتراب خان بیٹے مرزا ابو طالب خان سے حاجی بیگم کی شادی ہوئی زہرہ بیگم کی شادی مفخر الدولہ مرزا ابو القاسم خان بیٹے مرزا ابو طالب خان سے ہوئی ان سنے انتقال کیا لیکن زہرہ بیگم روانہ عتبات عالیات کربلاے معلی ہوئین بعد شرف زیارت لکھنؤ پہونچکر انتقال کیا ٭

۲ مرزا نصیر الدین حیدر عرف مرزا علی حیدر ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۸ھ ہجری مطابق ۱۸۰۳ء مسماۃ صبح دولت نواب ممتاز محل سے پیدا ہوے جنکا مقبرہ جہانگیر باغ مین بنا جب حضرت

شاہ زمان بادشاہ بیگم سے خفا ہوئے لیکن بیگم صاحبہ نے انکی پرورش زیادہ محبت مادری سے کی تھی اگرچہ فیض النسا انکی ملازم واسطے پرورش کی تھی

صاحبات محل اہل وشائق

۱	نواب مبارک محل بیٹی کرنل عیش	وفات
۲	نواب سلطان مریم بیگم بیٹی ڈاکٹر شارٹ بغداد	وفات
۳	نواب ممتاز محل	وفات
۴	نواب سرفراز محل	وفات

باقی اسامیان گرسب بے اولاد رہین اور بادشاہ کو بھی کچھ خواہش اولاد نہ تھی

محلات حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر

۱ نواب سلطان جہاں خاص محل بیٹی مرزا سلیمان شکوہ شہزادے دہلی کی موجود لاولد ہین تیاری کاہین انکہ کربلای معلی ہوئین بعد مجاورت چند سال وہین انتقال کیا

۲	نواب ملکہ زمانیہ	وفات
۳	نواب مخدرہ عظمے بیٹی والٹر سوداگر	وفات

۴ نواب تاج محل جنکا خطاب پہلے خورشید محل تھا جمادی الاول ۱۲۹۲ھ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء انتقال کیا کربلاے معلی ہین بعد مجاورت چند سال — وفات

۵	نواب بادشاہ محل	وفات
۶	نواب قدسیہ محل	وفات از دست خود
۷	نواب صاحبہ محل	حیات

۸ نواب نور محل روانہ کربلای معلی ہوئین وہین انتقال کیا

۹ نواب ممتاز الدہر بادشاہ جہان بیگم بیٹی مرزا باقر علیخان پوتی مرزا حسین علیخان صوبہ دار کٹھیر یہ کتخدائی آخری تھی — حیات

اور سب اسامیان عیش محل وغیرہ لیکن محروم اولاد سے رہین بادشاہ خود متمنی اولاد رہے

مرزا فریدون بخت عرف منا جان افضل محل سے اسکا قصہ منشی عبدالاحد رزیڈنٹی نے
تواریخ بادشاہ بیگم مین بہت تصریح تمام بحکم شکسپیر صاحب بہادر لکھا ہے +
انکے تین بیٹے چھتر گڈھ مین دار محل سے ہوئے جلال الدین حیدر خوش محل سے غازی الدین حیدر
نصیر الدین حیدر انکو چینٹن سوم تھی یہ دونون نام جناب بیگم صاحبہ نے خود تبرکا سمجھکر رکھے تھے +

محلات و اولاد محمد علی شاہ

۱ نواب آفاق محمد عظمیٰ ممتاز الزمانی نواب جہان آرا بیگم عرف کھیتو بیگم خاص محل حضرت خلد منزل کی تھین وفات پائی
۱ محمد امجد علی شاہ بادشاہ +
۲ نواب سلطان عالیہ بیگم بڑی شاہزادی منسوب نواب محسن الدولہ بہادر تھین قبل از فساد لکھنؤ انتقال کیا
۳ نواب روشن آرا بیگم چھوٹی شاہزادی منسوب نواب منیر الدولہ عرف مرزا آتین بیٹے
مرزا ابوطالب خان وصی جنگ کی یہ فساد لکھنؤ انکے شوہر کلکتہ گئے وہان سے روانہ کربلائے معلے ہوئے
وہین انتقال کیا بعد اسکے شاہزادی بھی باجازت اونکی عتبات عالیات کو گئین بعد شرف زیارت
بمبئی پہونچین انتقال کیا انکی نعش روانہ عتبات ہوئی +
۴ نواب ناصر الدولہ اظفر علیخان یہ بڑے بیٹے بادشاہ خانم سے تھے جنت آرامگاہ کے
عہد دولت مین احتشام الدولہ مظفر علیخان کی بڑی بیٹی سے بہت تکلف سے شادی ہوئی تھی
لیکن پیشتر جلوس سلطنت مرگ ناگہانی سے انتقال کیا سلطنت سے محروم رہے بعد اونکے
انکی بی بی نے بھی انتقال کیا +
انکے بیٹے فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ مرزا حسین علی بہادر خویش نواب ملکہ زمانیہ
حضرت خلد منزل نے انکی شادی کی +
انکی تین بہنین افضل بیگم نواب شمس الدولہ کے سردار بیگم نواب امیر الدولہ سے منسوب ہوئین
یہ دونون بیٹے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان کے ہین +
نواب ممتاز النسا بیگم عرف جینا بیگم منظفر الدولہ ظفر جنگ محمد زکی علیخان عالی جنگ سے شادی ہوئی
یہ بیٹے نواب احمد علیخان کے انکا بیٹا رشید الدولہ ناصر الملک محمد جعفر علیخان بہادر رستم جنگ

دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر کی بیٹی سے منسوب تھا اتفاقاً گھوڑے سے گر کر مر گیا،
جینا بیگم کی دو بیٹیاں نواب شوکت بہو نواب حشمت بہو۔

شاہزادے صاحبات محل سے

۱ مرزا خورم بخت بہادر نواب یحییٰ علیخان نواب امیر خانم صاحبہ سے
۲ مرزا عظیم الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب وزیر خانم صاحبہ سے
۳ مرزا رفیع الشان بہادر نواب محمد تقی علی بہادر نواب امراؤ خانم صاحبہ سے
۴ مرزا فرخندہ بخت بہادر نواب محمد فدا علی بہادر وفات
نواب حضور خانم صاحبہ سے۔
۵ ابو المظفر سکندر قدر خورشید حشم صاحب عالم ہمایون بخت مرزا احمد علی بہادر نواب ملکہ جہان
حمیدہ سلطان فخر الزمانی نواب تاج النسا بیگم صاحبہ سے۔ وفات
ایک شاہزادی بھی اسنے ہوی تھی نوابی مین سن طفولیت مین مرگئی جمنیا باغ مین دفن ہوی
بادشاہت مین اسکا نام حسین آباد رکھا۔

شاہزادیاں و خویش صاحبات محل

۱ نواب سلطان بیگم عرف چھنڈا بیگم زوجہ نواب معظم الدولہ رستم الملک باقر علیخان بہادر
متانت جنگ بیٹے مرزا کمال الدین حیدر۔
۲ نواب زیب النسا بیگم عرف حاجی بیگم نواب وزیر خانم صاحبہ سے۔ زوجہ نواب اقتدار الدولہ
محتشم الملک مہدی علیخان بہادر ضیغم جنگ عرف نواب دولہ بیٹے مرزا امام الدین حیدر۔
۳ نواب فخر النسا بیگم عرف منجھلی صاحبہ زوجہ نواب مجاہد الدولہ سیف الملک زین العابدین خان
جلادت جنگ بیٹے محمد رضا خان پوتے مرزا کمال الدین حیدر کے۔
۴ نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم وفات زوجہ نواب غضنفر الدولہ وفات ایک بیٹی دو بیٹے صارم الدولہ
بہادر و حیدر جنگ خاقان مرزا۔ وفات
سلیمان مرزا انکی شادی مرزا فرخندہ بخت کی بیٹی سے ہوی ایک بیٹی
مسعودی بیگم۔

ذکر نسب ہمایون میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر

۱ میر محمد امین ۲ میر محمد نصیر ۳ میر محمد امین ۴ میر محمد جعفر ۵ قاضی شمس الدین شہید مخفی ۶ سید محمد ۷ سید غیاث الدین محمد ۸ سید سراج الدین علی ۹ سید اسحاق ۱۰ سید محمد ۱۱ سید یحیی ۱۲ سید غیاث الدین محمد ۱۳ سید موسی ۱۴ سید قاسم ۱۵ سید علی ۱۶ سید جعفر ۱۷ سید حسین مخدوم ۱۸ سید عبدالحی ۱۹ سید عمر ۲۰ سید ارقم ۲۱ سید عبدالقادر ۲۲ سید تاج الدین ۲۳ سید محی الدین ۲۴ سید علی ۲۵ سید محمد زاہد یا شہید ابن الامام الہمام جناب موسی کاظم علیہ وعلی آبائہ افضل الصلوۃ والسلام۔

مدت وزارت وسلطنت وزراء و سلاطین اودھ
میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک

منصوب ۱۱۳۲ ہجری ۱۷۱۹ء مدت ۱۹ سال انتقال ۱۱۵۱ ہجری ۱۷۳۸ء وعارضہ جسمانی وتپ و دردسر مدفون دہلی۔

نواب منصور علیخان صفدر جنگ بہادر

مسند نشین وزارت ۱۱۵۱ھ ۲۲ ذیحجہ مدت ۱۷ سال انتقال مقام پاپڑ گھاٹ سلطان پور ۱۱۶۶ ہجری ۱۷۵۴ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون اول گلاب باڑی فیض آباد بعد ازاں استخوان حکیم مرزا محمد کربلای معلی لیگئے اور طاق پشت روضہ مقدس مدفون عارضہ دنبل

نواب شجاع الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۶۶ ہجری ۱۷۵۴ء مدت ۲۲ سال انتقال شہر ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری ۱۷۷۵ء عارضہ خارک مدفون گلاب باڑی فیض آباد۔

نواب آصف الدولہ بہادر وزیر

مسند نشین ۱۱۸۸ ہجری ۱۷۷۵ء مدت ۲۳ سال ۸ شہر ۲ یوم عارضہ استسقا انتقال پنجشنبہ یکپاس روز ماندہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری ۱۷۹۷ء ستمبر ۲۱ کو مدفون امام باڑہ خود۔ دوہرہ ہندی ایکہزار آٹھ سو سمت کا بریان سنہ بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان۔ ربیع الاول ۲۸ اور جمعرات مدہ دان۔ سدی پریوا کوار کی جب آصف تجو پران

مرزا وزیر علیخان

مسند نشین ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری ۱۷۹۷ء مدت ۴ شہر ۵ یوم وفات قلعہ کلکتہ ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۷ء ماہ جون اساڑھ مدفون کاشی باغ کلکتہ تپ محرق +

نواب یمین الدولہ سعادت علیخان

مسند نشین ۲۰ شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۱۲ھ ۱۷۹۸ء مدت ۱۶ سال ۱۱ شہر ۱۲ یوم وفات ۲۹ رجب سہ شنبہ ۱۲۲۹ھ ۱۸۱۴ء ماہ جولائی ساون مرگ مفاجات وغیرہ مدفون خاص بازار مکان نواب غازی الدین حیدر +

نواب غازی الدین حیدر

مسند نشین بتاریخ و سنہ مذکورہ در ایام تخت سلطنت ۱۰ ذیحجہ ۱۲۳۳ھ ۱۸۱۸ء شاہ زمن مدت وزارت و بادشاہت ۱۳ سال ۸ شہر ۵ یوم وفات ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء اکتوبر ماہ کاتک مدفون امام بارہ نجف تعمیر خود +

شاہ زمان نصیر الدین حیدر

جلوس سلطنت تاریخ و شہر سنہ مذکورہ مدت ۱۰ سال ۵ یوم شب شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء ماہ جولائی ساون یکایک بعارضہ تپ وغیرہ مدفون کربلای نو تعمیر خود آنطرف دریاے گومتی +

مرزا فریدون بخت عرف منا جان

مدت ۹ ساعت انتقال چنار گڈھ مرض مرگ مفاجات محرم ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء جنوری ماگھ +

محمد علی شاہ

جلوس ۵ ربیع الثانی سنہ و تاریخ مذکورہ مدت ۵ سال ۱ یوم عارضہ تپ محرق مدفون امام بارہ حسین آباد نو تعمیر خود ماہ مئی ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء ماہ جیٹھ +

محمد امجد علی شاہ

جلوس سنہ مذکورہ مدت ۴ سال ۱۰ شہر ۲۴ یوم مرض سرطان مدفون چھاونی میڈو خان رسالدار ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ ۱۸۴۷ء فروری پھاگن +

واجد علی شاہ سلطان عالم

جلوس سنہ مذکورہ مدت سلطنت ۹ سال ۱۱ شہر ۵ یوم روانہ کلکتہ قیام موچی کھولہ سنہ ۱۲۷۲ھ
سنہ ۱۸۵۶ء ۵ رجب شب جمعہ۔

مرزا حسین وقت در وزارت آبائی عمو جبری

مدت مجموع ۹ شہر روانہ کوہ نیپال و قیام آنجا۔

مدت وزارت وزرای اودھ مجموع ۱۴۳ سال ۲ شہر ۲۴ یوم مدت بادشاہت ۴۱ سال

سبب تالیف کتاب

جب مسٹر ہنری الیٹ صاحب سکرٹر اعظم گورنمنٹ رونق افروز لکھنؤ ہوے اونکو
کتب تواریخ کا بڑا شوق تھا چنانچہ ہر شہر سے کتابین بہت تحفہ خط ولایت کمیاب بلکہ نایاب
خواہ بقیمت یا بہدیہ لیتے تھے اور ہر شخص بطیب خاطر یا موجب رسوخ یا شہرہ شوق مرحوم سمجھکر دیتا تھا
چنانچہ مرزا وصی علیخان جو لکھنؤ سے حسب دستور قدیم سرکار وسیلہ رسوخ جانکر کئی سو جلد
تواریخ خط ولایت وہند جو کتب خانہ مرزا جعفر مرحوم سے حضور عالم کو اونکی اولاد سے بقیمت قلیل
ہاتھ آئی تھین گذرانی تھین وہ درحقیقت کتب خانہ شاہی سے تحویلدار ونکی باختیار تھین
صاحب نے بہت مسرت دلی سے اصرار اونکی قیمت کا کیا نہ لی اسکو وسیلہ رسوخ اپنا
سمجھے چنانچہ اسکا ذکر اپنے مقام پر آئیگا ۔

ایک دن کرنل ولکاکس صاحب بہادر مہتمم رصدخانہ سلطانی نے اس ملازم مؤلف سے فرمایا کہ
الیٹ صاحب بغرض تواریخ مملکت اودھ کے بہت مشتاق ہین عرض کیا کہ کتاب عماد السعادت
منشی محمد حسن قتیل اور بہادر رغانی وغیرہ کتب ہند مین متفرق احوال ریاست کا بھی مندرج ہے
فرمایا مختصر اسی سلطنت کا احوال ابتدا سے آج تک کا چاہتے ہین عرض کیا جب کرنل جان بیلی صاحب
رزیڈنٹ کے وقت سے ہوش وخبر ہی جو حوادث وانقلاب سرکار مین گذرے ہین اور
اس سے پیشتر کا حال بھی اکثر واقف کارون سے مفصل معلوم ہی لیکن بشرطیکہ آپ بھی اوسکی
تصحیح وتنقیح پر متوجہ ہون غالب ہی کہ صاحب ممدوح بھی اوسے پسند کرینگے چنانچہ عنوان کتاب
موافق دستور انگریزی کیا کسیکی خوشامد یا تعریف زائد نہین جیسا مورخین زمانہ کرتے ہین
فقط حقیقت حال مثل اخبار اپنی رسائی تحقیق سے لکھا کرنل ولکاکس صاحب و ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے
کئی باب مثل مشتے نمونہ سنے بلکہ الیٹ صاحب کو بھی بھیجی اونھون نے ازراہ قدرشناسی
پسند کرکے تعریف لکھی مگر افسوس یہ ہی کہ اونکا کیپ مین جاکر مرجانا باعث ناکامی ہوا پھر
تکلسن صاحب مہتمم کالج وجنرل مارٹن نے کئی باب سنے اور جنرل سلیمن صاحب رزیڈنٹ کو جہانتک
اونکے زمانے مین احوال گذرا تھا لکھکر دیا اونکی چٹھیان میرے پاس موجود ہین جو ازراہ قدردانی
اور جوہر شناسی کے مجھے عنایت فرمائی تھی ۔

اب مختصر حال اپنی ناکامی کا یہ ہے کہ جب بعد انتقال کرنل ولکاکس صاحب کے قطب الدولہ
تقریب ناموش حضرت سلطان عالم کی نظر انور سے گذرانی بعض مقامات مندرجہ اپنے عہد دولت کو
ناگوار طبع اقدس سمجھکر ازراہ عتاب عاصی کو نوکری سے موقوف کیا ۔
اب بفضل خدا سے آج تک جو سوانحات اور حوادث عجیبہ انقلاب عظیمہ دور فلکی سے ہوئے
عداوت صداقت بلا رعایت لکھے گئے بہ نسبت اوسوقت کے یہ کتاب اب سہ چند ہو گئی ہے
ایک جلد فارسی دوسری اردو تیسری ترجمہ انگریزی جنرل چمبرلین صاحب نے خود کئی باب ترجمہ کیے
باقی پادری صاحب سے ترجمہ کرا کے مرتب کیے بشرطیکہ صاحبان انصاف و حکام عادل بھی پسند کریں
اور بعد طبع کے بطیب خاطر مول لین کہ ایسے بھی وقائع یادگار زمانہ ہوتے ہین چنانچہ اب جنرل
چمبرلین صاحب بہادر ۵ اماہ مارچ روز جمعہ ۱۸۵۸ء مع الخیر روانہ ولایت لندن وطن مالوف
ہوئے ہین بعد مع الخیر پہونچنے منزل مقصود کے انشاء اللہ تعالی ولایت مین طبع کرا دینگے اور
وہان خاص و عام و حکام کو یہ حال مملکت اودھ بخوبی منکشف ہو جائیگا اگرچہ کوئی امر پوشیدہ
نہین رہا حق و باطل اہل انصاف کو کالشمس فی النہار کھل گیا ہے خدا غربا بے شہر پر رحم کرے
اور سب کو توفیق خیر دے ۔

داب دستور مورخین اخبار و سوانح نگار زمانہ تا ہنجام
مورخین اخبار تین قسم کے ہوتے ہین ۔

پہلے وہ فرقہ جو دشمن افعال صاحبان اقبال و اہل کمال بسبب اپنے حسد کے
ہوتا ہے بغیر ظہور مضرت جو محض عداوت اور اپنی بد باطنی سے دیدہ و دانستہ پردۂ غفلت
آنکھ بے بصیرت پر رکھکر کسی کے عیب ذاتی و صفاتی کو اپنے ذہن مین ٹھہرا کے لکھتا ہے
اسواسطے کہ خلق عالم مین بدنامی ہو یا کھلکر اظہار عادات بد سے نسبت وے سکتا تو نیک
کامون کو بطور کنایہ اور اشارہ بطریق مضحکہ لکھتا ہی جسے عقلمند خوب سمجھتے ہین ۔
دوسرے وہ طائفہ جو دوست یا تابعدار کسی کا ہے کہ چار و نا چار سوا ہی تعریف کے
کچھ اور نہین لکھ سکتا اور اپنے دفع دخل کیواسطے پچھلے حکام کے عیب کو اپنی دلیل عقلی
سے ثابت کرتا ہے یا خوف آبرو و عزت حاکم وقت سے رکھتا ہے بہر صورت مجبور ہے ۔

تیسرے وہ لوگ جو فقط بیان حقیقت حال کرتے ہین جس سے کسیطرح کی نفسانیت ظاہری و باطنی ثابت نہو لیکن طریق و طرز معقول سے جو شایان زبان شرفا و نجباء ہے اور سچ کہنے مین کسی سے نہین ڈرتا اگرچہ یہ بات سب پر ناگوار خصوصاً حکام پر ہے الغرض عاصی پر معاصی سید کمال الدین حیدر حسنی الحسینی مشہدی طوس طبسی المعروف محمد میر زائر نے جو ان اوراق کے لکھنے مین عرقریزی کی ہے ہر صاحب فہم دریافت کرلے گا اگرچہ زمانہ پرآشوب اور قدردانی قدرشناسون کی ظاہر ہے

ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئ قدرا وھو المستعان وبہ نستعین

خلاصۂ احوال سلطنت ملک اودھ

سنہ ۱۲۶۳ھ سنہ ۱۸۴۷ء

قطعۂ تاریخ

سلطان عالم شہ ذیشان و ذی شکوہ — ہے تاجدار مملکت صوبۂ اودھ
کیونکر نہ اسکے عہد مین کثرت ہو عیش کی — ہے اس سے زیب منزلت صوبۂ اودھ
ہے وہ مدار دولہ بہادر وزیر شاہ — مسند نشین معدلت صوبۂ اودھ
سید کمال دین حسینی کی وجہ سے — دیکھی سبھون نے مرتب صوبۂ اودھ

ہاتف پکارا سال ہمایون کو اسطرح
تقویم حال سلطنت صوبۂ اودھ

سنہ ۱۲۶۳ھ سنہ ۱۸۴۷ء

❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسب خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان و امرائے ذوی الاحترام

سید شمس الدین محمد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بیٹے کی اولاد ساکن نجف اشرف بہت
صاحب علم تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اونھین بلا کر قاضی القضات کیا اور نیشاپور مین
بہت سی املاک و جاگیر دی اونکے کئی بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا سید محمد جعفر اونکے دو بیٹے
ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد سید محمد امین کے بیٹے کا نام میر محمد یوسف تھا
میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف دوسرے شاہ عباس ثانی کے زمانے مین تھے بادشاہان
ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کوئی شخص آگے سواری کے چلتے تھے اور سارا لشکر
پیچھے رہتا تھا اتفاقاً قریب جنگل سواری شاہ چلی جاتی تھی ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر
حملہ کیا گھوڑے سے گرا دیا میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اوس شیر کو پیش قبض
سے مار ڈالا بادشاہ زرہ پہنے تھا کچھ صدمہ نہ پہونچا بادشاہ نے ایسے کار نمایان سے چاہا
کہ اونھین اپنا وزیر کرین عرض کی مین سید ہون مجھ سے سیاست نہو سکے گی اور بے اسکے
انتظام ریاست غیر ممکن ہے مجھے معاف فرمایئے مگر میر محمد نصیر میرا چچازاد بھائی ہے ابھی تک
کتخدا بھی نہین ہوا اوسکی شادی مسمی رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کیجیے وزیر قوم قزلباش
سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اونسے تیری بیٹی سے کتخدا کیا
تاکہ میری اور تیری قرابت ہو وزیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگر بیٹی ہو تو میری قوم سے منسوب ہو
اور یہ رسم ہمیشہ قائم رہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت
جاگیر دی اور املاک ۔

میر محمد نصیر کے بیٹے سے دو بیٹے دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر
چھوٹے کا نام میر محمد امین جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی اونکی بی بی نے ایفای عہدہ
چاہا یعنی محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان سے ہے یعنی سلطان

مرزا یوسف قرا اور شاہ بداغ سے ہے تیری بیٹے سے جسکا نام جعفرخان بیگ ہی اپنی بڑی بیٹی کی شادی کرو اونھون نے قبول کیا اس شرط سے کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کرے پس بعد منظوری کے یہ دونون شادیان ہوئین باقی رہا ایک بیٹا اور بیٹی بیٹی کو میر محمد یوسف کے بیٹے سے جسکا نام میر محمد شاہ میر تھا منسوب کیا اور میر محمد یوسف کی بیٹی سے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کا بیاہ کیا میر محمد یوسف کی املاک بہت تھی اس جہت سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا +

ایکدن میر محمد امین کی بی بی نے طعنہ دیا ازبسکہ صاحب غیرت تھے وطن کو چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوے وہ زمانہ فرخ سیر بادشاہ شاہجہان کا تھا یہان آکر نوکر اور داخل زمرۂ امرای سلطنت ہوے نواب سعادت خان برہان الملک خطاب پایا بتدریج +

بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھیکا لیا تھا خسارہ ہوا مرزا یوسف کو رکی مان کا زیور بیچکر ادا کیا اس غیرت و حجاب سے ہندوستان آئے نواب سربلند خان کے خیمہ نصب کرنے پر نوکر ہوے اتفاقاً ایکدن خیمہ زمین نشیب مین نصب ہوا تھا مینہ برسا خیمے مین پانی گیا بیٹھنا مشکل پڑا نواب انپر خفا ہوے فرمایا تمھارے دماغ سے بوی ہفت ہزاری پائی جاتی ہے انھون نے روزگار چھوڑ دیا دلی آئے شاہزادون کی جاگیر کا ٹھیکا لینا شروع کیا اور اپنی نیک نہادی اور صفائی سے جو محاصل ہوتا تھا اوسمین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے جب انکی دیانت امانت کارگزاری مشہور ہوئی شاہزادون سے نوبت حضور شاہی پہونچی خلاصہ جب یاوری اقبال ہوتی ہے بگڑی بن جاتی ہے جیسا اس زمانہ حال مین دیکھا خدا نے چند روز مین انھین منصب ہفت ہزاری دکھایا یہ تفعل عجب بتعجا مس سے ہوا تھا مگر یہ بھی مدت عمر تک اپنے اس معمول پر رہے جب راہ مین سواری نواب سربلند خان کی ملتی تھی ہاتھی سے اوترکر از راہ آداب سلام کیا کرتے تھے فی الحقیقت وہ عجب نیک ساعت تھی +

بعد اسکے میر محمد باقر انکے بڑے بھائی ہندوستان مین آئے مابین راہ قندھار اپنا بیاہ کیا ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام شار محمد خان رکھا جب ہندوستان مین پہونچے

ملازمت فرخ سیر حاصل کی خطاب سیادت خان پایا بعد فرخ سیر جب سلطنت محمد شاہ ہوئی
نواب سعادت خان کو صوبہ داری ملک اودھ اور اکبرآباد اور نواب برہان الملک خطاب ملا
اور انکے بھتیجے نثار محمد خان کو خطاب نواب شیر جنگ +

نواب سعادت خان کی ہندوستان مین پانچ بیٹیان ہوئین بڑی صدر جہان بیگم دوسری
نور جہان بیگم تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم نواب برہان الملک
کی بڑی بہن جو جعفر خان بیگ سے منسوب تھی اونکے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا مرزا محسن چھوٹا
مرزا محمد مقیم اور نواب کی چھوٹی بہن جو میر محمد شاہ میر سے منسوب تھی اونکو دو بیٹے دو بیٹیان
بڑا بیٹا مرزا محمد یوسف چھوٹا نصیر الدین حیدر خان بیگ اور چھوٹا بھائی جعفر خان بیگ جسکا
نام مرزا محمد شفیع اونکی چار بیٹیان تھین مرزا محمد مقیم چھہ مہینے کے بڑے بھائی مرزا محسن
چار برس کے تھے جب انکی مان نے انتقال کیا تھا مرزا محمد مقیم کو اونکی خالہ نے اپنا دودھ پلاکر
پالا تھا اور یہ دونون بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوے +

جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم ۱۲ برس کی ہوئی اپنی بہن کو مع مرزا
محمد مقیم نیشاپور سے بلا کر اپنی بیٹی سے شادی کر دی مرزا محمد مقیم کو یاوری اقبال سے
خطاب نواب صفدر جنگ ملا +

جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہینگا بیگم دس برس کی ہوئی پھر
اپنی بہن کو نیشاپور سے اور نصیر الدین حیدر خان کو بلوا کر شادی کر دی اور اپنی نیابت
صفدر جنگ کو دی +

دختران مرزا محمد شفیع چھوٹے بھائی جعفر خان بیگ کی مرزا محسن سے اور وغیر قوم اشراف عالی خاندان سے
منسوب ہوئین ازانجملہ ایک مرزا مسیح سے دوسری میر عبد اللہ سے کتخدا ہوئی اور سب سے
چھوٹی مرزا یوسف سے +

مرزا محسن کے دو بیٹے دو بیٹیان تھین بڑا بیٹا جعفر قلی خان مشہور مرزا بزرگ چھوٹا
محمد قلی خان مشہور مرزا کوچک +

دو بیٹیان جو غیر قوم سے بیاہی گئین ایک مرزا مسیح سے انکے دو بیٹے ہوے

محمد علیخان دوسرا مرزا رحیم خان محمد علی خان کا بیٹا مرزا حسین خان نواب سالار جنگ کی بیٹی سے
بیاہا گیا وہ بے اولاد مرگیا محمد علیخان کی بیٹی جو نواب سالار جنگ کے بیٹے سے منسوب ہوئی
تھی اوس سے جو اولاد ہوئی طفولیت مین مرگئی مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی
ایک بیٹا ہوا بیٹی مرزا امینڈو نواب شجاع الدولہ کے بیٹے سے بیاہی گئی اور مرزا رحیم خان
کے بیٹے کا نام بھی مرزا مسیح تھا جسکی پنشن سو روپیہ ماہواری کی سرکار کمپنی سے تھی اس جہت سے
کہ کئی برس تک ضلع اکبرآباد مین تحصیلدار رہا موافقت کلکٹر صاحب و سفارش ڈاکٹر سے یہ پنشن
مادام حیات مقرر ہوئی تھی اور سرکار شاہی سے بھی سو روپے ملتے تھے پیش از فساد لکھنو مرگئے
انکے بیٹے کا بھی نام مرزا عبدالرحیم خان تھا بہت ہوشیار و کارگزار سرکار صاحب النصیب
عہد دولت حضرت جنت مکان مین نواب امین الدولہ نے تحصیلدار علاقہ کیا تھا
عین شباب مین مرگیا پنشن شاہی فقط تقسیم اولاد ہوئی +

میر عبداللہ سے تین بیٹے ہوے مرزا عبدالمطلب خان مرزا حیدر علیخان مرزا علی اکبر
یہ سب بے اولاد مرگئے مگر ایک بیٹی میرزا عبدالمطلب خان کی مرزا مسیح سے بیاہی گئی +

مرزا محسن بڑے بھائی نواب صفدر جنگ کے دو بیٹے دو بیٹیاں بڑی بیٹی بے اولاد
مرگئی چھوٹی مرزا ابوطالب خان کے بیٹے مرزا ابوتراب خان سے منسوب ہوئی جو پھوپھی زاد
نواب صفدر جنگ سادات حسینی تھے جنکا دادا مرزا فخرالدین محمد متولی روضہ حضرت
امام رضا علیہ السلام مشہد مقدس مین تھا اونکے دو بیٹے بڑا بیٹا مرزا محمد ابراہیم خان
عرف مرزا سید چھوٹا مرزا ابوطالب خان داماد جنت آرامگاہ سگی بہن فردوس منزل
سے بیاہا گیا +

مرزا ابوطالب خان کے تین بیٹے مرزا ابوتراب خان مرزا ابوالقاسم مرزا ابوالحسن
عرف مرزا امینن مرزا ابوتراب خان کی شادی مسماۃ حاجی بیگم نواسی خلد مکان سے ہوئی +
مرزا ابوالقاسم خان دوسری بہن مسماۃ زہرا بیگم سے کتخدا ہوے یہ دونون سگی بہنین
نواب محسن الدولہ کی بھتیجین مرزا ابوالحسن فردوس منزل کی چھوٹی بیٹی سے بیاہے گئے تھے
بڑا بیٹا مرزا محسن کا مشہد مرزا بزرگ میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور چھوٹی بی بی

بیاہا گیا اوسنے ایک بیٹا مرزا محمد شفیع خان ہوا جب نیشاپور سے ہندوستان مین آیا
نواب شجاع الدولہ نے اوسکو رسالہ دار کیا اور آمنہ بیگم کی بیٹی سے عقد کردیا یعنے نواسی
نواب برہان الملک سے لیکن رخصت عروس نہوئی تھی کہ نواب نے انتقال کیا مرزا محمد شفیع خان
دلی گئے بعد مرنے نواب نجف خان کے امیرالامرا ہوے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا
سے مار ڈالا +

مشہور ہے کہ بعد نواب نجف خان مرحوم کے ان خودسر نا عاقبت اندیش امراو سردار
نے عجب ہنگامہ فساد برپا کیا کسی نے آپسمین صلح و اتفاق نکیا ان سبکی جمعیت فوج کئی
لاکھ کی تھی سب کے سب ایکسال کے عرصے مین آپسمین کٹ کر مرگئے جنکا نام و نشان نرہا
مختصر حال یہ ہے جب مرزا محمد شفیع خان امیرالامرا ہوے اونکی بدمزاجی سے جتنے
سردار او افسر فوج تھے ناراض بیدل و خائف آبرو ہوکر راہ عافیت ڈھونڈھنے لگے
ازانجملہ بعد انزابی محمد بیگ خان ہمدانی سے جب بظاہر صلح و آشتی ٹھہری نواح اکبرآباد مین
لشکر طرفین صفوف آراستہ ہوکر کھڑا ہوا ایک طرف سے مرزا محمد شفیع خان اجل گرفتہ دوسری
جانب سے محمد بیگ خان ہاتھی پر سوار وسط میدان مین پہونچے محمد بیگ خان موٹا تھا
مرزا صاحب بولے محمد بیگ خان نے دست معانقہ بڑھا کر اپنی طرف کھینچا اسمعیل بیگ خان
انکا بھانجا خواصی مین تھا مرزا کے پیٹ مین کٹار مار کر تمام کر دیا انکے مونھہ سے فقط اتنی بات
نکلی اے قرمساق آخر دغا کی تو نے محمد بیگ نے دونون ہاتھون سے بیعت کے اپنی طرف
کھینچ لیے محمد شفیع خان زمین پر گر پڑے انکی خواصی مین مرزا محمد امین خان باپ مرزا
محمد تقی خان کے تھے جب محمد شفیع خان کی سواری کے ڈنکے کی آواز سنی جلد ہاتھی پر
سوار حوضہ ہندوستانی مین مضطراب سے انکی پگڑی اوچھلکر گر پڑی لوگون نے کہا یہ شگون بد
ہوا آپ بجا ہیے سنا جب میدان دغا مین پہونچے چاہا کہ ہاتھی پر کھڑے ہوکر محمد بیگ کو
تلوار مارین اوسنے دفعۃً اپنے ہاتھی کو بٹھا دیا یہ جھونک مین تلوار کے گر پڑے محمد بیگ نے
اپنے ہاتھی سے کچلوا دیا مشکل سے لاش ملی اکبرآباد مین دفن ہوئی بانی میر سید علیخان ساکن
مرزا بزرگ کا دوسرا بیٹا جسکے بڑا زین العابدین خان اور محل سے تھا نواب محمد تقیخان کی

بیٹی مسماۃ بڈھن صاحبہ سے بیاہا گیا جو نواب برہان الملک کی نواسی محمدی بیگم کے پیٹ سے
تھا ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا بیٹی بن بیاہی گئی بیٹا جسکا نام مرزا بزرگ تھا نواب شجاع الدولہ کی
بیٹی سے منسوب ہوا وہ بھی بے اولاد مرگئی مرزا بزرگ کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا
ایک بیٹی ہوئی اور وہ خود حالت جنون مین مرگئی اوسکا بیٹا قائم علیخان مرزا برہان الدین حیدر
مرزا بنگلی کی پوتی سے بیاہا گیا اونکی بہن مرزا مذکور کے بیٹے نواب مرزا سے منسوب ہوکر مرگئی
اوس سے تین بیٹے رہے +

نواب محمد قلی خان مرزا محسن کا بیٹا جب ہندوستان مین آیا جسے آغا بابا کہتے تھے نواب
صفدر جنگ نے صوبہ دار اکبر آباد کیا وہ پہلے محمدی بیگم نواب برہان الملک کی بیٹی سے منسوب ہوا
اونسے ایک بیٹی بڈھن صاحبہ مذکورہ تھی بعد اونکے مرنے کے میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی مشہور
بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین پہلے منسوب ہوچکا تھا اوس سے ایک بیٹا
مرزا جعفر ہوا اور محمد قلی خان کا ایک بیٹا دوسری بی بی سے محمد علیخان ہوا یہ مرزا جعفر سے
دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ نہوا مگر بیبیان بہت تھین +

محمد علیخان کی ۹ یا ۱۰ بیٹے چار پانچ بیٹیان تھین بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان داماد جنت آرامگاہ
دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان مسماۃ پوتی بیگم حضرت خلد مکان جو بادشاہ بیگم کے
پیٹ سے تھین منسوب ہوی وہ جنت آرامگاہ کے زمانے مین مرگئین ایک بیٹا دو بیٹیان چھوڑ کر

نواب محسن الدولہ داماد حضرت فردوس منزل حضرت خلد مکان کی سلطنت مین کتخدا
ہوے انکے کئی بیٹے طفولیت مین مرگئے اب ایک بیٹا مرزا عالی قدر ہے جسکی شادی حضور عالم
کی بیٹی سے ہوئی دو بیٹیان حاجی بیگم و زہرا بیگم جنھین بادشاہ بیگم نے پرورش کیا تھا
مرزا ابو تراب خان دوسری مرزا ابو القاسم خان مرزا ابو طالب خان کے دونون بیٹون
سے شادی ہوئی +

مرزا اکبر علیخان محمد علیخان کے بیٹے کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے ہوئی زمانہ ترقی
مرزا حاجی مین جو مقرب خاص حضرت خلد مکان کے تھے +

نواب برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی اپنے بھانجے نواب صفدر جنگ سے کی

اور نواب سعد کے جیتے جی اونکے نائب بھی تھے بعد مرنے نواب کے خلعت شاہی اونکے چھوٹے بیٹے کو ہوا اتفاقا وہ عارضہ چیچک سے طفولیت مین مرگیا یا کسی عارضہ دنیاسی واللہ اعلم جیسا اکثر جانتے ہین اوسوقت نواب صفدر جنگ کو اصالتاً خلعت ہوا صوبہ اودھ اور صوبہ اکبرآباد کا اونھون نے نواب عمدۃ الملک امیر خان سے صوبہ آلہ آباد سے اکبرآباد کا معاوضہ کرلیا کہ قریب صوبہ اودھ ہے +

نواب صفدر جنگ کا اکلوتہ بیٹا مرزا جلال الدین حیدر لقب شجاع الدولہ نواب صفدر جنگ کو محمد شاہ بادشاہ سے پہلے دارونگی توپخانہ دیکر سرافراز کیا تھا جب احمد شاہ درانی کابل لاہور تک پہونچا بادشاہ نے قمر الدین خان وزیر اعظم کو مع نواب صفدر جنگ اپنے بیٹے احمد شاہ کے ساتھ روانہ لاہور کیا اتفاقاً وزیر اعظم وہان مارا گیا نواب نے درانی کو شکست دی دہلی سے خبر انتقال بادشاہ پہونچی احمد شاہ بادشاہ ہوے نواب صفدر جنگ اپنے حسن تدبیر و یاوری اقبال سے وزیر ہوے +

اسکی تفصیل اکثر کتب تواریخ اور محققین کو معلوم ہے انکی قوم بیات قراقون لو قوم مغل ہی ہی بعض کہتے ہین قزلباش +

مختصر یہ ہے قرایوسف قوم ترک جسوقت لڑائی مین مرزا شاہرخ بیٹے امیر تیمور کے قبل از معرکہ بسبب درد گردہ اور کثرت قی سے مرگئے اونکا بیٹا جہان شاہ والی ریاست تبریز ہوا بعد اونکے اونکا بھتیجا بدائغ شاہ حاکم ہوا اوسکے بعد اوسکا بیٹا حسین علی مرزا اسیطرح بتدریج تسلط ہوتا چلا آیا اوسکا بیٹا ناصر مرزا پھر اونکا بیٹا منصور مرزا حاکم ریاست ہوا اور انھین کی عہد دولت مین شاہ عباس اول کا ایران مین تسلط ہوا اوسنے سرکشان ترک کو زیر و زبر کیا تا اینکہ منصور مرزا بھی اسیر ہوا اور حکم بادشاہ یہ ہوا کہ اب سب ترک جتنے ہین نیشاپور مین جاکر رہین وہان منصور مرزا کیواسطے جاگیر مقرر ہوئی جب یہ حاکم جاگیر ہوے بہت بخوبی بسر کی جب مرگئے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا بتجویز ترکان رئیس ہوا اسیطرح بعد اونکے اونکا بیٹا جعفر خان بیگ حاکم ہوا بعد اونکے محمد قلیخان بیگ اونکا بیٹا مسند ریاست پہ بیٹھا انکے دو بیٹے تھے محمد شفیع خان بیگ اور جعفر خان بیگ محمد شفیع خان کے سوا ے

پانچ بیٹیوں کے کوئی بیٹا نہ تھا جعفر خان بیگ کے دو بیٹے تھے مرزا محسن بخطاب عزت الدولہ دوسرے مرزا محمد مقیم مخاطب منصور علیخان صفدر جنگ +

میر شاہ میر کا بیٹا جو نواب برہان الملک کی بہن سے تھا انکا بڑا بیٹا مرزا یوسف بڑا زبردست تھا تمام ایران مین بزور و طاقت اپنا مثل نرکھتا تھا اسی باعث سے نادر شاہ نے دغا گرفتار کرکے اندھا کر ڈالا تھا +

انکا بڑا بیٹا سید محمد خان دوسرا شاہ میر خان تیسرا مرزا محمد امین خان یہ تینون مرزا محمد شفیع خان بھائی جعفر خان بیگ کی بیٹی سے تھے اور دو بیٹے مرزا جعفر اور مرزا غیاث الدین محمد خان مرزا محمد باقر کی بیٹی سے تھے جو داروغہ فراش خانہ روضۂ حضرت امام رضا علیہ السلام کی تھی لیکن بڑا بیٹا سید محمد خان آمنہ بیگم سے بیاہا گیا جو چھوٹی بیٹی نواب برہان الملک کی تھی انسے ایک بیٹی شمس النسا بیگم مشہور بہ کپکل صاحبہ وہ مرزا جعفر نواب محمد قلیخان کے بیٹے سے بیاہی گئی جو نواب محمد خان کی پھوپھی کے پیٹ سے تھا اونسے اولاد نہ ہوئی مگر سردار مرزا مرزا سید و کے بیٹے کو وقت پیدایش بہر عزیز و اقربا اپنی فرزندی مین لیا تھا کہ میرے بعد میرا وارث ہوگا جسنے تھوڑے دن ہوے انتقال کیا +

مرزا جعفر کے چار بیٹے تین بیٹیان دوسری بی بی سے منجھلا بیٹا مرزا محمد یوسف کا شاہ میر خان اپنے چچا مرزا نصیر الدین حیدر خان کے بیٹی سے جو نواب برہان الملک کی بیٹی سے تھا بیاہا گیا اونکی بی بی بیٹا جنکر مر گئی اور آپ عالی گہر بادشاہ کے ساتھ نواب نجف خان کی لڑائی مین مارا گیا چھوٹا بھائی مرزا محمد امین خان نصیر الدین خان کی چھوٹی بیٹی سے بیاہا گیا یعنے نواب برہان الملک کی نواسی انجم النسا بیگم مشہور کھیتو بیگم سے اونسے چار بیٹے دو بیٹیان ہوئین + بڑا بیٹا مرزا محمد نصیر خان دوسرا مرزا محمد تقی خان انسے چھوٹی بہن قدسیہ بیگم اور چھوٹا بھائی مرزا علی نقی عرف مرزا جھو اور سب سے چھوٹی بہن سات برس کی ہوکر مر گئی اور ان سبسے چھوٹا بھائی مرزا محمد یوسف عرف مرزا ابو سولہ برس کے سن مین بسبب اپنی شہسواری کے گھوڑے سے گر کر مر گیا +

مرزا محمد نصیر خان اور مرزا محمد تقی خان کو نواب آصف الدولہ نے خردسالی مین مثل

فرزندون کے پرورش فرمایا تھا چنانچہ مرزا محمد نصیر خان کی شادی حسن علیخان کی بیٹی سے
ہوئی جسے جناب عالیہ یعنی نواب شجاع الدولہ کی مان نے پرورش کیا تھا اور لطف النسا بیگم
مشہور بہو بنت نواب شجاع الدولہ انھین جناب عالیہ نواب آصف الدولہ کی مان نے پالا تھا
وہ مرزا محمد تقی خان سے بیاہی گئین انکی حقیقت پرورش سے اکثر معتمدین فیض آباد
واقف ہین واللہ اعلم ٭

مرزا محمد تقی خان کی بہن قدسیہ بیگم مرزا محمد ابراہیم عرف مرزا سید و سے کتخدا ہوئین مرزا علی نقی
عرف مرزا جو جمنی بیگم صاحبہ نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے بیاہے گئے ٭

مرزا محمد نصیر خان کا بیٹا مرزا شاہ میر خان فاطمہ بیگم صاحبہ مرزا محمد تقی خان کی بیٹی سے
انکا بیٹا دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر مسماۃ مولا بیگم مرزا محمد نصیر خان کی بیٹی سے مرزا حیدر کے
تین بیٹے نواب بہادر جسکی شادی دوسری نواب معتمد الدولہ کی چھوٹی بیبی سے ہوئی جو خورد محل سے تھی
وہ بھی مر گئی ایک بیٹی ایک بیٹا خورشید مرزا چھوڑ کر نواب بہادر بھی مر گئے انکی بیٹی کی شادی
نواب دولہ بھانجے نواب معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی جو مقیم کانپور ہین خورشید مرزا کی شادی
نواب سعید الدولہ کی بیٹی سے ہوئی وہ قضا سے مر گئی مرزا والاجاہ عالیجاہ کی شادی نواب
منور الدولہ کی بیٹیون سے ہوئی جو زمانہ وزارت نواب منتظم الدولہ تھا مرزا حیدر کی بیٹی کا عقد
خلد مکان کے زمانے مین نواب حسین علیخان نواب جعفر علیخان کے بیٹے سے ہوا رسم رخصت
عروس ہوئی وہ بھی مر گئی صاحبزادی بھی بعد چند سال کے مر گئے انھین نواب مبارک محل نے
باجازت حضرت خلد مکان اپنا بیٹا کیا تھا ٭

مرزا شاہ میر خان کے تین بیٹے نواب مرزا نواب میر کلو کی بیٹی مسماۃ وزیر بیگم سے بیاہا گیا
دو بیٹے دو بیٹیان چھوڑ کر مر گئی نادر مرزا مرزا غیاث الدین محمد خان کی بیٹی سے لے اور
صاحب مرزا مر گیا ٭

مرزا شاہ میر خان کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین
آغا علیخان نواب معتمد الدولہ کے بڑے بیٹے سے شادی ہوئی ٭

آغا علیخان جب اپنی مان منور محل کے ساتھ معلٰی کربلا معلی ہوے کاظمین علیہم السلام مین

انتقال کیا نعش کو کربلای معلی مین لیجا کر دفن کیا رواق روضۂ مقدسہ مین انکی ازواج اور اولاد کو
سرکار سے وثیقہ حسب تقسیم شرعیہ ملتا ہے +

مرزا سیدو کے چار بیٹے دو بیٹیاں بڑا بیٹا سلطان مرزا معصومہ بیگم مرزا جحو کی بیٹی سے
کتخدا ہوا اونکے دو بیٹے دو بیٹیاں +

مرزا سیدو کی بیٹی نواب سید محمد خان سے بیاہی گئی وہ بیٹا مرزا غیاث الدین محمد خان کا
پوتا مرزا یوسف خان کا جو نواب نجف خان کی بیٹی سے تھا +

بہادر مرزا کی شادی اونکے چچا مرزا ابو طالب خان کی بیٹی سے ہوئی انکا بیٹا شمس الدین محمد مرزا
مرزا ابو تراب خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اور دو بیٹیاں ایک کی شادی منظفر مرزا نواب ظفر الدولہ
کے بیٹے سے ہوئی دوسری بیٹی اولاد نواب سعادت علیخان مین کسی سے بیاہی گئی +

تیسرا بیٹا مرزا سیدو کا سردار مرزا انکی پہلی شادی مسماۃ حضرت بیگم مرزا حیدر کی بیٹی سے ہوئی
بعد اوسکے مرنے کے دوسری بیٹی مسماۃ مہدی بیگم سے ہوئی انسے ایک بیٹا مرزا محمد حسین خان
ہوا جوانا مرگ مرگیا انکی ماں بھی مرگئی +

ایک اور بیٹا مرزا علی حسن کسی محل سے ہوا جسکی شادی نواسی مرزا حیدر نواب
آفتاب علیخان کی بیٹی سے ہوئی

مرزا سیدو کا چھوٹا بیٹا شوکت الدولہ علی مرزا کی بنارس مین نواب شمس الدولہ کی چھوٹی
بیٹی سے شادی ہوئی +

سید محمد خان عرف مرزا سیدو مرزا جحو کا بیٹا جمنی بیگم صاحبہ ہمشیرہ غلام رضا خان عرف مرزا حسن رضا خان کے
سگے بھائی کی بیٹی سے کتخدا ہوا اور دو بیٹیاں جنکا احوال گذرا مرزا سیدو کو دو بیٹے مرزا برہان الدین حیدر
مرزا صمصام الدین حیدر مرزا برہان الدین حیدر باتہام شمول فساد مرزا جیسی قید تباہ و پریشان ہو کر
رئیس رامپور کے پاس نوکر ہوے اور بعد کئی برس کے لکھنؤ آکر مرگئے اونکا وثیقہ سرکار سے جاری نہوا +

بعد انتقال جمنی بیگم پھر عزت النسا بیگم سے مرزا جحو کا عقد شرعیہ ہوا مگر عزت النسا بیگم
بے اولاد رہین مگر اور محل سے اولاد ہے +

مرزا محمد یوسف کے دو بیٹے دوسری بی بی سے جیسا مذکور ہوا مرزا جعفر بڑا بیٹا

بائیس ۲۲ برس کا بن بیاہا مر گیا سبب یہ ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کے لشکر مین ایکدفعہ آندھی آئی اس شدت سے کہ لشکر مین سب خیمے گر پڑے مرزا جعفر نے اپنے تینون بھائیون سے کہا تم ایک چوب خیمے کی تھامے رہو مین اکیلا دوسری چوب تھامے رہونگا پس ایسا زور و قوت کیا کہ آندھی سے چوب کو گرنے نہ دیا اسی زور سے اونکے دونون گردے پھٹ گئے ادھر ہوا کی موقوف ہونے سے چوب کو چھوڑا اودھر اونکی روح نے مفارقت کی +

انکے بھائی غیاث الدین محمد خان ایک شخص ولایتی مشہور قاسم بیگ سبزواری کی بیٹی سے کتخدا ہوئے اوس سے ایک بیٹا دو بیٹیان ہوئین مرزا حسام الدین حیدر خان دہلی مین نواب نجف خان کی بیٹی سے بیاہا گیا اونسے دو بیٹے ایک بیٹی ہوئی دوسری بی بی سے دو بیٹے ہوئے بعد اسکے غیاث الدین محمد خان نے نواب نجف خان کی بیٹی سے بیاہ کیا اونسے ایک بیٹا نواب سید محمد خان ہوا جسکا ذکر گذرا وہ بھی بے اولاد بعارضہ جذام سے مر گیا قصہ زیارت کربلا و معلی کیا تھا نجابت کا شاعر ہندی بہت خوب تھا رند تخلص ہزار ہا روپیہ صرف کیا +

قصہ بھی بیٹی نواب برہان الملک کی مسماۃ بندی بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب تھی جسکا خطاب سیادت خان تھا اونسے ایک بیٹا میر محمد باقر عرف مرزا بندو ہوا وہ سنگی بیگم صاحبہ بڑی بیٹی نواب شجاع الدولہ سے بیاہا گیا اونسے اولاد نہوئی مگر قدرت خدا سے سن پیری اسی برس مین ایک بی بی سے جعفر علیخان پیدا ہوا دلیر الدولہ مرزا حیدر کی بیٹی سے کتخدا ہوا ایک بیٹی بھی ہوئی وہ طفولیت مین مرگئی +

حضرت خلد مکان کے زمانہ مین مرزا بندو نے فیض آباد مین انتقال کیا سو ماہواری کی تنخواہ تھی سرکار شاہی سے پوری تنخواہ جاری نہوئی اس جہت سے کہ جعفر علیخان صغر سن تھا حسب سر رشتہ دو سو روپے ماہواری جاری ہوئے باقی تنخواہ خزانہ ظفر الدولہ مین بامانت رہی جب زمانہ عدل و انصاف حق دارون کا جنرل سلیمن صاحب بہادر کی رزیڈنٹی مین مشتہر ہوا جعفر علیخان نے بفہمایش صاحبان خود غرض زمانہ دعوی تنخواہ سابق امانت سرکار کا کیا صاحب بہادر نے از راہ انصاف پرچہ بنام امداد تنخواہ سائل کا سرکار شاہی مین بھیجا یہان

اہلکارون نے بلطایف الحیل چاہا ندین عذرات بار دپیش کیے صاحب عادل نے بہت
جد و جہد سے پوری تنخواہ ابتدا سے دلوادی شاید ستر ہزار روپیہ ہوا تھا اسمین ایک انگریز صاحب
بھی شامل وکالت ہو گئے تھے چالیس ہزار لیکر وہ تو راہی لندن ہوے دو صاحب اور صاحبان
لکھنؤ سے تھے اونھین چراغی ملی باقی جتنا رہا ہو جعفر علی خان کو ملا انکا سامان نوابی
درست ہو گیا ۳۰۰ سو ماہواری ملنے لگی دروازہ عیش و عشرت کھلا اور مرغ بازی کئی
برس تک خوب رہی +

جب فساد لکھنؤ ہوا اور زمانہ بفروغ شاہ جی ہوا جعفر علیخان بھی سلٹے اور بمجبوری پیالہ
شاہ جی کا نوش جان کیا جب عملداری سرکار ہوئی معتوب ہوے بعد کئی برس کے دوا دوش
وکلای عدالت سی پھر تنخواہ بدستور جاری ہوئی وگرنہ بسر اوقات فقط بی بی کی تنخواہ پر تھی انکے
بیٹے نواب مہدی علیخان کی شادی نواب یحیی علیخان کی بیٹی سے ہوئی جسے نواب ممتاز محل
حضرت خلد مکان نے مثل اپنی بیٹی کے پرورش کیا تھا جب بدستور تنخواہ جاری ہوئی چند سے
وہی صورت سابقہ ہونی شروع تھی کہ دفعتہً مادہ صرع سے شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۰ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۶۳ء انتقال کیا +

نواب سعادت خان کی دوسری بی بی سے ایک بیٹا مرزا گھسیٹا اوسکی شادی مستی بیگم
نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوئی انکی دو بیٹیان ایک بیٹا منجھلے آغا کربلائی علی جا کر زائر بھی ہوا

نواب سعادت خان کا بڑا بیٹا نواب برہان الملک کا بڑا بھائی نواب شیر جنگ اوسکی شادی نواب
ذوالفقار خان کی بیٹی سے ہوئی وہ بیٹا نواب اسد خان وزیر عالمگیر بادشاہ کا تھا مگر اوس سے
اولاد نہوئی اور بی بی سے ہوئی وہ بھی مر گئی +

نواب شیر جنگ کا پوتا مرزا اسنگی حسن علیخان کی بڑی بیٹی سے بیاہا گیا اوس سے ایک بیٹی ہوئی وہ
نواب علیخان کے بیٹے سے منسوب تھی وہ ایک بیٹی چھوڑ کر مر گئی جسکی شادی صاحب مرزا مرزا شاہ میر خان
کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی +

ایک بیٹی نواب سعادت خان کی نواب [illegible] خان سے منسوب ہوئی جو نیشاپور کے
اقربا سے تھا اونکا بیٹا عباس قلیخان اسی برس کے سن مین بے اولاد مر گیا + والسلام

ذکر اجمالی نواب نجف خان مرحوم

ذوالفقار الدولہ بخشی الملوک نواب نجف خان کا نسب بادری صفویہ تک ہی انکی بہن مسماۃ بیگم صاحبہ مرزا محسن نواب صفدر جنگ کی بھائی سے منسوب تھی جب مرزا محسن مرگئی نواب نجف خان نو برس کی تھے نواب محمد قلیخان نے انھین مثل اپنے بیٹے کی پرورش کیا تھا بہت چاہتے تھے جب جوان ہوے رسالدار کیا بعد مرنے نواب محمد قلیخان کے بادشاہ عالی گہر نے انھین بتدریج مراتب امیر الامرا کیا ازبسکہ جرات ذاتی رکھتے تھے اپنی یاوری اقبال اور بزور شمشیر تقریبا چار کرور کا ملک نواح شاہجہان آباد مع قلعجات وغیرہ اپنی حکومت مین لائی مگر مدت حکومت و ریاست مین بسبب بے انتظامی و خود سری کی کبھی چین نہ پایا اور نہ انتظام جیسا چاہیے تھا کرسکی ہمیشہ گذران مثل عمر صحرائی بادیہ نشین کے رہی اور نہ انتظام خود سر فوج کا بھی ظاہر تھا انہین سبب سی بنیاد ریاست کو قیام نہو سکا اونکی بعد دفعۃً ایسا جھونکا ہوای خلاف سی نشان بھی باقی نرہا مثل حباب آب ریاست ہا اہل لشکر ہر روز خون ناحق و ظلم بیجا پر کمر باندھی رہتے تھے کبھی انجام کار کو نسمجھے اپنی زعم ناقص مین ہر سوار و افسر اپنی تئین نواب جانتا تہا اکثر ثقات جو شریک یا ملازم لشکر مین تھے حکایات ظلم و تعدی بیان کرتے ہین کہ یہ سبب نوبت یہانتک تھا کہ ہر روز سو پچاس کسی تکرار بیجا سے مارے گئے او سیقدر او زخمی ہوئی اس تفصیل شرح فضول کو ایک کتاب چاہیے ✢

غرض نواب نجف خان کی دو بیٹیان بڑی مرزا غیاث الدین محمد خان سی چھوٹی مرزا محمود خان احمد خان کی بیٹے سی منسوب تھی جو بھائی کفایت خان دیوان طیمور شاہ کابل تھا لیکن سید موسوی ہے انکی بی بی ایک بیٹی بٹیا چھوڑکر مرگئی بٹیا نواب محمد قلیخان عرف نواب مرزا بخشی بہادر شاہ بیٹی عالیہ سلطان بیگم مظفر الدولہ مرزا حسام الدین خان کی بیٹی سی منسوب تھی جو نواب نجف قلیخان کی بیٹی سی تھا ✢

قطعۂ تاریخ وفات نواب نجف خان

ای چرخ کج نہاد و کمان پشت پنہان	از سہم حادثات لسان زو خطا ہدف	زد بر نشانہ اشرف سادات اکہ لقب
نسل سیادت صفوی از دو شرف	شایستہ میوہ شجر باغ ہشت و چار	پاکیزہ جوہر دو گہر درینہ صدف
بخشی الملوک میر نجف خان شیر دل	کشور کشای ہند بتائید لا تخف	آن اشجعی کہ دست چو بردے بذوالفقار
سلطان لا فتاش ستودی ہی خلف	زد کلک وحی توام عالی سنجاک او	تاریخ سال ارقم این تربت نجف
	تمت	سنہ ۱۱۸۶ھ سنہ ۱۷۷۳ء

پہلا باب

ذکر احوال میر محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر تا زمان سلطنت حضرت جنت مکان محمد امجد علی شاہ بادشاہ اودھ

جاننا چاہیے کہ ابتدائی خاندان عالیشان وزرا و بادشاہان مملکت صوبہ اودھ ذات خاص میر محمد امین موسوی نیشاپوری سے ہے یہ رئیس ملک خراسان نیشاپور کے ہین خاندان عالیہ سے بہادر شاہ بادشاہ شاہجہان کی سلطنت مین میر محمد نصیر باپ میر محمد امین کے اپنے بڑے بیٹے میر محمد باقر کو لیکر از راہ جہاز بنگالے مین آکر عظیم آباد مین رہے شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکا خبر گیران ہوتا تھا یہین مرگئے +

میر محمد امین اون دنون ولایت مین تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۸ء مشتاق باپ اور بھائی کا ہوکر ہندوستان مین آئے جب عظیم آباد پہنچے اپنے باپ کے مرنے کا بڑا صدمہ اوٹھا کر وہان سے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ شاہجہان آباد آئے بعد تھوڑے دن کے نواب مبارز الدولہ سربلند خان کے جو صوبہ دار گجرات تھے نوکر ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکر بموافقت وسطہ رای رتن چند دیوان قطب الملک وزیر اعظم نواب عبد اللہ خان سنہ ۱۱۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۰ء مین سند ہنڈون بیانہ لاکھہ روپیہ تحصیل کی لیکر انتظام اوس علاقہ مین مشغول ہوے اونھین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے عقد کیا اسکے پیشتر سید طالب محمد خان آصف جاہ کی بیٹی انکے عقد مین تھی او اسکے بھی پیشتر ایک بیٹی خاندان عالیہ سے انکے عقد مین تھی وہ بے اولاد مرگئی اور اس حکومت مذکور مین نواب بیگم صاحبہ یعنی ماں نواب شجاع الدولہ کی ۵ یا ۶ برس کی اپنے باپ کے ساتھ تھین انکی ولادت خانم صاحبہ سے ہوئی جنکا مقبرہ و باغ ایمن آباد مین مشہور باغ پنڈاین ہے +

مختصر حال ترقی جاہ نواب یہ ہے کہ جب محمد شاہ بادشاہ دہلی ہوے سادات بارہہ کا سلطنت مین تسلط تام تھا اور اختیار کلی جسے چاہتے تھے بادشاہ کر دیتے تھے پھر اوسے قتل کر کے سلاطین مین سے دوسرے کو تخت نشین کرتے تھے جسطرح قتل فرخ سیر بادشاہ وغیرہ مشہور ہے چنانچہ جب محمد شاہ کو تخت نشین کرنے لگے انکی ماں راضی نہ تھی خلاصہ انکی سفاکی و ظلم و تعدی سے

سب ارکان دولت بھی خائف و ترسان رہتے تھے اس جہت سے بادشاہ نے اپنی حکمت عملی سے قطب الدولہ وزیر اعظم کو انتظام ملک دکن کیواسطے سنہ ۱۱۳۱ھ مطابق سنہ ۱۷۱۸ء مین روانہ کیا اوسوقت دہلی مین یہ مثل مشہور ہوئی اب جگ ٹوٹا پو خواہ انخواہ ماری جائیگی۔

خلاصہ جب محمد امین خان کو کہنی کہ نواب حسین علیخان سگے بھائی قطب الملک سے عداوت قلبی ہوگئی اونھون نے ایکدن میر حیدر خان کاشغری کو جو اونکا رفیق خاص تھا انکے قتل کو بھیجا اوسوقت نواب حسین علیخان جھالردار پالکی مین سوار دربار بادشاہ کو جاتے تھے انھون نے عرضی دی نواب اوسے پڑھنے لگے بس دفعتہً چھرا اونکے پیٹ مین مارکر تمام کردیا لیکن اوسیوقت نواب کے بیٹے نے بھی اونکا کام تمام کردیا مشہور ہے کہ حسین علیخان رات کو خواب دیکھہ چکے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا بلغ و عدک غلب عدوک اوسکی تعبیر صبح کو ظاہر ہوئی۔

جب خبر قتل قطب الملک کو پہونچی اپنی فوج لیکر دلی پھر آئے اور جتنے انکے متوسلین نامور تھے اونکو خط طلب اعانت لکھا کہ میرے شریک حال ہو چنانچہ نواب برہان الملک کو بھی خط اس مضمون کا بھیجا کسواسطے کہ انکی ترقی جاہ کا باعث اونکا دیوان ہوا تھا لیکن نواب نے بغور و تامل حقوق سلطانی اور اپنی نیکنامی دنیا کو مقدم سمجھا اور فرمان شاہی بھی طلب کا پہونچا تھا بموجب حکم شاہی ۲۰ ہزار سوار و پیادہ جرار لیکر اپنے علاقے سے روانہ ہو داخل شاہجہان آباد ہوے نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے انکی بہت تعریف کی بادشاہ خدا سے ایسا شخص جرار چاہتے تھے کہ وہ عبداللہ خان کا استیصال کرے غرض انھین کے وسیلے سے حاضر حضور شاہی ہونے لگے آخر خطاب نواب سعادت خان برہان الملک پایا جب مقابلہ عبداللہ خان ہوا بعد قتال و جدال اوسکو گرفتار کرلائے پس نواب کی ایسی جانفشانی اور کارنمایان سے بادشاہ بہت خوش ہوے سنہ ۱۱۳۲ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۹ء کو نظامت صوبہ اکبرآباد عنایت فرمائی یہ روانہ ہوے۔

ایسے حالات کی تفصیل اکثر کتب تواریخ ہند مین ہے کچھہ احوال مرزا محمد حسن قتیل نے بھی لکھا ہے اور اس عاصی کو فقط احوال سلطنت خاص منظور ہے جو متعلق سرکار مین

گذرا ہے اسواسطے تقویم پارینہ سمجھکر چھوڑ دیا مگر بضرورت ہر مقام لکھا ہے اب پہلے احوال شیوخ لکھنؤ سنا چاہیے

ذکر عروج و ترقی شیوخ لکھنؤ اور انکی بنا می تسلط صوبہ اودھ

ایک شخص شیخ عبدالرحیم ساکن قصبہ بجنور متصل شہر مرادآباد مفلس و محتاج اپنے گہر سے بتلاش معاش نکلا اور اپنی یاوری قسمت سے رفتہ رفتہ ملازم محمد اکبر بادشاہ جہان آباد کا ہوا ایک مدت تک جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصبداروں مین کھڑا ہونے لگا بادشاہ کو احکام نجوم پر اعتماد تھا ایکدن سب نجومیون نے باتفاق بادشاہ سے عرض کیا کہ دو دن دس ساعت تک آپکو جلاس تخت سلطنت اچھا نہین اسواسطے صلاح دولت یہ ہے کہ اس مدت مجوزہ تک سلطنت ہندوستان کسی اور کے نام ہوجائے تو بہتر ہے بادشاہ نے اس تجویز سے مشوش ہوکر شیخ عبدالرحیم خان کیطرف دیکھا اونھون نے اسے حکم حاکم مرگ مفاجات سمجھکر قبول کیا جب وقت مجوزہ مین فقط دو ساعت رہی بادشاہ نے پدشاک طلب فرمائی خواجہ سرا نے حاضر کی اتفاقاً تاج شاہی مین ایک سانپ تھا اوسنے خواجہ سرا کی اونگلی مین کاٹا دفعتہً زمین پر گرکر تصدق ہوا نجومیون نے عرض کی یہی آفت سماوی تھی جو اسپر گذری اب حضرت جلوس فرمائین -

شیخ عبدالرحیم خان حسب الحکم تخت شاہی سے اوترے بادشاہ نے جلوس فرمایا اور کمال مرحمت خسروانی سے سلطنت تین دن کی انھین عنایت فرمائی اور پرگنہ کوچ اور لکھنؤ جاگیر دی یہ علاقہ نظامت بہرائچ مین ہی شیخ بڑی دھوم دھام سے داخل لکھنؤ ہوئے اور طمینان بندوبست کیا پانچ محل اپنی پانچ جورؤون کے واسطے بنوائے جسے آج تک پنچ محلہ کہتے ہین وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہوگیا ہے اور قلعہ مچھی بھون اپنے رہنے کو کنارہ دریای گومتی بنایا اونکا مقبرہ قریب عیش باغ ہے جسے نذان محل کہتے ہین مشہور ہے کہ اس قلعہ مین ایک مکان کے ۲۶ دروازے تھے ہر دروازے پر گچکارون نے دو مچھلیان گچ سے بنادی تہین اس جہت سے اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بھون ہوگیا اسیطرح بیشتر مچھین ٹیلہ مشہور تھا جب شاہ پیر محمد اسپر مقیم ہوے اونکے نام سے مشہور ہوا

غرضیکہ شیخ مذکور مدت تک حکومت رہے جب مرگئے اونکی اولاد بترتیب وارث جاگیر رہی
یہ نقدمہ اکبری داخل اکبرنامہ نہین ہے ۔

نواب ابوالمکارم خان کا احوال یہ ہی

شیخ ابوالمکارم بھی اسی قصبہ مذکور کی رہنے والے تھے یک چشم تھے مگر بڑے بہادر اور
شجاع پریشان حال عالمگیر بادشاہ کی سلطنت مین فدائی خان صوبہ دار ملک اودھ تھا
اوسکے گھوڑونکا اصطبل اوس پار دریا کے تھا ایکدن سائیس گھوڑون کو نہلانے دریا
لیے جاتے تھے شیخ صاحب اپنے دروازے پر سر راہ بیٹھے ہوے تھے گھوڑون کے
سم سے کیچڑ اوڑکر انپر گری بہت خفا ہوے سائیسون نے بھی جواب سخت دیا شیخ نے
چھڑی ایک سائیس کو ماری کئی زخمی کیے مگر صوبہ دار کے ڈرسے آوارہ وطن ہوکر شاہجہان آباد
پہونچے بہادر شاہ بادشاہ کے نوکر ہوے ایک مدت تک کارنمایان کرتے رہے آخر کو
صوبہ دار اودھ ہوکر آئے اور سیکڑون گانوون زمینداروں سے بجبر وظلم لیکر بیعنامے اپنے نام
کرلیے اور ظلم سے زمینداروں سرکشون کے سرلوہے کی موگری سے کچلوا کر انتظام صوبہ کیا
آخر مرگئے اونکا مقبرہ مکارم نگر مین صحن مسجد مین ہے اونکی اولاد شیخ احمد بخش داروغہ
دیوانخانہ نواب امین الدولہ اور شیخ حیدر بخش انکے سگے بھائی جو کلکتے مین بعزت تھے شیخ
حفیظ الدین اس قوم مین بہت صاحب اعتبار تھے بلکہ اولاد محمود قلندر سے لوگ کہتے ہین
یہ فقیر بنگالی باغ لکھنؤ مین رہتا تھا اور حاکم بھی اوسی محلے کا تھا بعض علوی بعض بنی امیہ
بھی کہتے ہین واللہ اعلم رئیس اس قوم کے راجہ میان اور شیخ شبراتی باپ شیخ احمد بخش
کے اور شیخ فقیر اور عسکری احمد بھی تھے ۔

نواب برہان الملک بہادر کا صوبہ دار ہوکر داخلہ صوبہ اودھ

خلاصہ ۱۱۳۲ ہجری مین جسوقت بے انتظامی اور خرابی اور سرکشی زمینداران
ورئیسان صوبہ اودھ کی متواتر بادشاہ تک پہونچی ارکان دولت شاہی جو نواب سے
مخالفت مذہب اور انکی ترقی جاہ یوماً فیوماً اور خدمت گذاریون سے حسد ورشک رکھتے تھے

مرزا محمد امین نواب سعادت خان برہان الملک بہادر

Sádut Khan, Burhanoolmoolk.

وقت خاص پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ اس صوبہ کے بندوبست و انتظام کیواسطے کوئی شخص ایسا معلوم نہین ہوتا کہ ایسے سرکشون اور متمردون کو جاکر سزای قرار واقعی دے بادشاہ نے بھی انہین سب طرح لائق سمجھکر حسب دستور نواب کو خلعت صوبہ داری و فرمان عنایت فرمایا منافقین جنکے دلون مین تخم نفاق تھا بہت خوش ہوئے مگر یہ نجانتے تھے کہ انکی سرسبزی اور یاوری اقبال ہوگی بظاہر سبھون نے مبارکباد دی لیکن اوس زمانہ مین جو بدولت بے انتظامی سلطنت تھی فقط حکم شاہی کافی ہوا کچھ فوج سے اعانت نہوئی ۔

نواب والاشان بھی مخالفین کی کارپردازی سمجھے مگر محض اپنی جرات مردانگی اور تہور سے نظر بخدا کمر ہمت باندھی پہلے از روی مآل اندیشی قوم مغلیہ کو جمع کیا جو ہزارون بیکار ریاست بازار مین مشغول گشت تھے یہ خوشخبری سنکر ہجوم کیا نواب نے کہا سنو میرے بھائیو ہم شہری اگر اس وقت کے سوکھے ٹکڑون پر قناعت کروگے خدا چاہے تو ایکدن اس عرق ریزی و حق خدمت سے ثمرہ اوٹھاکر پلاؤ بھی کھاؤگے سبھون نے بجان و دل قبول کرکے کمر ہمت انکی باندھی کہتے ہین کہ نواب کے ان سوکھے ٹکڑون پر کئی ہزار مغل مفلس پریشان حال جمع ہوگیا لمبی کالی ٹوپیان سرپر رکھ ولایتی تلوار کمر مین باندھ آغا صاحب بن گئے بعد اسکے نواب جب اپنی قوم کی بھرتی سے فارغ ہوے اپنے توپخانے سے کچھ توپین جنگی ساتھ لین اور جو کچھ گھر مین قسم زیور وغیرہ تھا اوسے بیچکر بیل توپون کے مول لیے اور جمعیت کثیر سے اکبراباد آئے وہان کے صوبہ دار نے چاہا تدبیر ضیافت کرے نواب نے صلاح وقت سمجھکر زر نقد لیکر اپنی فوج مغلوں پر تقسیم کیا فی الجملہ سب کا سامان سفر درست ہوگیا وہان سے کوچ کرکے دلی آئے یہان بھی وہی صورت دعوت پیش آئی بعد اسکے داخل فرخ آباد ہوے وہان کے نواب نے بڑی عزت و خاطر کی باقی سامان بھی درست ہوگیا بہت سے گھوڑے یابو ٹٹو مول لیکر مغلیہ کو تقسیم کیے وہان کے نواب نے یہ صلاح نیک دی کہ حال سرکشی اور تمردی شیخزادگان لکھنؤ کا ظاہر ہے ایسا نہو کہ مثل اوروں کے آپکا بھی وہی حال ہوجاوے اس قوم کی رفتار و کردار و اعمال سے ہم خوب واقف ہین کسواسطے کہ ہمارے ملک سے حدود صوبہ اودھ قریب ہی ہیں مناسب یہ ہے کہ آپ دریای گنگ سے اوترکر یکا یک داخل لکھنؤ ہوجیے گا

اوسکے قریات قریبہ مین توقف کیجیے گا بعد تدبیر مناسب از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا
وہ تدبیر یہ ہے کہ درمیان شیوخ شہر اور قصبات بیرونجات صورت موافقت نہین بلکہ عداوت
ہے اور کم زور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین غالب ہے کہ وہ لوگ
آپکی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات و عافیت سمجھکر رہبر منزل مقصود ہون اور صلاح نیک بتا دینگے
مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے غرض جب اقبال یاور ہوتا ہے بگڑی بنجاتی ہے
نواب کنارہ دریاے گنگ پہونچے موسم برسات تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اوترے
مشہور ہے ایک شگون نیک اس سلطنت مین یہ کہ جب کشتی سواری نواب بیچ دریا مین پہونچی
ایک مچھلی دریا سے جست کرکے دامن نواب مین آپڑی نواب نے اوسے شگون نیک جانکر
مثل جز رکھ چھوڑا چنانچہ اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین تھے
مفتاح الدولہ بہادر نے اس عاصی کو بھی اوسے دیکھایا تھا اوسے تبرکا تیمنا سمجھکر خزانہ
مین رکھا تھا اسیطرح ایک نقل خواب نواب کی بھی مشہور ہے جسکا ثمرہ وزارت سے
پھر بادشاہت کی تعبیر تھی ‌‌+

خلاصہ نواب نے پہلے خیمہ نواح قصبہ کاکوری مین برپا کیا وہان کے شیوخ وغیرہ خلاف
شیوخ لکھنؤ تھے نواب کا آنا اپنا مزید اقبال سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوے اوسطرح کی
نشیب و فراز سے آگاہ کردیا کہ آپ مع فوج داخل شہر ہون وہان کے پستی و بلندی ٹیلون
اور بیہڑ سے بسلامت گذرنا مشکل پڑیگا کسواسطے کہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین
خواہ نخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے سے اونھین آگاہ فرمایئے اور مقام فرودگاہ
لشکر پوچھیے موافق دستور قدیم وہ اوس پار گومتی کے کہلا بھیجینگے اوسوقت لشکر کو حکم
دیکر وہین اپنا خیمہ نصب کروائیگا اور تھوڑیسی فوج بھی روانہ ہوتا کہ اونھین داخلہ شہر سے
غفلت ہوجائے چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر گاؤگھاٹ سے ہوا نواب رات کو
مع فوج جرار کئی توپین لیکر بسلامت شیخن دروازے سے گذرے پہلے اوس تلوار کو جو
اوسکی سقف مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کیواسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اوسکے
نیچے سے چلا آئے نواب ہاتھی پر سوار تھے اوسکو کاٹ کر زمین پر گرادیا بعد اسکی خیمہ خاص

روبروی پھاٹک مچھی بھون جہان آج تک نقار خانہ قائم ہے نصب کیا اوس وقت اکابر شیوخ دست بستہ حاضر ہوے اور بمجبوری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام بیگانہ نہین بلکہ یگانہ ہے بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کردو اونھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین جب تک انھین غسل سے فراغت ہو نواب نے قبول کیا بعد ہفتے عشرے کی جسقدر مال و اسباب تھا لیکر اوٹھ گئے نواب داخل قلعہ ہوئے اور جسقدر اسباب نہ لے جا سکے تھے وہ نصیب غازیان ہوا اور ابھی نواب خیمے سے نہ اوٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین محمد خان مجد الدین احمد خان عرف شیخ بچن بزرگ نواب معز الدین خان وغیرہ قریب سات سو کے سب قرابت دار قریب اور اصحاب خاص شہر اور شیوخ بیرون جات بھی حاضر تھے بعد قیل وقال اہل شہر دلیر ہو کر عرض کیا کہ نوابصاحب اگر ہماری قوم آپ کی رہبری نکرتی تو آپکو اسطرح آنا یہانتک مشکل ہوتا نواب نے بھی بدرشتی جواب دیا اسیطرفین سے نوبت کشت و خون ہوئی مگر فوج مغلیہ اونپر غالب ہوئی آخر صلح ہو گیا بعض ناقل ہین کہ کشت و خون ہوا واللہ اعلم اسی جہت سے نواب نے اسی مقام کو بنیاد فتح و فیروزی سمجھکر نقار خانے کا حکم فرمایا تھا ۲ یا ۶ ہزار اسکی تعمیر مین صرف ہوے جب یہ عرضداشت بادشاہ کو پہونچی دستخط ہوے این حق غازیان بود نہ حق عزدوران مشہور رہے +

بہر حال اوسدن سے قلعہ مچھی بھون دار الامارت مقرر ہوا نواب کا بتدریج تمام صوبہ پر تسلط ہو گیا اور زمیندار راجہ کم زور یہ حال سنکر بے حساب ہو گئے دست بستہ حاضر ہو کر رجوع بمعاملات کی پھر کسی نے ایسا سر نہ اوٹھایا +

نواب صفدر جنگ بہادر کے عہد دولت مین پانسو روپے کرایہ بابت زمین پنج محلہ شیخون کو ملتا تھا نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت مین فقط دو سو رہ گئے تھے اس جہت سے کہ نواب معز الدین خان کو نخوت و غرور بہت ہو گیا تھا جب سے ناموس نواب کو فرخ آباد کے پٹھانون کے شر سے بچایا تھا اور نواب بھی اونکے اس امر مین احسانمند تھے اس سبب سے کبھی نواب کے دربار نہ جاتے تھے شاید وہ کرایہ نامہ مہر کی نواب وزیر

شیخ فقیرا کی پاس ہو نواب آصف الدولہ نے بعض محلات شیخین دروازہ وغیرہ جو قریب
حسن باغ تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو اور دو گانوان اور کنڈلی اولاد نواب عبد الرحیم خان
کو معاف فرمائی اور ایسے کو موقوف کر کے حکم فرمایا کہ شہر کی چوکیدار ذمہ کریں کیونکہ زمیندار زمین
حق زمینداری لیتے ہیں شیخین نے قبول نکیا اوسوقت سے محصول فروخت مکانات داخل
سرکار ہونے لگا شیخ برائے نام زمیندار رہے ٭

الغرض نواب کے حسن انتظامات آمدنی صوبہ اودھ جو بہمہ وجوہ ستر لاکھ سال کی تھی پہلے سال
انکے انتظام سے ایک کروڑ سات لاکھ تحصیل ہوئے آخر کو بعد کئی برس کے مع جاگیرات اجارہ
جو امرائے سلطنت کی تعین اور بسبب سرکشی زمینداروں کے ہر سال نقصان ہوتا تھا نواب کی
سپردگی مین تعین اس جہت سے قریب دو کروڑ کے تحصیل ہوئے جتنے نادہند و سرکش تھے
حساب سے ہو گئے بعد مرور ایام جب جاگیرات کا زیر و زبر ہوا وہ اجارہ داخل تحصیل صوبہ ہوا
زبردست ہر وقت مین غالب رہتا ہے جسطرح اس زمانے مین اکثر تعلقدارونکا علاقہ بڑھ گیا ہے
الاش بنبری کا مقدور کسے جو غاصبون سے ازروے عدالت اپنی حقیت لے سکے بہر حال
نواب کے عدل و انصاف اور انتظام سے سب طرح سے امن و امان ہو گئی اور جس کارو
مہم سرکار مین نواب کا رگزار رہا نشان ہوے سر انجام کو پہونچا چنانچہ مقدمہ لڑائی
راجی راو بشنہ بالاجی پیشوا او سیندھیا تھے پیشواے دکن کا جو مقابلہ کئی لاکھ فوج کذا سے ہوا
نواب سے بیس ہزار فوج جرار سے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین سنہ ۱۷۸۵ء اونکو پست پا کر دیا یہ امر بھی
نوادر روزگار سے ہوا اسکا ذکر اکثر تواریخ ہند مین ہے ٭

لیکن معرکہ مقدمہ نادر شاہ جو سنہ ۱۱۵۱ ہجری سنہ ۱۷۳۹ء مین ہوا اول بسبب غفلت و نافہمی
بادشاہ کہ ہمیشہ سے عادی عیش و عشرت کے ہو رہے تھے اور گفتار و رفتار اپنے بزرگوان کی
بھی بھول گئے تھے جسطرح اونکی غفلت کی حکایات مشہور ہین دوسرے اختلاف راے ارکین
سلطنت اور حسد و رشک نفسانی اور بے انتظامی فوج پھر کیونکر صورت انجام اور اصلاح حال
کی ہوتی ورنہ عجب ہے کہ بادشاہ ۵ لاکھ کثرت فوج اور دو ہزار توپ سے یون شکست فاش
کھاوے اگرچہ فی الحقیقت جیسا چاہئے لڑائی نہین ہوئی فقط سماوی یا موافق تجویز

نواب برہان الملک رہتے کسواسطے کہ یہ اپنی ہمقوم کی لڑائی ہی البتہ خوب واقف تھے نادرشاہ کو اسطرح پھر جانا مشکل ہوتا کہ مالامال ہوکر ولایت گئے فی الحقیقت لڑنے سے لڑوانا مشکل ہے اور یہ علم پر موقوف ہی فقط جرات ذاتی کام نہین آتی جیسا اس فساد لکھنؤ مین گذرا تلنگے خود کہتے تھے کہ ہمارے لڑوانے والے نہین جنکی تعلیم سے ہمنے سارے ہندوستان کو سر کیا چنانچہ نواب نے مکرر عرض کیا تھا کہ دلاوران خود سبقت نکرینگے تو بہتر ہے اور اگر تلوار گھسیٹکر اونپر جا پڑینگے پھر کچھہ نہوسکے گا چنانچہ وقت لڑائی کے یہی صورت ہوئی بلکہ اوس تصور سے زیادہ پیش آئی۔

اب مختصر شمول احوال نواب لکھا جاتا ہی کہ ٹھیک دوپہر کو نواب آصف جاہ نظام الملک دکن مع فوج داخل لشکر ہوا چاہتے تھے کہ لشکر نادری کے سواران قراولی سے مقابلہ ہوگیا نواب برہان الملک ازبسکہ بہت خصوصیت آصف جاہ سے رکھتے تھے اونکے شریک حال ہوے قریب تھا کہ سواران قراولی پس پا ہوجائین امیر الامرا میر بخشی نواب خان دوران بہادر خبر لڑائی کی سنکر بہت متاسف ہوے کہ میرے سامنے نام نامی برہان الملک کا ہوجاے تھوڑے سے سوار اور کمبل پوش خاص لیکر جا پڑے ہرچند نواب نے داد بیداد کی کہ خبردار ان سوارون سے الگ ہوجاؤ مین زیر چھرہ توپ انکو دیتا ہون کون سنتا تھا وہ مثل شیر و شکر مل گئے وہان فقط ایک باڑھ جزائر شتر کی چلی سب کے سب بھنگ کھا کر پڑے اور دو چار طناب خیمۂ شاہی تک پہونچکر کام آئے انکا بڑا نام ہوا۔

دوسرے برگشتگی اقبال یہ ہوئی کہ نواب اور نواب شیر جنگ اوسوقت ہاتھیون پر تھے اتفاقاً دونون ہاتھی مست ہوکر اپنی شرارت حیوانی سے میدان پاکر لڑتے لڑتے اسیر حلقۂ سواران نادری ہوگئے اوسوقت ایک سوار رو برو نواب کے آکر کہنے لگا کہ ای بیہ مجھ کو تجھے کیا ہوا ہی کس سے لڑتا ہی مگر حمیت ولایت جاتی رہی یہ کہکر اوس سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈور حوضے پر پھینک اوسے پکڑ کر خواصی مین جا بیٹھا اور اپنے لشکر مین لے آیا بس خاتمہ جنگ ہوگیا پھر اسنے زیادہ کون ایسا بہادر تھا جو مقابلہ کرتا سکے وہ ٹھنڈے ہوگئے خلاصہ بعد شام مغربین یہ دونون امیر اسیر حاضر حضور شاہ ہوی حکم ہوا

که یہ معززین ولایت ہین انھین احترام سے رکھو +

نواب نے شاہ سے گستاخانہ عرض کیا کہ تین برس کے عرصے مین شاہ عالم پناہ
رونق افروز ہندوستان ہوے بائیس صوبہ دار صاحب فوج و سوار و پیادہ و توپخانہ ہین
سوای فوج شاہی کے حضور کو انسے بسلامت پھر کر جانا مشکل پڑیگا خیر یہان تک جسطرح سے ہوا
حضور خوب جانتے ہین اگر یہین سے تصفیہ برادرانہ ہوجاوے تو کیا قباحت ہے کسواسطے کہ جنگ
دوسرے وار غلام کی عقل ناقص مین مراجعت بہتر ہے شاہ نے بھی بغور و تامل اس صوابدید کو
پسند کیا اور فی الحقیقت شاہ کو ہندوستان کا لینا بھی منظور نہ تھا و گرنہ شاید دوسری
صورت ہوتی خلاصہ مشہور ہے کہ مجموع دو کرور پر تصفیہ ہوچکا تھا صبح کو آصفجاہ نظام الملک
شرف ملازمت نادری کو آئے نواب نے اپنا دوست خالص جانکر پوست کندہ سب احوال
بیان کیا کہ تم بادشاہ سے جاکر یہ عرض حال کرو اونھون نے ازراہ طمع نفسانی اپنا سوخ
و جانفشانی ہی ظاہر کرسکی بادشاہ سے عرض کیا کہ غلام نے بڑی جد و جہد سے شاہ کو اسقدر
روپیہ پر راضی کیا ہے کہ وہ یہین سے پھر جائینگے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ انھون نے
محض ازراہ خیر خواہی یہ صورت ٹھہرائی ہے بے تامل اس جلد وہی خدمت مین اوسیوقت
منصب امیر الامرائی پر سرفراز کیا حالانکہ نواب برہان الملک خود متمنی اس منصب جلیلہ کے تھے
کسواسطے کہ حسب دستور وزیر اعظم مستحق اس منصب کا ہوتا ہے پس یہی امر انکی مایوسی اور
ناگواری بلکہ بدنامی عوام کا باعث ہوا +

الغرض جب صورت تصفیہ خاص برخلاف ہوئی چار و ناچار محمد شاہ سوار رتھہ ہاتھہ مین
بیرا کے فقرا لیکر سوار ہوے مگر شاہ جمجاہ نے اپنے بیٹے کو حکم استقبال دیا اور خود دلنوازش
استقبال شاہانہ کرکے مسند نشین ہوے محمد شاہ کا کلمات یاس کہنا اور شاہ کا جواب
معقول دینا مشہور ہے اور یہ معرکہ مقام کرنال ۶۰ کوس دلی سے ہوا +

خلاصہ بعد داخلہ شاہ دلی مین جو خون ناحق ہوا وہ بھی ظاہر ہے ۳ ساعت تک قتل عام
کئی محلون مین ہوا بہر صورت بربادی رعایا اور توہین سلطنت بہونچی تھی ہوئی بقول مرزا
رفیع السودا سنہ دسوین کا تو احوال ہے آفاق مین مشہور ہے مشہور ہے کہ بائیس کرور نقد

نوے لاکھ کا جواہر سوای تخت طاؤس اور کوہ طور و دریاے نور تختی الماس حصۂ برادرانہ ہوا
چنانچہ کوہ طور بعد معرکہ لاہور ضبط ہوکر داخل خزانہ جناب ملکۂ معظمہ دام اقبالہا ہوا اور دریای نور
تختی الماس خزانۂ عامرۂ فتح علی شاہ قاچار مین رہی معلوم نہین یہ دونون صورتین کس طرح سے
ہوئین سوای اسکے جو زر نقد یا جواہرات عمدہ اور اسباب تحائف بواسطہ نواب برہان الملک
ہر امیر کبیر سے پہونچا وہ حساب سے باہر ہے انھین اوسکا اختیار تھا جسقدر چاہا دیا +
شاہزادی عصمت آرا یا عفت آرا بیگم جو نواب صاحب محل سے تھی احمد شاہ ابدالی جو دلی مین
آیا لیگیا اوسکا عقد اپنے بیٹے تیمور شاہ سے کیا تھا بعد کئی برس کے اوسنے کابل مین انتقال
کیا اونکی نعش دلی آئی درگاہ شاہ نظام مین ہم پہلوی اپنی مان کے جو حسرت دیدار مین مر گئی تھی
اور پائین قبر محمد شاہ دفن ہوئی نادر شاہ کا لیجانا اور نصر اللہ مرزا اپنے بیٹے سے عقد کرنا
غلط ہے مگر دو چیزین اور جو یہان ہندوستان تھین حضرت شاہی اپنے ساتھ لیگئے ایک حکیم
علوی خان جنکے معالجات کراماتی مشہور ہین دوسری نور بائی کسبی جسکا گانا اوس زمانے مین
خواب خیال تھا بعد مرور ایام ایکدن حضور شاہ غزل بازنہای حمیم ارزوست ہ تہ دل سے گائی
شاہ نے رحم دلی سے رخصت کیا حکیم صاحب نے درد سر شاہ کو پنکھے کی ہوا سے کھو دیا
انھین بھی رخصت وطن مالوف ملی ؛

غرضکہ ان وجوہات مذکورہ سے جسطرح بیان ہوا محمد شاہ کو نواب برہان الملک سے اور
ارکان دولت کے لگانے بجھانے سے سوء ظن حاصل ہوا اور ہمصوتان مبارک کی طعن و
تشنیع سوہان روح نواب ہوئی بلکہ اپنا جینا ناگوار سمجھتے تھے اور نماز شب مین اپنے ابرو سے
مرجانے کی دعا مانگتے تھے آخر اونکی دعا مستجاب ہوئی بظاہر مرض الموت دنبل یا تپ محرق
سے آخر ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۳۹ء وقت شب انتقال کیا بعد صرف اخراجات ۹ کرور روپیہ
خزانہ مین جمع تھا عقلای زمانہ کے زبان زد یہ بات ہے کہ اس خاندان عالیشان کا لطف ریاست
از سعادت تا سعادت یعنی نواب سعادت علیخان تک تھا اوسی آن بان سے بعد اسکے پایہ
وزارت سے پادشاہت تک دوسری صورت ہر سلطنت مین پیدا ہونے لگی آخر با تمام رسید
جیسا گذرا جنت آرامگاہ کے خزانہ مین بھی کسقدر روپیہ یا کچھ زیادہ بہت سلیقے سے

جمع ہوا تھا پھر کسی سے سلطنت مین اسقدر نہوا اس اخراجات کا بھی احوال اظہر من الشمس ہے
کہ کیونکر صرف کیا غرض صبح کو جنازہ نواب کو بڑی دھوم دھام سے اٹھایا مقبرہ مرزا حسن
یا باغ نواب شیر جنگ مین دفن ہوے لوگ کہتے ہین کہ اگر نواب دفعتاً نہ مرجاتے تو
بہر صورت خلعت وزارت نواب کو ہوجاتا مگر سب کاروبار وزارت کرتے رہے اس
مقبرہ عالیشان اور عمارات عالیہ مین مبالغ خطیر صرف ہوا اور قریب نصف شہر
املاک نواب مین تھا محاصلات کرایہ بھی بہت تھا کئی دیہات متعلق تھے قبل از فساد
لکھنؤ ہزار ہا روپیہ کا صرف رہا وہان کے داروغہ کی بڑی عزت تھی وارثان جدید نے
اسکی قدر نہ جانی کچھ اسمین سے غیر مستحقین کو دے دیا اب فی الجملہ بکمال عسرت خرچ ہی
جسکا ہونا نہونا یکسان ہے +

اس عہد دولت مین فوج صوبہ اودھ بائیس ہزار سوار مغلیہ وغیرہ جنکے افسر اور سالدار
میر خدا یار خان آغا باقر تیمنی میر اعظم خان میر جہانگیر خان ابو تراب خان محمد علیخان
اصفہانی بزن بیگ خان فتح علیخان ہندوستان زا وغیرہ تھے جنکے
نام سے کٹرے آج تک شہر مین ہین اور پچاس ضرب توپ فوج پیادہ بہت
کم تھی اسکی قدر معرکہ بکسر سے ہوئی +

حدود صوبہ اودھ کنارہ گنگ سے جنوباً شمالاً دریاے راپتی تک شرقاً عظیم آباد
غرباً شاہ آباد تک تھے جسکی مساحت تمامی ملک کے از روے مساحت جغرافیہ ۲۳۹۲۳
یعنی ۲۳ ہزار ۹ سو ۲۳ میل کی ہے + مدت ریاست ۱۹ سال +

نواب برہان الملک کی ہڈیان حکیم مرزا بچھو جد امجد مسیح الدولہ بہادر سفیر شاہی کے
کربلاے معلی لیگئے اور پشت روضہ مقدسہ اوطاق مین دفن کیا اکثر زائرین اور
مجاورین نے اس عاصی سے بھی عتبات مین بیان کیا ہے اور حکیم صاحب کا سبب
عتبات جانے کا یہ ہوا تھا کہ ایکدن خورد محل جناب عالی مین کسی صاحبات محل کی
نبض دیکھنے کو حسب الطلب گئے تھے بعد نبض کے اوس بی بی نے ایک انگوٹھی
انکی اونگلی مین پہنا دی حکیم صاحب یہ حال دیکھکر بہت خائف ہوے باخدا سے تھے

خدا سے ڈر کر جناب عالی سے عرض کیا کہ از راہ عطیہ عوض خلعت و انعام صاحبات محل
نے یہ انگشتری سلیمانی عنایت فرمائی ہے جناب عالی دل مین کچھ سمجھکے خاموش ہو رہے
اور اوس محل کا دروازہ چنوا دیا حکیم صاحب اس پر بھی مطمئن نہوے بلکہ ہر روز خوف
و دبدبہ جناب عالی بڑھتا گیا کہ جب جناب عالی مجھے دیکھتے ہونگے ممکن نہین کہ خیال
خاطر اقدس مین نہ گذرتا ہو یہ حکیم با خدا تھے اگر اس زمانے کے ہوتے کیا کرتے
جیسا حکماے عالی خاندان کا اکثر صاحبات سے لگاؤ ظاہر ہوا آخر بعد چند روز کے
عرض کیا کہ غلام نے صحت حضور کے واسطے نذر زیارت کربلاے معلی کی تھی امیدوار
رخصت ہون جناب عالی نے بخوبی رخصت فرمایا نواب بیگم صاحبہ نے اپنے باپ کی
ہڈیان انکے سپرد کین کہ زمین ارض اقدس مین دفن کر دینا یہ زمانہ نہین تھا کہ
لکھنؤ سے نعش بسلامت کربلا پہونچتی ہے یہ خوبی ریل و جہاز دخانی اور طمع دنیا ہے
چنانچہ مدت عمر تک حکیم صاحب مجاور ارض اقدس رہے ایک او طاق پہلوے ایوان
روضۂ مقدسہ ہے اوسمین رہتے تھے جب زمان نواب آصف الدولہ مین وہابی
داخل کربلا ہوے قتل عام کیا انھین بھی وہین ذبح کیا شاعر فارسی تھے یہ اونھین کا شعر ہے

در سایۂ دیوار امام مقتول آسودہ بخواب
ذرہ کہ سعیت مقتول بھی تخلص تھا

٭ ٭ ٭

مرزا محمد مقیم ابوالمنصور خان نواب صفدر جنگ بہادر

Sufdarjung.

مسند نشینی ابو المنصور خان صفدر جنگ بہادر

جب نواب برہان الملک نے انتقال کیا محمد شاہ نے اونکے بیٹے صفیر الحسن کو
عہدہ جلیلہ آبائی پر مع خلعت سرفراز کیا مگر کارفرمائی بدستور سابق متعلق مرزا محمد مقیم
ابو المنصور خان نواب صفدر جنگ بہادر پر رہی قضارا انکی یاوری اقبال سے وہ صاحبزادہ
بظاہر عارضۂ چیچک سے مرگیا یا کسی اور صورت سے جیسا کہ ثقات کہتے ہین واللہ اعلم
یہ امور دنیاوی ہین نواب کو اصالتاً خلعت ہوا کسواسطے کہ یہ بھانجے اور داماد نواب
مرحوم کے تھے اور نواب شیر جنگ بھتیجے نواب مغفور کے تھے ازراہ اولوالعزمی معرفت
طہماسپ خان کے عرضداشت اس مضمون سے حضور نادری مین بھیجی کہ غلام نواب
سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہے اونکی جانشینی حق غلام ہے ابو المنصور خان
بھانجے بھتیجے کے ہوتے بھانجے کو دخل انصاف نہین امیدوار ہے کہ حضور اپنے
برادر محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمائین کہ سند صوبہ داری اودھ غلام کو
مرحمت ہوجاے +

راجہ لچھمی نراین وکیل نواب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی معرفت عبد الباقی خان
عرضداشت حضور نادری مین ارسال کی کہ نواب برہان الملک کو نواب شیر جنگ سے
بسبب اونکے حرکات ناشایستہ وخلاف کے صفائی قلبی نہ تھی اگر ہوتی تو اپنے
لخت جگر کو سپرد صفدر جنگ کیون کرتے اور دراصل یہ دونون مستحق نہین ہین شاہ عالم پناہ
مالک ومختار تاج بخشی ہین جسے مناسب ہو سرفراز فرمائین اور موافق حکم حضور اقدس
اور مطابق شرع شریف بھی بیٹی کے ہوتے بھتیجا وارث نہین ہوسکتا اسکے سوا صفدر جنگ
مرد متدین خدا ترس صاحب لیاقت کارفرما درست عہد ہے اور سپاہ بھی اوس سے
راضی ہے اور دو کرور روپیہ نقد پیشکش حضور ہے فقط بلے زر بر سر فولاد نہی نرم شود
اگر وہ دو کرور جمع نہوتے تو کیونکر یہ تدبیرین پڑتی اسی طرح جنت آرامگاہ کی بھی روپیہ
سے اس زمانے مین اوس سے بہتر صورت نکلتی افسوس کہ اجل نے امان ندی
من کی من ہی مین رہی +

غرض بعد ملاحظہ دونوں عرضداشت کے دو سو سوار ولایتی زرپیشکش کے لینے کو اودھ مین آکر لیگئے اور خلعت سرفرازی محمد شاہ معرفت اپنے فدویان خاص کے مرحمت فرمایا نواب باستقلال صوبہ داری صوبہ پر مامور ہوے پس اہل انصاف بنظر بصیرت دیکھین کہ صوبہ اودھ مثل زمینداری استمراری ہوگیا ازراہ خرید عطیہ شاہی کہان رہا جیسا اکثر حکام عالیشان کی زبان پر ہے کہ جب زور وقوت بادشاہ کی کم ہوگئی صوبہ دارون نے غصب کر کے اپنی حکمرانی کی اسی جہت سے آج تک استقلال رہا اور ایک برکت خداداد جسمین سب کی عقل حیران ہے +

مشہور ہے کہ نواب مین بہت سی خوبیان ذاتی تھین ازانجملہ ایک بات یہ ہے کہ باوجود اہل ولایت ہونے کے محض ازراہ جہاد نفسانی سوای نواب بیگم صاحبہ خاص محل کے کبھی کسی عورت پر ملتفت نہوے خلاف مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر کے کہ جنکی کثرت ازدواج و اولاد ظاہر ہے +

ذکر شادی نواب شجاع الدولہ بہادر

جب محمد شاہ کو منظور ہوا کہ فیما بین نواب صفدر جنگ اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کے قرابت ہو یہ امر بھی قدیم سے داخل ضروریات و لوازمات سلطنت تھا کہ بے اجازت بادشاہ خانہ زاد اور ملازمین شاہی کے آپسمین وصلت نہوتی تھی اسی جہت سے سب کے نسب اخل دفتر دیوانی بادشاہ رہتے تھے ارشاد کیا کہ یہ میری بیٹی ہے اوسوقت نواب نے باطاعت شاہی قبول کیا ورنہ اپنے کف و قبیلہ مین کرتے تھا +

غرض ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۷۴۵ع خطبہ نکاح شرعیہ پڑھا گیا یہ شادی بھی شاہجہان آباد مین یادگار زمانہ ہوئی کہ بادشاہ خود مع ارکان دولت شریک محفل ہوے تھے لوگ اسکا فسانہ بیان کرتے ہین ۴۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا +

معرکہ احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل

مشہور خاص و عام ہے کہ جو امور نواب کی محض جانفشانی اور سرفروشی سے بادشاہ کے سرانجام بخوبی ہوے اگرچہ ارکان اعظم سلطنت بھی شریک رہے ویسے

کسی سے ہوئی بعض خیرہ سرو مخالف نے چاہا کہ نواب کو اپنے جال مکر وفریب مین پھنسا کر
معرکہ احمد شاہ سے الگ ہو جانین لیکن ہمت عالی و جوانمردی مقتضی اسکی ہوئی اور
دشمنون کے بہکانے کو گوش ہوش سے نسنا چنانچہ جب معرکہ جنگ لاہور مین ہوا مخالفین
عرصہ تنگ کر دیا طرفین مین ہزارہا کا خون ہوا قریب تھا کہ لڑائی بگڑ جائے اسی لڑائی مین
اعتماد الدولہ نواب قمر الدین خان وزیر اعظم سلطنت اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان کام آئے
نواب نے فقط اپنی فوج مغلیہ سے بڑی جوانمردی سے معرکہ آرائی کی ابدالی کو شکست دی
اسی لڑائی مین نواب کی بائین آنکھہ مین ایک تیر لگا آنکھہ جاتی رہی جب سے نواب
حدقہ چشم مین بلوری آنکھہ رکھتے تھے بعد فتح فیروزی شاہزادہ احمد شاہ کے ساتھہ
شاہجہان آباد آتے تھے جب پانی پت مین پہونچے رات کو خبر وفات محمد شاہ عرضی
لچھمی نراین وکیل سے مفصل معلوم ہوئی صبح کو حاضر حضور شاہزادہ ہو کر تہنیت تخت و تاج
دی اور اپنے ہاتھہ سے چتر جھالر دار مروارید شاہی فرق مبارک پر پھرایا اوسیوقت بادشاہ
نے ازراہ کمال عطوفت فرمایا کہ ہمین یہ سلطنت متعین اسکی وزارت مبارک ہو نواب نے نذر دی
آداب شکریہ بجالائے پھر وہان سے کوچ در کوچ داخل شاہجہان آباد ہوے۔

معرکہ نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد

مختصر حال اس معرکہ کا یہ ہے کہ جب ملک فرخ آباد قبضۂ تصرف نواب مین آیا اور
سپرد راجہ نول رای اپنے نائب کے کیا احمد خان سنے رستم خان سے ملکر راجہ سے مقابلہ
لڑائی کا کیا راجہ نے اپنی دلاوری سے لڑائی مین جلدی کی لڑائی بگڑ گئی آخر پٹھانون کے
ہاتھہ سے شکست کھائی کالی ندی پر مارا گیا جب نواب سنے بڑی فوج سے مقابلہ کیا شکست
کھائی شاہجہان آباد چلے گئے ملک اودھ مین عمل پٹھانون کا ہو گیا بادشاہ کو بھی مخالفون
کے بہکانے سے نواب کیطرف سے کچھ ملال خاطر ہو گیا سخت متردد رہنے لگے اس
عرصہ مین نواب کی یاوری اقبال سے اتفاقاً پٹھانون اور لکھنؤ کے شیخ زادون سے پہلے
خانہ جنگی ہوئی آخر نوبت بصف جنگ پہونچی وہ نخوت و غرور قوت حکومت و پٹھانونکو
ہوئی تھی جاتی رہی اوسوقت نواب معز الدین خان شیخ الرئیس نے بعد استیصال کلی

جیسا طریقہ شرفا و نجبا کا ہے نواب کو عرضی اس کیفیت خاص کی باظہار خلوص طلبی لکھی نواب اس خوشخبری خداداد سے بہت خوش ہوئے اور جواب شقۂ خاص تحسین و آفرین بھیجا مگر اسپر بھی رفع تردد نہوا کسواسطے کہ سرانجام اسکا مبلغ خطیر پر موقوف تھا نواب بیگم صاحبہ نے اپنے پاس سے بارہ لاکھ روپیہ اور چار ہزار اشرفی دی کہ دشمنون کا استیصال کیجیے اوسوقت لڑائی پر کمر ہمت باندھی چنانچہ معرفت راجہ رام نراین کے ملھار راو وغیرہ مرہٹون کو ایک کرور روپیہ پر بشرط استیصال پٹھانون کے راضی کرکے شاہجہان آباد سے کوچ کیا احمد خان نے جب یہ صورت دیکھی ساٹھہ ہزار سوار و پیادہ لیکر اور دوسری طرف سے روہیلے علی محمد خانی سب تقریبا نوے ہزار اپنی قوم جمع کرکے بعد عہد و میثاق نواب وزیر الممالک کے مقابلہ کو پہونچا نواب والاجناب نے پہلے کئی سوار مرہٹہ کو حکم فرمایا کہ گنگا کے پل کے پار چلے جائین جب سوار پار اترے پٹھان کاٹنے لگے ٹھہر نسکے اوسی رات کو سراسیمہ ہوکر بھاگے ایک جگہ جا کر پناہ لی اس طرف سے نواب کی فوج نے تعاقب کیا راہ آنے جانے کی بند کی بعد تھوڑے دنون کے جب پٹھانون نے دیکھا کہ اب کچھ بن نہین پڑتی ملھار راو سے سازش کرکے موافق کیا آخر بناے صلح یہ ٹھہری کہ احمد خان سوای ۱۶ محال کے جو دوآب مین ہین کچھ اور علاقہ نرکھین اور علی محمد خانی ملک پٹھانونکا بدستور اونکے اختیار مین رہے باقی جتنا ملک ہے متعلق وزیر ہو پس اس صورت سے ملھار راو کو محاصل دو کرور کا ہوا یعنی کرور روپیہ حسابی اور پچاس لاکھ ایفاے وعدہ تا اختتام لڑائی نواب سے پائے باقی اور پچاس لاکھ پٹھانون سے ملا یہ مقدمہ سنہ ۱۱۶۲ھ سنہ ۱۷۴۹ع ہوا۔

علی محمد خانیان نے اپنے ملک مین تسلط پایا نواب احمد خان داخل فرخ آباد ہوئے نواب وزیر الممالک نواب محمد قلی خان کو بہ نیابت اپنی صوبہ اودھ مین چھوڑکر شاہجہان آباد گئے بادشاہ نے خلعت فاخرہ چار قب مالای مروارید جیغہ سرپیچ مرصع و کلغی سے عنایت کیا مخالف اور دشمن نوابکے جتنے تھے خاک مذلت پر گرے مگر باطن مین شعلہ نفاق زیادہ مشتعل ہوا پس اگر انصاف سے دیکھیے تو اس صوبہ پر تین کرور روپیہ حسابی صرف ہوا ہے اور بعد وفات نواب مرحوم ایک خود نواب نے دیا اور محنت و مشقت و عرق ریزی جو ہر آفت مین کی ظاہر ہے خلاصہ

پس اگر بنظر بصیرت دیکھیے تو کئی مرتبہ یہ صوبہ ہاتھ سے جا چکا تھا ۔
الغرض بعد چند روز کے از راہ رشک و حسد و خباثت نفس سب ارکان دولت بلکہ تمام
اہل شہر کو نواب فلک جناب سے انکا اقبال و فتح و نصرت ہر مہم اہم مین دیکھکر عداوت
قلبی پیدا ہوئی اور زیادہ تر سبب مخالفت مذہب کا تھا اس عرصے مین نواب نے
بظاہر باشارہ تحریک بادشاہ بھی نواب بہادر خواجہ سرا معتوب بادشاہ کو بحیلہ ضیافت اپنے
گھر مین بلا کر مار ڈالا اوسکے رفیق و مصاحب کئی ہزار ہندوستانی تھے بعد اوسکے مارے
جانے کے سب خانہ نشین ہوکر تشنۂ خون نواب ہوئے بادشاہ کی مان جو ہر امر مین نواب کی
حامی و مددگار رہتی تھین وہ بھی اس امر سے برسر پرخاش ہوئین تا اینکہ رفتہ رفتہ بادشاہ
بھی اپنی تلون مزاجی اور نافہمی سے نواب پر خفا ہونے لگے جب اس مقدمے کو طول ہوا
کوئی صورت صفائی کی نہ نکلی نواب بھی بمجبوری دلتنگ ہوکر ۱۱۶۵ھ ۱۷۵۲ء مین شاہجہان آباد
سے نکلکر باہر خیمہ زن ہوئے اس خیال سے کہ بادشاہ خود نیک و بد سمجھکر مجھے منا لینگے
لیکن حریفون نے ایسا تخم نفاق بو رکھا تھا کہ آخر اصلاح حال مبدل بجدال ہوئی بائیس ہزار
تورانی و ہندوستانی ملازم نواب تھے دشمنون سے خوب لڑے چنانچہ دو مہینے تک شعلۂ
کارزار مشتعل رہا آخر ایکدن نواب نے تنگ ہوکر بادشاہ کو عرضداشت کی کہ باوصف ان سب
خدمات و جانفشانی و خیرخواہی کے فقط دشمنون کے بہکانے سے ایسے غلام نمک خوار قدیم
کو دشمن سلطنت قرار دینا بعید از انصاف خسروانی ہے خدا چاہے تو چند روز مین ان
سبکا حال بطون حضور پر بخوبی کھل جائیگا غلام کا کوئی ارادۂ نافرمانی نہین بجز اطاعت کے
عرضی فرمن بدستخط ہوئی کہ جو تمنے عرض حال کیا سچ ہے مگر اب مناسب وقت یہ ہے کہ تم
اپنے صوبہ کو چلے جاؤ حسب الحکم شاہی نواب روانہ صوبہ ہوئے اور معرفت سید صلابت خان
خلعت رخصتی سے بھی سرفراز ہوئے ۔
تھوڑے دن نگذرے تھے کہ بادشاہ دشمنون کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوئے
بلکہ جان بلب باخفا نواب کو شقہ خاص کمال عطوفت قدیمانہ سے بھیجا کہ تم جلد اپنی فوج
قاہرہ لیکر حاضر ہو مین نے ان تورانیون کے ہاتھ سے بہت تکلیف پائی اور اپنی اوقات

ضائع کی نواب والاقدر نے عزم بالجزم روانگی کیا تھا مگر افسوس کہ مرض الموت مین گرفتار
ہوچکے تھے آخر عرضداشت کی کہ اگر کچھ بھی فرصت مرض لاحقہ سے غلام کو ہوئی ضرور شرف
ملازمت قدمبوسی حاصل کرکے انشاءاللہ ان نمک حرامون کو سزای واقعی دونگا لیکن
اجل فرصت کب دیتی تھی ہرچند مرض الموت مین متواتر شقہ شاہی آیا کیے پس اس ہنگامہ
فساد مخالفین سے بھی ریاست صوبہ مین خلل آچکا تھا نواب کی صفائی طینت اور باجدا
ہونے سے بگڑے کام بن گئے ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

انتقال نواب

۱۱۶۶ھ

خلاصہ وہی عارضہ دنبل جو نواب برہان الملک مرحوم کو ہوا تھا نواب نے بھی
اوسی عارضہ وراثت مین مبتلا ہوکر ۱۱۶۶ھ ۱۷۵۲ء ماہ اکتوبر بمقام پاپڑ گھاٹ نظامت
سلطانپور مین انتقال فرمایا لیکن نواب بیگم صاحبہ جو ہر سفر و معرکہ مین ساتھ رہتی تھین از بسکہ
صاحب فہم و فراست تھین اسے چھپایا کہ مبادا اشتمردین زمینداران سرکش سے اس عالم
غربت مین کوئی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوجاے اوسکی صبح کو موافق معمول عماری ہاتھی
مین نعش مرحوم لیکر سوار ہوئین اور راہ سیدھی داخل فیض آباد ہوئین بعد داخلہ محلسرا یہ
سانحہ سب پر کھلا فی الحقیقۃ عجب صدمۂ جانکاہ سب کو ہوا جنازہ کو بڑی دھوم سے اوٹھایا
گلاب باڑی فیض آباد مین دفن کیا پھر نعش کو روانہ شاہجہان آباد سپرد بمقام حضرت شاہ مردان کیا
بعد اسکی حکیم مرزا اچھو جان مجتہد مسیح الدولہ سفیر شاہی ہڈیان مرحوم کی کربلاء معلی لیگئے از راہ کابل جیسا
آگے بیان ہوچکا ہے اس عہد دولت مین نائب نمک حلال سرکار فقط راجہ نول رای رہی جنکا نام نیک
آج تک مشہور ہے نول گنج اور وہ انکا پل کنارہ گھاٹ گھاگرہ کوٹھیان پل گومتی کی انھین کی
تعمیر مین بڑی بہادر سپاہی کالی فوج بھی پر کام آئی ہرچند میانہ نے کہا کہ اگر حکم ہو آپکو لیجیون نہ مانا
ایک تیر کا مرگئے بعد انکے گنج کی وزیر گنج ابراہیم گنج اور راجہ نکیت رای نے بھی گنج ڈالاکوئی آباد ہوا
فوج مغلیہ افسران جلیل القدر بدستور نظم ریاست ہی اور خود بھی سرگرم ہی کبھی غافل نہ رہے

تاریخ ولادت نواب شجاع الدولہ بہادر

زہے دولتخانہ نواب منصور   بہ آمد آفتاب از مطلع نور
۱۱۴۴ھ

متعلقہ صفحہ ۱۵ جلد اول

مرزا جلال الدین حیدر نواب شجاع الدولہ بہادر

Shogaood doulah,

مسند نشینی نواب شجاع الدولہ بہادر اور کچھ احوال بعض حکمرانوں کا اور مقدمہ قتل نواب محمد قلیخان شہید وغیرہ

نواب شجاع الدولہ بہادر ۱۱۶۶ھ ۱۷۵۳ء مطابق ۲۴ برس کے سن شباب مین فیض آباد مین مسند نشین وزارت ہوے موافق دستور سبھون نے نذرین دین اطاعت پر کمر باندھی لیکن اسمعیل بیگ خان کابلی نے بسبب اپنے تسلط کے چاہا کہ نواب کو مثل صاحبزادون کے بے اختیار کر افسران فوج کو اپنے سے موافق کرلیا تھا اور نواب سے خلاف کردیا تھا یعنی خود حکمران ہوکر رہے اور فرقہ سپاہ نے بھی جیسا کہ حق اطاعت چاہیے نکی ہمیشہ دولتخواہ نواب محمد قلیخان کے رہے اور بدل منظور تھا کہ اونھین مسند نشین وزارت کرین اور نواب کیواسطے مع اونکے متعلقین کچھ وظیفہ مقرر کردین مگر غافل اس سے تھے کہ دشمن قوی سے نگہبان قوی تر ہوتا ہی دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرات مغلیہ اپنی نخوت و غرور سے نواب سے منحرف تھے بلکہ سبب اپنے تئین مثل ہمسر کے جانتے تھے۔

اتفاقاً بعد چند روز کے بعلت ایک عورت قوم کھتری کی جو معرفت ہمت بہادر کی خدمت نواب مین پہونچی تھی اوسکے وارثون نے راجہ رام نراین سے جاکر داد بیداد اپنی بے عزتی کی کی اور دس بارہ ہزار کھتری جمع ہوکر اسمعیل بیگ خان کے پاس فریاد کو گئے اوسنے اسی حیلے کو غنیمت سمجھکر سرداران مغلیہ کو آگاہ کردیا اور تجویز کیا کہ اگر نواب اس امر سے ہاتھ نہ اوٹھائین تو نواب محمد قلیخان کو آلہ آباد سے بلاکر مسند نشین کردیجیے اور بقدر ضرورت نواب کیواسطے کچھ مقرر کردیجیے ازبسکہ خان مذکور کا تسلط نواب مرحوم کے حین حیات سے جانتے تھے آخرش نواب کو پیغام بھیجا کہ گسائین ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو بھیجدیجیے نواب الالقاب ہر شخص کے کینہ دیرینہ سے واقف ہوچکے تھے فرمایا کہ اس امر کی بازپرس مجھسے چاہیے نہ ہمت بہادر سے یقین سمجھو کہ جب تک میرے دم مین دم ہے کسیکی مجال نہین کہ کوئی نظر بد سے ہمت بہادر کو دیکھ سکے اگر اس ریاست کی یہی صورت ہے تو مجھے بھی منظور نہین اس مسند سے بوریائے فقر بہتر ہے تم اگر اپنی کثرت جمعیت فوج پر

مغرور ہو تو مین اپنی جمعیت قلیل سے تمہارے مقابلے کو موجود ہون اسی عرصہ مین بعض
سرداران فوج نے جو زیادہ تر فساد اوٹھائے ہوئے تھے نواب محمد قلیخان کو خط طلب بھیجدیا
اور اپنی آمد و رفت دربار نواب سے موقوف کردی +

نواب عالیہ والدہ ماجدہ نواب جب اس ماجرے سے واقف ہوئین راجہ رام نراین دیوان کو
اپنے در دولت پر بلوا بھیجا اور خود پس پردہ بیٹھکر فرمایا آفرین صد آفرین شرفا کا کام یہی ہے
کہ جس آقا اور آقازادے کی بدولت لکھا روپیہ صرف کیا ہوا اوس سے یہی سلوک حق خدمت
اور نمک حلالی چاہیے صفدر جنگ نے تمہاری پرورش اسی دن کیواسطے کی تھی کہ تم اوسکے بیٹے
کے دشمنون کے شریک ہو یہ معلوم نہ تھا کہ اس گھر کی خرابی کے تمہین باعث ہوگے عرض کیا
کہ محمد قلیخان نواب برہان الملک کا بھتیجا ہے لیکن تنہا نام کسی کا بیٹے سے ہوتا ہے
نہ بھائی سے راجہ نے عرض کیا حضور اگر ہماری جان صاحبزادے کے کام آئے دریغ
نہین لیکن حضور انصاف فرماوین کہ ایسی حرکت ناشایستہ سے شہر اور ریاستین برباد و خراب
ہوجاتی ہین اور دوست دشمنی پر کمر باندھتے ہین اور تمام ہندوستان مین بدنام ہوجاتے ہین
ہم نمک خواران سرکار کو محمد قلیخان سے کیا سروکار ہے ہمین سمجھتا تھا کہ اس مقدمے کا اتنا طول دو
ورنہ ہمنے انکو اپنے طور پر راضی کردیا اب صلاح دولت یہ ہے کہ جسطرح حضور نے غلام کو
در دولت پر بلا کر فرمایا ہے اسمعیل بیگ خان کو اور سردار مغلیہ کو بھی طلب فرما کے کلمات
التیام فرمایئے کسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بیگم صاحبہ نے تحسین و آفرین
فرما کر راجہ کو رخصت کیا بعد اسکے اسمعیل بیگ خان اور بعض افسران مغلیہ کو بلوا کر کلمات
مصلحت آمیز ارشاد فرما کے رخصت کیا غرض یہ بلاے ناگہانی بھی بے طور نازل ہوئی تھی
خدا نے بچایا اور اون لوگون کو جو ملال ہوا تھا جاتا رہا بعض کو خلعت بعض کو پاندان
عنایت ہوا اور نظر باحسانات نواب صفدر جنگ سب محجوب ہوے اور اپنے ارادہ فاسد
سے باز رہے اور جو مناسب وقت سمجھے نواب محمد قلیخان کو لکھ بھیجا +

قتل نواب محمد قلیخان

نواب محمد قلیخان اجل گرفتہ مجبور دیکھنے پہلے خط سرداران فوج کے عازم اسطرف کے

ہو کر نصف راہ طے کر چکے تھے دوسرے خط پر اپنا پھر جانا مناسب جانا کہ جناب عالی کو کچھ
شک گذریگا اسواسطے مشہور کیا کہ مین فقط بشرف ملازمت جاتا ہون غرض جناب عالی بھی
ازراہ مصلحت سوار ہوکر دو کوس تک استقبال کر کے بڑی عزت و توقیر سے لائے دعوت کی
نواب محمد قلیخان نے اشرفیان نذر دین بظاہر اپنا تصفیہ باطنی کیا لیکن جناب عالی اس
دشمن آستین سے مطمئن نہوتے اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو بانی مبانی فساد ہوتا تھا
مر گیا جناب عالی کو فی الجملہ اطمینان ہوا ہر چند سرداران مغلیہ اپنی کثرت قوم پر مغرور رہے
نواب نے بھی عمداً انسے غفلت عاقلانہ اختیار کی آپ مشغول لہو و لعب کبوتر بازی وغیرہ ہوے
جب سنہ ۱۱۶۶ھ شروع ہوے مطابق سنہ ۱۷۵۳ع جناب عالی لشکر عظیم لیکر راجہ بلونت سنگھ
بنارس پر تشریف فرما ہوے راجہ خوف جناب عالی سے لطیف گڈھ چلا گیا وہان سے
عرضی مع پیشکش نقد و جنس بھیجکر مہربان کیا اور عذر عدم حضوری لکھا جناب عالی نے
بنارس سے مراجعت فرمائی ◆

اس عرصے مین جناب عالی کو بذریعہ اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ عالی گہر نواب عمادالملک
کے خوف سے شاہجہان آباد سے تشریف لاتے ہین جناب عالی باریاب شرف ملازمت
ہوے سات لاکھ روپیہ نقد اور بہت سی چیزین بیش قیمت نذر دین حاصل تحریر یہ ہے کہ
باوصف ان سب خدمت گزاریون کے بادشاہ نے اپنی تلون مزاجی سے نواب محمد قلیخان
کو امیدوار عہدۂ وزارت کر کے اپنے ساتھ لیا تھا اور بڑی فوج سے ملک بنگالہ لینے کو
چلے تھے نواب عمادالملک نے وقت پاکر ایک خط نواب کو لکھا کہ بھائی صاحب مشفق میرے
شاہزادے کا حال تو کھل گیا اب تم از برای خدا انسے غافل نہونا محمد قلیخان تمھارا بھائی ہے
مگر اوسکی دوستی کو دوستی سانپ کی سمجھنا جہان تک ہوسکے غافل نرہنا چنانچہ جب شاہزادہ
والاتبار الہ آباد پہونچے دہلی مین عالمگیر ثانی نے انتقال کیا محمد قلیخان نے تخت و چتر
شاہی طیار کر کے انھین بادشاہ کیا بادشاہ نے ازراہ کمال عطوفت خسروانی انھین
قلمدان عنایت فرمایا یعنی صاحب دستخط کیا اور فرمایا کہ تم بہ نیابت نواب شجاع الدولہ کار
وزارت کرو نواب نے کچھ ذکر حسب سررشتہ عرضی اس مضمون کی اور نذر خاص نواب شجاع الدولہ

کو بھیجی اوسکا جواب شوقیہ مصالحت آمیز لکھا جب بادشاہ سمت بنگالہ جانے لگے نواب نے
دوسرا خط طلب محمد قلیخان کو بھیجکر ڈاک مین بلوایا اور اوس نوشتہ نواب عماد الملک پر عمل کیا
اگرچہ وہ نوشتہ سراسر بناہی فساد پر تھا لیکن اس جہت سے کہ محمد قلیخان کو آپ بھی آگے ہمراہ
جانتے تھے غرض محمد قلیخان اجل گرفتہ بادشاہ کے ساتھ عظیم آباد تک جاکر جیسے چلا آئے
اس خیال سے کہ مبادا الہ آباد جاکر بلا اطلاع کسیکے بدلین یا میری بیبیونکو اسیر کرلین اوس نوشتہ
نواب کو بادشاہ کو دکھلا کر روانہ ہوے انکے ساتھ بھائی مرزا حسن اور مرزا زین العابدین
خان بھتیجا اور داماد تھا جب لکھنو پہونچے قلعہ جلال آباد مین قریب لکھنو مقید ہوے
خلاصہ جن دنون نواب لشکر احمد شاہ درانی مین تشریف رکھتے تھے نواب محمد قلیخان
ماہ مبارک رمضان مین مشغول تلاوت قرآن شریف تھے مارے گئے اونکی نعش قلعہ کے
دروازے پر ایک کچا کنوان تھا اوسمین ڈال دی اس خون ناحق کا احوال سبکو معلوم ہے
ایسے امر سے فوج مغلیہ بالکل نواب سے بیدل ہوکر منحرف ہوگئی +

اولاد نواب شہید اب تک ہر سال وہان فاتحہ خوانی کو جاتی ہے اونکی قبر بھی وہین
بنوا دی ہے وہان کے مزارعین اونکی بہت سی کرامات بیان کرتے ہین اور رات کو
اونھین چلتے پھرتے دیکھتے ہین حکام دنیا اس سے زیادہ اپنی طمع نفسانی سے
کرتے رہتے ہین ثمرہ خون ناحق کا ضائع نہین جاتا جیسا کہ اسکا انجام کار ظاہر ہوجائیگا

ملاقات نواب قاسم علیخان عالیجاہ ناظم بنگالہ نواب وزیر الممالک سے اور بنارس بادشاہ کو لیجانا

کہتے ہین کہ جناب عالی کو آٹھوان برس جلوس مسند نشینی سے گذرا تھا کہ عزم بر سر
ممالک شرقیہ یعنی بنگالہ کا کیا اب مختصر احوال مشمول کتاب یہ ہے کہ جب قاسم علیخان عالیجاہ
ناظم بنگالہ نے متواتر شکست صاحبان عالیشان کی فوج سے کھائی اگرچہ اپنی فوج کو
موافق دستور انگریزی آراستہ کیا تھا مگر نہ سمجھے کہ لڑنے والے صاحب کہان سے تھے
چنانچہ جب مونگیر مین نواب گورنر جنرل کو جنسے ملتے تھا دلی ہوگیا تھا فخریہ اپنی فوج کو
دکھایا نواب گورنر موصوف نے دوستانہ سمجھایا کہ بہت خوب فوج آراستہ ہے مگر اس سے

کبھی قصد مقابلہ کا ہمسے نکیجیے گا ہم لڑواتے ہین فوج کیا لڑے گی یہی کیفیت اس فساد لکھنؤ
مین بھی ہوئی تھی جو ادنین منصف تھے برملا کہتے تھے کہ صاحب سارا ہندوستان انہین
سپاہ سے سرہوا ہے اب ہمارے لڑانے والے کہان ہین خلاصہ آخر عالیجاہ کو کچھ نہ بن پڑا سوا
اسکے کہ نواب وزیرالممالک کی ظل حمایت مین پناہ لین اور انکی کمک سے پھر اپنے ملک پر
تسلط کرین اور فوج صاحبان بنارس تک پیچھا کرتی چلی آئی تھی اور خط مرزا شمس الدین وکیل
عالیجاہ کے مع عہدنامہ جناب عالی مہر و دستخط سے عالیجاہ کے پاس آچکے تھے اور اسطرف سے
بادشاہ عالی گہر اور جناب عالی الہ آباد کیطرف بندوبست بندیل کھنڈ کیواسطے تشریف فرما
ہوچکے تھے عالیجاہ نے بنارس سے قصد روانگی واسطے ملاقات جناب عالی اور بالمشافہ طے
اور انفصال ہوئو مقدمات کے کیا خلاصہ جب لشکر جناب عالی سے لشکر عالیجاہ تین کوس کے
فاصلے پر اوترا جناب عالی نے کمال تجمل شان وشوکت دس بارہ ہزار کی جمعیت سے استقبال
کیا عالیجاہ نے اپنے لشکر مین پلٹنون کو سر دروازہ سے سراپردہ خیام تک دورویہ استادہ کیا
اور خیمون کو بہ تکلف آراستہ کیا تھا اور رفقاء خاص بھی لباس فاخرہ پہنے حاضر تھے
دروازے تک استقبال کیا طرفین سے رسم سلام بضابطہ ہندوستان ہوکر معانقہ کیا ایک مسند پر
بیٹھے جناب عالی نے باتین بہت اخلاص وتسلی خاطر کی ارشاد فرمائین اور اوسیوقت اونکے ساتھ
حضور بادشاہ لیگئے اور کشتی ملبوس خاص وتحفہ اور کچھ جواہر اور ہاتھی پیشکش کیے بعد اسکے
اپنے اپنے خیمے کو پھر گئے ۔

دوسرے دن عالیجاہ اوسیصورت سے جناب عالی کی ملاقات کو آئے جیسا کہ لوازمہ
امرای ہندوستان کا ہوتا ہے پیش آئے بعد کئی دن کے عالیجاہ نے معرفت علی ابراہیم خان
زیور بیش قیمت اور ایک بہت بہل پرتکلف کارچوبی نواب بہو بیگم صاحبہ کیواسطے بھیجی اور
کچھ عمدہ جواہر نواب عالیہ کیواسطے وہ بہت خوش ہوئین عالیجاہ کو اپنا بیٹا فرمایا القصہ
بعد انتظام ملک بندیل کھنڈ اور بعض پرگنات الہ آباد جناب عالی مع بادشاہ فوج قاہر لیکر
پندرھوین ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۱۷۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۳ عیسوی داخل
بنارس ہوے ۔
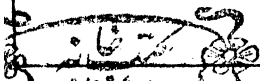
ملاقات جناب عالی جناب شیخ علی حزین سے

زبانی مرزا کلب علی مرحوم کیفیت ملاقات جناب عالی اور جناب شیخ علی حزین کی یہ ہے ایکدن جناب عالی مع اپنے نسبتی بھائیون نواب مرزا علیخان و نواب سالار جنگ کے جناب شیخ کے پاس گئے اور بہیئت صورت ملاقات جیسی چھوٹون کی بڑون سے ساتھ ہوتی ہی کہ جناب عالی حسب دستور ولایت عمو فرماتے تھے اور وہ مثل بھتیجے کے پیش آتے تھی قریب پہونچے آداب سلام بجالائے اشرفیان نذر کی گذرانین جناب شیخ نے موافق رسم ولایت پیشانی پر بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑکر اپنے پاس چاندی کی پلنگڑی پر بٹھا لیا اور بعد تعارفات عجمی سبب عزیمت پوچھا عرض کیا قاسم علیخان اپنی کمک اورحمایت کو لیے جاتے ہین مجھسے عہد و پیمان لے لیاہی اور انگریز اسیر اسرار کرتے ہین کہ تم شریک عالیجاہ نہو بلکہ ہمسے ملک عظیم آباد بھی لے لو کیا ضرورہی عبث عبث پڑتے ہین ہلاکت مین ڈالنا اس صورت مین مین بھی متردد ہون جناب شیخ نے فرمایا یہہ حال صلح بہتر ہی اسمین خیر و برکت نسبت شرکے ہی نواب سالار جنگ نے از راہ گستاخانہ عرض کیا کہ انکی جمعیت قلیل یہان فوج قاہرہ کثیر خدا چاہے تو گھوڑون کی پایون سے روند ڈالینگے آپ فتح فیروزی کی دعا فرمائیے جناب شیخ نے تبسم فرمایا قلیل کو اکثر فتح کثیر پر ہوتی ہے نہ سنا ہوگا تمنے کہ یہہ آتش فرنگ ہین انھین کم سمجہا چاہیے بظاہر انکی بنیاد نظر نہین آتی مگر باطن مین طبقہ پر گاؤ زمین سے گذری ہوئی ہے تم نہین جانتے کہ ہمارے پیغمبر نے عین حکمت سمجھکے اس فرقہ خاص سے صلح کی تھی بعد اسکے ایک سو ایک اشرفی مثل فرزندون کے بطریق شیرنی دیکر رخصت کیا دوسرے دن جناب شیخ نے اپنے حاضرین سے بافسوس کہا کہ اس جماعت سے کچھہ نہوسکے گا سوا اسکے کہ مسافت راہ طی کرکے ناکام پھرین جنگ حمقا با دانایان فرنگ ہے

تشریف فرمائی جناب عالی ملک عالیجاہ مین اور چار و ناچار عزم محاربہ

خلاصہ عالیجاہ نے پہلے میر سلیمان کو بسر رشتہ وکالت جناب عالی کے پاس بھیجا اور ان سید صاحب نے جسوقت کہ اسباب قلعہ رہتاس سے نکلتا تھا جواہر بیش قیمت لاکھہ کا چرالیا تھا

تاہم عالیجاہ نے ایسی حالت سراسیمگی مین دم نہ مارا کہ مجال مواخذہ نہ تھی اگرچہ سید نے اپنا ظاہر حال بدل کر استمالت ظاہری کی تھی اور باطن مین اسی رسوخ سے اکثر ارکان دولت جناب عالی کو بواسطہ مرزا شمس الدین مربی عالیجاہ اور واسطہ جواب و سوال گانٹھ لیا تھا اور خطوط استمالت بہت سے تشفی خاطر بھر لکھے تھے حاصل کلام قرارداد فیمابین جناب عالی و عالیجاہ یہ ٹھہرا کہ جب تک جناب عالی جنگ انگریزی مین شریک ہین لاکھہ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقامی لیا کرین اور بعد اختتام مہم اور تسلط تام بنگالہ تین کرور نقد اور صوبہ عظیم آباد جمع نوی لاکھہ کا صاحبزادی مرزا امانی یعنی نواب آصف الدولہ کو دینگے ایک طرف پیام القیام صاحبان عالیشان معرفت رای شتاب رای بواسطہ راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی متواتر جناب عالی کو یہہ پہنچا تھا کہ ہمین ملازمان عالی سے اور آپ کو ہم سے ہرگز سر جاش و محاربہ نہین ہے آپنے اتنی مسافت جو اپنے ملک سے یہان تک طے کی ہم جانتے ہین کہ محض باغوای عالیجاہ ہوئی وہ بدباطن مرد مجنون متلون المزاج محسن کش ہے پہلے میر محمد جعفر خان کے ساتھ کیا گیا جو بجای باپ تھا اوسکی بدولت پایہ امارت حکومت پر پہونچا بعد اسکے ہمسے جو عہد و پیمان کیا تھا یک قلم توڑ کر ہمارے بیگناہون کا خون ناحق کیا باوصف اسکے کہ نظامت بنگالہ فقط ہمارے زور و قوت دوستی اور موافقت سے پائی تھی چاہتا تھا کہ ہمارا نام و نشان باقی نرہے اب تھک کر آپ سے رجوع کی اور آپ بمقتضای اپنے مرتبہ عالی جیساکہ امرا کی والاقدر و رئیس جلیل الشان کو چاہیے پیش آئے غالب ہے کہ آپ پر بھی انکی بطون کا حال بخوبی کھل گیا ہو آخر کو آپ سے بھی یہ دغا کرینگے اوس وقت ہمارے کہنے کی صداقت ہو جائیگی۔

وجہ اسکی یہ تھی کہ عالیجاہ نے بادشاہ کو عرضداشت کی تھی کہ مین نے شجاع الدولہ کے افسران فوج کو موافق کرلیا ہے انکو مین گرفتار کرلونگا امیدوار ہون عہدۂ وزارت پر غلام سرفراز ہو بعد فتح و رفع ہنگامہ کارزار دو کرور سالانہ پیشکش حضور کیا کرونگا اور اپنا نائب نظامت بنگالہ مین مقرر کرکے خود حاضر حضور ہونگا اور عرضداشت کے ساتھ کچھہ ہدیہ بھی بھیجا تھا اور یہ خبر مفصل جناب عالی کو معلوم ہو چکی تھی اور نواب منیر الدولہ نے اپنے رسوخ سے

صاحبان عالیشان تک پہونچائی تھی خلاصہ مطلب اول کا یہ ہے کہ اب ہم محض دولتخواہی سے
گزارش کرتے ہین کہ آپ صوبہ عظیم آباد ہم سے لیجیے وہ کیا دینگے اور یہان سے بسلامت
پھر جائیے اسکے بعد ہم امیدوار ہین کہ ہمارے اور آپکے محبت واتحاد اس استحکام سے رہے
کہ ہمارا دوست آپکا دوست آپکا دشمن ہمارا دشمن رہے اسکے سوا جسطرف آپکی فوج جائے
بے تکلف مافی الضمیر سے آگاہ فرمائیے کہ ہم خدمت کو بجا لائین فقط۔

دوسری جانب سے جواب و سوال آشتی معاملہ میر جعفر علیخان کے حضور جناب عالی مین
گذرتے تھے اور قطع نظر ان سب کے بالاتر سب سے یہ امر تھا کہ حال صفائے طینت بادشاہ اور
اونکی متلون المزاجی کا بخوبی کھلگیا تھا کہ محض بطمع مال وزر عہدہ وزارت کا عالیجاہ کو
بھی امیدوار کیا تھا اور آپ خود مستعد و سرگرم اوس ملک مین جانے کے تھے پس اسمین
کیونکر ہوسکتا تھا کہ ایسا وزیر اعظم صاحب فوج و حکومت ہمراہی بادشاہ سے ہاتھ اوٹھائے
شرافت و نمکپروردگی کے خلاف اور حسن تدبیر سے بھی بعید تھا اور نواب سالار جنگ اور
مرزا علیخان و میر نعیم خان و نواب مدار الدولہ صاحبان شورا تھے انکا حال تو ظاہر ہے
کہ مدت عمر کوئی لڑائی اور ایسا معاملہ ندیکھا تھا فقط گمان غلط اپنی کثرت فوج پر رکھتے تھے
اور قلت فوج انگریزی کو اپنی نظر مین حقیر جانتے تھے اسکے سوا اپنی نافہمی سے جناب عالی
کو سمجھاتے تھے کہ آپ کا نائب انگریزون سے ملکر باتین بناتا ہے اس صلح سے البتہ بظاہر
رفع شر اور آپکی دولتخواہی اور باطن مین سازو موافقت انگریزون سے اپنے انجام کا منظور ہے
حیف ہے کہ یہ فوج مغلیہ ہم قوم و ہم قبیلہ اور یہ توپخانہ آج کے دن معطل ہوجائے پھر کسدن
کام آئیگا جو ہاتھ اس لڑائی سے اوٹھائیگا یہ باتین عیش و عشرت کی ان صاحبون کی
تھین لغویات ناچ ورنگ مین عمر بسر کی تھی پھر کیونکر مآل اندیشی کو سمجھتے ایک فقط راجہ
اپنی دولتخواہی اور دلسوزی سے متواتر عرض کرتا تھا کہ حضور جو صاحبان عالیشان کہتے ہین
مان لیجیے اگر اس طریق سے آشتی صلح ہوجائے تو لڑائی سے بہتر ہے کسواسطے کہ جنگ دوسر دارد
اور یہ جو مقربان خاص آپ کو صلاح دے رہے ہین اسکا انجام بہت برا ہے اور خدانخواستہ
بلکہ بہی برائیین سے کوئی نظر نہ آویگا آگے سے ع رموز مملکت خویش خسروان دانند۔

کہتے ہین کہ جب وہ وقت آیا جیسا راجہ کہتا تھا نواب صاحبان ہاتھی پر سوار میدان
مصاف سے چلے راجہ نے پکار کر کہا کہ حضور رسا عیش و عشرت یہین رہا جاتا ہے
پھر کون سنتا تھا *

القصہ راجہ نے جب دیکھا کہ باتین خیرخواہی اور عاقبت اندیشی کی خلاف طبع
جناب عالی ہوتی ہین آخر تنگ ہو کر وکیل صاحبان عالیشان کو جواب صاف دیدیا
کہ مین اپنے حق نمک سے ادا ہوا اور سب نشیب و فراز سمجھا چکا اور یہ خوب جانتا ہون
کہ مقربان خاص نے جناب عالی کو میری طرف سے منحرف کر دیا ہے مین نمک پروردہ قدیم
ہون اب خدا کو اختیار ہے *

جناب عالی بھی اس مقدمے مین ایسی اختلاف رای اراکین سے پہلے متردد ہوے
کہ آخر مین کیا کرون لیکن بہرحال تدبیر تقدیر سے مجبور ہے اب جو ہونا ہو سو ہو مین اپنے
قول و اقرار سے باہر نہونگا بہرحال حمایت عالیجاہ کرنا چاہیے افوض امری الی اللہ
کافی ہے *

کہتے ہین کہ عالیجاہ کے ساتھہ باوصف اخراجات لڑائی کی جسمین کرورون روپیہ
صرف ہوا اس حالت سراسیگی مین بھی ۴۰۰ ہاتھی خزانہ و جواہر و اشرفی کا ساتھہ تھا اور
نمک حرامون سے جو خود دفن ہوا اور جسقدر جہان رکھا یا تلف ہوا اوسکا حساب نہین *

خلاصہ لڑائی عظیم آباد و بکسر و میدان کوڑا جہان آباد و مونگیر جو گذرا گذرا

القصہ کشتیون کا پل دریاے گنگ پر بندھا لشکر ظفر پیکر نے عبور شروع کیا راجہ
بلونت سنگہ بنارس با اعتماد اقوال راجہ بینی بہادر ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھا اور سب
سردار قوم افغان مثل نواب عنایت خان بیٹے حافظ رحمت خان کے اپنی جمعیت
لشکر سے حاضر تھے اور انبوہ عوام لشکر مین ہنگامہ لوٹ اسقدر تھا جسکا حساب نہین
اور درانی اپنی خوبی ضبط و ربط سے لشکر مین خانہ جنگی کرتے جاتے تھے افسرون کا
کہنا نمانتے تھے ایک دوسرے کا مال چرا لیتے تھے کوئی مظلوم و غریبونکی داد بیداد
کو نہ پہونچتا تھا اور وقت روانگی لشکر جو راہ سے پیچھے رہ جاتا تھا وہ قزاق اور

راہزنون کا شکار ہوتا تھا اور اگر کوئی مال سے جان کو عزیز سمجھتا تھا مارا جاتا تھا
کثرت لشکر سے کوچ و مقام مین امتیاز نہ تھا اور جو چیز شاہجہان آباد مین مشکل سے
ملتی تھی وہ لشکر مین بے منت ملتی تھی +

راہ مین بعض دولتخواہون نے جناب عالی سے عرض کیا کہ انگریزون سے موافق
ضابطۂ متعارف ہندوستان لڑنا چاہیے صلاح دولت یہ ہے کہ اگر فوج مغلیہ صف بستہ
دستہ بستہ ہوکر چلے کس واسطے کہ اگر رسالہ ہزار سوار کا ہوگا اسیطرح آراستہ ہوکر چلے گا
اور پھر دفعتاً پچاس ہزار نہ آسکیگا پس مناسب ہے کہ رسالہ جوانان خوش اسپہ اور سردار
اور اونکے افسر جانفشان منتخب ہوکر ہمراہ رکاب ساتھ رہین اور مخدرات عصمت مع فوج
زائد افسران معتمد کے ساتھ سرحد بلاد سرکار پر رہین جناب عالی جریدہ مع فوج جرار
انگریزون پر جا پڑین کس واسطے سنتے ہین کہ انگریز مقام بکسر سے منزل منزل ہوکر اوٹھ جاتے ہین
اگر اول دم صبح جب تک کہ وہ مستعد ہوا چاہتے ہون آپ وہان پہونچ جائیگا تو اس صورت مین
اگر اونکی جمعیت متفرق و پریشان ہوگئی اور انتظام لڑائی کا برہم ہوگیا آپکی فتح و نصرت ہی
اور جو سامنے آکر مقابلہ کرے اوسے تلوار سے مارنا چاہیے اور اسباب جو پسماندگان کا ہاتھ لگے اوسکی
اوسسے آنکھ نہ لگانا چاہیے اور توپین بھاری بوجھ ساتھ لگین اونھین ناقص کرنا چاہیے
کس واسطے کہ دفعتاً اونکا لیجانا مشکل پڑیگا لیکن افسوس ہے کہ باوصف اس اہتمام اور
انتظام کے کسی سے کچھ نہوسکا ہرچند کہ جناب عالی خود بنفس نفیس متوجہ ہر انتظام پر
ہوتے تھے مگر فوج ظفر موج جو ہمیشہ سے عادی و خوگر اپنی رفتار کی ہورہی تھی کب سنتی تھی
اور کب مانتی تھی جتنا سمجھاتے تھے اوسکے خلاف کرتی تھی راہ چھوڑ کر کسی گانون مین سے
اپنی راہ پر آتی تھی اوسے لوٹ کر آگ لگا دیتی تھی رعایا گانون اپنے گانون سے جان
بچا کر دوسرے گانون مین اپنے لٹنے کی خبر کر دیتی تھی وہ اور یہ دونون ملکر آگے جاکے
بسیرا لیتے تھے اس صورت سے ملک بھی دونون طرف راہ سے برباد ویران ہوتا چلا جاتا تھا
ہر چہار طرف ایک ہنگامۂ داد بیداد برپا ہورہا تھا ظاہر ہے جب یہ صورت خودسری کی ہو
فتح کہان خوانخواہ شکست ظاہر ہے +

باوصف ان سبکے نظر بکثرت فوج صاحبان عالیشان نے محض از راہ دور اندیشی مع میر محمد جعفر خان عظیم آباد مین پہونچکر فوج جرید سے ارادہ مزاحمت اودل سے آگے بڑھ کر کیا تھا اور اب تاب صدمات فوج قاہرہ نلاکر مقابلے سے منہ پھیرا تھا اور بوتراندون کے ہاتھ سے جو راہ مین ہر طرف لوٹتے پھرتے تھے بچکر قلعہ شہر کو مین داخل ہو گئے تھے اور کئی توپین قلعے کے برجون پر چڑھا کر آپ بھی پہاڑی کیطرف سد آب جلہ جھیل پر ٹھہرے تھے اور ایک توپ کو پہاڑی کی چوٹی پر لگایا تھا اور میر محمد جعفر خان اور اونکی فوج کو سد آب جلہ پر مامور کیا تھا اور جانب جنوب شہر کو چھوڑکر کئی کمپنی تلنگہ سے خود اوسکی حفاظت کو مستعد ہوے تھے یعنی میر محمد جعفر خان کو اپنے پشت سر کیا تھا ؁

نواب وزیر الممالک مقام سید آباد سے بسبب طغیانی آب سیدھے راہ عظیم آباد چھوڑکر دریاے سون کے کنارے اوترے تھے وہان سے کوچ کر کے عظیم آباد سے چار کوس پر پہونچے یہان باوصف کثرت کنوون کے پھر بھی لشکر مین پانی کی قلت ہوئی ہر چند اور بھی کنوئین کھدوے تھے دوسرے دن جناب عالی مع فوج ہمرکاب سوار ہوے اور شارع عام سے آگے بڑھ گئے اور راجہ بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ اور اور فوج دست راست جناب عالی قریب جاکر ٹھہری نواب عنایت خان دو تین ہزار سوار روہیلہ سے اور گشائین ہمت بہادر پانچ چھہ ہزار سوار سے اور عالیجاہ پانچ پلٹنی لیکر بسر کردگی سمرو انگریزی توپون سے اور پانچ چھہ ہزار اور فوج دہنی طرف راجہ بینی بہادر کے دور تر مقابل فوج میر محمد جعفر خان اور پہاڑی کے جاکر جمے لیکن توپ کی زد سے دور ہٹ کر ؁

غرض جب اسطرح صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین جناب عالی عمارات آبادی خارج شہر سے ہوکر آہستہ آہستہ قریب میدان علی باغ کے بڑھ آئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر پہلے لڑائی بان اور توپ سے شروع ہوئی جناب عالی مع فوج دلاوران از راہ شجاعت و تہور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے انگریزی فوج سے بھی توپ چلنے لگی اور سمرو کی بڑی توپ کا گولہ جو صفوف عالیجاہ سے دور تھا زیادہ کام کرتا تھا تا نگے اوسکی فوج کے زخمی ہونے لگے اور کبھی گولہ سر فوج سے گذر کر درمیان اوسکے اور عالیجاہ کے میدان مین

گرپڑتا تھا اور شعلۂ آتش شربار دونون فوج کا فلک پر پہونچ رہا تھا اور ترتوق دود سیاہ مثل ابر سیاہ غلیظ محیط کرۂ بخاری سکے ہو رہا تھا اس عرصے مین جناب عالی نے شتر سوار عالیجاہ سکے پاس بھیجا کہ مین مقابل تمھارے دشمنون کے لڑ رہا ہون تم وہان کھڑے ہو کیا کرتے ہو اوسطرف سے تم بھی مثل میرے مقابل ہوکر یورش کرو کہ اوس عرصۂ قتال تنگ ہوجاے اور اگر تم میرے پاس نہ آسکو سمرو کو مع توپ میرے پاس بھیجدو کہ پیر آگے سے توپین مارے اور سوار گرد و پیش سے جمع ہوکر حملہ کرین عالیجاہ نے اوس ہنگامۂ حشر و نشر مین کچھ نہ سنا جہان تھا وہان سے حرکت نکی اور سمرو بھی اپنے مقام سے نہ سرکا یہان تک کہ دو پہر ہوگئی مگر گسائین نے اپنے ناگون سے حملہ کیا لیکن آگے نہ بڑھ سکا کسواسطے کہ توپ کے چھرے سکے آگے ٹھہرنا مشکل ہے یون وہ دن تو اسیطرح تمام ہوا +

خلاصہ اسیطرح ہر روز دلاوران لشکر فکر یورش کرتے رہے کبھی مورچال میر محمد جعفر خان سے کبھی جانب شرق شہر سے اور یہ ارادہ ہر روز شہرت پاتا تھا اور کچھہ نہو سکتا تھا جیسا فساد لکھنو مین بیلی گارد کا حال دیکھا کہ رام چاہے تو اسے کھڑے رہین گے اسیر مسلمان قرآن ہندو گنگا جل ہر روز اوٹھاتے تھے +

اس عرصے مین ایکدن جناب عالی چند سوار لیکر موافق ضابطۂ قدیم اطراف شہر اور مورچال پر پھرتے تھے کہ ناگاہ کمی صاحب مع سید مہدی خان کمی سہرے تلنگون سے اطراف حصار قلعہ سے نکلکر لشکر جناب عالی پر آتے تھے راہ مین سامنا ہوگیا طرفین سے ازراہ ناد انستگی بسبب جوش تہور بطور قراولی رد و بدل نیزہ و تیر و شمشیر ہونے لگی جب بہت قریب ہوے میر مہدی خان نے جناب عالی کو پہچانکر ایک صاحب سے کہا کہ تم جانتے ہو وہ جوان خوشرو انمین سے کون ہے وہی نواب ہے اگر اسوقت ہاتھ آجاے تو پھر لڑائی ختم ہی صاحب نے اپنی فوج سے کمک طلب کی اور جناب عالی کو اپنے لوگون سے اٹکایا جب سپاہی فوج انگریزی کے دور سے نظر آئے ایک شخص نے دوڑ کر لشکر مین خبر کی کہ جناب عالی فوج انگریزی مین گھر گئے ہین اس عرصے مین خود جناب عالی نے ازراہ دانائی گھوڑے کی باگ پھیری اور آہستہ آہستہ دور ہوکر اپنی سرحد لشکر پر آپہونچے لیکن مجبور

سننے اس خبر کے لشکر مین تلاطم اور انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا عالیجاہ نے اپنے رفقاء خاص لیکر امراو ریاں شاہان جناب عالی اوسوقت سب کے سب مردانہ وار جا پڑے اور سجدات شکر خدا بجا لائے اور باتفاق داخل لشکر ہوے ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت +

القصہ اسیصورت سے مہینے بھر تک یہی حال رہا مقابلہ او محاولہ انگریزون سے ہوا کیا اس عرصے مین موسم برسات آیہونچا راے جناب عالی اور تجویز رفقای خاص یہ ہوئی کہ اب اسقدر زیادہ دیکھ حصار قلعہ ٹھہرنا اچھا نہین مناسب وقت یہ ہو کہ بکسر مین چلکر چھاونی کیجیے کہ وہ ملحقات صوبہ عظیم آباد لب دریای گنگ مقابل ملک جناب عالی قریب علاقہ راجہ بلونت سنگہ ہے انشاء اللہ تعالی بعد برسات بخوبی تدارک لڑائی کا کرکے مقابلہ کرینگے پس لشکر مین حکم نقارہ کوچ ہوا +

اس عرصہ مین بادشاہ کو بھی بواسطہ تحریر خطوط بعض ہواخواہان انگریزی نظر بر مدعا تھا صاحبان عالیشان اور اونکی ممنونی جہان کو منظور رہوا کہ بادشاہ سازہ اتفاق صاحبان ممدوح سے کیجیے تو بہتر ہے اور نواب منیر الدولہ کا پانوٗن بھی بساط استقلال سے لغزش مین آیا لیکن دانایان فرنگ نے اس صورت مین خلاف حکمت جانکر قبول نکیا کسواسطے کہ بادشاہ کو مستقل مزاج نجانتے تھے بلکہ تابع مرضی و فرمان پذیر ارکان دولت سمجھتے تھے +

خلاصہ جب میدان مصاف مقابلے سے خالی ہوا عین شدت برسات مین میجر منرو جو مقابلہ جناب عالی پر مامور تھے فرصت وقت غنیمت سمجھکر تھوڑی سی فوج موافق ضبط حساب غلہ و رسد وغیرہ ضروریات لیکر عظیم آباد سے چلے اور کہا کہ مین اسی فوج قلیل سے چند روز مین نواب پر ظفر پاکر پھر آتا ہون +

ادھر جناب عالی موسم برسات جانکر چھاونی بکسر مین باطمینان خاطر مشغول لہو و لعب ہو رہے تھے کہ گویا اپنے ممالک محروسہ مین بطور سیر و شکار نکلے ہین بلکہ ایک ہی تپ جو کچھ دونون کنارہ دریا دسوہن مقابل فوج انگریزی فقط بحفاظت پل چھوڑ آئے تھے اوسے بھی منگوا لیا تھا پھر کیفیت جو ہونا تھا وہ ہوا اب مختصر خاتمہ محاربہ یہ ہے +

۱۱۷۸ھ ہجری ۱۷۶۴ء جناب عالی مع فوج مغلیہ او شجاع علیخان عرف میان عیسی

جنکی جمعیت فوج چھہ سات ہزار سوار و پیادہ تھی ہمرہ مع موسیر دک فرس پشت پر اٹھہ
ضرب توپ سے تھڑے اور راجہ بینی بہادر نے کنارے دریای گنگ قریب خرابہ ہای آبادی
قیام کیا اور یہ دونون صاحب توپین اور آٹھہ پلٹن لیکر جو بطریق انگریزی آراستہ تھین
مقابل فوج انگریزی ہوے اور جناب عالی دہنی طرف سے بینی بہادر بائین جانب سے
مستعد ہوے لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے توپ کا گولہ برسنے لگا اور سپاہ مجروح و
مقتول ہونے لگی جناب عالی بکمال جسارت وتہور مع فوج مغلیہ فوج انگریزی پر یورش
کرنے لگے اور غازیان رکاب ظفر انتساب داد مردانگی دینے لگے اور ہمرہ موسیر دک کی
توپون سے اور جناب عالی کے متواتر یورش سے فوج انگریزی عاجز آگئی اور مال اسباب کشتی
بار سفر کشتیون پر کر چکے تھے صاحب کمان افسر نے جب یہ صورت دیکھی کہ اونکے آگے
جھیل اور دلدل ہے یورش نکر سکینگے فوج کو کنار دریا بھیجا کہ تم بینی بہادر پر یورش کرو جو تمھارے
قریب ہے چنانچہ فوج آہستہ آہستہ کنار دریا چلی اور ایک ایک سپاہی اون خرابہ شہر کے
نزدیک جا پہونچا جہان فوج راجہ آڑ پکڑ کر باطمینان بیٹھی ہوئی تھی شیخ غلام قادر اور
شیوخ لکھنو معتمدین راجہ بندوقین ہاتھہ مین لیے گھوڑون سے اوتر خرابہ کے زیر دیوار آڑ
پکڑے بیٹھے تھے تلنگے انکی نظر بچا کر تنگ گلیون سے ہو دفعتاً دیوارون پر چڑھکر پٹے
بینی بہادر کے لوگون پر پتھر اینٹین ڈھیلے دیوارون سے نکالکر پتھراؤ کرنا شروع کیا
اسواسطے کہ جب دیوار کی آڑ سے علیحدہ ہو جائینگے گولی کی زد پر آجائینگے شیخ غلام قادر
اوسوقت خبردار ہو کر مع اپنے رفقا لڑنے پر اوٹھہ کھڑے ہوے جب تک کہ سب شیخ جمع
ہو جائین اس بلا کو سر سے دور کرین اب تلنگے جمع ہو مع اپنے افسر صف آراستہ ہو گئے
طرفین سے گولی چلنے لگی بعد دو تین باڑھ کے شیخ غلام قادر وغیرہ حق نمک سے ادا ہو کر
خاک پر گر پڑے باقی بیدل ست چھوڑ کر میدان سے ہٹ گئے راجہ نے سراسیمہ ہو کر
رفقا سے پوچھا کہ اسوقت کیا کرین اگر ثابت قدم رہین تو یہین جان دینا ہے اور اگر زندگی
عزیز ہے تو یہان سے نکل جانا مناسب ہے بعض جان نثارون نے چاہا کہ گھوڑون سے اوتر پڑین لیکن
تلنگے دفعتہً مثل باد صرصر آپہونچے راجہ نے خود اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اوسطرف سے

شجاعت تلنگان میان عیسی اور شیخ زادے تلنگون کی بندوقون کی آواز سنکر اس گمان سے
کہ مبادا ہمین بہادری مین زیادہ اپنی نامورہی کر جاے حضور جناب عالی ہمین خجالت ہوگی
مضطرب ہوکر بے دریافت حال پشت سر شمرو سے نکلکر بڑھے لیکن انکے آگے جھیل اور دلدل
تھا گھوڑونکا اوسمین سے گذرنا مشکل پڑا علاوہ اسکے باڑھ کے آگے ٹھہرنا آسان نہین اوس وقت مین
انکے جانے سے سمرو کی توپ جو فوج انگریزی پر گولہ برسا رہی تھی رک گئی کسواسطے کہ میان عیسے
وغیرہ درمیان مین حائل ہوگئے تھے اب انگریزی گولی شدت سے برسنے لگی آخر میان عیسے
بمعہ اپنی تھوڑے سوارون سے جھیل کے پار ہوکر نشانہ گولیون کے ہوگئے اور لوگ جو
بہادری سے میدان مین ڈٹے رہگئے تھے انکے بھی پانوؤن مین لغزش ہوگئی جسطرح موج دریا شدت
ہوا سے تلاطم مین آجاتی ہے اور سب سے زیادہ آفت سماوی یہ ہوئی کہ جب لڑائی شروع
ہوئی تھی ہوا موافق تھی اب مونھہ پر کی ہوگئی طرفین سے دھوان جمع ہوکر مثل ابر سیاہ
غلیظ چھا گیا اس عرصہ مین تلنگے جو مقابل مین بہادر تھے داخل لشکر ہوگئے اور اسکو زیر پا
رکھہ لیا اس صورت مین کسیکا پانون نہ ٹھہر سکا ایک تزلزل عظیم لشکر مین پڑگیا ہر ایک کو اپنی
جان کا بچانا مشکل پڑا پہلے حضرات مغلیہ جو ہمقوم وہم قبیلہ تھے اور کس ناکس اپنے تئین
نواب جانتا تھا اور اپنی نخوت وغرور سے سبکو نامرد جانتے تھے یہ رنگ دیکھکر اپنے آقا سے
نامدار سے ہاتھہ اوٹھا کر بھاگنے لگے کہتے ہین کہ لڑائی مین خدا نکرے کسیکا پانون اوکھڑے
دفعتہً سبکے پانون اوکھڑ جاتے ہین آخر اپنے لشکر کو لوٹنے لگے جناب عالی یہ حال ہمین دیکھا
دیکھکر ایک ساعت تک متحیر رہے تماشاے قدرت خدا دیکھنے لگے پھر گھوڑے پر سوار نیزہ
ہاتھہ مین داہنے بائین دوڑتے پھرتے تھے اور ہر افسر کو پکارتے تھے کہ اے نامردو کہان بھاگ کر
جاؤ گے کچھہ تمھین شرم وحیا اور خیال نمکخواری نہین وہ حمیت ہمقومی اور غرور کجکلاہی کیا ہوا
کوئی نسنتا تھا بلکہ سیدھی راہ کاٹ کے اپنی راہ لیتے تھے جناب عالی کیطرف نہ آتے تھے
آخر جناب عالی تھک کر ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہو رہے تصویر اس حال کی سرکار
شاہی مین تھی مؤلف کتاب نے بھی اوسے دیکھا تھا

غرض فوج انگریزی نے داخل خیام ہوکر نقد وجنس وجواہر جو پایا خاطر خواہ لوٹا جسکا حساب نہین

بلکہ تخلف یہ ہوا کہ اس لوٹ مین ہزارون تلنگے بھی شریک ہو گئے تھے اب ناظرین بچشم انصاف دیکھین کہ یہ فوج موروملخ کی ٹیان انگریزی سے کسوجہ سے بھاگی بنظر حسن تدبیر ظاہری
نااتفاقی و بی انتظامی و بیتابی و سرکشی دوسرے اقبال و ادبار آقا اور اثر نیت خاص

الغرض یہ سب بھگیلے سراسیمہ پریشان حال درگاوتی ندی کے پار ہونے کو جمع ہوئے فوج انگریزی پیچھے چلی آتی تھی اوسنے سکو زیر بار ھور کھ لیا تھا اور دونون طرف کے لوگ اس پار اوس پار کے خاک ذلت پر گر رہے تھے اس حدت سے عجیب حال سب کا ہو گیا تھا کیسکے ہوش و حواس باقی نرہے تھے ہزارون دریا مین ڈوب کر مر گئے تھوڑے سے عبادی لشکور نیچے لشکر یا بادشاہ بھی اوس پار اوترا جناب عالی بھی پار اوترے آخر پردگیان عصمت کو روانہ الہ آباد کیا ﴿

بادشاہ بھی جناب عالی سے صاف نہ تھے بلکہ کبیدہ خاطر ہو کر ملاقات صاحبان عالیشان کے بہانے ڈھونڈھتے تھے اوسوقت جب صاحبان عالیشان نے بادشاہ کو دیر پر وبال دکھایا اور اونکی عظمت و جلالت و شان و شوکت کی خوب قلعی کھل چکی اور اپنا بھی دبدبہ قوت و زور دکھا چکے تھے راہ و رسم مراسلات اور درخواست اپنے پشت و پناہ ہونے اور امداد کی ظاہر کی یہ فہم و فراست دانایان فرنگ کو خدا نے عنایت کی ہی اور امر تقدیری جدا ہی ﴿

پس یہین سے ظاہر ہے کہ صاحبان عالیشان نے قناعت اسی زینہ وزارت پر پھر بیش قدمی خلاف عقل سمجھے والا تسخیر بلاد ہندوستان اوسیدن ہو چکا تھا شرق سے غرب تک کی حقیقت تو کھل چکی تھی شمال مین کوہستان جنوب مین سمندر وہان اوسنے زیادہ کون ایسا تھا لہذا اس زینہ پر مستقل رہنا چاہیے پھر مدارج سلطنت پر جانا آسان ہو جاتا اور یکایک کیسکے گھر مین چلے جانا نچاہیے اگرچہ اسمین ایک مدت گذر جاے ع آہستہ خرام بلکہ مخرام ﴿ اب یہ سب حقیقت حال اس زمانہ حال مین کھل گئی خوف اتفاق قوم سب کا جاتا رہا گویا سب چراغ ہندوستان بجھ گئے ﴿

القصہ جناب عالی بصلاح نواب عنایت خان بانس بریلی تشریف فرما ہوی وہان بھی

اپنا رہنا مناسب سمجھا بلکہ روہیلون سے مطمئن نہوے چنانچہ ایک دفعہ سپاہ سے کچھ
فساد بھی ہوا حافظ رحمت خان نے دیکھا کہ اگر کوئی امر خلاف ہمارے ملک مین ہوا بڑی
خجالت ہوگی عرض کیا کہ اگر حضور میرے ساتھ نواب احمد خان بنگش نواب فرخ آباد کے پاس
تشریف لیچلین غالب ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے سے بخارات دیرینہ نواب مرحوم کے
وقت کے جاتی رہینگے اور آپ سے باطاعت پیش آئینگے اوسوقت بھی جمعیت لشکر جناب عالی
کچھ کم نتھی اور انھین دنون احمد شاہ ابدالی بادشاہ کابل نے میدان خالی دیکھکر بقصد
داخلہ شاہجہان آباد کیا تھا پھر سوچکر راہ مین سرہند تک ٹھہر رہا تھا کہ تحصیل زر بخوبی کیجیے
اسی جہت سے جناب عالی کو بھی منظور ہوا کہ شاہجہان آباد جاکر معرفت نواب نجیب الدولہ
شاہ کو عرضی دیجیے اور دو کرور روپیہ کا وعدہ پیشکش کرکے اپنی کمک کو لے آئیے
لیکن وہان سے یہ تدبیر بھی بن نہ پڑی ۔

جب نواب روانہ فرخ آباد ہوے قریب شہر پہونچے نواب حافظ رحمت خان پہلے
نواب احمد خان کے پاس گئے اور بخوبی اونھین سمجھا کر استقبال کو لائے بڑی تعظیم و
تکریم سے داخل شہر ہوے اور طریق ضیافت و مہمانی فراخور حال بجا لائے ۔

آخر جناب عالی نے بصلاح نواب عماد الملک راؤ ملہار راؤ ہولکر کو ۵۴ ہزار جمعیت فوج سے
اپنا شریک کیا کہ چالیس ہزار کوچ بیس ہزار مقام دینگے پھر وہان سے جمع ہو مع نواب
عماد الملک صاحبان عالیشان سے لڑنے کو آئے چنانچہ یہ معرکہ جنگ کوڑہ جہان آباد
کے میدان مین قریب کانپور ہوا ۔

جنرل کرناک صاحب بہادر نے جب یہ خبر سنی تھوڑی فوج لیکر الہ آباد سے روانہ ہوے جب
مقابلہ ہوا مرہٹون نے پہلے کچھ دنہے بائین ہاتھ پانون ہلائے جب چھرہ توپ کا اور
باڑھ چلنے لگی سیدھے سرحد گوالیار پر پہونچے مگر فقط ملہار راؤ تن تنہا اپنی جوانمردی سے
رکھیا اور چاہا کہ میدان سے نہ ہٹے جناب عالی اور نواب عماد الملک سمجھا کر اپنے ساتھ
لیگئے کہ اسطرح جان دینے سے کیا فائدہ تمھاری بہادری مین کچھ شک نہین لڑائی مین
فتح و شکست کا اختیار بخدا ہے ۔

جب یہ فوج کذائی بھی بھاگی پھر فوج انگریزی نے لشکر کو لوٹا نواب عماد الملک کا بہت
اسباب تلف ہوا نواب نجف خان جو جناب عالی سے بیدل و برخاستہ ہو رہے تھے وہ بھی
ہندیل کھنڈ پہونچکر داخل رفاقت صاحبان عالیشان ہوے فوج انگریزی جو لکھنؤ آئی تھی
راہی شتاب ہوئی نے اوس سے انتظام ملک اودھ کیا اور جماعت افاغنہ جسنے وعدہ تھی
رفاقت جناب عالی کا کیا تھا وہ مرہٹون کا بھی مقابلہ دیکھ چکے جناب عالی منتظر رہکر پھر
فرخ آباد آئے کہتے ہین کہ جناب عالی نے بعد قبض و تصرف اپنے ممالک محروسہ کے بدل چاہا
کہ نواب عماد الملک کو ۵ لاکھ کا ملک علحدہ کر کے دیوین کسواسطے کہ وہ ہر حال مین شریک
رہے تھے مگر اونھون نے اوسکو قبول نکیا خلاف اپنی ہمت کے سمجھے اور وہی راہ ورسم قیام بن کا

پریشان حالی نواب قاسم علیخان عالیجاہ اور شاہجہان آباد پہونچکر مجیث میر ناصر

مختصر احوال پریشانی نواب قاسم علیخان یہ ہے کہ بہت صاحب مروت و فیاض تھے
اگرچہ متلون المزاج خلق تھے اور فی الحقیقت صاحبان عالیشان اور میر محمد جعفر خان
دونون انکے محسن تھے اونسے اونھون نے سراسر خلاف کیا اہل تواریخ ممالک شرقیہ کوفتار ہی
عالیجاہ نسبت خلاف جناب عالی جانتے ہین اونکے حق بجانب اور وقایع نگار ہی واقف
اس مملکت کے ازروی تحریرات مراسلات مخفی عالیجاہ سے جو درباب عزل وبرہمی دولت
جناب عالی جو بادشاہ کو بھیجی تھی اونکی خطا جانتے ہین العلم عند اللہ ان امورات سابقہ کو
کچھ حکام خوب جانتے ہین ؛

خلاصہ شروع بگاڑ یہ ہوا کہ پہلے جناب عالی نے ۱۱ لاکھ روپیہ معینہ ماہ بماہ کو طلب کیا
جو محاصرہ عظیم آباد مین قرار پایا تھا عالیجاہ نے اس خیال سے کہ شدت تقاضای جناب عالی سے
نجات ملے یہ جواب دیا کہ اگر مین مرشد آباد کو رخصت ہو کر جاؤن اور انتظام انگریزی مین
خلل ڈالون تو مضائقہ نہین بالفعل فوج انگریزی یہان کم ہے وہ نہایت تردد معلوم
ہوتے ہین اگر مین وہان جاؤنگا تو کار سرکار بسہولت انجام پائیگا جناب عالی نے فرمایا
کہ اگر عالیجاہ پھر کر نہ آئین تو کیا کرونگا خلاصہ بصورت کے سوال و جواب فیما بین
ہونے لگے عالیجاہ عذر بے بضاعتی کرتے رہے آخر اکدن جناب عالی نے معرفت

ابراہیم علی خان کو کہلا بھیجا کہ بادشاہ بقایائے صوبۂ بنگالہ وغیرہ عالیجاہ سے طلب فرماتے ہین اور اسپر تحصیلدار مقرر کیا چاہتے ہین اسکا جواب مجھے عالیجاہ دین اونھون نے جواب دیا سبحان اللہ مین تو تمھارے بھروسے پر بیٹھا ہون جو مجھسے ممکن وہ مہیا ہوا اوسمین قصور نہین کیا اب مجھے مقدور کہان رہاہے مجبور ہون اور بادشاہ کا مجھپر تقاضا سنجاہیے جناب عالی اپنے بہادر کو حکم فرمائین کہ وہ حساب سمجھ لے پھر جو باقی نکلے اوسکے ادا کرنے مین جسطرح کہ ممکن ہوگا قصور نکرونگا آگے آپ کو اختیار ہے +

القصہ ایسی بے التفاتی کی باتون سے مضطر ہوکر ایکدن عالیجاہ نے بسبب تحریک مصاحبان سفاہت شعار بغور تامل و فکر و مآل اندیشی لباس گیروا فقرا کا پہنکر بوریے پر بیٹھے اور رفقائے خاص بھی اسیصورت سے بنے انگشت نمائے خاص و عام ہوے جناب عالی نے اپنی بدنامی سمجھکر علی ابراہیم خان کو نواب عالیہ کیطرف سے کہلا بھیجا کہ مین نے بادشاہ کی حکم سے کہلا بھیجا تھا اوسکا جواب شافی دینا چاہیے تھا یا ترک لباس کرنا مجھے بدنام کرنا کیا ضرور ہے حاصل کلام بہت سے کلمات تشفی و دلجوئی کے کہلا بھیجے آخر خود تشریف لیگیے اور بہت سمجھا کر لباس فقیرانہ بدلوایا +

دوسرے دن سمرو ملازم عالیجاہ نے ازراہ نمک حلالی تنخواہ اپنی پلٹن اور توپخانہ کی بجبر لیکر جناب عالی کا نوکر ہوا اور اسلحہ حرب بندوق میگزین وغیرہ اپنی سرکار مین نہ دیلیم اور بسنح جناب عالی سے عرض کیا کہ مجھے عالیجاہ نے حکم قطعی دیا تھا کہ بعد فتح انگریزو تم بے تامل لشکر جناب عالی کو لوٹ لینا جب جناب عالی نے یہ شکایت علی ابراہیم خانسے کی عرض کیا کہ اگر وہ اپنا سنح حضور سے نکرتا تو آپ سیاہ دشمن کو کیونکر نوکر رکھتے اور اسیطرح سردار لشکر بھی وقت بد دیکھکر اور اپنی عاقبت سمجھکر حیلۂ رزق جانکر لشکر جناب عالی مین چلے آئے +

دوسرے دن صبح کو موشیر جنتیل نے اپنی فوج لیکر خیمۂ عالیجاہ کا محاصرہ کرلیا اور اونھین ہاتھی پر سوار کرکر ایک افسر کو خواصی مین بٹھا لشکر جناب عالی کے مقام معینہ مین پہونچا دیا اور جتنا مال و اسباب نقد و جنس تھا سب ضبط سرکار جناب عالی ہوا اور سوا

علی ابراہیم خان سب رفقای عالیجاہ نے روسای لشکر جناب عالی سے موافقت دینوی کر لی تھی
غرض ایکدن بیشتر لڑائی بکسر کے عالیجاہ لنگڑی ہتنی پر سوار مع اپنے عیال لشکر جناب عالی
سے روانہ الہ آباد ہوے اور بجان و احد قید جناب عالی سے نجات پائی علی ابراہیم خان
نے اوسوقت بیکسی مین بھی ازراہ دولتخواہی و نمک حلالی بمقتضای شرافت ہزار روپیہ نقد
اور گھوڑا اپنی سواری کا بھیجدیا لیکن عالیجاہ نے ازراہ غیرت قبول نہ کیا پھیر دیا نہ ازخرابی
افتان و خیزان الہ آباد پہونچے چھوٹے سے مکان کرایہ مین اوترے پھر لکھنؤ ہوکر روہیلکھنڈ
ملک افاغنہ مین گئے اور قید فرنگ سے محفوظ رہے ہر چند یہ مرحلہ جناب عالی اور صاحبان
عالیشان سے پہلے طے ہو چکا تھا کہ ہم عالیجاہ کو گرفتار کرکے تمھین دینگے ۔

کہتے ہین کہ عالیجاہ کا خیمہ لکھنؤ مین کنار دریای گومتی زیر قلعہ مچھی بھون برپا ہوا تھا
اونکے سامنے ایک طرف وہ قرآن ضمانت نما مین دوسری طرف زنار ہنود رکھے تھے
کہ اگر فتح جناب عالی ہوئی زنار پہن لونگا اور اس قرآن سے بے ادبی کرونگا یہان تک
کہ خبر شکست بکسر سنی ۔

خلاصہ ملک افاغنہ مین بھی صورت قیام نہ ٹھہری بعد چند روز کے پریشان و خستہ حال
ہوکر میانے مین سوار شاہجہان آباد پہونچے نواب نجف خان نے بڑے احترام سے
اپنا مہمان کیا اور کہا کہ اب خیال ملک بنگالہ او ر تصور عہدہ وزارت کو دل سے دھو کے
حاضر حضور شاہی رہنا غنیمت سمجھیے مین بہرصورت آپکی خدمتگزاری اور کفالت کو حاضر ہون
عالیجاہ بھی اپنی عادت قدیم سے مجبور تھے چند روز رہکر ایک عرضی بادشاہ کو اس
مضمون کی دی کہ اگر غلام کو بجای نواب نجف خان حضور سرفراز فرمائین تو اوس سے بہتر
انتظام ممالک محروسہ کرونگا جب نواب کو یہ خبر معلوم ہوئی آمد و رفت موقوف کی بلکہ کفالت
سے ہاتھ نہ اوٹھایا بعد چند روز کے سبزی منڈی مین انتقال کیا حضرت شاہ مردان مین
دفن ہوے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

ملاقات جناب عالی بسرداران انگلشیہ و بعد صلح فیض آباد کو آنا

خلاصہ جناب عالی بعد شکست بکسر سمت الہ آباد روانہ ہوے راہ مین مقام چھپیرہ سے

ہو قریب عظیم آباد ہے پردگیان عصمت کو بحفاظت وحراست مظفرالدولہ بخشی الملک ابوالبرکات خان بہادر جنگ ساکن قصبہ کاکوری قریب لکھنؤ سپرد کیا وہ روانہ بیلی بھیت بریلی ہوئے اور خود جناب عالی جریدہ بعزم محاربہ ثانی صاحبان عالیشان بریلی ہوکر نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد کے پاس گئے اس خیال سے کہ سرداران جنوبی اور بادشاہ دُرّانی کو اپنی کمک کو لائین جسطرح بالاجمال مذکور ہو چکا لیکن کسیکے قول وفعل کو درست نپایا سبکی طرف سے دل ٹوٹ گیا کہ اینین کسی سے سوای مکر وفریب وچرب زبانی کے کچھ نہو سکیگا ۔

حقوق صاحبان روسای قصبہ کاکوری اس سلطنت مین انھین جن خدمات کی جہت سے ہے چنانچہ جب جنت آرامگاہ نے مسند وزارت پر جلوس فرمایا ایکدن وقت صبح بر سبیل تفرج تشریف فرمای قصبہ مذکور ہوے غلام صفدر خان غلام حیدر خان فعت الدولہ خان سکے بیٹون کو طلب فرمایا خلعت سے سرفراز کرکے دونون کا دو دو سو روپیہ مواجب مقرر فرمایا ازراہ قدردانی وقدامت اونکا حفظ مراتب فرماتے رہے اور اب تک سرکار شاہی مین حافظ علیخان نجف علیخان وصی علیخان مولوی نہال الدین خان مولوی محمد خلیل الدین خان وغیرہ ہمیشہ سے خدمات عالیہ پر مامور رہے اب آخر سلطنت مین مولوی محمد مسیح الدین خان بہادر منشی نواب گورنر جنرل بہادر جناب عالیہ ملکہ کشور وجرنل مرزا سکندر حشمت بہادر ولیعہد بہادر کے ساتھ بسرشتہ سفارت لندن گئے شاید اونھون نے بھی کتاب سفر لندن اور حالات سرکارین لکھے ہین اگر قالب طبع پر پہونچینگے خاص وعام پر کھل جائیگا اور بالاجمال انکا ذکر بھی دوسری جلد مین اپنے سلسلہ مقام پر آئیگا اور ہر ایک کا وظیفہ شاہی کی جہت سے پنشن سرکار انگریزی سے ملتی ہے ۔

خلاصہ آمدم بر مطلب کتاب کہ نواب احمد خان بنگش کو اگرچہ غبار مقدمات دیرینہ جناب عالی کیطرف سے تھا مگر جب اونکے مہمان اس حال سے ہوے جسطرح مذکور ہوا وہ بخارات مبدل بخلوص یکجہتی تہ دل سے ہوے جناب عالی کا پریشان حال وتردد اور کم ہمتی مردان کارزار کی دیکھکر اپنی ننگ نہادی وعاقبت اندیشی سے عرض کیا کہ مین بہر حال آپکا شریک ہون نہ مثل اور دون کے اور ان سب کا احوال آپ پر منکشف ہوگیا

اب میری عقل ناقص مین صلاح دولت یہ ہے کہ آپ اس قوم سے صلح فرمائین تو بہتر ہو گذشتہ را صلوٰۃ جو ہونا تھا وہ سب ہو چکا اوسکی صورت یہ ہے کہ آپ بہ واسطہ تن تنہا اونکے پاس تشریف لیجائیے غالب ہے کہ صاحبان ممدوح از راہ ہمت و جوانمردی اپنی ایکا بڑا احترام کرینگے اور کسیطرح کی دغا و فریب سے پیش نہ آئینگے کسواسطے کہ انکا بھی یہی مرحلہ اول ہے کبھی ملک مین جلدی نکر سکینگے بلکہ آپکی صلح کو غنیمت جانینگے اور جو شخص آپ سے اوسکا محاربہ کرے اوسے اپنا دشمن جان و آبرو جانیگا جو حق دوستی و خیرخواہی و عاقبت اندیشی تھا عرض کیا آگے حضور کو اختیار رہے +

دوسری صورت خداداد یہ ہوئی کہ کوڑہ جہان آباد کی لڑائیمین یا موسی اگرمین اتفاقاً دو صاحب افسر جلیل القدر لشکر انگریزی سے بگھی پر سوار چلے جاتے تھے راہ مین ناگہانی کے رسالے کے سوار گرفتار کرنے کے لئے آئے بعض کوتہ اندیش نے چاہا کہ مثل گرفتاری عالیجاہ قتل کرین اون صاحبون کو بھی اپنا قتل یقین ہو گیا کہ دشمن کے ہاتھ سے جان کا بچنا مشکل ہوتا ہی لیکن جناب عالی نے از راہ جوانمردی اونھین بڑی عزت و احترام سے علیحدہ خیمے مین رکھا تھا اپنا مہمان کیا اور لوازمہ مہمانی مہیا فرمایا اور جتنی چیزین ضروری تھین سب کو حکم فرمایا امر عجیب یہ کہ لشکر اسلام مین شراب غیر ممکن تھی بہزار تلاش وہ بھی بہم پہونچی اور جس چیز کی احتیاج ہوتی تھی مہیا ہو جاتی تھی ایکدن وہ دونون صاحب حضور جناب عالی ہوئے تھے اور ایکدفعہ خود بھی جناب عالی اونکے خیمے مین تشریف لیجا کر متواتر ارشاد فرماتے تھے کہ جب آپ کا جی چاہے بسلامت اپنے لشکر چلے جائیے وہ کہتے تھے ہمین یہ صحبت آپ کی بہت غنیمت ہے جسدن رخصت ہوئے آٹھ گھوڑے خاصہ سواری کے چار ہاتھی کشتی جواہر بیش قیمت دو ہزار اشرفی عنایت فرمائی +

جب یہ دونون صاحب جلیل الشان اپنے لشکر مین بسلامت باعزت داخل ہوئے اپنے کمان افسر سے جناب عالی کی ہمت و جوانمردی و مہمانداری کی بہت تعریف کی اور صاحب بھی مشتاق ملاقات ہوئے اور یہ صاحب بھی محرک اصلاح حال ہوئے اقبال اسے کہتے ہین اور جب خدا چاہتا ہے بگڑے کام سب بن جاتے ہین بلی گاردین کسیکو

کچھ بھی نہ پڑا ایسا نشہ غفلت دوسری بیگ کے سر مین سما گیا تھا +
غرض صورت صلاح حال و صلح یہ ہوئی کہ دھدی گھاٹ پر کنار دریای گنگ لشکر جناب عالی
اوس پار جانب شمال لشکر انگریزی تھا جناب عالی جریدہ بسواری پالکی جھالردار چند خواص
اردلی سے کشتی پر سوار ہو اوس پار تشریف فرما ہوے جنرل کرناک صاحب کمان افسر کو جب یہ
خبر پہونچی پہلے متعجب و متحیر ہوے جب قریب کشتی پہونچی مع افسران جلیل الشان خیمے سے نکل
استقبال کیا لب فرش تک جلو سواری مین تھے جب پالکی سے اوترے معانقہ ہوا تو بے
سواری کی جلی داخل خیمہ ہوے اور شل ملازمین بانتہای تعظیم و تکریم سے پیش آئے پہلے جناب عالی
نے کچھ کلمات یاس ارشاد فرمائے جنرل صاحب نے عرض کیا کہ ہمارا آپ سے ارادہ لڑائی کا
نہ پیشتر تھا نہ اب ہے ہمنے آپکی مروت و ہمت و جوانمردی کا مثل نہ دیکھا اور نہ سنا لیکن از بسکہ
تاسم علیخان نے ہمسے نقض عہد و میثاق کیا اور بدلے ہماری نیکی کے بدی پیش آیا اور
درپے ہمارے قتل و قمع کے ہوا اور ہمارے بیگناہوں کا خون ناحق بہایا پہلے ہم بھی خائف تھے
لیکن معلوم ہوا کہ زمانہ جوانمردون سے خالی نہیں ہوتا اور مرد وہ ہی جو بر وقت غالب ہونے کے
دشمن پر رحم و مردی سے پیش آئے جیسا آپ نے اپنے مہمانون پر مہمان نوازی فرمائی ہم سب
شاکر گزار ہین اور آپکے استقلال میں کسیکو تامل نہین اور یہ صورت خاص لڑائی کی فقط بیوفائی
سپاہ سے ہوئی بہر حال معنی باہمی اب ہم آپکے دوست کو اپنا دوست سمجھیں اور دشمن کو آپکے
ہم اپنا دشمن ہمارے دشمن کو آپ زیر تیغ لین جناب عالی کو پہلے جسقدر تشویش و خلجان خاطر تھا
وہ سب رفع ہو کر شگفتگی و تسکین خاطر ہوئی اور ہر سوال کا جواب مناسب دیا اور باتفاق صاحبان
عالیشان حاضری نوش فرمائی اور رفع اشتباہ کو اوسی خیمے مین استراحت بھی فرمائی یہی طریقہ
مہمانی و ضیافت سرکارشاہی کا تا انتزاع سلطنت رہا اور طرفین سے استقبال و مشایعت
کی وہی صورت رہی +
بعض کتاب کہنہ تواریخ انگریزی مین جو بعض کلمات عجز جناب عالی تحریر کیے ہین وہ
کسی ثقات سے نہین سنے +
خلاصہ بعد ہفتہ عشرہ معرفت راجہ شتاب رای تصفیہ صلح سرکار مین اس صورت سے ہوا

کہ پچاس لاکھ روپیہ صرف لڑائی وہ جناب عالی دین نصف نقد و نصف باقی بر تنخواہ صوبہ
اورجسقدر اس عرصہ قلیل مین تحصیلداران انگریزی نے تحصیل کیا ہو وہ مجرا لمین اور ایک صاحب
رزیڈنٹ سرکار جناب عالی مین بعہدہ وکالت حاضر رہے اوسے کسیطرح کی مداخلت مقدمات
جناب عالی مین نہو اور طرفین دوست کو دوست دشمن کو دشمن ایک دوسرے کا سمجھین اور
جو سرکش ہتمرد سیے اپنی قوت دکھائے اوسے ہر ایک اپنی اعانت فوج سے زیر وزبر کردے
او خرچ جسکے ذمے پڑے دے جب یہ عہد و میثاق ہو چکا جناب عالی اور جنرل کرنک
الہ آباد تشریف فرما ہوئے +

نقل عہدنامہ جناب عالی

رائٹ انربل رابرٹ لارڈ کلیو بیرن آف پلیسی نائٹ کمپانک آف دی موسٹ انربل
اورلارڈ آف دی باتھ میجر جنرل او سپہ سالار فوج اور پریزیڈینٹ کونسل و گورنر فورٹ ولیم
اور تمام آبادیہا متعلق کمپنی مشتملہ سوداگران انگلستان جو تجارت ہندوستان کے
اضلاع بنگالہ بہار اوڑیسہ مین کرتے ہین اور جان کارنیک صاحب برگیڈیر جنرل کرنل
ملازم کمپنی مذکور اور کمنڈنگ افسر افواج متعینہ بنگالہ کو کل اختیارات اور حکومت من جانب
نواب نجم الدولہ صوبہ دار بنگالہ و بہار و اوڑیسہ اور نیز من جانب کمپنی مشتملہ سوداگران
انگلستان جو ہندوستان مین تجارت کرتے ہین عطا ہوئی ہو کہ صلح و دوستی مستحکم ساتھ
نواب شجاع الدولہ وزیر الممالک کے تجویز کرکے منعقد کرین اور ان لوگون کو واضح ہو کہ جتنے
وہ متعلق ہین یا آیندہ متعلق ہونگے کہ مختاران کل مذکورہ بالا نے شرائط ذیل نواب سے طور کر
قرار دیے ہین اور منظور کیے ہین +

شرط اول ایک دوامی و عام صلح اور دوستی بیریا اور اتفاق مستحکم فیمابین
نواب شجاع الدولہ اور اونکے وارثون کے ایک فریق اور نواب نجم الدولہ اور انگریزی
ایسٹ انڈیا کمپنی کے فریق ثانی قائم ہوگا اور فریقین معاہدہ بہمہ تن مصروف ہوکر اتحاد
باہمی فیما بین ہین اور اپنے اپنے ممالک مین اور رعایا مین قائم رکھینگے اور آیندہ کسی حیلہ
یا سبب سے اجازت برخلاف برعکسی کی نہینگے کہ کوئی یہ امر کرے او با احتیاط تمام امر مشتبہ

اور مشکوک کا لحاظ رہے گا جس سے خلل بعد ازین اس اتفاق مین واقع ہو +

شرط دوم درصورتیکہ ملک شجاع الدولہ پر بعد اسکے حملہ کسی دشمن کا ہوگا تو نواب نجم الدولہ اور کمپنی انگریزی اوسکی مدد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے کہ جیسی ضرورت وقت ہوگی اور جسقدر حفاظت ضروری ممالک اپنے سے بلا وقت ممکن ہوگی اور اگر ملک نواب نجم الدولہ پر یا کمپنی انگریزی کے ممالک پر حملہ آور ہوگا تو نواب اسیطرح اونکی مدد جزو فوج یا کل فوج سے کرینگے درحالتیکہ فوج انگریزی کمپنی نواب کی معین رہیگی تو جسقدر خرچ تنظیم اوسکا ہوگا اوسکی کفالت نواب پر ہوگی +

شرط سوم نواب بصدق دل وعدہ کرتا ہے کہ وہ ہرگز اپنے یہان نہ رکھیگا اور نہ آسرا دیگا قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ وغیرہ و سمرو قاتلان انگریزان اور نہ کسی مفرور انگریز کو اور نہ کسیطرحکی مدد یا رعایت یا حفاظت اونکی کریگا اور وہ یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ جو انگریز فراری ہوکر اوسکے ملک مین آئیگا اوسے بھی وہ حوالہ کردیگا +

شرط چہارم شاہ عالم بادشاہ قابض کوڑہ پر اور جسقدر جزو اضلاع الہ آباد پر رہیگا جو اب اوسکے قبضے مین ہین اور جو اوسے واسطے قائم رکھنے حیثیت بادشاہی کے دیا ہے +

شرط پنجم نواب شجاع الدولہ پھر بھی بصدق دل و نیت درست وعدہ کرتا ہی کہ وہ بلونت سنگہ کو زمینداری بنارس اور غازی پور اور اون اضلاع پر جو اوسکے پاس تھے جبکہ وہ نواب جعفر علیخان مرحوم اور انگریزون کے پاس حاضر ہوا تھا بشرطیکہ جسقدر مالگذاری وہ دیتا تھا اوسقدر دیتا رہیگا +

شرط ششم بنظر اسکے کہ کمپنی انگریز کا جنگ گذشتہ مین صرف کثیر ہوا ہی لہذا نواب اقرار کرتا ہے کہ وہ پچاس لاکھ روپیہ حسب تفصیل ذیل دیگا یعنی بارہ لاکھ نقد اور آٹھ لاکھ کے جواہرات جب یہ عہدنامہ تصدیق اور منظور ہوگا اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی وہ پچیس لاکھ باقساط ماہواری اسیطرح پر کہ عرصہ ۱۳ مہینے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجائیگا +

شرط ہفتم یہ تجویز قرار پائی کہ ملک بنارس اور جسقدر بلونت سنگھ مالگذاری مین تہا بجز
نواب وزیر کو دیا جاویگا بادشاہ نے وہ ملک کمپنی انگریزی کو دیا ہو لہذا یہ وعدہ کیا جاتا ہے
کہ ملک مذکور حسب ذیل اوسے دیا جائیگا یعنی وہ سب ملک انگریزون کے پاس اوسوقت تک
رہیگا جب تک میعاد عہدنامہ جو بلونت سنگھ اور کمپنی کے ساتھ ہوا ہے منقضی نہو جاوے
اور تاریخ انقضا اوسکی ۲۷ ماہ نومبر سنہ ۶۶ع ہی بعد ازان نواب کو دخل دیا جائیگا اور قلعہ
چنارگڈھ پر دخل اونکا اوسوقت تک نہو گا جب تک شرط ششم عہدنامے کی بالکل
تعمیل نہو جائیگی۔

شرط ہشتم نواب کمپنی انگریزی کو اجازت دیگا کہ وہ تجارت بلا محصول تمام ملکمین
کیا کرین۔

شرط نہم تمام واسطہ داران اور رعایای نواب جسنے کچھ بھی مدد یا اعانت جنگ
گذشتہ مین کی ہوگی اوسکے قصور معاف ہونگے اور کسیطرح کی اونسے مزاحمت اس
بارہ مین نہوگی۔

شرط دہم جسوقت یہ عہدنامہ دستخط ہوگا اوسیوقت فوج انگریزی ملک نواب سے
روانہ ہوگی صرف فوج قلعہ چنار کی باقی رہے گی اور اوسیقدر فوج قلعہ الہ آباد مین
رہے گی جسقدر واسطے حفاظت بادشاہ کے ضرور متصور ہوگی بشرطیکہ بادشاہ
ضرورت اوسکی بیان کرینگے۔

شرط یازدہم نواب شجاع الدولہ نواب نجم الدولہ اور کمپنی انگریزی یہ اقرار
کرتے ہین کہ وہ صدق نیت سے تمام شرائط مندرجہ ومقبولہ عہدنامہ ہذا کا لحاظ
رکھینگے اور رعایت کرکے اور وہ حقیقۃ یا اشارۃ اپنی رعایا سے بھی شکستگی عہد روا اور
جائز نہ رکھینگے اور فریقین معاہد ضامن ایک دوسرے کے ہوتے ہین کہ تمام شرائط
عہدنامہ حال کے تعمیل ہونگے اسپر دستخط اور مہر او قسم ہر ایک فریق معاہد نے بمقام
الہ آباد بتاریخ ۱۶ ماہ اگست سنہ ۱۷۶۵ع روبرو ہمارے کی۔

منشی اعتصام الدین لندنی اپنے رسالے مین لکھتے ہین کہ جب کرنل کلیو مخاطب

ثابت جنگ ولایت سے لارڈ ہو کر صوبہ بنگالہ کے بندوبست کو تشریف لائے جناب عالی سے
ملاقات ہوئی اور طرفین سے عہد و میثاق کی یہ صورت ہوئی کہ صوبہ الہ آباد جسکا مداخل ۳۴ لاکھ
روپے اور صوبہ کوڑہ جہان آباد ۳۶ لاکھ سال کا مجموعہ ۷۰ لاکھ خرچ بادشاہ کے واسطے
حوالہ کیا جاوے باقی صوبہ اودھ جو ایک کرور پچاس لاکھ کا ہے اور پچاس لاکھ کا بنارس
اور غازی پور ۱۵ لاکھ کا یہ جناب عالی کے اختیار میں رہے اور پچاس لاکھ صرف سپاہ
لشکر کشی جناب عالی سے لیا جاوے یہ دو قطعہ صلحنامہ تحریر ہوئے طرفین سے دستخط اور مہر ہوئی
لارڈ صاحب نے اپنے ہاتھ سے انجیل جناب عالی کو دی اوسیطرح جناب عالی نے
قرآن شریف دیا بعد اسکے معانقہ ہوا بعد ہفتے عشرے کے بادشاہ عالی گہر نے خلعت
بحالی جناب عالی کو دے کر رخصت کیا روانہ فیض آباد ہوئے ۔

نواب گورنر جنرل بہادر نے سند نظامت صوبہ بنگالہ نجم الدولہ میر جعفر علیخان مرحوم کے
بیٹے کو دی اور سند دیوانی بنام کمپنی انگریز بہادر اس قرار پر لی کہ ۲۶ لاکھ سالانہ خزانہ
شاہی میں ارسال ہوا کریگا اور محاصل صوبہ بنگالہ بطریق تمغا نام کمپنی انگریز بہادر سند
بادشاہ سے لکھوالی اور مقرر کیا کہ نواب نجم الدولہ ۶۰ لاکھ سالانہ اپنی ذات کیواسطے لیا کرین
اور سب معاملات ملکی و مالی اور نگاہداشت فوج اور تحصیل مال متعلق صاحبان عالیہ کمپنی رہے
تحریر تاریخ ۱۲ ماہ اگست ۱۷۶۵ع مطابق ۲۴ ماہ صفر ۱۱۷۹ھ اوسکے بعد نواب گورنر
جنرل بہادر سمت کلکتہ تشریف فرما ہوئے اور شاہ عالم عالی گہر کئی برس تک الہ آباد میں
رہے کسواسطے کہ شاہجہان آباد سے اپنے ارکان دولت کے ہاتھ سے تنگ ہو کر نکلے تھے
یہ احوال تفصیلی کتاب مفتاح التواریخ مستر تامس ولیم بیل محررہ ۱۸۶۸ع سے لکھا گیا ۔

غرض جناب عالی چند روز تک الہ آباد میں رہے انصرام تدبیر زر معہود کیواسطے وہان سے
اپنے ارکان دولت جان نثاران خیر خواہان نمکخواران قدیم کو متواتر شقے بھیجے کہ ہر شخص بقدر
مقدور مناسب ہے کہ مجھے روپیہ رسد تی کر کے بھیجے جس سے میری آبرو رہجاوے پردہ دری
ہو خدا چاہے تو مین ہر ایک کا روپیہ جلد ادا کرونگا سبھوں نے پہلو تہی چشم پوشی
کر کے عذرات بارد لکھے ۔

ایک راہ سے یہ عذر سب کا صحیح ہو سکتا ہے اوس زمانے مین اہلکار ایسے چور بھی نہ تھے جیسے اس زمانے مین ہوئے +

اوسوقت نواب مرزا علیخان اور نواب سالار جنگ نے بہو بیگم صاحبہ اپنی بہن کو سمجھایا حیف ہے کہ تم ایسے وقت بدمین مال و دنیا کو شجاع الدولہ سے عزیز کرو اونکی جان آبرو پر بنی ہے جناب بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر فرمایا جتنا میرے پاس قسم طلا و نقرہ جواہر ہے سب تصدق سر نواب ہے جناب عالی نے وہ زر مرسلہ وغیرہ صاحبان عالیشانکو دیا کئی لاکھ جو باقی رہے اوسکے بدلے جواہر بیش قیمت امانت رکھوا دیا فیض آباد تشریف لائے +

اوسدن سے سبب شوق محبت بیگم صاحبہ زیادہ ہوا جسقدر اخراجات صوبہ دیتا تھا سپرد بیگم صاحبہ ہوتا تھا یہ وہی روپیہ تھا جسکی بدولت بیگم صاحبہ نے اپنے اقربا ے قریبہ اور متوسلین اور متعلقین کیواسطے سرکار انگریزی مین دے کر وثیقہ دائمی مقرر فرمایا +
اسی خزانے کا نام جو را بھورا مشہور تھا اور بعد انتقال جناب بیگم صاحبہ کے ۷۵ لاکھ رکابی حضرت خلد منزل فیض آباد سے اپنے ساتھ لائے تھے اسکے سوا جو خوردبرد ہوا ہو واللہ اعلم +

خلاصہ بعد معرکہ بکسر اور مراجعت فیض آباد حال بطون حضرات مغلیہ اور اونکا فساد طینت جناب عالی پر خوب کالشمس روشن ہو چکا تھا اور بعض کلمات یاوہ گوئی جو اون مین حفاظت کیواسطے ساتھ ہوے تھے جناب بیگم صاحبہ سے تصدیق ہو چکے تھے جنھیں اعتبار قوم و ہم قبیلہ کا تھا سبحان اللہ اس جہت سے سب کو ہر طرف کیا فوج مغلیہ غریق بحر ندامت ہو کر شاہجہان آباد مین نواب نجف خان کی نوکر ہوئی اور اکثر صاحبان مین کام آئی تعجب ہے کہ نمک کس سرکار کا کھایا جان کہان دی مگر سرفروشی بھی دو انتظامی سے تھی کی عادی قواعد و انتظام و فرمانبری افسر کے نہ تھے اگر ہوتے تو شاید یہ صورت ہوتی جیسا اب شاہ ایران نے با انتظام قواعد سکھ درست کیا ہے +

جناب عالی نے فوج سوار سے بیدل ہو کر فوج پیادہ کی نگاہداشت شروع کی اوسکی

آراستگی اور طیاری و قواعد مین ہمہ تن خود متوجہ ہوے حسب طرح دستور کمپنی انگریزی ہوتا ہی اونکے افسر اشخاص منتخب و معتمدین ہندوستانی مقرر فرمائے اور اکثر افسر اپنے غلام و خواجہ سرا مقرر فرمائے مثل جرنل بسنت علیخان عنبر علیخان محبوب علیخان لطافت علیخان موسلی حقیقی موسلی سوسون موسی بروس قوم فرانس صاحب قبل از معرکہ بکسر ملازم تھے شاید بسبب قوم فرانس کے داخل شرط ہوسکے تھے مگر کشائین ہمت بہادر امراؤگر کہ پال راو مرہٹہ سید جمیل الدین محمد معز الدین خان شیوع لکھنؤ یوسف خان گرجی علی بیگ خان مرتضی خان بریچ میر احمد افسر نائیبی وغیرہ حضرت سلطان عالم بہادر نو بھی اسی جہت سے اپنے خواجہ سراؤن کو افسر فوج کیا تھا انکا حال سب پر ظاہر ہے ویسا ہی ہر ایک کا انجام بھی ہوا ۔

سزای راجہ بینی بہادر نائب جناب عالی

مثل مشہور ہے مادہ بر ضعیف قی ریزد راجہ بینی بہادر نے جتنی باتین اپنے نزدیک محض خیر خواہی نمک حلالی کی کین جناب عالی اپنی فہم او مشیران خاص کے کہنے سے خلاف سمجھے عرای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ، میری نمک حرامی و خیر خواہی صاحبان عالیشان پر ثابت ہوئی اب اون لوگون کا کہنا سچ ہوا جو راجہ کے باب مین کہتے تھے اور یہ خدشہ ایسا خاطر مبارک مین متمکن ہوگیا کہ کسی صورت سے نگیا آخر در پی قصاص و سزا ہوے غرض جب ۲ مہینے کا عرصہ معرکہ بکسر کو ہوا جناب عالی علاقہ محمدی سے سوار ہو دفعۃً داخل میدان منڈیانو ہوئے وہان سے جریدہ داخل خیمہ راجہ ہوئے راجہ نے خیمے سے نکل استقبال کیا نذر دی فرمایا اسوقت شدت گرمی ہی مین چاہتا ہون تمہارے خیمے مین استراحت کرون بعد ظہر کے سوار ہو جاونگا مگر مین اسوقت بھوکا ہون جو کچھ سر دست تمہاری رسوئین مین طیار ہو جلد لاؤ راجہ نے پکوان مٹھائی اور تر و خشک ترکاری اور جو بازار سے ملا حاضر کیا اور جلوس سواری کو بھی ما حضر سب کو پہونچا دیا بعد خاصہ کے جناب عالی نے کمال عطوفت و عنایت کی باتین فرمائین جب سہ پہر کو سوار ہونے لگے ارشاد کیا راجہ تم بھی اسوقت شکار کو چلو عرض کی غلام نے بدولت حضور بہت سے شکار دیکھے ہین اسوقت کچھہ ضرور نہین متبسم ہو کر فرمایا آج کا شکار عجیب و غریب ہی ایسا کبھی ند یکھا ہوگا اور ہمین زیادہ غرض تمہارے دیکھنے سے ہے جو دم ہے

غنیمت ہی ہین بعد شکار کے پھر محمدی چلا جاؤنگا غرض جب جناب عالی نے متواتر باصرار ارشاد
کیا راجہ کو اپنی خواصی مین بٹھا کر سوار ہوے راہ مین اوس سے زیادہ مہربانی فرمائی جب قریب
اپنے لشکر کے پہونچے جلوس سواری زیادہ ہوا دوسرے شخص سے فرمایا تم میری خواصی مین آبیٹھو
راجہ سے فرمایا تم دوسرے ہاتھی کی عماری کی خواصی مین جا بیٹھو اوسوقت راجہ نے بفراست دریافت کیا کہ یہ مہربانی
میرے واسطے دام گرفتاری ہے مگر اب کیا ہوسکتا ہے بمجبوری عماری مین جا کر بیٹھے مجرد آگے
فیلبان کو ارشاد ہوا کہ پردے چھوڑ دے یہ فرما کر خود تشریف فرمای خیرآباد ہوے چوبدار کو حکم
ہوا کہ ملازمین راجہ کو حکم پہونچاؤ کہ راجہ اپنی سزای اعمال کو پہونچا تم سب ملازم سرکار ہو اپنی
نوکری پر حاضر ہو سبھون نے حکم حاکم کی اطاعت کی بہت سے لوگ ایسے بھی راجہ سے خوش تھے
تھوڑے افسردہ و دلگیر ہوے حضرات مغلیہ جو رفیق خاص راجہ تھے جنپر [illegible] بھروسا و اعتماد
تھا ایسے باحواس ہوے کہ سراسیمہ ہو کے ہتیار گھوڑا اور اپنا اسباب چھوڑ کر راہ لی
بعد اسکے نقد و جنس راجہ ضبط سرکار ہوا ۳۰ اسو گھوڑے ۸۰ ہاتھی توپخانہ وخیمہ وغیرہ جو کچھ
مملوکہ راجہ تھا داخل سرکار ہوا کہتے ہین کسی خیرخواہ راجہ نے نواب گورنر جنرل بہادر کو عرضی اسکی
دام گرفتاری راجہ کی بھیجی کہ آپ کی خیرخواہی سے راجہ کی یہ صورت ہوئی فرمایا کہ ایسے امور
خانگی جناب عالی مین ہمین کچھ دخل نہین جب محمد ایلچ خان نے جناب عالی سے مفصل یہ خبر
عرض کی فرمایا مین نے اس برہمن بچے سے عہد کیا ہے کہ تجھے قتل نکرونگا اور بروقت تفویض
نیابت اس سے قسم جناب امیر علیہ السلام کی کھائی ہے اب حیران ہون کیا سزا دون اگر قتل
نہین کرتا بہت سے فساد متصور ہین اور خلاف عہد بھی ہوتا ہے عرض کی اندھا کرنا ایسے
کور نمک کا بدتر از قتل ہے فرمایا اچھا تمھین تیار سے جاؤ اوسے اندھا کر ڈالو چنانچہ حسب الحکم
تعمیل ہوئی ہرچند راجہ نے الحاح وزاری کی مگر مثل ملک الموت حکم حاکم کو مقدم سمجھے دونون
آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا دین یہ صورت سنہ ۱۱۸۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ء
اور تصفیہ صلح سنہ ۱۱۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۵ء بعد کور چشمی راجہ کاروبار نیابت
محمد ایلچ خان کے سپرد ہوا فی الحقیقت بڑا نمک حلال وخیرخواہ سرکار تھا اگرچہ
جاہل علم تھا۔

شادی نواب آصف الدولہ بہادر

جناب عالی نے سنہ ۱۱۸۱ھ مطابق سنہ ۱۷۶۷ء نواب آصف الدولہ بہادر کی شادی شمس النسا بیگم سے تجویز فرمائی جو بیٹی نواب خان خانان پوتی نواب وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر وزیر اعظم بادشاہ دہلی کی تھیں اوسکی صورت یہ ہوئی کہ پہلے جناب عالی نے خوش نظر علی خان کو شاہجہان آباد بھیجکر نواب امام الدین خان بیٹی نواب خان خانان کو فیض آباد بلوایا بعد اسکے علی بیگ خان لطافت علیخان خواجہ سرا کو کئی ہزار جمعیت فوج سے نواب شولہ پوری بیگم بی بی وزیر اعظم کو بڑی عزت و تکریم سے طلب فرمایا سنہ ۱۱۸۳ھ مطابق سنہ ۱۷۶۹ء فیض آباد میں بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی جسمین ۲۴ لاکھ روپیہ صرف ہوا اب اگر تکلفات شادی بیان کیے جائیں تو مطلب کتاب جو منظور ہے رہ جائیگا فقط سلسلۂ احوال کے واسطے بیان کیا گیا

نواب گورنر جنرل بہادر نے دربار جناب عالی میں ریذیڈنٹ پہلے یا مرتبہ دوم مفصل معلوم نہین ہارپر صاحب کو مقرر کیا جناب عالی سے اور انسے بہت خصوصیت ہوگئی تھی اس بہت سے ایک اپنے صاحبزادے کا نام جو اونھین دنون ہوا تھا بنام نامی صاحب مرزا ہارپر نام رکھا ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ بھی الہ آباد سے فیض آباد مین تشریف لاکر لال باغ مین رونق افروز ہوئے جناب عالی نے بڑی دھوم دھام سے مہمانی کی اور بروقت روانگی ۱۱ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس پیشکش کیا اور سنہ ۱۱۸۳ھ مطابق سنہ ۱۷۶۹ء جناب عالی جب حاضر حضور بادشاہ الہ آباد مین ہوئے اور آپ بندوبست صوبہ کو تشریف لائے مگر اپنی جگہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو چھوڑ آئے تھے یہ بھی مثل جناب عالی حاضر حضور دربار شاہی رہتے تھے اوسوقت ۱۲ یا ۱۳ برس کا انکا سن تھا +

ایکدن بادشاہ جب رونق افروز لال باغ تھے بر سبیل تفرج تخت پر سوار گلگشت کو نکلے جناب عالی حسب دستور پیادہ جلوہ سواری مین تھے بعد ہواخوری جب تخت سے اوترنے لگے اتفاقاً بادشاہ کا چرن بردار پیچھے رہگیا تھا جناب عالی نے اپنا جوتہ حاضر کیا بادشاہ نے پہن لیا اور خود برہنہ پا ساتھ چلے جب چرن بردار حاضر ہوا بادشاہ نے جناب عالی کو

اوسکا اشارہ فرمایا انھون نے نذر دیکر آداب بجالائے اور بتفاخر اوسے بجای جیغہ باندھا
اکدن یہ بھی تھا منزلت بادشاہت کا۔

عماد الملک نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر جسارت جنگ کا بنارس آنا جناب عالی کا فیض آباد سے تشریف لیجانا

حاصل کلام اس سانحہ کا یہ ہے کہ نواب منیر الدولہ نواب عباس قلیخان کے باپ نے از اینار سوخ اور کمال خیر خواہی سمجھکر ایک خط جناب عالی کا جو حافظ رحمت خان سے کسی حکمت عملی سے انکے ہاتھ آیا تھا قبل از معرکہ بکسر کا جو جناب عالی نے اپنی امداد و کمک کیواسطے سرداران افاغنہ کو لکھا تھا اوسکی تاریخ لفافہ بسنہ ۱۱۷۹ کو سنہ ۱۱۸۰ ہجری سے بدلکر مطابق سنہ ۱۷۶۶ع جعل و فریب سے کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو گذرانا نواب محتشم الیہ انپر اعتماد کرکے بغیر دریافت احوال مضمون خط دیکھکر نہایت برہم ہوے اور ایک محبت نامہ شکوہ و شکایت جناب عالی کو بھیجا اور آپ بھی جلد روانہ بنارس ہوے اور انتظار جواب بھی نکیا اسکے سوا خلق سے سن چکے تھے کہ جناب عالی نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج سوار و پیادہ و توپخانہ طیار کیا ہے اور اوسکی آراستگی قواعد مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین شاید پھر سر محاربہ خیال مین آیا ہو اسکا بھی بڑا کھٹکا ہوگیا تھا۔

غرض جناب عالی کو تحریر خط سے بہت تحیر ہوا سمجھے کہ یہ کام کسی بڑے دشمن دیرینہ کے آگ لگانے کا ہے چار و ناچار رفع خدشہ خاطر نواب ممدوح اور اپنے اظہار خلوص باطنی کے لیے عین شدت برسات مین مع نواب بہو بیگم صاحبہ جریدہ بسواری بجرہ داخل بنارس ہوے پہلے محمد ایلچ خان دریافت حقیقت حال کو مع جواب محبت نامہ حاضر حضور نواب محتشم الیہ ہوے مضمون جواب محبت نامہ یہ تھا کہ بعض مغوی اور فتنہ پرداز بدنہادون نے اپنی عداوت دیرینہ سے ازراہ حسد و کینہ تاریخ خط سنہ نامہ اور سنہ ہجریہ کو جعل سے بدل کر محض اینار سوخ اور کارنمایان جانکر آپ سے گذارش کی ہے لوازمہ محبت و یکجہتی مقتضی اسکی ہے کہ اسکا مقابلہ مضمون خط سے فرمائیے غالب ہے کہ آپ پر حقیقت حال بخوبی کھل جائیگی حاشا ثم حاشا کبھی میرے وہم و خیال مین بھی ایسے ظنون فاسدہ و بد اصل خطور نہین کرتے

بجز اسکے کہ یوماً فیوماً روابط اتحاد و یکجہتی بصفائی دلی طرفین سے بڑھتا جاوے حیف ہی
اور مقام حیرت کہ نواب محتشم الیہ باوجود ان سب فہم و فراست و عقل و دانش اہل غرض کے
سخنان حیرت بانی کو باور کرین اور میری طرف سے ایسا مظنہ فاسدہ متکلز خاطر فرماوین
شرط انصاف یہ ہے کہ اگر کسیطرح کا مجھے توہم ہوتا تو مین جریدہ مع عیال اس شدت
برسات مین اسطرح چلا آتا +

غرض جب نواب گورنر جنرل اس تحریر و تقریر معقول محمد ایلچ خان سے اور سخنان
معنویون سے خوب واقف ہوے اور اہل دفتر نے بھی خوب غور و تامل سے مقابلہ تحریر
خطوط سے کیا سراسر حق بجانب جناب عالی ٹھہرا اوسکا جواب عدم واقفیت بعذر لکھ بھیجا
دوسرے دن نواب گورنر جنرل پہلے ملاقات جناب عالی کو آئے اور صفائی دلی سے رفع
خدشہ خاطر کیا جناب عالی نے ارشاد کیا کہ اگر آپ کو مظنہ نسبت سرداران افاغنہ میرے
طرف سے گذرا ہی اسکا حال آپ پر جلد کھل جائیگا اور مین چاہتا ہون کہ آپکے دو کمپنی فوج
کی چھاونی ایک فرخ آباد دوسری کانپور مین قریب میرے ممالک محروسہ کے رہے
اوسکی تنخواہ محسوب ۶ آنی ملک ہو کہ بر وقت سرکشی متمردین دولتین عالیتین کام آئین
یہی پہلی بسم اللہ ہوئی جسکے انجام پر تضعیف ملک ہوا خلاصہ نواب محتشم الیہ نے اس امر
جدید کو بہت بطیب خاطر منظور و قبول فرمایا بعد دو تین دن کے طرفین سے رسم ضیافت
معمولی ہوا اسکے بعد نواب گورنر جنرل سمت کلکتہ روانہ ہوے اور جناب عالی فیض آباد پھر آئے +

جناب عالی کا فرخ آباد اور اٹاوہ جانا اور معرکہ رہیلہ وغیرہ

خلاصہ بعد چند روز کے جناب عالی مع لشکر ظفر پیکر روانہ فرخ آباد ہوے نواب مظفر جنگ
رئیس فرخ آباد نے شرف ملازمت حاصل کیا خطاب فرزندی سے سرفراز ہوے پھر وہان سے
اٹاوے رونق افروز ہوے قلعہ شہر ندکور کو جو کنارہ دریای جمن تھا ہری پنڈت سے بعلت
عدم رسی زر تحصیل جسے سابق باجی راو پیشوا نے لیا تھا لڑائی ہوئی اوسے فتح کیا اسکا
وقائع کارزار منشی یکجہتی آئین ملازم جواہر علیخان ناظر نے خوب بعبارت رنگین اپنی کتاب
انشا مین لکھا ہی غرض جب سے ملک دوآب جو عملداری مرہٹہ مین تھا حکومت جناب عالی مین

آیا پھر وہاں سے جناب عالی استیصال افاغنہ کیواسطے تشریف فرما ہوئے

حاصل کلام اس معرکہ کا یہ ہے کہ بعد تصفیہ کینہ دیرینہ جو سرداران افاغنہ کو نواب صفدر جنگ مرحوم سے تھا جناب عالی سے صورت محبت واتحاد مرتبہ ہوگئی تھی چنانچہ بوقت تسلط وغلبہ مرہٹہ ہا دوکن انفصال معاملہ جناب عالی ذاتی خزانے سے زرنقد چالیس لاکھ روپیہ نواب حافظ رحمت خان وغیرہ کیطرف سے دیکر اونکی گلو خلاصی اور رہائی دلوائی تھی باوصف اس اتحاد واحسان عظیم کے حافظ رحمت خان نے خط جناب عالی کا قبل از معرکہ بکسر کا نواب منیر الدولہ کو دے دیا تھا ہرچند یہ بھی خوب جانتے تھے کہ وہ جناب عالی کے دشمن جان ہیں کچھ عجب نہ تھا کہ اسی خط سے کوئی صورت فساد عظیم کی نکلتی اور ریاست میں خلل ہوتا۔

دوسرا سبب یہ بھی ہوا کہ جب ملک دوآبہ پٹھانوں سے مرہٹوں کے ہاتھ آیا تھا اونسے جناب عالی نے بزور شمشیر لیا تھا یہ بھی سبب عناد دلی کا ہوا تھا وقوع ایسے اسباب سے صورت اتحاد مبدل بنفاق ہوگئی چنانچہ حافظ الملک نے ایک خط برادرانہ مشتمل شکایت نواب مظفر جنگ کو بھیجا کہ تم جناب عالی سے ملگئے حالانکہ اونھوں نے ہماری قوم وقبیلہ کو برباد کردیا ہے نواب مظفر جنگ نے وہ خط ازراہ خلوص واخلاص جناب عالی کو دکھلا دیا بمجرد ملاحظۂ خط پھر تاب تحمل نرہی ازراہ غضب لشکر کو حکم دیا کہ جلد اٹھ کر سمت ملک افاغنہ کو جاوے۔

پہلے جناب عالی نے ازراہ اتمام حجت ایک شقہ حافظ الملک کو بھیجا کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان یہی تھا جو تم ایسے حافظ قرآن سے ظاہر ہوا بہر حال اب ہمین اوس چالیس لاکھ کا طالب ہون جو ہمین نے تمھاری سب قوم کے بدلے مرہٹون کو دیکر اونکے ہاتھون سے تمھاری سبکی جان وآبرو بچائی حافظ الملک نے وہ خط طلب لینے اقربا و شرکاء ریاست کو دکھا کر سمجھایا کہ یہ زر واجب الاداء ہے اور سراسر حق بجانب جناب عالی ہی چاہیے کہ بہتر موافق اپنے حصہ رسدی ادا کرین ورنہ فوج انگریزی سے ہم سب کی مفت آبرو جائیگی پھر کسی سے کچھ بن نہ پڑیگا سوای ذلت وبربادی کے سبھون نے جواب بے انصافی

بے سامانی کا دیا کہ ہم سپاہی ہین ہمارے پاس سوائے ڈھال تلوار کے
اور کیا ہے ہمارے سر حاضر ہین پھر از راہ خود سری و نا دہندی مستعد
و آمادۂ کارزار ہوئے حافظ الملک نے مجبور ہو کر جناب عالی کو جواب شقہ
بھیجا کہ مین نے ہر چند ان سب نا فہمون کو سمجھایا کسی نے میری بات نہ سنی
مین مجبور ہون اور اپنے حصہ رسدی کو حاضر ہون آیندہ حضور کو
اختیار ہے —

القصہ مابین کٹرہ کمال زئی خان اور فریدپور میدان لاکھی کھیرہ
مین مقابلہ لڑائی ہوا حافظ الملک وغیرہ سردار ستر ہزار جمعیت لشکر
اور جنرل چمپین صاحب کمان افسر کمپ انگریزی اور جناب عالی کی فوج بہ
حساب محیط لشکر افغانیان تھی ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۱۷۷۴ء مین جنامنہ
جنگ ہوا کہ وقت محاربہ جب توپ چلی روہیلے موافق اپنی عادت قدیم
کے دفعتہً دھاوا کر کے توپ پر آ پڑے چھرے سے ہزارون مثل دانہ نخود
جل بھنکر خاک پر گر پڑے اور تلوار بھی خوب چلی حافظ الملک نے از راہ
تہوری ایک نشان ہاتھہ مین لیکر چاہا کہ اپنی جمعیت کے یاورون سے
دھاوا کر کے جناب عالی تک پہونچین اتفاقاً ایک گولہ آن کے جو لگا
گھوڑے سے گر پڑے اپنی حسرت کو خاک مین ملا دیا امر عجیب یہ ہے جسے
سب نے اپنی آنکھہ سے دیکھا اوسوقت حافظ الملک جامۂ ہندوستانی قدیم
پر متن قرآن شریف پہنے تھے وہ جامہ برکت قرآن شریف سے نہ جلا
چھاتی مین ایک سیاہ دھبا گولے کی دھمک کا لگ گیا تھا جسکے صدمے
سے فوراً گر پڑے تھے مرتضے خان بڑیچ رسالدار اونکا سر کاٹ کر
جناب عالی کے پاس لائے جناب عالی ہاتھی سے اوتر کر سجدہ شکر بجا لائے
بعد اسکے سر حافظ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا شاہد حال ہے مین ایسا روز بد
تمھارے لیے نچاہتا تھا —

غرض لشکر مین ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکباد بلند ہوا اور وہ ہیلے مایوس ہوکر فیض اللہ خان کو لیکر مقام لاراک جو دامن کوہ مین واقع ہے سے گئے چندروز مین جب مارے فاقون کے مرنے لگے کوئی صورت نجات اور بسر اوقات کی نہ دیکھی لاچار ہوکر بوسیلۂ ہارپر صاحب رزیڈنٹ عرضی مشتملِ عفو جرائم جناب عالی کو بھیجی جناب وزارت مآب نے ازراہ ہمت و جوانمردی اونپر رحم کھاکر معرفت رزیڈنٹ اور اونکی سفارش سے بھی لاکھ روپے سالانہ عیال حافظ الملک کیواسطے مقرر فرمایا اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب جناب عالی حافظ الملک کے بڑے بیٹے نواب محبت خان کو اپنے ساتھ قید کرلائے اور قلعہ آباد مین بھیجدیا اوسکے نو مہینے بعد جناب عالی نے انتقال کیا نواب آصف الدولہ نے چاہا کہ نواب محبت خان کے واسطے دس ہزار روپیہ ماہواری مقرر فرمائین نہ مانا بلکہ جناب عالی سے خائف و ترسان تھے آخر کسی حکمت سے قیدخانے سے بھاگ کر کلکتے پہونچے نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کی عرض حال کیا نواب محتشم الیہ نے بہت خاطر و دلجوئی فرمائی پانچ ہزار روپے دعوت کے ایک گھوڑا عنایت فرماکر ارشاد فرمایا کہ ہم جناب عالی سے تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتے گئے اونسے نواب محبت خان کی سفارش فرمائی اور جب خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنؤ ہوئے فرمایا نواب محبت خان کی تنخواہ خزانۂ جناب عالی سے آکر ہمارے خزانۂ رزیڈنٹی سے ملا کرے اور اگر احیاناً سرکار سے کوئی عذر اوسکے دینے مین ہوگا ہم دلوادیا کرینگے جب سے نواب محبت خان سرکار انگریزی کا توسل اور اپنا حامی و دستگیر سمجھکر صاحب رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے اور نواب آصف الدولہ کے دربار مین بھی خلعت سرفرازی پاکر حاضر رہتے تھے وہی صورت اونکی اولاد کے واسطے باقی رہی چنانچہ جب جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین تقسیم ممالک محروسہ ہوئی وہی لاکھ روپیہ سالانہ انکی بھی تنخواہ کا

محسوب حساب ہوا نواب علی اکبر خان بڑے بیٹے لکھنؤ مین رہے سرقبض وہ رہے باقی عیال حافظ الملک بریلی مین پاتے تھے۔

غرض بعد از فتح کے جناب عالی نے مراجعت فرمائی نواب نجف خان بہادر بھی مع اپنے لشکر شاہ آباد سے آکر بسولی مین شرف ملازمت حاصل کی بظاہر ملاقات تھنیت تھی باطن مین غرض حصہ برادرانہ ملک جدید سے کچھ مل جانے کی تھی مگر یہ صورت نہ ہوئی صفائے ظاہری البتہ ہوگئی بلکہ جناب عالی کے مرکوز خاطر ہوا کہ مین نواب کو ساتھ اپنی کسی بیٹی کی شادی کر دونگا لیکن دونون کو اجل نے فرصت ندی ادھر جناب عالی تشریف لائے کئی مہینے کے بعد انتقال کیا اودھر نواب نجف خان دلی جاکر مرگئے

خلاصہ جناب عالی نے وقت مراجعت نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو اپنا قائم مقام صوبہ کٹیھر مین چھوڑا محمد بشیر خان کو اونکا مہتمم کاروبار بنیابت مقرر فرمایا اور محبوب علیخان صاحب کنب مرتضے خان بڑیچ وغیرہ رسالدار اور توپخانہ متعین فرمایا یہ صورت تقسیم بھی مثل تجویز شاہ عالمگیر تھی جو بہادر شاہ اعظم شاہ اپنے دونون بیٹون کے واسطے چاہتے تھے اگر نفسانیت کو دخل نہوتا تو کیا عجب تھا ان خرابیون مابعد کی نسبت کوئی صورت اچھی ہوتی یہان بھی اسکے خاص مرہم ان نواب مختار الدولہ ہوئے اور اگر صاحبان عالیشان نہوتے تو کشت وخون کا ہونا بھی کچھ دور نہ تھا۔

انتقال جناب عالی عین شباب جوانی مین باحسرت

الغرض جناب عالی ہر طرف کے فتنہ و فساد سے مطمئن ہوئے اور جبس سرکش نے تمرد ی سے سر اٹھایا او ٹھایا خاک مذلت پر گرا انتظام ممالک محروسہ و درستی و آراستگی فوج مین خوب مستعد و مصروف اور کاغذ ملکی و مالی کو کمال بیدار مغزی ملاحظہ فرماتے رہے اور دوست دشمن کو سر حساب سمجھتے رہے اور دون رات اوقات خاص عیش و عشرت لہو ولعب دنیا مین بھی بسر کرتے رہتے

کہ از خود غافل ہو جائین اور اہلکارون کے اعتماد پر رکھدین اور طیاری فوج محض اپنی شان و شوکت کیواسطے کہ دوست دشمن خبردار رہے دوست اسواسطے کہ ہمارے بھی وقت ضرورت کام آئیگی جسطرح ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ سے نواب امین الدولہ سے کہا تھا کہ تمھاری فوج ایسی درست ہو کہ وقت ضرورت ہمارے بھی کام آئے اور دشمن بھی ڈرتا رہے خلاصہ کسیطرح کا کوئی کھٹکا باقی نرہا تھا اس عرصے مین مادۂ فاسد خارک جو پیشتر سے کثرت عیش اور کثرت خون شباب سے طبیعت مین جمع ہو رہا تھا ران مین دانہ ہوا ہرچند اطباے حاذق اور ڈاکتران ہندی بدل و جان متوجہ و مصروف رہے لیکن کسی سے اندمال نہوا ایک مہینے تک اسی عارضہ مہلکہ مین رہے آخر وقت شب ۲۴ شہر ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ع ۲ بجے رات کو انتقال کیا عوام نے اس مرض الموت کی اور بھی روایت مشہور کی مگر بے اصل تھی۔

خلاصہ وہ رات ماتم کی خاص شہر فیض آباد مین شب عاشورہ سے کم نہ تھی ہر گھر سے رونے اور پیٹنے کی آواز بلند تھی معلوم ہوتا تھا کہ اسی گھر کا کوئی وارث مرگیا ہے اور محلات خرد محل اور محل خاص جسمین ہزارہا خواصین تھین کس زبان سے بیان کیا جائے فی الحقیقۃ اس خاندان عالیہ مین کسیکا ایسا ماتم نہین سنا تین دن تک کسینے اپنے گھر کے چولھے مین آگ نہین جلائی صبح کو جنازہ بڑے تجمل سے اوٹھا عزیز و اقارب ارکان دولت فوج سپاہ سر برہنہ چاک گریبان گریان و نالان ساتھ تھے راہ مین ہر کوچہ و بام مین بھی یہی صورت گذری بعد تجہیز و تکفین گلاب باڑی مین دفن کیا جہان مقبرۂ عالیشان بنا ہے اوسکا سب خرچ سالانہ سرکار شاہی سے مقرر تھا بعد اسکے ہڈیون کو میت کی شاہجہان آباد بھیجکر حضرت شاہ مردان مین دفن کیا اسواسطے کہ وہان اور بھی بزرگان ریاست دفن تھے سن شریف ۵۴ سال کا تھا حسن صورت وجاہت رعب و دبدبہ ریاست اونکی تصویر سے ظاہر ہے اونسے کبھی کسینے آنکھہ نہین چار کی اسقدر رعب و ہیبت تھی قوت و طاقت جسمانی ایسی ہی مشہور ہے کہ اکثر اشرفی نذر جسکی لیتے تھے

چونکہ ست مل ڈالتے تھے خلاصہ اکثر مقربان خاص ترک لباس کرکے چند روز قبر پر بیٹھے یہ بھی ایک دستور قدیم ہندوستان ہے کہ جب ایسا آقا مرجاے اوسکے خواص یہ صورت بناتے ہین جب تک جی رہتے +

صاحبان رزیڈنٹ

جانڑ صاحب میجر بھاپیر صاحب پامر صاحب بارکر صاحب۔

نائب

محمد اسمٰعیل بیگ خان راجہ بینی بہادر محمد بشیر خان محمد ایلچ خان سید مرتضٰی خان نواب مختار الدولہ بہادر۔

اس عہد دولت مین قبل از معرکہ بکسر مجموع ۸۲ ہزار سوار سے پیدل جنکے رسالدار شیخ احسان مرتضٰے خان شیخ خواجہ اسد خان آگہی یوسف خان عبد الرحمان خان وقت ہاری بعد مصالحہ صاحبان عالیشان معرفت راجہ شتاب رای بندیل کھنڈ اور صوبہ الہ آباد بھی صوبہ اودھ سے شامل ہوگیا اوسکے حدود اٹاوے سے مرزاپور تک تھے۔

جب فوج مغلیہ بالکل برطرف ہوئی فوج نجیب تلنگہ جھلنگہ توپخانے کی جمعیت تا ایک لاکھ تیس ہزار ہوگئی تھی جنکے جنرل بسنت علیخان عنبر علیخان لطافت علیخان مقبول علیخان وغیرہ خانہ زاد سرکار تھے۔

پہلے جمع محاصل صوبہ اودھ ایک کرور ۵۱ لاکھ تھی جب ملک فرخ آباد دوآب وغیرہ بھی شامل ملک سرکار ہوا جمع دو کرور ستر لاکھ ہوگئی ازانجملہ تراسی لاکھ سالانہ تنخواہ کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد کانپور تھی باقی خرچ سرکار ہوتا تھا۔

اوقات شبانہ روز جناب عالی

جناب عالی اول دم صبح سوار ہوکر جا بجا چھاونیون مین سپاہ کی قواعد سوار و پیدل و توپخانہ کو ملاحظہ فرماکے ۹ بجے مراجعت کرکے دربار کرتے تھے

ارکان دولت و وکلاے ہر ریاست ہندوستان حاضر ہوے تھے کسواسطے کہ وزیر اعظم بادشاہ تھے دوپہر کو داخل خاص محل نواب بہو بیگم صاحبہ ہوکے خاصہ نوش فرماکر آرام کرتے تھے چنانچہ دونون وقت کا خاصہ اور استراحت یہین ہوتی تھی ۲ بجے برامد ہوکر داخل خرد محل ہوتے تھے اسیواسطے اسکا نام چورمحل مشہور تھا یعنی باخفاے بیگمصاحبہ اسے تہذیب کہتے ہین بعد ایکساعت کے وہان سے برامد ہوکر بسبیل تفرج طبع اقدس مشغول بازی لہو و لعب و شکار پرند یا مچہ اوسوقت کے لوگ شکاری تھے حاضر ہوتے تھے جب چار بجے دستار مبارک سر پر رکھکر آینہ دیکھکر تیغا ہاتھ مین لیکر کواغذ ملکی و اخبار ہوتا تھا حاضرین شکار اور اہلکارون پر رعب مثل شیر غضبناک ہوجاتا تھا اور ایک بانات کی مونڈھا بلند اوسپر رونق افروز ہوکر مثل سوار و پیادے کی ملاحظہ ہوتی تھی اور اگر اتفاقاً کسی رات کہین باہر آرام فرماتے تھے ۵ ہزار روپیہ بطریق جرمانہ بیگم صاحبہ کو بھیجتے تھے چنانچہ روز سوم بیگم صاحبہ نے حکم فرمایا کہ اولاد صاحبات خورد محل کو میرے سامنے لاؤ جب اطفال صغیر السن ذکور و اناث اپنی دائی کھلائی کے ساتھ ایک کنبے کا کنبہ آئے بہت روئین کہ یہ بندی شجاع الدولہ کی ہے مدت وزارت تقریباً ۲۴ سال

مسند نشینی نواب آصف الدولہ بہادر

مرزا یحیی عرف مرزا امانی نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنے دونون ماموں نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ کو باصرار تمام تشییع جنازہ سے بلوابھیجا اور اپنی مسند نشینی مین مشورہ کیا بعض ارکان دولت جو صاحب فہم تھے عرض کی آپ مالک و مختار ہین اسقدر جلدی مناسب حال نچاہیے آخر باستصواب و فہمایش امتیاز الدولہ افتخار الملک میجر بھلیر صاحب رزیڈنٹ بہادر اور کرنل گلس صاحب کمان افسر موافق قانون کہ نواب اکبر اولاد

مرزا یحیی نواب آصف الدولہ بہادر

Nawab Asafoodoulah

عرش منزل ہین سواے آپ کے کوئی اور مستحق وراثت نہین ہے اور اکبر اولاد
ہونا سب سے زیادہ تر موافق قانون قدیم ہے اسی جہت سے اوسیوقت
مسند وزارت پر بٹھایا حسب سررشتہ حاضرین ارکان دولت نے نذرین دین
ظاہر اسبب تعجیل یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش منزل کے اور بیٹے بھی بسبب اپنی
لیاقت کے سزاوار اسکے تھے دربار شاہی مین بھی حاضر رہ چکے تھے جناب عالی
کو بھی مظنہ بنظر اپنے حسب حال کے گذرا ہو کہ شاید لوگ یا فوج اتفاق کر کے
صورت فساد نکالے کسواسطے کہ ہندوستان مین ایسے فساد کا ہونا کچھ
تعجب نہ تھا بعض یہ کہتے ہین کہ روز سوم ۲۵ ماہ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ مطابق
۱۷۷۵ء جلوس فرمایا سید مرتضےٰ خان چند روز سے ملازم اور رفیق جناب عالی
ہوے تھے اونھین خلعت نیابت و خطاب نواب مختار الدولہ سید مرتضےٰ خان
ہیبت جنگ عنایت ہوا اور اپنے ملازمین قدیم کو ازراہ پرورش رتبہ عالی دیا
اور خدمات اعلی پر سرفراز فرمایا اور بعد قیام ۷ برس فیض آباد بصلاح نائب
مناسب وقت سمجھکر لکھنؤ مین رہنا اختیار کیا دوسرا سبب اس حرکت قصری کا
یہ بھی تھا کہ روبرو دو بزرگون کے یعنی جدۂ ماجدہ نواب بیگم صاحبہ و والدۂ گرامی
بہو بیگم صاحبہ کسیطرح کی کوئی حرکت خلاف شان و شوکت نہو سکتی وہ فہمایش و
نصیحت سے کب قصور کرتین سوا اسکے نائب کی کب دال گلنے دیتین چنانچہ
آخر کار یہی صورت پیش آئی مشہور ہے کہ جب عرش منزل نے انتقال کیا نواب عالیہ
نے جناب عالیہ کو تہ دل سے سمجھایا کہ نواب آصف الدولہ تمھارا اکلوتا بیٹا
وارستہ مزاج ہے لہو و لعب سے زیادہ رغبت رکھتا ہے اسے بنام مسند نشین رکھو
مگر اہتمام و بندوبست ریاست مرزا سعادت علی پر محول رکھو تو بہتر ہے اہلکارون کے
اختیار رکھے ایسا نہو کسیطرح کی خرابی ریاست مین پڑجاے اور جس عرق ریزی
اور کاہش جان سے یہ گھر بنا ہے بگڑجاے پھر کسی سے اسکی اصلاح نہو سکیگی
آگے تمھین اختیار ہے جناب عالیہ نے کسیطرح نہ مانا اب اہل انصاف کہین

کیا خوب تجویز عاقلانہ تھی اگر یہ صورت ابتدا سے ہوتی تو کاہے کو ان خرابیوں کی یہان تک نوبت پہونچتی ہندستان مین خود رائی خود پسندی نفسانیت انانیت سے یہ سب خرابیان ہوتی چلی آئی ہین اور نفاق آپس کا اور کنارہ مشہور ہے ۔

جناب عالیہ نے نواب مختار الدولہ کے بہکانے سے بہو بیگم صاحبہ اپنی مان سے دعوی ترکہ عرش منزل کیا چنانچہ یہ قصہ بھی مشہور خاص و عام ہے اور بہت سی قیل و قال کے اور ادھا مال و خزانہ کے بچاس لاکھ روپیہ تصفیہ پایا بیگم صاحبہ نے اپنا بیٹا وارث زیست موت سمجھ دیا بعض ثقات یہ کہتے ہین کہ آپنے ایلچی کئی مرتبہ دیا اور اسے تفصیل اوقات بیان کرتے ہین بعد اسکے جب والدہ ماجدہ سے چکے نواب عالیہ جدہ ماجدہ زوجہ نواب صفدر جنگ سے ارادہ کیا جناب موصوفہ نے جب یہ خبر سنی برہم ہوئین سمجھین کہ یہ سب امور آموختہ مختار الدولہ ہے مجھے یقین ہے کہ یہی ناعاقبت اندیش باعث خرابی و بربادی ہمارے گھر کا ہوگا اوسیوقت جتنے راجہ و زمیندار گرد و پیش کے تھے سب کو حکم ناطق بھیجا کہ کل صبح کو میرے دردولت پر حاضر ہو میری کمان پر کمر باندھو یہ ممالک محروسہ میرے باپ کا ہے آصف الدولہ کے باپ کا نہین ہے مختار الدولہ نے جب یہ خبر سنی نصف شب مین سوار پالکی ہو کر اور گھنٹہ کی ای[illegible] سمجھے کہ یہ صورت بلوہ و فساد عظیم کی ہوگی اور صاحبان عالیشان کے نزدیک بھی ناسازی و بدمزگی ٹھہریگا چپکے چلے چلو اور پھر کبھی ایسا حرف زبان پر نہ لائے مشہور تھا اس مقدمہ کی تصریح روبکاری وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر سے جو لندن مین ہوئی ظاہر ہے اور اکثر کتب تواریخ انگریزی مین مندرج ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کیون نہ اس امر ضبطی کے مانع ہوئے اسی روبکاری وغیرہ مین جتنا روپیہ ہندوستان سے ذاتی لے گئے تھے وہ سب حقوق وکلاے عدالت مین صرف ہوا اسکا احوال و تحقیق کی کتاب سے خوب کھلیگا ۔

غرض مختار الدولہ کا تسلط تام و اختیار کلی سرکار جناب عالی مین ہوا تا اینکہ ارکان دولت اور خانہ زاد قدیم اور نمک حلال اس سرکار کے اپنی فوت آبرو و جان سے مثل محمد ایلچ خان محمد بشیر خان وغیرہ بلطائف الحیل قلمرو ملک سرکار سے نکل گئے اور اپنی عافیت سمجھے مختار الدولہ نے اپنے بیٹے اقبال الدولہ کو بخشی اور جنرل فوج کیا اسی پر دیمین فوج کے توڑنے کی تدبیر کی اور اپنے عزیز و اقربا کو خدمات فراخور حال مین فوج کو درہم وبرہم کیا اکثر افسرون کو موقوف کیا جسکی آراستگی مین لکھا روپیہ صرف ہوا تھا اور دس برس تک خود عرش منزل نے محنت و مشقت فرمائی تھی یہ امر زیادہ تر رونق و خیرخواہی گورنمنٹ کا ہوا کیے اونکے اشارے اس جمعیت مین کو توڑ ڈالا جناب عالی نے بسبب اعتماد کے کچھ اسکا خیال بھی نکیا او مطلب دلی اونکا نسمجھے اسی جہت سے آج تک ہزار روپیہ کی پنشن اونکی اولاد کو نسلاً بعد نسل گورنمنٹ سے جاری ہے ورنہ اونسے کونسی ایسی حسن خدمت ہوئی تھی جسکا عوض یہ پرورش دائمی ہوتی ہے +

بعد چند روز کے دوسری آتش فروزی کے در پے ہوے میجر پلیر صاحب رزیڈنٹ سے پیام جناب عالی پہونچایا کہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر صوبہ بریلی مین نہین میرے پاس ہاکرین مین بنسبت بھائیون کی اونکا حفظ مراتب و رکفالت زیادہ کرونگا اور یہ قدیم دستور ہی کہ بعد باپ کے بڑا بیٹا وارث و جانشین ہوتا ہے اور سب چھوٹے بھائی اوسکے تابع فرمان رہتے ہین صاحب نے جواب دیا کہ اونھین عرش منزل نے لائق اور سزاوار اوسکا سمجھکر صوبہ کیٹھر کا بزمانہ حیات مین مالک و مختار کردیا ہے صاحب فوج بھی ہے ہم اسمین کیا دخل کرسکین ہمارے نزدیک ہان انکی منصوبی مین آپکے واسطے موجب نیکنامی کا ہے اور وہ آپکے مرہون منت ہوکر مثل غیر صوبہ دار کے باطاعت رہینگے اور آج تک اونسے کوئی امر خلاف بھی نہین ہوا ہے پھر ایک شعلہ آتش جلایا کہ اگر یمین الدولہ منصوب رہینگے اور بھائیون کو بھی جو طمع افزائی اور خودسری ہے حوصلہ فیر کی ہوگا اور جب ایک ریاست مین دو حاکم ہوین انتظام بخوبی نہوسکیگا بلکہ باعث تفرقہ و پناہ ہندی رعایا کا ہوگا اور خرابی ملک کی او اگر اونکو ملا ہے اور بھائیون نے کیا قصور کیا ہے چاہیے کہ علی قدر مراتب سب ممالک محروسہ اسیطرح قسمت ہو جائے اور اگر مجھے

مسند نشین کیا ہے تو چاہیے سب بھائی میرے پسر ہوں ہر ایک کے فراخور حال ہائین متکفل ہوں اور اگر یہ صورت نہو تو میرے واسطے کچھ جاگیر ہو جاوے دوسرے کو مسند نشین کریں تجھے اوس وقت صاحب نے جواب دیا کہ ہم تابع فرمان نواب گورنر جنرل مین یہ سب احوال لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا عمل کیا جائیگا +

بس بنظر انصاف دیکھین اگر خلاف صلاح و تجویز گورنمنٹ کی ہوتی تو یہ دیکھنا کس حساب تھا یعنی کہ زور دیکر تو تی بی اختیاری سے دوسری سرکار کے صاحب تو ت تمھارا اپنی حمایت دکھلانا چاہتے ہین جبکہ مانع داخلت بیجا انکا ہوتا ہے انھین ناگوار گذرتا ہے اس سرکار مین یہ صورت ابتدا سے بھی ہوتا چلا آیا ہے چنانچہ گرفتاری و عزل نواب معتمد الدولہ مین بھی گذرا نواب یمین الدولہ کیواسطے بھی یہی صورت ہوئی واہ

خلاصہ بعد بہت سی گفتگو کے معتمد الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ کو راضی کرکے اس امر خاص کا اختیار جناب عالی کو دلا دیا چنانچہ جب حسب طلب نواب یمین الدولہ پہونچا مجرد ملاحظہ روانہ لکھنؤ ہوے اور از راہ کمال تفہم و فراست مصلحت وقت او صبر و سکوت کو بہتر سمجھے کسواسطے کہ بواسطہ حمایت و استصواب گورنمنٹ ہوا تھا انجام کار پر نظر کی اور اگر جیا تا اپنی فوج کذائی پر بھروسا و شل نافہموں کے کرتے تو خواہ مخواہ مقابلہ گورنمنٹ سے ہوجاتا اور پھر انکی صلاح و شوار تھی یہی اطاعت موجب وثوق صاحبان عالیشان ہوئی اور سبب استحقاق ریاست ہوا نواب گورنر جنرل بھی اس فرمانبری سے بہت راضی و خوشنود ہوے اور نظر بحسب لیاقت امیدوار وقت کا کیا اور ہمیشہ خاطر وو جوئی ملحوظ خاطر رہی چنانچہ خطوط مراسلات نواب محتشم الیہ سے ظاہر ہے +

الغرض جب نواب یمین الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کی بنیاد منزل قریب اتگنج اوترے وہین نواب غازی الدین حیدر پیدا ہوے وجہ اسکے نام کی یہی ہوئی لیکن بعد چندے کو حسب صحبت دربار او مزاج جناب عالی اور ارکان دولت اور اہلکاران سرکار کی کیفیت خاص دیکھی برخاست خاطر ہوکر برضامندی جناب عالی و بواسطہ صاحب رزیڈنٹ تشریف فرمای بنارس ہوے درگاکنڈ کو آباد کیا ۳ لاکھ روپے سالانہ مقرر ہوا اور یہی بر

قناعت فرمائی نسبت اور بھائیون کے البتہ انکے فراغ و رحال ہوا اکثرون کو پانسو روپیہ ماہواری ملتی یہ بھی ثقات لوگ کہتے ہین کہ نواب آصف الدولہ کو بطیب خاطر منظور تھا کہ اگر یمین الدولہ نواب غازی الدین حیدر کو میرے فرزندی مین دین اوسے مین اپنا جانشین کرونگا مگر انکو تو خیال دور دراز اپنا تھا قبول نکیا اور نہ معاف مدامت کرسکے کہ تجھے اپنا نائب کاروبار کیجیے جب تک وہ جوان ہوا اور نہ کسی اہلکار سرکار نے صلاح بات کی دوانے کہ انکا احوال غیب جانتے تھے کہ پھر ہم کہان اور رہا اسرف اخراجات کہان سے ہوگا آخر صورت ہوئی تو نوبت مرزا وزیر علیخان تک کلہے کو پہونچتی بلانا اہلکاران سرکار نواب کا بنارس جانا انکے واسطے اچھا نسمجھے +

نواب مختار الدولہ نے اپنے رسوخ و خیر خواہی سے جناب عالی کو بہت سا نشیب و فراز سمجھا کر عرض کیا کہ آپکی مسندنشینی فقط صاحبان عالیشان کی جہت سے ہوئی و ورنہ نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بڑے بیٹے بواسطہ اونکے بسلامت چلے آتے و گرنہ لیاقت یمین الدولہ کا حال سب پر ظاہر ہے اگر اس جلدی حسن خدمت مین اہالیان سرکار انگریزی کو ملک بنارس جونپور غازی پور جمع سالانہ ۲۲ لاکھ کا ہو عنایت فرمائیے تو یہ عطیہ بہت سا ثمرہ دکھائیگا ضائع نہ جائیگا جناب عالی نے بعضا اپنی عاقبت سے پیچ تال اندیشی کی راہ سے فقط انکے کہنے سے دے دیا یہ امر بھی باعث و شوق کہ جسکے سبب سے بعد چند روز کے مختار الدولہ کی جہت سے اور انکی موافقت و اعتماد سے طرفہ ہنگامہ برپا ہوگیا تھا جناب عالی نے انھین مالک مختار سیاہ و سفید کر دیا تھا آپ خود مشغول لہو و لعب رہتے تھے جو صاحب عزت نمک حلال خیر خواہ تھے اونھون نے جلا وطن اختیار کیا تھا جو رہ گئے تھے خائف و ترسان رہتے تھے فی الحقیقت جب حاکم وقت غافل ہو جائیگا ایسی خرابیان ریاست مین پیدا ہونگی اور اگر خود بیدار مغزی سے ناظر اپنے اہلکاران معتمدین کا ہوگا تو صورت خلاف بہت کم ظاہر ہوگی اب بالاجمال امور عظیمہ جو اس بہت ریاست مین ہوے کچھ کچھ عبرت الناظرین کے واسطے بیان کیے جاتے ہیں صورت بہت سے واقعات کا لکھنا مقدمات کے ... بخوف طوالت [illegible] جو صاحب فہم فہما

اونھین مقدمات ماضیہ جو اپنے بزرگون سے سنے ہین یاد ہین ۔

قتل نواب مختار الدولہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواب مختار الدولہ سید مرتضی خان صاحب ریذیڈنٹ کے
پاس واسطے جواب و سوال جناب عالی مثل سفیر کے جایا کرتے تھے جیسا دستور قدیم
نائب سرکار کا ہے اور اپنی خیرخواہی سے رسوخ و موافقت بہت حاصل کی تھی اس سبب سے
نشۂ نخوت و غرور ناپایدار بہت ہوگیا تھا سب کو ناچیز و بے حقیقت سمجھتے تھے افسران
فوج کو بذات نکلوا دیا تھا تنخواہ فوج کی چڑھا کے دینے لگے جس سے فوج بیدل ہوجاے
جتنے افسر قوم قریش تھے بعد عہد و میثاق سرکار مین برطرف ہوگئے تھے جو صاحب غرض
تھے خاک مین ملے اکثر رذیل تہیدست مقرب خاص جناب عالی خدمات عالیہ پر مامور
ہوے تھے اونھون نے لاکھون پیدا کیے بعد صرف کے لاکھون کی املاک چھوڑ کر مر گئے
ازانجملہ ایک راجہ صاحب جنکے گھر کی ضبطی دو کروڑ روپیہ کی عہد دولت جنت آرامگاہ مین
ہوئی تھی وہی ضبطی امانت نواب شمس الدولہ کے پاس رہ گئی تھی جس سے اونھون نے
لاکھون صرف کیے لاکھون کے نوٹ اپنی اولاد کیواسطے مول لیے اسیطرح
فوجدار خان وغیرہ صاحب دولت دنیا ہوگئے تھے +

قصہ مختصر جب جناب عالی فرخ آباد ہوکر ایٹاوہ مین تشریف لائے میر احمد افسر پانسے
ہزار پٹھانون نجیب حسب الطلب مختار الدولہ تنخواہ لینے کو بحیلہ لشکر سے کوس بھر کے
فاصلے پر اوترے کہ صبح کو لشکر مین پہونچکر تنخواہ لینگے مختار الدولہ نے جناب عالی سے
عرض کیا کہ میر احمد مع اپنی فوج لشکر مین بسر فساد آتے ہین اونکے روکنے کیواسطے فوج کو
بھیجتا ہون غرض فوج کا مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی صبح سے ظہر تک ہزارون مارے گئے
عشرہ محرم تھا پٹھانون مین نشان کھڑے ہوتے ہین تعزیہ لیتے ہین نجیبون نے تعزیہ
پیش کیا فوج نے پیچھے پاس ادب نکیا جو لوگ تعزیہ کے آگے ماتم کرتے تھے وہ بھی مارے گئے
آخر نجیب بے سامان ہوکر پسپا ہوے دفعتاً ہر طرف بھاگے میر احمد میر فضل علی
دمکے نشیب تن تنہا رہ گئے مختار الدولہ نے عبدالرحمن خان رسالدار قندھاری کی

باہر سے بلوا کر امیدوار بحالی کیا اونکا حصن حصین اس حکمت سے توڑ دیا اس حرکت سے
آج تک وہ سپاہی بہ مختار الدولہ سے گذرتا ہی خواہ نخواہ ڈھیلے مارتا ہے یہ حال اس مؤلف
کتاب نے خود بچشم دیکھا ہے جبکہ اون سپاہیون سے پوچھا جواب دیا ہ اکھاڑ اپنے تعزیہ کو
گولے مارے ہین خلاصہ جب ایسی حرکات خودرائی و خودپسندی کے جمع ہوئے اسباب
قضا کے ہو گئے وہین وہ مارے گئے اونکی صورت یہ ہوئی

جب مختار الدولہ نے اپنے آقای ولی النعمی سے حرکات شان و شوکت شروع کیے
اور جان برسٹو صاحب ریزیڈنٹ سے خلاف سرکار کہنا شروع کیا منتہاء غرور و نخوت
ہو گیا اور اپنے زعم مین عو ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ہو سمایا جب یہ صورت ہوئی
بعض ہوا خواہون نے اپنی نمک حلالی سے جناب عالی سے عرض کرنا شروع کیا
جناب عالی سنکر تامل فرماتے تھے جب نواب سالار جنگ نے اپنی جوشش محبت سے سمجھایا
کہ ایسا خواب غفلت بیجا ہے اوسوقت یقین واثق ہو گیا بسنت علیخان جنرل کمنی کو
باشارہ ارشاد فرمایا این کار از تو آید اور اون دنون اہتمام دیوانخانہ انھین کے اختیار مین
تھا اور مختار الدولہ نے کمال خصوصیت سے انھین اپنا بیٹا کیا تھا بسنت علیخان کو بھی تم
خبث سما گیا تھا کہ منیب نائب دونون کو تمام کر دیجیے دوسرے کو مسند نشین کر دیجیے
اسکے سزاوار فقط نواب یمین الدولہ سعادت علیخان ہین یہ بھی لشکر مین جناب عالی کے
ساتھ تھے خلاصہ ایکدن بسنت علیخان نے مختار الدولہ کی ضیافت کی موسم گرما تھا
تہ خانے مین مختار الدولہ آکر بیٹھے مگر مخمور اور اپنے بیٹے کو خوب شراب پلائی جلالو کسبی اونکی
آشنا اور اور کسبیان بھی بیٹھی ہوئی ہین سامنے سونا لکھن قوال گا رہے ہین عجب جلسہ
غفلت ہو رہا ہی پانچ شخص بصورت ملک الموت قتل پر کمر باندھ آئے اونمین سے تین
دروازہ تہ خانہ پر بیٹھ رہے کہ کسیکو آنے ندین میر فضل علی و میر طالب علی داخل ہوے
مختار الدولہ سمجھے کہ میرے قتل کو آتے ہین پلنگ سے اوٹھکر چاہتے تھے باہر نکل جائین
میر فضل علی نے لپٹکر کٹار پیٹ مین مارا اور دونون بغلگیر ہوکر حوض مین گر پڑے طالب علی
نے دو تین پیش قبض مارکر ٹھنڈا کر دیا رنڈیان سونا لکھن باہر نکلکر بھاگتے

سواے سید کے دوسرے سے ایسا نہوتا غرض دفعۃً لشکر مین غلغلۂ قتل بلند ہوا کہ یمین الدولہ کے نوکرون نے مختار الدولہ کو مار ڈالا تفضل حسین خان نے دوڑ کر یمین الدولہ سے خبر کی کہ اب اس لشکر مین آپ کا ٹھہرنا مناسب نہین آپ اسوقت جلد امرائو گر کے پاس چلے جایئے بسنت علیخان اجل گرفتہ نشہ مین از خود رفتہ ننگی تلوار ہاتھہ مین بارے خوشی کے جناب عالی کے پاس چلا گیا اور چلا کے کہا غلام نے حضور کے اقبال سے دشمن حضور کو مار ڈالا تہنیت مبارکباد دیتا سامنے آیا جناب عالی اپنے فہم اقبال سے سمجھے کہ اگر مین اسوقت تامل کرتا ہون افشاء راز نہانی ہوجائیگا اور الزام بدنامی مجھپر ہوگی غصے سے تیغ بار اخالی گیا مگر بسنت زخمی ہوکر بخوف سے لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا راجہ نواز سنگھ نے دوڑ کر ایک تلوار ماری وہ دبلا پتلا تھا کام تمام ہوگیا خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا نائب دیوانخانہ تھے اور بسنت انکا بھانجہ بھی تھا تیغچہ مقتول کی کمر سے کھینچکر راجہ کو مارا اگرچہ کام مین نہ آیا دو ٹکڑے کیا تھا کسواسطے کہ زبردست کا ہاتھہ پڑا تھا راجہ بھاگ کر جناب عالی کے پیچھے جا کھڑا ہوا غلام محمد خان کا سامنا ایک رہ پوش نے کیا او سپر بھی جھٹکر تلوار ماری زخم اوچھا کھا کر وہ بھی بھاگا دوسری تلوار وہ اوچھلکر گرا ایک وہ تلوار پڑی اوسکا داماد مارے خون کے کوٹھے سے از خود گر پڑا پانون مین بہت چوٹ لگی اسکے سوا اور جتنے نامرد کھڑے تھے مطلع صاف کر دیا جانی خان نے سپر شمشیر سے انکا سامنا کیا اور کہا بڑے مرزا خیر ہے اسقدر خیر گی ولی نعمی کے سامنے چلے جائو جناب عالی نے جب حال یہ دیکھا فرمایا اب کس رانے پر کھڑے ہو عرض کی اب تک مانع ہے وگرنہ چراغ ہندوستان گل ہوجاتا فرمایا اس خیال خام کو اپنے سر سے دور کرو پھر عرض کی اب میرا اور میرے رفقا کا کوئی مانع نہو فرمایا قسم ہے مجھے جنت آرامگاہ کی کوئی تم سے مزاحمت نکریگا آداب بجالا کے رخصت ہوے تھوڑی دور جا کر پھر پھر فرمایا اب کیون پھرے عرض کی میرا چہرہ بدل گیا ہو اوسے پہنکر چلا جاتا ہون حکم ہوا خبردار کوئی انکا مانع نہو بڑے مرزا باہر جلوخانہ مین آگئے سرکاری چوکی کے گھوڑے پر سوار ہوکر مع رفقا باہر بسلامت نکلے فی الحقیقت بہادر یہ لوگ تھے او جناب عالی کی تہوری وسخاوت سب سے زیادہ تھی او صاحب معرفت بھی تھے اسکے حکایات بھی بہت مشہور ہین یہ سانحہ

۱۹ شعبان ۱۱۹۰ھ مطابق ۱۷۷۶ء مین ہوا +

الغرض جناب عالی اوسیوقت اپنی رفع بدنامی سمجھکر انور خواجہ سرا نائب مختارالدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھا صاحب رزیڈنٹ کے خیمے مین تشریف لیگئے اور اوسے خلعت نیابت سے سرفراز کیا پس جاننا چاہیے کہ مداخلت گورنمنٹ اس سرکار مین ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے بعد اسکے نعش بسنت علیخان کو دروازے پر بائیں خواجہ کے دفن کیا جہان چھاونی انگریزی ہوئی اور مختارالدولہ کو لشکر مین ایک چھوٹا چبوترہ و حضیرہ بی سقف بنوا دیا گیا +
جناب عالی نے امرائے گرسے شکایت کہلا بھیجا کہ تمنے ہمارے دشمن کو اپنے خیمے مین بٹھا رکھا ہمارا پاس نمک نکیا تمسے بہت تعجب ہے عرض کی غلام کا کیا مقدور جو مرتکب ایسی حرکت کا ہوتا جب لشکر مین قتل مختارالدولہ کا غل ہوا نواب یمین الدولہ اندیشہ ناک ہوکر میرے خیمے مین چلے آئے مین نے آپ کا بھائی سمجھکر اونھین پناہ دی البتہ اتنا قصور ہوا ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہین سچ کہتا ہے مجھے بھی راجہ سے یہ توقع نہ تھی +
جب راجہ نے یہ سنا نواب یمین الدولہ سے عرض کی اب حضور کا یہان رہنا مناسب نہین میری گھوڑی بہت چالاک دوردم ہے سواری کو حاضر ہے اور جس چیز کی احتیاج ہو حاضر کرون یمین الدولہ کو پہلے یہ خیال گذرا کہ شاید راجہ مجھسے دغا کرے تو اسکا بھی کام تمام کیا چاہیے چنانچہ جب راجہ رفع احتیاج کو اوٹھنے لگا رفقای خاص مانع ہوے کہ ہم تمسے اسوقت مطمین نہین مبادا کچھ اور خیال کرو عرض کی مجھسے کبھی ایسی بے ادبی نہوگی بعد اسکے یمین الدولہ اوسی گھوڑی پر سوار ہوے مع رفقای خاص میر مظہر میر علی پناہ میر فضل علیخان میر طالب علی مرزا مومن بیگ وغیرہ دریاے جمن سے اوترکر نواب نجف خان کے لشکر کو تشریف فرما ہوے +
محمد ایلچ خان مختارالدولہ کی جبر و تعدی سے بطائف الحیل حدود مملکت جناب عالی سے نکلکر مع مال و اسباب مقیم اکبرآباد ہوے تھے نواب یمین الدولہ کا احوال سراسیمگی سنکر محمد مکرم خان محمد اسحاق خان کو جو اونکے اہلکار تھے استقبال کو بھیجا اور خود بسبب پیری کے دروازے تک پیشوائی کرکے نذر دی اپنا مہمان کیا اور سامان امارت سب درست کر دیا +

نواب نجف خان نے اونھیں دونون علاقہ ڈیک کو فتح کیا تھا بعد ملاقات سیر و ملن الدولہ کیا بعد چند روز کے نواب نجف خان نے نواب سے عرض کیا محمد ایلچ خان غلام سرکار ہے آپکے باپ کی بدولت پچاس لاکھ روپیہ رکھتا ہے مرنیپر سے مجھے خوف ہے کہ اگر مر جائیگا اسکا مال غیر مستحقین کے ہاتھ آئیگا یمین الدولہ نے ارشاد کیا دو سبب سے مجھے جرات نہین پڑتی ایک یہ کہ دشمنے کسقدر اپنا خون جگر کہا کر اوسے پیدا کیا ہوگا دوسرے میری ہمت کے بھی خلاف ہے کہ مین غلامون کے سرمایہ پر متوجہ ہون کہ اونکے مرنے کا ہون نجف خان نے جواب دیا کہ جو کہ میرے باپ کی بدولت اوسے حاصل ہوا ہوتا اب تک خرچ نمازیان کا ہو رہا ہے اسکا ہوتا اب بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ اکبر آباد تشریف لے چلیے دیکھیے مین کس حکمت سے لیتا ہون اور مین سے جسقدر مجھے عنایت فرمائیگا لیونگا باقی سب آپکا مال ہے یمین الدولہ نے یہ قبول کیا تھا +

محمد ایلچ خان نے جب سے خبر قتل مختار الدولہ سنی تھی دونون آقاؤن سے کھٹکا پیدا ہوگیا تھا آخر اپنی مآل اندیشی سے جناب عالی کو عرضی کی کہ یہ غلام بیر مہاجن چند روزہ مشتاق قدمبوسی ہے کہان تک سرگردان مارا مارا پھرے مال دنیا جو کچھ غلام کے پاس ہے سب مال حضور ہے امیدوار ہون کہ زیر قدم مبارک حیات مستعار کو بسر کرون جیسا ہے عزت و حرمت دیجیے چاہتے قبل کیجیے جناب عالی بھی بعد مختار الدولہ کے انتظام ملک کیواسطے متردد تھے اسے بہت غنیمت سمجھے کہ ایسا نائب مہاجن کہان ملتا شقہ عامل شکوہ آباد کو روانہ ہوا کہ جب خان مذکور داخل عملداری سرکار ہو بہت احترام سے پیش آنا اور ہر طرح سے اونکی حفاظت کرنا اور دوسرا شقہ طلب خان مذکور کا گیا اتفاقاً جسدن خان مذکور سرحد ملک جناب عالی مین پہونچے اوسیدن نواب نجف خان مع نواب یمین الدولہ داخل اکبر آباد ہوے یہ خبر کا مفت دونون ہاتھون سے گیا +

محمد ایلچ خان منزل بمنزل باطمینان تمام ضیافت و مہمانی کہاتے ہوے عمال سرکار کی تا لکھنؤ پہونچے جناب عالی خود استقبال کو تشریف فرما ہوے اور پہلے نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان محض اپنی خوشی خاطر سے قدیم سرکار سمجھکر استقبال کو گئے تھے

سرفراز الدولہ نواب حسن رضا خان بہادر

Hasan Raza Khan

نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

Hyder Beg Khan

بعد اسکے اور اہلکار بھی کہتے تھے جناب عالی اپنی خواصی مین بٹھا کر لائے بعد سرفرازی خلعت نیابت مہمات مالی و ملکی انکے سپرد کیے خان موصوف ازبسکہ حالت ضعف و پیرین جا رہو کر اکبر آباد سے چلے تھے بعد چند روز کے ازبسکہ محنت و مشقت کاروبار از حد تھی مادہ فالج گرا جان بحق تسلیم ہوئے فی الحقیقت یہ شخص بڑا منتظم و خیر خواہ و متدین سرکار تھا اگرچہ امّی محض مگر اسکے کارندے بہت اچھے تھے مثل شیخ شفیع اللہ پنڈت آنند رام محمد مکرم خان محمد اسحاق خان وغیرہ ۔

تفویض نیابت بنواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

خلاصہ بعد مرنے محمد ایلچ خان کے باب تقرر نیابت مین بڑا تردد ہوا اسواسطے کہ نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان سب طرح سے خیر خواہ و معتمد جناب عالی تھے مگر امّی محض جنکے پاپوشین کے نقطون کی نقل مشہور خاص و عام ہے کسی خوشنویس نے قطعہ لکھکر دیا تھا بڑے شین کو فرمایا خوب پے لکھی ہے جب یہ حال نائب سرکار کا ہو پھر کیونکر انتظام ملکی و مالی درست ہوسکے اسکے سوا اور اونمین بہت سے صفات تھے اوس سے سرکار کو کیا فائدہ خلاصہ تین شخص متدین کارگزار حسب لیاقت تجویز ہوئے مرزا ابو طالب خان لندنی دوسرے اسمعیل بیگ خان تاجر شورہ تیسرے مرزا جعفر سرخ لیکن جو تھے کی تقدیر سے کسیکو خبر نہ تھی مرزا حیدر بیگ خان اون دنون بیکار پریشان حال متوقع روزگار فراخور حال میانہ مین سوار جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ بہادر کے سلام کو جایا کرتے تھے اور باہر احاطہ کوٹھی کے پیپل کے درخت کے نیچے سلام کیا کرتے تھے جب صاحب ہوا کھا کر آتے تھے بعد چندے کے صاحب نے انکا حال پوچھا اونکی لیاقت اور کارگزاری کا احوال سنکے اجازت سلام کی کوٹھی مین دی اور انکا خیال رہا ۔

مختصر حال انکا یہ ہے کہ مرزا نور بیگ حیدر بیگ امیر بیگ ایک اور چھوٹا بھائی اور دو بہنین تھین مرزا امیر بیگ اور چھوٹا بھائی دونون شباب جوانی مین مرگئے قوم مغل بعض کابلی کہتے ہین انکے بزرگ نواب صفدر جنگ کے زمانہ مین ولایت سے آکر فتح آباد مین قریب کابل کے رہے بعد اسکے متوسل و مقرب خاص راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ ہوکے

اس جہت سے بموجب فی کس تین سو روپیہ ماہواری نوکر ہوے لیکن اپنی حسن رسائی اور سفارش راجہ سے اکثر عملا وہ بھی لیکر اوسکا انتظام بخوبی بامانت کرتے تھے چنانچہ کبھی علاقہ اکبرپور دوست پور اعظم گڈھ کبھی گورکھپور وغیرہ مین مامور رہے بلکہ جنگ بکسر مین یہ عامل گورکھپور تھے جب انسے کار سرکار بخوبی سرانجام ہونے لگا ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء سرکار سے دونون بھائیون کو خطاب خانی ملا اسکی سند آج تک اونکی اولاد کے پاس ہے بعد اسکے جب عرش منزل نے انکے چھوٹی بہن کی خواستگاری کی انھون نے بمقتضاے ہندوستانی انکار کیا اس جہت سے اپر عتاب ہوا ابطاہر حیلہ باقیات ملک ٹھہرا کر بہت سختی سے قید کیا جیسا دستور عمال ہندوستانی ہوتا ہی اور قید مین نمک طعام موزون ملنے لگا مرزا نور بیگ بڑے بھائی اسی سختی عذاب سے مرگئے نواب عالیہ نے انکے حال پر رحم کھا کر قید سے نجات دلوائی شاہ مدن بھی جناب عالی سے انکی سفارش کی محمد ایلچ خان جب نائب ہوے انسی خصومت رکھتے تھے پھر بعلت باقی اور عمال کے ساتھہ انھین بھی قید کیا جب بہزار خرابی قید سے چھوٹ متلاشی روزگار ہوکر دوسرا گھر ڈھونڈھا اس جہت سے جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ کے سلام کو حسطرح مذکور ہوا جایا کرتے تھے +

خلاصہ جب امرای اراکین دولت اور صلاح و صوابدید صاحب ریذیڈنٹ سے مرکوز خاطر جناب عالی بہ نیابت مرزا حسن رضا خان قرار پایا ۱۱۹۸ ہجری مطابق ۱۷۸۴ء خلعت نیابت و خطاب نواب امیر الدولہ مرزا حیدر بیگ خان بہادر ناظم الملک سے سرفراز ہوے مہاراجہ ٹکیت راے دیوان نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان نائب ہوے انکو سرکار سے فقط لاکھہ روپیہ سالیانہ ملتا تھا اپنی فضول خرچی اور سخاوت سے ہمیشہ تنگ رہتے تھے ہر صبح سلام جناب عالی کو دربار جاتے تھے باقی اپنے گھر مین مشغول مصاحبان خاص یا مصروف امور دینی عزاداری جناب سید الشہدا علیہ السلام رہا کرتے تھے باقی جتنے امور ریاست سیاہ و سفید و دربار صاحب ریذیڈنٹ سب متعلق نواب امیر الدولہ تھے مگر پہلے جو کچھ امیر الدولہ انکو یا پیچ کر دربار جناب عالی مین جاتی تھی

نواب امیر الدولہ کا کلکتے جانا

بعد کئی برس کے نواب امیر الدولہ درستی بعض مقدمات سرکار کیواسطے روانہ کلکتہ ہوے

اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جب نواب امیر الدولہ کو جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ سے بسبب عدم رسی اقساط گورنمنٹ اور چند در چند مقدمات کی جہت سے کمال بے لطفی حاصل ہوئی اور صاحب ریذیڈنٹ اونسے ہر امر مین سخت گیری اور مداخلت کرنے لگے سمجھے کہ یہ حاکم وقت مین اونسے عہدہ برائی نہوسکے گی بلکہ کیا عجب ہے کسی حیلے سے مین اس عہدے سے موقوف ہوجاؤن اب کچھہ فکر کیا چاہیے چنانچہ جنرل مارٹن صاحب اپنی سرکار سے پنشن پاتے تھے مگر اسباب تجارت ولایت وغیرہ لکھہا روپیہ کا جناب عالی کے ہاتھہ بیچا کرتے تھے اوس روپیہ کی دلائی نواب امیر الدولہ پر موقوف تھی اس جہت سے اونسے کمال خصوصیت و موافقت ہوگئی تھی جنرل صاحب کو رو ابط صاحبان کونسل اور مصاحبان خاص نواب گورنر جنرل بہادر سے بہت تھے نواب نے اونکی معرفت ایک عرضی باخفا درباب عزل صاحب ریذیڈنٹ نواب محتشم الیہ کو بھیجی نواب معزالیہ نے موجب رضی جناب عالی اور برخلاف مدار المہام مچھلکر صاحب کو موقوف کرکے بلوا بھیجا اور اپنا سکر ٹر اعظم کیا اتفاقاً چیٹھی عزل رات کو پہونچی امیر الدولہ نے جناب عالی کو گذرانی اوسوقت مینہ شدت سے برس رہا تھا حکم ہوا کہ صاحب ہمارے شہر سے ابھی چلے جائین نواب نے عرض کیا کل جائینگے نمانا آخر صاحب ریذیڈنٹ سے سوار ہو جنرل مارٹن صاحب کی کوٹھی مین رات کو رہے صبح کو روانہ کلکتہ ہوے جب وہان عہدہٗ جلیلہ سکرٹری پر منصوب ہوے بسبب خصومت امیر الدولہ ہر امر مین سرکار کے تعویق اور جواب باصواب مین تامل ہونے لگا ادھر جناب عالی کو از حد ملال خاطر ہوئی کسواسطے کہ جب وہ اونکے سالانہ روپیہ کے دینے مین اہلکارون سے کچھہ تامل ہوجاتا تھا دفعۃً آتش غضب بھڑک جاتی تھی نائب بھی اونکے حکم ناطق سے اپنی خوف آبرو سے ڈرجاتی تھی کسواسطے کہ خرچ ذاتی جناب عالی کا ساٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ سے کم نہ تھا اور چھپن لاکھہ ستتر ہزار بابت اقساط سرکار کمپنی کے دیے جاتے تھے اور تنخواہ اقربا و امرا و فوج اور اخراجات ہر اہلکار کا علی قدر مراتب حساب سے باہر یہ سب باب وانگی امیر الدولہ کے ہوئے

خلاصہ اوس زمانے مین نواب گورنر جنرل مارکوئیس آف کارن والس منصب گورنری پر منصوب تھے نواب امیر الدولہ ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۷ء ہجری بڑی تجمل اور دھوم دھام سے روانہ کلکتہ ہوے دس لاکھہ سرکار سے خرچ سفر عنایت ہوا اور کرورہ روپیہ تک صرف کی اجازت تھی اگر مصارف

عظیم وضروری کی احتیاج ہو جب کلکتے پہونچے سکریٹر صاحب کی خصومت سے نواب گورنر جنرل
کی ملاقات مین تعویق ہوئی آج کل ہوتی رہی آخر نواب دق تنگ ہوکر عزم بالجزم لندن کا کیا
اور حاجی کربلائی محمد خان کو حکم کرایہ جہاز دیا جب نواب گورنر جنرل سنے مفصل یہ خبر سنی خود
مہمان سمجھکر بسبقت ملاقات کی نواب نے عذر علالت مزاج کیا کہ بسبب ہیج سفر علیل ہوگیا ہون
انشاء اللہ تعالی بعد صحت حاضر حضور ہونگا لیکن لارڈ صاحب نے اپنی خوبی اخلاق سے ثانیا
پہلے آپ عیادت کی راہ سے تشریف لائے دو خواصون نے نواب کی بغلون مین ہاتھ دیکر
پلنگ سے واسطے تعظیم کے اوٹھایا لارڈ صاحب نے باصرار تمام منع فرمایا کہ مریض کو معاف ہے
بعد اسکے کیفیت مزاج پوچھی کلمات شوقیہ فرماکے مراجعت فرمائی بعد کئی دن کے نواب
بڑے تجمل سواری سے دربار گئے نذر دی بعد استفسار احوال باعث تکدر و ملال خاطر جناب عالی
پوچھا عرض کیا تکدر مزاج کئی سبب سے رہتا ہی ایک تو قلت مداخل کثرت مخارج مصارف امیرانہ
لابدی تیسرے نقصان آمدنی جسکا سالانہ قسط چھپن لاکھ ستتر ہزار ہوتا ہی ملک بنارس وغیرہ
محاصل ۲۲ لاکھ ہدیہ دوستانہ سرکار کمپنی کو دیا جو تھے لکھا صرف ضیافت وسامان روشنی
و تماشای ہولی بسنت وغیرہ محض بخاطر صاحبان عالیشان نو وارد ہوتا ہے تجار انگریزیہ
اسباب تجارت وغیرہ ولایت سے لاتے ہین اونپر محصول نہین چھٹتے تاجران ولایت جو
رطب و یابس لاتے ہین عرض کرتے ہین ہم بڑی دور سے یہ اسباب تحفہ ولایت فقط حضور
کے واسطے لائے ہین ہندوستان مین سوای حضور کے کون قدردان ہے جو ایسی اشیای تحفہ
و کمیاب کو مول لے جناب عالی اپنی بلند نامی کیواسطے ملاحظہ فرماکے سب مال تر و خشک لیتے ہین
اور جسقدر وہ قیمت لکھہ بھیجتے ہین اوسکی ادائی ہمپر ہوتی ہے ہم حکم حاکم سمجھکے بجا لاتے ہین
اور اس قرضے کا سود ہمین دینا پڑتا ہی

نواب گورنر جنرل بہادر اس گفتگو سے معقول ہوے اور از راہ علو ہمتی دو آنہ چھہ آنہ
سے موقوف فرمائے استرداد ملک بنارس وغیرہ بھی منظور کیا اور حکم دیا کوئی تاجر
بے صاحب ریزیڈنٹ یا کوئی تازہ ولایت حاضر حضور جناب عالی نہوا کرے اور تجار سے بہ نسبت
حسکم محصول دیا یعنی فیصد صہ لیا جاے اور نمک کی لڑائی بکسر جو بعد وصول زر

معینہ اقساط غفلت اہلکارون سے گورنمنٹ سے نہ کچھ لیا تھا لے لیا بعد اسکے نواب نے
جواہرات بیش بہا نایاب زمانہ جسکی قیمت عرض بازار کرورروپیہ سے کم نہ تھی ایک کشتی مین
گذرانا نواب محتشم الیہ نے بہ تبسم فرمایا اسکے عوض ہم کونسا ہدیہ دوستانہ جناب عالی کو بھیج سکینگے
اب تم یہ ہماری طرف سے حضور کو دینا ایک زمانہ مین یہ ہمت عالی گورنر جنرل بہادر کی تھی
جسکا افسانہ آج تک ہے +

القصہ بعد حصول مطالب نواب اوسی شان وشوکت سے لکھنو آئے اور بڑی سخاوت
کلکتے مین کی ایک مدت تک غربا رعایا کے چھپر کھپریلوں سے اشرفی روپیہ خیرات سوار کیا
نکلتا رہا جناب عالی کمال مسرت دلی سے فتح گنج تک شہر کے باہر استقبال کو تشریف فرما ہوے
اور حکم کیا نواب ہاتھی بٹھا کے مجھے سلام نکرین اپنا ہاتھی میرے ہاتھی کے برابر رکھین لیکن
نواب نے ازراہ آداب سے قبول نکیا بعد نذر کے خواصی مین بیٹھے مگس رانی کرتے نقرا و سا کیرہ
کو روپیہ لٹاتے داخل دولتخانہ ہوے داستان سفر حرف بحرف عرض کی خلعت سے سرفراز
ہوے جناب عالی نے اوراحکام جاری کیے مگر استرداد بنا بر مقتضای ہمت عالی قبول نفرمایا
غرض نواب امیر الدولہ اپنے حق نمک سے ادا ہوے نوالاکھہ کے خرچ اور اتنی مشقت سفر
سے اتنے عمدہ امر طے کیے اونھین دنون بازار کرہٹی جو اب مین چینڈن نگر فرانس ڈانگہ اور شیو رام پور
ہے کئی کوس کلکتے سے اپنی ناموری کیواسطے تیس ہزار روپیہ کو خریدا اوسکا محصول آج تک
اونکی اولاد کو ملتا ہی جناب عالی نے چاہا کہ نظر بخلوص خیر خواہی و نمک حلالی اصالتاً خلعت
نیابت عنایت فرمائین کہ اب تم اس منصب جلیلہ کے مستحق ہو نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان
کو بھی انکی طرف سے کچھہ خدشہ گذرا لیکن نواب نے بمقتضای شرافت اپنی عہدہ قایم پر قناعت کی اور
قبول نکیا مرزا کو زیادہ تر اسسے صفائی قلبی حاصل ہوئی پس ارباب بصیرت بنظر انصاف دیکھین
اوس عہد دولت مین اہلکار کس لیاقت و منزلت کے تھے اب کس شرافت و لیاقت کے ہین
مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ دم واپسین نواب امیر الدولہ کے گھر تشریف لائے عرض کی
غلام ایک وصیت عرض کرتا ہی جناب عالی کو خیال وصیت اونکی عیال واولاد کا ہوا عرض کی
جو کچھہ غلام کے گھر مین ہو سب مال حضور ہے میری اولاد و عیال لونڈی غلام ہین لیکن وصیت

عمدہ یہ ہے کہ حضور پھر کسی نائب کو اتنا اختیار کلی ندیجیے گا و گرنہ بربادی و پردہ دری سرکار کی ہو جائے گی +

غرض ۱۲ ماہ شہر شوال ۱۲۰۵ھ ہجری مطابق ۱۷۹۱ء کو انتقال کیا کشمیری محلہ اپنے باغ مین دفن ہوے نواب سرفراز الدولہ اونکی اولاد کی حمایت کرتے رہے بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجھتے تھے اونکے گھر کی ضبطی نہونے دی ہرچند آتش فروزون نے شعلۂ آتش بھڑکانا چاہا مگر انکی جہت سے جناب عالی بھی سمجھے +

بعد چند روز کے وہی قول مرحوم صادق آیا کہ بعض درستی مقدمات کو اونکے منیب نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان مہاراجہ ٹکیت رای دیوان ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء بڑی دھوم دھام سے روانہ کلکتہ بدربار ہوے وہان پہونچکر دونین صورت نفاق ہوئی کہ جبدن وہ دربار گورنر جنرل مین جاتے ہین دیوانصاحب نہین جانے بعد کئی مہینے کے دونون صاحب ناکام پھر آئے عبث عبث زیرباری لکھا روپیکی ہوئی جسطرح اونکا احوال کھلا تھا انکا مطلق نہ کھلا کہ یہ کیا بنالائے اوران دونون کا نفاق نواب محتشم الیہ پر بھی منکشف ہوگیا تھا پھر کونسی صورت سے بنتا آرہے نہ ہر کہ خطبہ بخواند پیمبری داند ؎ نہ ہر کہ آینہ سازد سکندری داند +

تاریخ وفات نواب امیرالدولہ مرگئے بیرنگی سپاہ کی غور بدن ۱۲۰۶ھ قلت مداخل اور کثرت اخراجات عب اسطرح پر ہوا و نائب کو پرورش سب کی منظور ہو تو سوائی تخفیف کے اور کونسی صورت تھی یہ وجہ ہوئی تخفیف تنخواہ فوج کی یا ہزارون پرطرف کیے جاتے وہ کس سرکار مین جاکر ملازم ہوتے +

ہنگامۂ فساد راجہ چیت سنگہ بنارس

یہ سانحہ بنارس مین کوتاہ اندیشان نافہم سے عجیب وغریب گذرا مختصر یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل ہیسٹنگ صاحب بہادر نے راجہ چیت سنگہ بنارس کا حال سرکشی و تمردی اور عدم رسانی زر سرکار و اجبی سُنا اور ہندوستانی اہلکار معتمدین سرکار نے خوب نمک مرچ لگاکر متواتر عرض حال کیا نواب محتشم الیہ بضرورت تشریف فرماے بنارس ہوے مادھوداس کے باغ مین فروکش ہوے راجہ کو اوسی باغ مین قید کیا قلعۂ چنارگڈھ مین نہ بھیجا بعد کئی دن کے راجہ کسی

حکمت عملی سے بھاگ کر کشتی پر سوار ہو پار دریا کے رام نگر مین اپنے مقام پر جا بیٹھا اوسکی صبح
گرد پیش کے راجہ زمیندار اور اہل شہر نے باتفاق بلوا کر دیا جابجا تلنگہ سپاہی متوسل سرکار
یا انگریز جہان ملا قتل کیا چنانچہ ایک بجرے مین کئی بیبیان ولایتی اور صاحب الہ آباد سے
کلکتے جاتے تھے راجہ کے سپاہی کشتیون پر سوار پہونچا اور اون صاحبون کو مار ڈالا بیبیان
غیرت سے دریا مین ڈوب کر مر گئین چھ دن تک یہ ہنگامہ طفلانہ گرم رہا مگر نواب گورنر جنرل
اپنی شجاعت و تہور سے فقط پچاس تلنگہ گارد سے اوسی باغ مین رہے آخر جانسن صاحب رزیڈنٹ
بنارس نے عرض کیا کہ تمام رعایای شہر دشمن سرکار ہو رہی ہو مبادا یہان بھی کوئی صورت
خلاف پیش آئے لہذا مناسب ہے کہ راجہ جیت نراین خیرخواہ سرکار عالی ہو اوسکے سپاہی
آج رات کو حاضر ہونگے حضور اونکے ساتھ قلعہ چنار گڈھ مین تشریف فرما ہون تو بہتر ہی
نواب محتشم الیہ نے اونکی رای صدابدید پسند کی اوسیطرح پردہ شب مین بسلامت کنار دریای گنگ
پہونچے سپاہ ہمراہ نے باواز بلند اوس پار سے کشتی منگوائی نواب رونق افروز قلعہ ہوے
توپ سلامی کی چلی صبح کو فوج راجہ سے مقابلہ ہوا بڑا کھیت پڑا راجہ آشنانہ انگریزی کی تاب نلا سکا
فوج ہر طرف بھاگی راجہ سیدھا بھاگ کر گوالیار چلا گیا صاحبان عالیشان کو فتح و فیروزی حاصل ہوئی

اون دنون نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر درگا کنڈ بنارس مین تشریف رکھتے تھے
راجہ نے متواتر پیام بھیجے کہ آپ بھی میرے شریک حال ہون بعد فتح یہان کے مالک و مختار ہو جائیگا
ہم آپ کی رعیت ہو کر رہینگے بہادر موصوف نے کسیطرح نمانا انجام کار خوب سمجھے ہوے تھے
معرکہ بکسر آنکھ سے دیکھ چکے تھے اگر اس زمانہ فساد مین ہوتے شاید رہنی ہو جاتے

خلاصہ جب یہ خبر لکھنؤ مین جناب عالی نے سُنی نواب امیر الدولہ کو پہلے روانہ کیا وہ جونپور
پہونچکر منتظر تشریف آوری جناب عالی رہے مرزا حسن رضا خان نے راہ مین جب خبر بلوی کی سُنی
جلد جناب عالی کو لیکر داخل بنارس ہوے راجہ باغی نے متواتر عرضیان جناب عالی کو بھیجین مگر
جناب عالی نے قبول نکیا فرمایا ہمارے عہد میثاق کے خلاف ہی بعض ناعاقبت اندیش اور
بیہودہ گویون پر خفا ہوے کہ شاید تم دری خرابی و بربادی اس خاندان کی ہوا چاہتے ہو
خلاصہ جب نواب گورنر جنرل اور جناب عالی سے ملاقات ہوئی جناب عالی نے پہلے عذر

اپنی ویر رسی کا کیا نواب محتشم الیہ اس خلوص تکہتی حاضر و غائب سے وہ بہت شکر گزار ہوے
خارج سے جب حقیقت حال مفصل منکشف ہو چکی تھی اپنی کتاب روزنامچہ مین بہت سا تحریر فرمایا
کہ وہ آج تک سب صاحبان عالیشان کی زبان پر ہے چنانچہ لارڈ ہیسٹنگ بہادر نے اول صحبت
کانپور مین جاے پانی پر حضرت سلطان عالم سے وہی کلمات شکر گزاری قدیم ارشاد فرمائی تھی
خلاصہ بعد اسکے جناب عالی لکھنو تشریف لائے صاحبان عالیشان مرزا حسن رضا خان کی بھی کلمہ
سمجھانے سے بہت ممنون ہوے تھے +

الغرض نواب گورنر جنرل نے بنظر خیر خواہی چیت نراین راجہ اودت نراین کے بڑے
بھائی کو حاکم بنارس فرمایا پھر کلکتہ مین تشریف فرما ہوے بعد رفع ہنگامہ حکام کی یہ صلاح ہوئی
کہ اون ملاحون کو سزا دینا چاہیے جنکے بجرے مین خون ناحق ہوا تھا چنانچہ اونھین حکم ہوا
اپنے چھپرون سے باہر نکل آؤ اور اپنا اسباب بھی باہر لاؤ بعد اسکے اون چھپرون کو جلا دیا
اور نئے چھپر بنوا کر اونھین رہنے کا حکم دیا اور فرمایا یہیقدر سیاست کافی ہے کیونکہ اہل انصاف
ایک زمانے مین اسی قوم کے ایسے بھی حاکم منصف گذرے ہین ادنی انصاف نواب محتشم الیہ
کا یہ ہے کہ چھتر لاکھ کا اصل و سود اور سود در سود سرکار جناب عالی مین قرضہ سرکار کمپنی ہو گیا تھا
اون تمسکات کو جب صریح سمجھکر چاک کر ڈالا تھا ازین قبیل اونکی سخاوت و ہمت و انصاف کی
بہت سی باتین ہندوستان مین مشہور ہین +

لڑائی روہیل کھنڈ

جب نواب فیض اللہ خان حاکم رامپور نے ۱۲۰۹ھ مطابق ۱۷۹۴ء مین قضا کی
نواب محمد علیخان اونکا بیٹا مسند نشین ہوا غلام محمد خان نے بسبب ضدیت مذہب تشیع
اختیار کرنے سے کسواسطے کہ جب مرزا وزیر علیخان کی شادی مین لکھنو آئے تھے جناب عالی
نے اونپر بہت عنایت فرما کر اپنا بیٹا فرمایا تھا اور ہدایت دین حق کی بھی فرمائی تھی جب
یہ خبر قتل سنی فرمایا کہ ہماری محبت و ہدایت حق سے ایسا خون ناحق ہوا اسکی سزا ہمپہ
لازم ہے اور سر جان شور صاحب گورنر جنرل بھی اس امر سے بہت آشفتہ ہوے تھے
چنانچہ کمانڈر انچیف ابلکرمبل صاحب کو حکم گرفتاری غلام محمد خان ہوا اون فوجون جیر صاحب

رزیڈنٹ لکھنؤ تھے غرض جناب عالی مع لشکر اور کمپنی انگریزی ملازم سرکار فرخ آباد سے
روانۂ رام پور ہوئے ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۴ء فتح ریہ شہر کی ہوئی جناب عالی نے احمد علیخان
نواب محمد علیخان کے بیٹے کو محل سے بلوا کر مسند نشین ریاست فرمایا اگرچہ بہت صغیر السن
تھے پہلے بیبیان خوف سے باہر نہین بھیجتی تھین مگر جناب عالی کے حکم سے بھیجا بعد اسکے
مراجعت فرمائی اس معرکہ کے احوال مفصل کی کچھ ضرورت نہ تھی مشہور و معروف ہے لوگ بھی
اوسوقت کے جیتے ہین مقابلہ کس نوجکا کس فوج سے ہوا احمد علیخان جب تک جیتے رہے
اس احسان کے مرہون منت رہے اونکے عرایض جنت آرامگاہ کے وقت تک آتے تھے
فوج جناب عالی فقط صف آرا رہے ترکسوارون کی غلطی سے یہ نوبت اول پہونچی تھی
دو رسالے پٹھان پشت ٹیلہ تھی اونہنے آکر کام تمام کر دیا تھا کرنل ربسن صاحب جو اس
معرکہ مین مارے گئے اونکی بی بی کو بتقریب تعزیت چار ہزار روپیہ خزانہ جناب عالی سے ملا تھا

مرزا جوان بخت شاہزادیکا لکھنؤ مین آنا بنارس مین رہنا

مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر رفقای خاص سے شاہجہان آباد سے
سمت ممالک شرقیہ تشریف فرما ہوے باین خیال کہ اونکے باپ شاہ عالم بھی اپنے باپ کے
حین حیات ترقی حشمت وجاہ سمجھکر اور ارکان دولت کے خوف سے جنھون نے نمک حرامی و
بیوفائی پر کمر باندھی تھی کئی برس راج محل عظیم آباد مین رہ کر الہ آباد مین آگئے تھے خلاصہ
جب شاہزادے لکھنؤ کے ناکہ پر پہونچے اتفاقاً وارن ہسٹنگس بہادر بھی مہمان جناب عالی تھے
دونون سردار جلیل الشان بڑے تجمل سے استقبال کو گئے شہر کے چوک کو بہت تکلف سے
آراستہ کیا تھا جب حضور شاہزادہ پہونچے دونون سردارون نے نذرین گذرانین جب ہاتھی پر
سوار ہوے جناب عالی حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھے مورچھل ہاتھ مین لیا کہ یہ منصب
قدیم اونکے آبای کرام کا تھا نواب گورنر جنرل گھوڑے پر سوار کرچ کھینچے جلو سواری مین ہمرہ
شاہزادہ اول کوٹھی جنرل مارٹن مین داخل ہوے جسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے بھی پہلے
آگئے تھے جناب عالی نے تین لاکھ کا نقد و جنس پیشکش نذر کیا ہر صبح جناب عالی اور نواب
گورنر جنرل دربار شاہی سمجھکر حاضر ہوتے تھے اور جتنا سامان و لوازمہ مہمانداری تھا

سب بہ تکلف سرانجام کر دیا شاہزادہ دن رات عیش و عشرت ناچ رنگ مین مصروف رہتے تھے
جناب عالی ہر روز تحائف تحفہ ہر قسم کے بتفاخر بھیجا کرتے تھے لیکن افسوس ہے کہ اس مدت
مہمانی مین بہت سی باتین شاہزادہ کی زبان زد خلائق ہوئین جسکی تحریر مین ناسپاس معلوم
ہوتی ہے صاحبان فہم اسے سمجھینگے کہ جب یہ صورت سلاطین عالیہ کی ہو تو پھر کیون انجام کار
ایسا ہو وصل جب باتدبیر مین فساد وجہ ہو تو اصلاح مشکل ہے خلاصہ ہر شب طائفے ارباب نشاط کے
حاضر ہوا کرتے تھے اتفاقاً اون گلرخان مین ایک کسبی مسماۃ بھگیہ بھی حاضر ہوئی اوس
زمانہ مین ناچ مین بے مثل تھی مطبوع طبع اقدس ہوئی اور مستغنیہ خدمت بھی ہر روز اوسکا جذبہ
عشق بڑھنے لگا جناب عالی کو اسکا پردہ گذرا اوسکی ممانعت ہوئی ایک تو یہ کہ اوسکا ناچ
خود جناب عالی کو بھی پسند تھا دوسرے ہمیشہ یہ مدنظر خاطر رہتا تھا کہ کوئی کسبی کسیکے گھر مین
نہ پڑنے پائے مبادا اگر یہ بھی داخل محل ہوئی تو میرا لطف جاتا رہیگا چنانچہ اسی صورت سے
مسماۃ سالارو کسبی خواجہ غلام محمد خان عرف بڑے مرزا کے گھر مین پڑی اور صاحب اولاد بھی
ہو چکی جب جناب عالی کو یہ معلوم ہوا حکم ہوا کہ اونکے گھر سے نکال لاؤ بڑے مرزا سپاہی
باغیرت تھے مستعد مرگ ہوئے مرزا حسن رضا خان کی شفاعت سے بچے کہ وہ صاحب اولاد
ہو چکی ہے یہ شخص مارا جائیگا حضور کو بڑی بدنامی ہوگی غرض اس ممانعت سے شعلہ عشق زیادہ
شاہزادے کا مشتعل ہوا رات کو ڈولی مین سوار ہو کر جانے لگا اون دنون محلہ ارباب نشاط
دولت گنج قریب دولتخانہ تھا جب اسکا پرچہ لگا حکم ہوا ہرکارے دورہ دورہ اہتمام کیا کرین
مبادا کسی صورت سے کچھ خلاف واقع نہو جب شاہزادے نے یہ حال دیکھا اب طاقت
صبر بھی طاق ہوئی مفارقت محبوبہ بہت شاق ہوئی عشق بہت بدبلا ہے از خود رفتہ ہوگئے
چارہ اسکے سوا کوئی نہ دیکھا کہ اب نواب گورنر جنرل سے کہنا چاہیے آخر ایک دن مضطر ہو کر
فرمایا کہ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے بخلوت نواب گورنر جنرل نے عرض کی کہ کل حضور ارشاد فرمائین تو بہتر ہو

نواب محتشم الیہ سے بہت دور دراز سمجھے صاحبان کونسل سے مشورہ کیا بہ تنقیح تام یہ
تجویز ہوا کہ اگر شاہزادہ عالم از راہ اولوالعزمی کسی ملک کے لینے کی کمک چاہے تو دو کمپنی
ہمراہ رکاب کرنا چاہیے اور اگر طلب روپیہ ہو تو ہقدر دینا چاہیے اور اگر احیاناً گرفتاری نفع چاہی تو اوسکا

جواب صاف دینا چاہیے خلاصہ دوسرے دن شاہزادہ بہادر نے فرمایا کہ مجھے نواب بھائی سے تم
بھگیا کو دلوادو نواب گورنر جنرل آداب بجا لائے رخصت ہوئے جناب عالی سے ارشاد کیا ہمیں معلوم نہیں تم
وہ کیا چیز ہے جسکے لیے ہمسے کہلوایا ہے غالب ہے کہ آپ بھی اپنا شاہزادہ سمجھکر دریغ نفرمائیگا جناب عالی نے سنکر یہ
بتقاضائے تہذیب چپ رہے پھر فرمایا وہ ایک کسبی بازاری ہے جسپر حضور عاشق ہوئے ہیں میں نے پہلے
اوسے منع کیا تھا اب وہ خود نے آپ سے سفارش چاہی ہے بہت اچھا بس یہ سنتے ہی نواب گورنر جنرل
نے حجاب سے سر جھکا لیا اور دلمیں اونکی لیاقت پر بہت افسوس کیا رخصت ہوئے
جناب عالی نے بپاس خاطر نواب گورنر جنرل بسواری میانہ بھگیا کو شاہزادے کے محل میں بھیجدیا شاہزادے
نے اوسے خطاب نواب جہان آبادی دیا اوس سے مرزا عالی قدر شاہزادے پیدا ہوئے یہ اپنی ماں کی جہت سے شیعہ
ہوئے اوسکی صبح جناب عالی نے جا کر ازراہ آداب شاہی نذر بھجوائی بعد چند روز کے اسی امر ذلیل پر قناعت کر کے
قیام بنارس اختیار کیا عزم بالجزم ممالک شرقیہ فسخ کیا اپنی عیش و عشرت میں ہنگی لگو ۲۵ ہزار روپیہ ماہواری پیشکش
سرکار جناب عالی سے مقرر ہوا معرفت صاحب ریذیڈنٹ ماہواری چنانچہ بروقت تقسیم ممالک محروسہ یہ پیشکش بھی مجرا ہوئی
بعد کئی برس کے مرزا سلیمان شکوہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے دہلی سے رونق افروز لکھنو ہوئے لیکن جناب عالی
بسبب مو‌ہات سابقہ کے بڑی تو بڑی چھوٹی سبحان اللہ ہنوز بہت ملدر خاطر ہو رہے تھے اجازت داخلہ شہر کی
ندی اس جہت سے شاہزادے نا کہ شہر تکیہ بودعلی شاہ کے قریب ایک باغ میں کئی مہینے تک رہا کیے بعد اسکے
لارڈ کارنوال بہادر تشریف لائے اونکی سفارش سے چھ ہزار ماہواری مقرر ہوئی داخل شہر ہو کر نزدیک
مرزا خلیل میں جو قریب کوٹھی رزیڈنٹی تھا کنار دریا قیام کیا پھر فرحی کوٹھی جنرل مارٹن کی مول لی
لیکن اسمیں اخل تا مدت عمر کمال عسرت سے بسر کرتے رہے بسبب کثرت ازواج و اولاد و اخراجات شاہانہ انکی
عقلت کہتے ہیں کہ وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل بہادر ازبسکہ صاحب ارادہ اولو العزم تھے یہ منظور خاطر نہ تھی
ہوا تھا کہ اگر کوئی شاہزادہ بلکہ بادشاہ ہندوستان صاحب لیاقت ہاتھ آجائے جو مستحق سلطنت کا
تو مثل ولایت امریکا ہم اوسے سلطنت پر بٹھا کر وہی صورت کریں اور ہم مطیع و فرمانبردار ہو کر موافق
قانون منضبطہ انتظام سلطنت کریں اور حکومت لندن سے علیحدہ ہو جائیں جب یہ کیفیت و ماہیت
خاص شاہزادونکی دیکھی اپنے خیال و تصور میں بہت تاسف کرتے تھے چنانچہ جتنا روپیہ ہندوستان
سے لیگئے تھے سب عدالت شاہی کی روبکاری اور وکلا میں خرچ ہوا اسکا احوال تفصیل اکثر

کتب تواریخ انگریزی مین ہے اور اکثر صاحبان عالیشان سے بھی متواتر سنا ہی +

پہر جناب عالی نے اعانت وامداد اہالیان سرکار کمپنی انگریز بہادر کی لڑائی مرہٹہ دکھن وغیرہ مین کی فوج بھیجی جسکے افسر جنرل مارٹن عبدالرحمن خان قندھاری رسالدار وغیرہ تھے یہ سبب بھی زیادہ تر موجب وثوق اتحاد ودوستی دولتین عالیین ہوا +

تعمیر امام باڑہ وشادی مرزا وزیر علیخان ونہر نجف اشرف وغیرہ

بنا ہی تعمیر عمارات دولتخانہ موافق مرضی جناب عالی بوضع ہندوستانی ہوئی اور اوس زمانے مین رواج بھی کوٹھی انگریزی کا نہ تھا یہ ترقی کوٹھی انگریزی جنت آرامگاہ کے عہد دولت مین ہوئی ورنہ پہلے کوئی سڑک کے نام سے بھی واقف نہ تھا لیکن فقط امام باڑہ یادگار زمانہ مدت دس برس مین کفایت اللہ معمار شاہجہان آباد کی تجویز سے بنا اور مکان باؤلی وغیرہ جو بطریق تعمیر ہندوستان بنا جسمین پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اس عمارت عالیشان کے صاحبان عالیشان بھی مشتاق ہوتے ہین خصوصًا مہندسین کو افسوس ہے کہ ایسی عمارت عالیشان کو مقام اچھا نہ پایا کاشکے مقام باؤلی والے مکان کی جگہ یہ تعمیر پاتا کوئی سبب ہوگا پُل دریای گومتی جسکی کوٹھیان دریا مین راجہ نولرای نے گلوائی تھین مگر بی اصول بادر دریا جہہ نہ بندھوائی تھی مقدم دونون کنارہ جہہ کا باندھنا چاہیے تھا مکان باؤلی مین کثرت شاہزادے دلی بنارس کے فروکش ہوتے تھے اب امام باڑہ قلعہ حصن حصین مکان باؤلی کا گودام میگزین سرکار ہوا یہ بھی ایک صورت انقلاب ہی ۱۱۹۹ھ مطابق ۱۷۸۵ء مین تعمیر ہوے +

۱۲۰۰ھ مطابق ۱۷۸۶ء شادی مرزا وزیر علیخان کی ہوئی جسمین تیس لاکھ روپیہ صرف ہوا جتنے صاحبان عالیشان اور امرای عالی قدر دور ونزدیک کے شریک ہوے تھے صحبت مجلس عیش باغ وچار باغ ہوئی اس خاندان مین اس تکلف کی کسیکی شادی نہین ہوئی اور نہ اسقدر روپیہ صرف ہوا اب اسکا احوال مثل کہانی خیالی کے ہی لوگ کہتے ہین کہ شاہجہان آباد مین بھی دو شادیان یادگار زمانہ ہوئین ایک نواب شجاع الدولہ بہادر کی دوسری جہانگیر کشور کی مرزا وزیر علیخان کی شادی کا شمہ یہ ہے کہ پانسو چوگھڑا فقط چاندی کا حضرت خلد منزل نے فرح بخش مین نہر کے دونون طرف قصر فلک و قصر نالک بنوایا تھا

مجتہد العصر قبلہ وکعبہ مولوی سید دلدار علی

Syed Dildar Ali

High Priest

ظفر الدولہ کی کوٹھی سے بھی چاندی کی کھڑکی دیے گئی ۔

امر عجیب غریب جو سراسر باعث حسنات اخروی کا ہوا وہ یہ ہے کہ ارض اقدس نجف اشرف مین ہمیشہ سے قحط آب رہتا تھا زائرین کو وقت زیارت بڑی تکلیف ہوتی تھی ایک روپیہ کو مشک آب بکتی تھی ایک نہر دو فرسخ دریای فرات سے جسکے ۲۴ کوس ہوتے ہین کھدی جسکا چشمہ فیض آج تک جاری ہے کئی برس تک بند ہوگئی تھی کسی حاکم کو یہان سے خیال آیا اکثر وہان کے مجتہدین نے لکھا یا مجتہد جو اخذ زر دنیا کو [illegible] اسکے واسطے بھی سعی کی عرض حال کیا مگر کچھ موثر نہوا اس خیال سے بھی کہ خود کہا جاینگے اس امر خیر کے محرک نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان ہوے کہ معرفت عمدۃ التجار حاجی محمد طہرانی مشہور حاجی کربلائی تاجر نامی کلکتہ ۵ لاکھ روپیہ اور تحائف واسطے پاشاہ بغداد کے بھیجے اسکے بعد بہت سے معجزات ثقات نے بیان کیے ہین اب قدرت خدا سے بسبب جوشش دریای فرات نہر از خود جاری مثل دریا کے ہوگئی ہے زائرین مسجد کوفہ سے کشتی پر سوار ہوکر نجف اشرف سے ارض اقدس کربلا و پل سفید تک باطمینان چلے جاتے ہین اسکا لطف زائرین کو ہوتا ہے کہ نصف شب تک جب تک در مقدسہ روضہ مامور ہوتی تو صحن مبارک مین پکارتے ہین یا بار المہدیہ یا بار المہدیہ یہ نقارخانہ آصفی تا قیام روضہ جاری رہیگا ۔

دوسرا امر حسنات دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ مین مومنین برائے نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اسقدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض جو از راہ علم واقف بھی طریقہ ہدایت پند و خطوط و جماعت نماز علی رؤس الاشہاد نکر سکتے تھے ہر چند اپنے ایمان مین کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خان کی جہت سے ہوئی اتفاقاً اوسی زمانے مین مرزا جوان بخت شاہزادے بھی مہمان جناب عالی تھے کسواسطے کہ وہ سنی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت مین جناب عالی بھی شریک ہوے جناب غفران مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات اور تحصیل کتب فقہ امامیہ اور اجازت جہاد جناب میر سید علی صاحب طباطبائی لیکر آئے تھے صالحین مقدسین جو اوس زمانے مین صاحب احتیاط مشہور تھے اونکی صلاح و مشورے سے جناب غفران مآب کا

جانا بھی عتبات عالیات کا ہوا تھا نظر باحتیاط امامت نماز اپنی گوارا انکی انکے واسطے تجویز کی تھی وگرنہ جناب غفران مآب مرزا حسن رضا خان کے بیٹے کے معلم تھے غرض غفران مآب پیشوا و مقتدای مومنین ہوے چنانچہ انکے فیضان صحبت سے بہت سے شیعہ نکلے بہت سے شاگرد رشید ہوے جنکی تعلیم و تلقین سے اکثر جاہل ناواقف اپنے اعمال خلاف سے باز رہے توفیق ہدایت پائی اور رواج درس و تدریس تصانیف ہونے لگا اور دستخط احکام مسائل اثنا عشریہ جاری ہوی بعد غفران مآب کے جناب رضوان مآب مسند نشین جمعہ جماعت ہوے جناب سید العلما عرف میرن صاحب مرحوم درس و تدریس و تصنیف کتب مین سب سے زیادہ نامور ہوے جناب میر سید علی مرحوم شرف زیارت عتبات عالیات مین مقیم ہوے وہین دفن ہوے سید مہدی مرحوم جو تھے بیٹے عین شباب مین مرگئے کامل تھے اب زمانہ بزرگان دین سے خالی ہوا صاحبزادہ ہای جناب میرن صاحب مرحوم اور سید بندہ حسین جو مسند اجتہاد پر ہین بہرحال غنیمت ہین انکے بعد معلوم نہین کیا ہو صاحبان فرنگی محل جتنے بزرگ تھے کامل تھے درس و تدریس مین فریقین نے اونسے تعلیم پائی اب وہان بھی میدان خالی ہو گورنمنٹ سے آٹھ سو روپیہ ماہواری لواحقان مجتہدین کو ملتا ہی آپس کے اتفاق کی صورت بھی ظاہر ہی

اخراج راجہ جھاؤ لال

بظاہر وہ امر عظیم جو باعث ہلاکت جناب عالی ہوا بمقتضای وفور غیرت بنا جاری اختیار حکومت اخراج مہاراجہ جھاؤ لال جسے اپنا خیرخواہ نمک حلال عالی سب طرح سے جانتے تھے ۱۲۱۱ھ مطابق ۱۷۹۶ء بعلت خطوط طلب زمان شاہ بادشاہ کابل و سازش سیندھیہ مثل نواب محمد علیخان حاکم ارکاٹ مندراج و حکام راجپوتانہ وغیرہ سے ہوا اسکا اصل قصہ بھی بہت بڑا ہی کہ کون کون اسکا بانی مبانی تھا اور کیونکہ یہ راز مخفی حکام عالیشان پر کھل گیا نواب شمس الدولہ ڈھاکہ بھی اس لم سے گرفتار ہوے اور کئی اشخاص اسکی گواہی کو گئے مثل مرزا ابراہیم خان و مرزا ابوالقاسم خان وغیرہ خلاصہ بعد ثبوت اسناد خطوط مرسلہ روبکاری رای بالاک امر خطوط صاحب رزیڈنٹ نے ازراہ مصلحت بزبان شیرین جناب عالی سے کہا کہ دشمن سرکار جناب عالی ہمارا دشمن و دوست حضور ہمارا دوست کسواسطے کہ یہ امر

ابتدا سے داخل عہدنامہ سرکارین منضبط ہوچکا ہے جناب عالی نے اسکی تصدیق فرماکر عرض کی جھاؤلال ورای ناکارام نے چاہا کہ سراسر خیرخواہی سرکار جناب عالی کرین اور ہماری سراسر بدخواہی جس سے ہماری بنیاد ریاست ہندوستان مین خلل پڑتا یہ خطوط اونکے شاہد حال ہین لہذا حضور ایسے شخص کو ہمارے سپرد کرین کہ وہ ہمارے ملک ہین جا کر رہے ہم باعزت رکھینگے آیندہ اورونکے واسطے موجب عبرت ہوگا جناب عالی نے معقول ہوکر اسے قبول فرمایا اور بظاہر کوئی چارہ علاج باقی نرہا تھا جسے فرماتی سراسر مجبور ہوے +

خلاصہ مہاراجہ جھاؤلال بحکم سرکارین باعزت مع مال و اسباب نقد و جنس و عزیز و اقارب متوسل ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوے اور بحکم گورنمنٹ مقیم عظیم آباد ہوے لیکن جب تک جیتے رہے حکام عالیشان بڑی عزت سے پیش آتے رہے جانتے تھے کہ بڑا خیرخواہ اور نمک حلال اپنے آقا کا تھا جسپے صاف صاف جو گذرا تھا کہدیا کسیطرحکا فریب نکیا اوسدن بھی شہر مین بڑا تلاطم رہا تھا ہر محلے مین ایک ہنگامہ برپا تھا خصوصًا جس محلے سے ملازمین ساتھ جایا چاہتے تھے اوسکو مقام تحیر بھی تھا کہ موجب بیبسی سرکار ہوا دوسرے ایسے خیرخواہ کا اس بدنامی سے جانا تیسرے جنکے عزیز و اقارب سے مفارقت ہوتی تھی انکا انتقال ۱۲۲۹ھ ہجری عہد دولت خلد مکان مین ہوا +

غرض جناب عالی نے مہاراج کے جانے سے بمقتضای غیرت و بی اختیاری و مجبوری ایسا غم و غصہ کھایا کہ عوارض روحانی مین مبتلا ہوے اور خود اسباب عارضہ مہلک کے اختیار کیے کہ جسمین اطبای حاذق مجبور ہوجائین مستسقی ہوے چنانچہ ایکدن حکیم شفائی خان سے پوچھا وہ کونسا عارضہ خاص ہی جسمین حکیم لاعلاج ہوجای عرض کی کھانا کھانے کے بعد نہانا اور اسکی مداومت کرنا جناب عالی نے ہر روز بعد خاصہ طعام کے نہانا دریا کا اختیار کیا اور پرہیز سے ہاتھ اوٹھایا یہی وجہ تھی اس پار نہایا کرتے تھے اوس پار دریا کے ہاتی کی لڑائی ہوا کرتی تھی اور صحبت خاص مین اکثر فرماتے تھے مجھے جینا خود منظور نہین آخر مستسقی ہوگئے حکیم شفائی خان تاسف کرتے تھے کہ جناب عالی خود یہ امر اختیار کرینگے +

ہوئی نیابت سرفراز الدولہ و دیوانی راجہ ٹکیت رای و منصوبی تفضل حسین خان علامہ

بعد نیابت نواب مختار الدولہ و محمد ایلچ خان اور پیشدستی نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان
سرانجام کاروبار سرکار نااہلون کے اختیار مین ہوا باعث خرابی سرکار ہوا اور دخل مخارج
جنتیات صاحبان عالیشان پھیل گیا ابتدا اسکی یہ ہوئی کہ امیر کے تقرب خاص ہونے سے
ملازم اپنی حد سے گذر جاتا ہے یہی باعث اوسکی خرابی کا ہوتا ہے اس سلطنت خاص مین
ابتدا سے یہی سب دیکھتے آئے ہین تا آخر سلطنت بس مہاراجہ جھاؤ لال کو بھی تقرب خاص
جناب عالی سے ایسا غرور ہوگیا تھا کہ مرزا حسن رضا خان کے سلام کرنے مین بھی کراہت کرتے تھے
یعنی ننگ سمجھتے تھے اور مہاراجہ ٹکیت رای سے بھی عداوت قلبی اس راہ سے کہ بدخواہ سرکار
ہے اوٹھائے ہوئے تھے اپنے مرزا سے موافقت بہت تھی بعد چند روز کے ایسی صورت ہوئی کہ وہ موافقت
مبدل بعداوت ہو گئی اسکا قصہ بھی چند در چند ہے خلاصہ ایکدن ٹکیت رای نے فرد
حساب پھیلا لکھکر دیکی جناب عالی کو باقیات اقساط قرضہ سرکار کمپنی مع سود مہاجنان شہر
گذرانی جناب عالی زبان نواب امیر الدولہ مین کمال دردسری و دماغ سوزی حساب سے
آشنا تھے مبالغ خطیر کے ملاحظہ سے برہم ہوکے مہاراجہ جھاؤ لال سے فرمایا تم اسے سمجھ لو
اونھون نے تامل کیا کہ یہ امر متعلق دیوان سے ہے مجھے دخل دینا چاہیے اسپر بہت خفا
ہوکے فرمایا تمھین ہمارے نمک کا پاس نہین اوسوقت مہاراج نے وہ فرد حساب
رای بالک رام اور راجہ بچھراج کو دی اونھون نے مہاجنون سے حساب کیا بعد تنقیح
لیا رہ لاکھ نکلے جب اسکا ملاحظہ ہوا راجہ ٹکیت رای کی خیانت اور مرزا کی غفلت اور
مہاراجہ جھاؤ لال کی امانت و دیانت و خیرخواہی ثابت ہوئی اور اپنی خود غفلت پر تاسف
فرمایا کہ اس لاکھون کے غبن سے ہم خود اہلکارون کے اعتماد پر غافل رہے اور مہاراجہ کی
نیابت منظور خاطر ہوئی راجہ ٹکیت رای نے جب یہ حال دیکھا کہ میری ابرو ریزی ہوجائیگی
مرزا حسن رضا خان کے پاس اپنے عفو جرائم کیواسطے چلے آئے اتفاقاً مرزا اوسوقت بعد
نماز کے امام باڑے مین روبروی ضریح زیارت پڑھ رہے تھے پانون پر گر پڑے عرض کی

مہاراجہ ٹکیت رای

Maharajah Tikat Roy.

نواب تفضل حسین خان علامہ

Nawab Tafuzzul Husain Khan

اب میری عزت آپکے اختیار ہے مرزا صاحب مومن کامل تھے رحم دلی پر کام فرمایا انجام کار خیانت سرکار کو نہ سمجھے کہ ایسے خاین سرکار کے ساتھہ مین بھی شمول ہوجاؤنگا ضریح کے سامنے ہاتھہ اوٹھایا کہ اگر منیب مین رہونگا تم بدستور میرے نائب رہوگے خاطر جمع رکھو تمہارے سوا دوسرے کی نیابت قبول نکرونگا چنانچہ مرزا نے جیری صاحب رزیڈنٹ کو سمجھایا کہ آپ سمجھا کر جناب عالی سے خلعت دیوانی نکمیت اسی کو اور بخشیگری عز الدین احمد خان عرف مرزا جعفر کو دلوا دیجیے اتفاقاً دفعۃً چٹھی سرجان شور صاحب گورنر جنرل رزیڈنٹ کی نام آئی کہ تم بنارس جاؤ لمسڈن صاحب بنارس سے تمہاری جگہہ مامور ہوے یہ دونون ناکام رہے اوسکے بعد ۱۲۱۰ھ مطابق ۱۷۹۵ء مین خود نواب گورنر جنرل رونق افروز لکھنؤ ہوے بعد ملاقات مقدمہ نیابت پیش ہوا۔

ایکدن جناب عالی خود مرزا کے سمجھانے کو تشریف لائے اور کمال عطوفت سے فرمایا بھائی مرزا ہماری ایکبات کو مان لو جھاؤلال کو اپنا نائب کرو یہ تمہاری اطاعت سے کبھی باہر نہوگا ورنہ تمھین اختیار ہے اوسیوقت موقوف کردینا مین ضامن ہوتا ہون مرزا کو معلوم نہین کیا خیال خام بدا قبالی سے سما گیا تھا حضرت کی غلام نکمیت اسی سے قسم کھا چکا ہو بس نام نکمیت کا سنتے ہی نظر پر غضب فرمایا پرائے گھر پر اپنی حکومت یہ فرما کر سوار ہوگئے منیب و نائب دونون معطل ہوے۔

اب مختصر احوال خان علامہ تفضل حسین خان کا یہ ہے کہ جب نواب امیر الدولہ کلکتے گئے تھے یہ جنرل پامر صاحب کے نوکر تھے اون دنون مولوی و منشی کی اس ملک کی بہ نسبت زیادہ قدر و منزلت تھی انھین سے جسنے یہ کار گزار سمجھکر اپنے ساتھہ لے آئے جناب عالی سے عفو جرائم ماضیہ آمادہ کرکے بعدہ وکالت کلکتہ روانہ کیا تھا کسواسطے کہ استاد و اتالیق نواب یمین الدولہ بہادر کی تھی اسی جہت سے نواب گورنر جنرل کے ساتھہ آئے تھے مرزا جعفر نسبتی بھائی مرزا کے تھے اور خان علامہ کے شاگرد رشید اس سبب سے فی الحقیقت محرک نیابت مرزا ہوے تھے جب خان علامہ نے گورنر جنرل کیطرف سے مرزا کی نیابت کیواسطے عرض کیا فرمایا لاٹ صاحب سے کہو پہلے آپ کسی منیب کو تجویز کیجیے مینے اونکے کہنے سے

اپنے ایسے خیر خواہ نمک حلال کو نکال دیا اب دیکھیں میری خوشی لازم ہے بخدا اگر یہ امر میرے خلاف ہوا مین کربلای معلی کو چلا جاونگا لاٹ صاحب امور خانگی سمجھکر خاموش ہوے خان علامہ بھی سفارش سے باز رہے +

اب اشخاص مشخصہ نیابت کو تجویز ہونے لگے پہلے تجویز الماس علیخان ہوئی جناب عالی بھی راضی ہوے کہ خانہ زاد صاحب مقدور بہادر بھی ہے اتفاقاً لاٹ صاحب نے تحریر لاٹ کارن وال کو دیکھا کہ الماس علیخان بڑا خاین ہے متدین نہین زنہار کبھی اسکے واسطے تجویز نیابت نہو لاٹ صاحب نے جناب عالی کو یہ تحریر بھیجدی جب کوئی اس عہدہ جلیلہ پر نہ ٹھہرا جناب عالی نے لاٹ صاحب سے فرمایا سوای تفضل حسین خان دوسرا میرے خیال مین نہین آتا لاٹ صاحب نے جواب دیا وہ مرد بلا ہے اپنے مطالب حکمت کتاب سلطنت اقلیم سے بہتر سمجھتا ہے فرمایا آپ انکو میرے پاس بھیجدیجیے مرزا صاحب جبر نا منظور ہی الماس علیخان سنکر خوش تھے کہ اب میرے سوا کوئی اور نہوگا خان علامہ کو طلب کیا ہے لاٹ صاحب میری سفارش کرینگے یہین غالب ہے میری طلب ہو اپنے گھر مین مستعد ہو بیٹھے رفقای خاص بھی شادان و فرحان حاضر صحبت ہوے اہل شہر کو یہ منظنہ ہوا کہ اب خان علامہ جناب عالی کے پاس گئے ہین غالب ہے کہ مرزا کے لینے کو آئین کوچہ و بازار و بام پر آکر بیٹھے خان علامہ حاضر ہوے جناب عالی نے کمال شفقت سے ہاتھ انکی گردن مین ڈال کے فرمایا اب میری حرمت تمھارے ہاتھ ہے اگر ہمارا پاس نمک ہے انکار نکرنا فرمایا خلعت لاؤ سرفراز ہوے خان علامہ ہاتھی پر سوار دولتخانہ سے باہر برآمد ہوے مرزا جو منتظر اس مژدۂ غیبی کے مستعد بیٹھے ہوے تھے مستغرق حیرت ہوے اہل شہر جو منتظر اس تماشے کے جابجا بیٹھے ہوے تھے آپسمین طعنہ زن ہوے کہ واہ خوب وکالت مرزا کی کرکے اپنا کام کیا ہر ایک اپنے الفاظ مصطلحات سے گویا ہوا انکی زبان کو کون روکے اور اصل حقیقت حال سے ناواقف ہر طرف سے طعن و تشنیع کا مینہ برس رہا تھا اسیطرح بھیگتے جلتے اپنے گھر پہونچے اکرام اللہ خان انکے چھوٹے بیٹے مرزا کے پاس آکر عذر خواہی کرنے لگے کہ بہائیصاحب کسیطرح نہ ملتے تھے جناب عالی نے بجبر سرفراز کیا حکم حاکم سمجھکر اسے قبول کیا مرزا نے غصے مین آگر کہا تم میری

وغیرہ سے موسوم کیا رفقای خاص جو بانکے تھے اونھون نے آوازے کسنا شروع کیا
اکرام اللہ خان کو صحن طی کرنا مشکل پڑا مرزا جعفر سے بھی مرزا کو بہت ناگوار گذرا کہ انھون نے
رعایت استادی ادا کی حق صلہ رحمی سے ہاتھہ اوٹھایا جب یہ حال دیکھا کہ اس حاشیہ سے
اصل متن غنیمت ہی خان علامہ نے انھین بخشیگری فوج دی مدت نیابت مجموعی نو مہینے
رہی کوئی کام نیکنامی کا نہوا بلکہ بدنامی شور صاحب کا کہنا صادق آیا کہ وہ مرد ملا ہے
اب دو ملا اور شریک ہوے ایک مرزا جعفر دوسرے مولوی علی کبیر دو ملا کی مثل مشہور ہی
ایک اور بڑھا اپنے نزدیک بہت دیانت و امانت سے کارگذاری کی جب مر گئے
نو لاکھہ روپیہ کہان سے پیدا ہوا تھا اور جاگیر تو حق خدمت تھی اکرام اللہ خان نے
تین لاکھہ روپیہ مشرفی مین کہانسے پیدا کیا تھا بعد انتقال ۶ لاکھہ تجمل حسین خان اونکے
بیٹے تین لاکھہ ابتہاج النسا اونکی بیٹی کو ملے سبحان اللہ +

جنرل سلیمن صاحب بہادر نے بعد تنقیح جاگیر جب شرکای حقدار خان علامہ جنکا وظیفہ
داخل جاگیر تھا نادہندی شروع کی انصاف سے ہر ایک کا حق دلوایا بیس ہزار روپیہ
سال منجملہ جاگیر مقرر کر دیا وہی خزانہ سرکار سے بحساب ماہواری ملتا ہی مگر تجمل حسین خان کا
ایک احتشام امیرانہ جاری رہا اب مانہ اونکے لڑکون کا ہے ۔

اخراجات اہلکاران جناب عالی ۶۳ لاکھہ روپیہ سالانہ خرچ نواب امیر الدولہ ۴ لاکھہ
مہاراجہ ٹکیت رای ۱۶ لاکھہ مرزا حسن رضا خان اسیر اپنی فضول خرچی سے تنگ ہوتے تھے
قصد کربلای معلی کرتے تھے جناب عالی قرض ادا کر کے فرماتے تھے انشاء اللہ تعالے
ہمارے ساتھہ چلنا اور اکثر یہ بھی تنبیہ فرماتے تھے نواب امیر الدولہ سے میری غفلت پر
نجانا اگر مین خود داخل و مخارج پر متوجہ ہونگا سب بر سر حساب ہو جاینگے یہ بات اہلکارون کو
کے اعتماد اور اپنی سیر چشمی و ہمت عالی کی راہ سے تھے اور ہر ایک کے اہلکار کا خرچ
ہزارہا روپیہ سالانہ کا تھا اور خرچ فوج سرکار علاوہ اسکے سوای برکت کے کچھہ عقل مین نہین آتا
کہ اہلکاران سابق بھی مقبول سرکارین تھے +

انتقال جناب عالی

خلاصہ اوسی مرض الموت استسقا سے جناب عالی نے روز پنجشنبہ ۳ بجے دن کو ۲۴ شہر ربیع الاول ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۷ء ماہ ستمبر بدی ماہ کوار ۱۲۰۵ فصلی بعمر ۵۰ برس سن کے انتقال کیا اور جنت کو سدھارے امام باڑے میں دفن ہوئے کفن مرزا حسن رضا خان کے گھر سے آیا کیونکہ گھر کے حسب دستور سب قفل ہو گئے تھے ہر گھر سے صدائے شیون بلند تھی ایک عجیب عالم تغیر فانی حال دنیا کا تھا کہ ایسے حاکم کے گھر سے کفن نہ ملا جنازہ بڑی دھوم دھام و تجمل سے اٹھایا سب گریہ کناں ساتھ تھے اونکے رحم و سخاوت و حلم ناطق کا ذکر شہرت تھے اتنا تذکرہ کافی ہے نقل کرتے ہیں کہ اوسی شب جناب میر سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنازہ بڑے تجمل و روشنی سے داخل کربلا ہوا جب پوچھا کہ آصف الدولہ وزیر بہشت میں گئے جناب سید نے حاضرین سے بیان کیا بعد ۶ مہینے کے خط سے احوال معلوم ہوا مطابق پایا فاعتبروا یا اولی الابصار ارشاد جناب امیر علیہ السلام الا یا ایہا المغرور تب من غیر تاخیر فان الموت قد یاتی ولاسیرت قارنا مادۂ تاریخ (غریب) ۱۲۱۲ھ تاریخ از محمد خطائی ششتری (فہنا) روح و ریحان و جنات نعیم

ایضاً تاریخ ہندی

ایک ہزار آٹھ سو سمت کا برمان — سن بارہ سو بارہ ہجری جانت سکل جہان
ربیع الاول اٹھائیس اور جمعہ تھیان — سدھی پریو اکوار کی جب آصف تجو پران

صاحبان رزیڈنٹ میجر پامر صاحب جان بریسٹو صاحب جو پہلے خصومت امیر الدولہ سے لکھنؤ سے موقوف ہو گئے تھے پھر آئے تھے ڈ لٹن صاحب جان بریسٹو صاحب جان چیری صاحب جنھوں نے کوٹھی رزیڈنٹی قدیم تعمیر کی تھی لمسڈن صاحب۔

نائب نواب مختار الدولہ محمد ایلچ خان نواب سرفراز الدولہ تفضل حسین خان

اس عہد دولت میں فوج اسی ہزار تلنگہ نجیب سوار تیس ہزار بمواجب مختلف و غیر منضبط و اہل توپخانہ و شاگرد پیشہ وغیرہ ملازم سرکار و جمیع ملک بستہ ازفوق انتظام ہندوستان اب وہی ملک منقسم ہے یعنی روہیلکھنڈ وغیرہ جو گورنمنٹ پاس ہے

نسبت زمان سابق فرق زمین و آسمان ہے +

خرچ جیب خاص پچاس ہزار روپیہ ماہواری باورچیخانہ ۷ سو روپیہ یومیہ کا جسمین ظروف گلی دو سو روپیہ کے آتے تھے قریب دو ہزار ہاتھی جسمین سے سات سو گشتی کے گئی ہزار گھوڑا اصطبل دولتخانہ یحیی گنج چارباغ ولایتی اور جنگل کے عربی اون دنون کمیاب تھے اور اسباب کوٹھون کا لکھا روپیہ کا اوس زمانے مین البتہ خرچ محلات کمیاب تھا نواب عالیہ اور جناب عالیہ کا اخراجات اونکی جاگیر سے تھے وہ مقیم فیض آباد تھین +

اوقات شبانہ روز جناب عالی دو ساعت رات رہے خواب سے بیدار ہوکر پہلے قرآن شریف دو رکوع پڑھتے تھے ملا محمد استاد تھے وہ سنتے تھے اوسکے بعد نماز صبح اور صحن مین خاک پر بیٹھکر سجدہ شکر اور کلمات اپنی عاجزی و غربت کے درگاہ خدا مین بہت بخشوع و خضوع فرماتے تھے کہ اعضاے رئیسہ پر جو میرا جسم پائین ناقص ہے یہ رتبہ عنایت فرمایا اگر کسی غریب کے گھر پیدا ہوتا کونسی محنت و مشقت کرسکتا یہ سب معرفت تھی اوسکے بعد سوار ہوتے پالکی جھالردار یا ہاتھی پر ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم چڑھتے تھے عیش باغ چارباغ ہوا خوری کا معمول رہا اور کوچہ و بازار شہر شغل فیل جنگی یا سیر گنبر بارہ دری چوک مین پتنگ بازی ۹ بجے دربار باقی اوقات لہو و لعب امیرانہ رہتا تھا آرام خاص باہر دولتخانہ مین نواب بہو صاحبہ سے کبھی موافقت نرہی جیسا دستور زنانہ ہوتا ہے بنامی اخبار زبانی ہرکارہ کا ہر خبر جو بندہ سی تھی بغیر تحریر پرچہ اور حکم تھا کہ ہم کسی حال مین ہون خبر کو تم بلا واسطے چلے آیا کرو اس سے دارو اخبار کا البتہ فائدہ نہوتا تھا جیسا راے رتن چند پایا اور لوگون کو اخبار سے فائدہ ہوا اکثر مستغیث عرضی سواریمین دیتے تھے بلا واسطہ از روی انصاف اوسیوقت حکم قطعی ہوتا تھا حفظ ہماجب اہلکار کی دادخواہی کی پیل وسیر اوسیوقت غضب نازل ہوتا تھا ایسی ہی حکم قطعی کے اہلکارونکی جان قالب سے نکل جاتی تھی اور نہ کسیکی شفاعت سنی جاتی تھی چنانچہ ایسے ہزارون احکامات مشہور ہین –

بعد انتقال جناب عالی کی قبر پر بھی بڑی رونق رہی ہر پنجشنبہ مجلس کا ہونا ملا محمد سار روضہ خوان عشرہ محرم مین بھی امام باڑہ مین بڑی طیاری رہتی تھی مگر نہ اوسقدر جو اونکے زمانے مین

سو برس تک یہی خود شریک مجلس ہوتے تھے رومی دروازہ کے دوکانداروں کو اپنی دکان
جبے اونکے نام نامی کے سنین کھولتے تھے یا شادی مین اپنے بیٹی بیٹے کے پہلے نذر امام باڑہ پر
قبر پر ملا مین اس فساد لکھنؤ مین امام باڑہ کیا قلعہ حصن حصین سرکار کے ہاتھ آیا کسیکی خونریزی
نہوئی بلکہ اسیکے وسیلے سے شہدون نے قلعہ مچھی بھون کو لیلیا یہ بات اور کسی قبر پر نہوئی
حسین آباد و امام باڑہ نجف مین معرکہ لڑائی کا رہا عیان راچہ بیان +

نقل عہدنامہ نواب آصف الدولہ و نواب گورنر جنرل بہادر

عہدنامجات فیما بین نواب صاحب والاجاہ چارلس ارل کارن والس صاحب بہادر نسب آف دی
کارٹر مشیر خاص حضور سلطان انگلستان زبدہ نوئینان عظیم الشان گورنر جنرل سپہ سالار افواج
بادشاہی کمپنی متعلقہ کشور ہند طرف مدار المہام عمدۃ التجار سرکار کمپنی انگریز بہادر اور
وزیر الممالک ہندوستان آصف جاہ نواب آصف الدولہ یحیی خان بہادر ہزبر جنگ

جب حضور نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب وزیر الممالک بہادر حرف یان تاجران آمدورفت
ممالک قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر اور سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کی متضمن نقصان اور
تکالیف جو باعث لوٹنے محصول اور سررشتہ تحصیل محصول مال سے واگہی کراونہیں ہوتا تھا
متواتر گذرین لہذا واسطے رفع خلشہائی مذکورہ اور رفاہ رعایا کے نواب گورنر جنرل نے
سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک بہادر نے دفعات ذیل کو منقح کیا جو
ہمیشہ مطابق اوسکی جانبین سے عمل مین آئیگا اور نسلاً بعد نسل قائم و مستحکم رہیگا۔

دفعہ اول نواب صاحب والاجاہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب صاحب وزیر الممالک
بہادر متعہد ہین عہود کو آپ اور رعایا او رمتوسلان یا اور اشخاص پر ہر قوم اور ملک سے ہو
کسی درخواست کو معاف نکرینگے +

نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ بروقت روانگی اجناس اپنے ملک سے
بسمت سرحد ممالک کمپنی انگریز بہادر دستک پروانجات متضمن بتفصیل اور تعداد نرخ اجناس بہ
جنس محصول قیمتی اپنے ملک کا لینا ہو مہر و دستخط اپنے اہلکاروں سے دلوائین اور نواب
گورنر جنرل چارلس ارل کارن والس بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جسوقت اجناس

سرکار کمپنی انگریز بہادر سے یعنی صوبجات بنگالہ بہار اڑیسہ وضلع بنارس سمت سرحد
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے جائیگا دستک پروانجات متضمن تفصیل و تعداد نرخ
اجناس پر جسپر محصول رفتنی اپنے ملک کا لیا ہو بمہر ودستخط اہلکاران اپنے کے دلوا دینگے۔

دفعہ سوم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس آمدنی اپنے سرحد
ملک کی سمت سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہو وجہ محصول اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک
روانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر لیجائیگی اور نواب گورنر جنرل بہادر بھی اقرار کرتے ہین کہ جو اجناس
آمدنی سرحد ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر کی سمت حد نواب وزیر الممالک سے ہوگی وجہ محصول
اوسکی بحساب نرخ مندرجہ دستک روانہ نواب وزیر الممالک کے لیجائیگی۔

در باب روانگی مال سوداگرون کے جو دریای گومتی اور گھاگرہ اور راہ خشکی سے ہو۔

دفعہ چہارم جو مال سوداگری ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک سرکار
نواب وزیر الممالک بہادر رفتنی ہو گا محصول ایک مکانات مفصلۂ ذیل مین دیا جائیگا یعنی
اگر راہ دریای گنگ سے جائیگا اوسکا محصول پھولپور مین دیا جائیگا اور اگر راہ گومتی
سے جائیگا اوسکا محصول گدہ مبارکپور مین دیا جائیگا اور اگر راہ گھاگرہ سے ہو دوہری
گھاٹ دیا جائیگا اور اگر راہ خشکی سے جاوے اوسکا محصول کیوری یا میدنی گنج یا چاندہ یا پرتابگڈھ
مین یا منو یا مہاراج گنج مین دیا جائیگا اور اگر راہ سرکار گورکھپور سے جاوے محصول درلیے
گنڈک پر یا کور کپور یا مجھولی یا چلیتا رمین دیا جاوے اور بیوپاری یا کوئی اور شخص جسکے مال
سوداگری حوالہ ہو ان مکانات مرقوم الصدر مین سے محصول شرح دفعات ذیل داخل کرکے
دستک روانہ مہر کچہری تحصیلدار سے محصول پایگا اوسے دستک روانہ مال مذکور بلا اخذ
اور بلا مواخذہ یا کسیطرحکی مزاحمت حدود نواب وزیر الممالک بہادر مین لیجائیگی مال سوداگری
جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ راہ تری
خواہ خشکی سے لیا جائیگا اوسکا محصول ایک جگہ کیات مقررہ ضلع بنارس مین اور صوبہ بہار مین لیا جائیگا
اور دستک روانگی بمضمون مرقوم الصدر دیجائیگی اور نواب صاحبان معز الیہما اس شرط پر
کہ نام جو کیات تواحداث کے ایک دوسرے کو اطلاع دین۔

دفعہ پنجم درباب اجناس بانات و آہن وغیرہ اور تانبا سیسا اور اجناس آہنی و مسی و سربی و طلائی و نقرہ اور ابریشم بھی اور تھانہای ریشمی اور تھانہای مخلوط ریشمہ و سوت رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیصدہ اڑھائی روپیہ بموجب نرخ مندرجہ دستک روانگی سرکار کمپنی انگریز بہادر نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا +

دفعہ ششم باب دستک روانگی نمک مین نمک رفتنی ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سمت ملک نواب وزیر الممالک بہادر محصول فیصدی پانچ روپیہ موافق نرخ دستک روانگی نوشتہ کے ایک چوکیات مقرری مین ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین نواب وزیر الممالک کو دیا جاے گا +

دفعہ ہفتم باب روئی مین روئی جالون یا میدرنگر یا امراوتی یا ناگپور یا اور ملک متعلقہ دکھن سے اگر براہ ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے ہوکر ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر مین جائیگی محصول بحساب فیصدہ مقرری چھ روپیہ فی من کہ سیر ۶۵ روپیہ سکہ کا ہو سرکار نواب وزیر الممالک بہادر مین دیا جائیگا اور دستک روانگی عدم مزاحمت کی سرحد ملک نواب وزیر الممالک بہادر تک مقام تحصیل محصول سے دیا جائیگا اور جسوقت روئی مذکور سرحد ضلع بنارس مین پہونچے گی محصول بحساب فیصدہ اڑھائی روپیہ موافق قیمت قوم مذکور دینا ہوگا اور درصورتیکہ راہ عمل بنارس سے سنجائیگی بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین محصول بحساب فیصدہ نرخ مذکور کے دیا جائیگا +

دفعہ ہشتم تھانہای سوتی ریشمی مخلوط ریشم و سوت رفتنی ملک نواب وزیر الممالک بہادر سے سمت ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر محصول بحساب فیصدہ اڑھائی روپیہ فوراً نرخ مندرجہ دستک روانگی سرکار نواب وزیر الممالک بہادر کو دیا جائیگا اور جبکہ مال مذکور ضلع بنارس سے آئیگا محصول مذکور ایک مقامات مقرری ضلع مذکور مین لیا جائیگا اور بروقت پہونچنے صوبہ بہار مین اہلکاران تحصیل محصول دستک روانگی بلا محصول مشتمل بر واگذاشت ہر چہار صوبجات بنگالہ بہار اوڑیسہ وغیرہ دینگے اور درصورتیکہ مال مذکور ضلع بنارس سے

باہر ہو کر صوبجات مذکور میں آویگا اوسکا محصول فیصدی اڑھائی روپیہ موافق قیمت مرقومہ آئین
چوکی اول صوبہ بہار میں تحصیل کیا جاویگا ۔

دفعہ پنجم ۔ جو مال سوداگری سواے دفعات مرقومہ الصدر میں مندرج نہیں ہوا اگر ملک
متعلقہ نواب صاحب کی تعداد ان صنائع دیار سے جاویگا محصول بحساب فیصدی صہ موافق نرخ [illegible]
دستک وانکی مالیت عقیق دیا جاویگا یعنی اگر مال مذکور ملک سرکار کمپنی انگریز بہادر سے ملک [illegible]
نواب وزیر الممالک بہادر میں جاویگا اوسکا ان نواب وزیر الممالک بہادر محصول بسطور آئین
مقامات مذکورہ دفعہ سوم میں لینگے اور اگر مال مذکور ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر سے ملک
سرکار کمپنی انگریز بہادر میں جاویگا محصول بحساب فیصدی اڑھائی روپیہ چوکی اول ضلع بنارس
میں اور چوکی اول صوبہ بہار میں بھی اڑھائی روپیہ دیا جاویگا اور اگر مال مذکور محل ضلع بنارس
سے باہر ہو کر صوبجات بہار یا بنگالہ یا اوڑیسہ میں آویگا محصول فیصدی صہ چوکی اول
بہار میں دیا جاویگا ۔

دفعہ دہم مال جو صوبجات بنگالہ بہار یا اوڑیسہ سے اضلاع بنارس میں بسمت
ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر جاوے اوسکا محصول آمدنی موجب نرخ سررشتہ مندرجہ دفعات مرقومہ
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر میں بدیا اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر میں بھیجا جاوے محصول
اوس گنج اور بازار کا اوس سے لیا جاویگا لیکن اگر خریدار مال مذکور نے اوسکو اوسلیے لیا ہو کہ نواب وزیر الممالک
بہادر کے ملک سے باہر لیجا کر بیچے اور ملک نواب وزیر الممالک بہادر میں نہ بیچے کسیطرح محصول
گنج اور بازار کا نلیا جاویگا کارپردازان اوس گنج کی پشت دستک وانکی پر دستخط اپنے کرکے
جاری کر دینگے اور حوالہ مشتری کرینگے کہ مال مذکور سرحد ملک سرکار نواب وزیر الممالک بہادر
سے بلا مواخذہ باہر لیجاوے اگر احیانا اوس مال کو خریدار صرف کیواسطے ملک سرکار نواب
وزیر الممالک بہادر میں کسی گنج بازار میں بیچے محصول فروخت موافق معمول اوس گنج یا بازار
کو دیگا اور یہی طریق اوس مال کیواسطے ہوگا جو ملک سرکار نواب وزیر الممالک سے سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے ملک میں جاویگا محصول آمدنی موجب نرخ سررشتہ مندرجہ دفعات مرقومہ
سرکار کمپنی انگریز بہادر سے دیا جاویگا اور اگر کسی گنج یا بازار متعلقہ سرکار کمپنی انگریز بہادر میں

شامل عہدنامہ نہ کیا گیا تھی اوس علاقے کی اس عہدنامہ ملک نواب مظفر جنگ بہادر
میں شمول ملک نواب وزیر الممالک بہادر مشتہر ہے ؀

تاریخ یکم ستمبر [illegible] مطابق ۲۲ ذیحجہ [illegible] ہجری ۔ قبل اسکے اگرچہ تعداد اودھ کی ظاہر ہے
مگر یہ عہدنامہ جاری اور کام آیگا دسوین شوال [illegible] مطابق ۱۵ جولائی [illegible] ع

نواب میرزا وزیر علیخان

VAZEER ALI KHAN

مسند نشینی مرزا وزیر علیخان مستعار بی ثبات

جب جناب عالیہ نے نواب گورنر جنرل سر جان شور صاحب بہادر اور صاحب رزیڈنٹ سے مرزا وزیر علیخان کو اپنا نامی ارشاد فرمایا تھا بطیب خاطر قبول و منظور کیا تھا اگر اسیطرح کا دغدغہ ہوتا یا وسوسہ سماعی تو سکوت کرتے یا بالمشافہہ بیان کرتے مگر یہ کیوں موقوف بوقت رکھا جسطرح حضرت خلد منزل نے بتصریح جنرل لو صاحب سے فرمایا یا حضرت جنت مکان سے جنرل موصوف نے باب مصطفے علیخان مین پوچھا یہی اکثر خواص کو معلوم ہے ورنہ اولاد اکبر وہی تھے خلاصہ تہنیت نامہ مبارکباد مسند نشینی نواب گورنر جنرل کا نے جو بھیجا سرکار شاہی مین موجود تھا +

غرض بعد انتقال جناب عالی جب لمسڈن صاحب رزیڈنٹ واسطے انتظام کے مع ٹپالن دولتخانے کو آتے تھے فوج سرکار دورویہ دولتخانے سے حسن باغ مچھی بھون تک کھڑی ہوئی تھی روکا فرمایا کہ ہم واسطے بندوبست کے جاتے ہین افسران فوج نے کہا مگر یہ فوج کسی غنیم کی ہے تفضل حسین خان ذو عرض حال ہو بیگمصاحبہ سے گیا محرم علیخان اور جواہر علیخان نواب ناظر آئے اور صاحب رزیڈنٹ کو لیگئے جناب عالیہ نے پیام بھیجا کہ اسوقت میری نظر مین جہان تیرہ وتار ہے تم وارث اس ریاست کے ہو جسے مناسب سمجھو مسند نشین کرو مرزا جنگلی مرزا مینڈو وغیرہ کچھ سمجھکر با اسلحہ آئے تھے میر محمد علی وغیرہ حاضرین کہتے تھے کہ صاحب رزیڈنٹ نے پکارکے ارشاد کیا کون مسند نشین ہوگا سوا اوسکے جسے وہ خود گرگیا ہے یہ سنکے صاحبان ارادہ بجای خود رہگئے +

مرزا وزیر علیخان پنج محلہ مین اپنے مکتب سے حسب الطلب نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے بوچے مین سوار ہوکے آچکے تھے ننگے سر گریبان دریدہ پایین نعش مرحوم کھڑے رو رہے تھے جواہر علیخان نے اسوقت حسب الحکم بیگمصاحبہ دوشالہ سبز جو پلنگ مرحوم پر پڑا تھا اوسے انکی گردن مین ڈالدیا باہر آئے حکم شلک توپ منادی شہر ہوا حاضر الوقت عزیز و اقربا ملازمین نے نذر دی بھائی جتنے بامید موہوم خیالی صاحب رزیڈنٹ کے کلام سے مایوس ہوکر پھرگئے جناب عالیہ جو مالک و مختار تھین کچھ امتیاز حق و باطل نکیا

محول صاحب ریذیڈنٹ پرکھا یہ ریاست خداداد بے منت و مشقت شخص غیر کو ہو گئی
صاحبان انصاف نے مصلحت وقت سمجھکر سکوت کیا کچھ مداخلت نکی کسواسطے کہ
غیر مستحق سے ریاست لے لینا دنیا داسے الزام وحیلہ سے ممکن ہے اور مستحق کو غیر مستحق بنا سے
لیکر دینا دہ محکمہ اور جسا منہ ہو جاتا ہے اسکا احوال اپنے مقام پر آجائیگا غرض نذر رسوم
موافق معمول اہلکاران دولتخواہ سرکار کو بمراتب خلعت ہوئی ۔

کردار ناہموار مرزا وزیر علیخان و برہمی ریاست چند روزہ

پانچ مہینے کئی دن کی مدت ریاست مین جو چلن مرزا وزیر علیخان نے اختیار کیا بالکل خلاف
آداب و دستور و روش ریاست تھا اونکے مصاحب خاص ہر ایک انتخاب زمانہ تھے اصل
بد معاش کوتاہ اندیش جمع ہوے تھے اگر ان سب کے حرکات ناشایستہ اور لغویات باطل
کو لکھین تو فضول ہے محمد اکبر بادشاہ دہلی بارہ برس کے سن مین تخت نشین ہوا مگر
ارکان دولت کو دیکھیے کون کون منتخب زمانہ تھا نواب خان خانان ابو الفضل فیضی بیربل
ٹوڈرمل موجد حساب وغیرہ تھے ارکان دولت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب رکن مضبوط و مستقل ہو
تو عمارت عالیشان بھی مستحکم ہوتی ہے اور جہان ایسے ارکان جمع ہون تو پھر قیام عمارت
کا کیا ٹھکانا ہے خلاصہ جب ارکان دولت نے یہ حال دیکھا ہر شخص اپنی آبرو اور مال سے خائف
ہو گیا الاعوام سیاہ وجاہل انجام کار فقط شجاعت وسخاوت اور نامی جناب عالی
جانگر گرویدہ تھے خصوصاً ارباب نشاط اور یہ سب کے سب غافل الفعل امما یشاء و یحکم ما یرید
سے غافل تھے اب فی الجملہ سنیے بعض حرکات ناشایستہ کو ایکدن چار اسامیان
صاحبات محل سے جو نامی جناب عالی تھین پسند کرکے اپنے تصرف مین لائے اور
تصرف جناب عالی کا حال معلوم تھا اسکا چرچا زبان زد خلائق ہوا نواب ناظر اور بعض قدیم
نمکخوار نے عرض کیا کون سنتا تھا پس مختصر یہ ہے کہ نواب ناظر محمد تحسین علیخان جو انکا محسن
مسند نشینی کا ہوا تھا ایسے حرکات لاطائل اور ہر روز طلب اشیاء بیش قیمت اور کمیاب
اور اونکے نااہل کے دینے سے اور طلب اسامی صاحبات محل سے بہت عاجز آیا تھا
اور اونکی عدم رسی کے سمجھانے سے اور بسبب خفا ہونے سب محل کے خوف اپنی آبرو کا

ہو گیا تھا ایکدن کسی بہت عمدہ چیز کو طلب کیا اونھون نے اوسکے بھیجنے مین تامل کیا
برہم ہوکر فرمایا پکڑ لاؤ مین اوس نمک حرام کی آج ناک کاٹ ڈالونگا نواب ناظر خائف
و ترسان ہوکر وقت ٹھیک دوپہر تھا مفر سوا اسکے کچھ خیال مین نہ آیا بسرعت تمام خان علامہ
کے پاس چلے آئے پاؤن پر گر پڑے کہ آج عزت و جان کسی صورت سے نہین بچتی خانصاحب
نے اوسیوقت اپنی بارہ دری کے کوٹھے پر بھیجدیا میر مظہر کمیدان اور کئی شخص معتمد
حفاظت کو کر دیے مرزا وزیر علیخان نعل در آتش غضب ہوکر ہاتھی کے پاٹھے پر سوار ہو
خود مہوت بنے ہوئے داخل خانہ خان ہوکر فرمایا اوس نمک حرام کو لاؤ عرض کی آپکے
ہر کی قسم یہان نہین ہے جب ہرکارہ اخبار کا مقابلہ ہوا عرض کی تعجب ہے کہ حضور کو غلام
کی قسم کا اعتبار نہین اس تین روپے کے پاجی کے کہنے کا اعتماد ہے یہ سنکے ایسی
غصے مین پھر آئے خان علامہ اپنی عقل و حکمت عملی کے نزدیک ایسے طفل جاہل و نادان
کی باعث فروغ و اختیار کلی سمجھے ہوئے تھے مگر اس فتنۂ خوابیدہ سے غافل تھے۔
بعد اسکے خان علامہ نے نواب ناظر کو زنانے میانے مین سوار کر معیت محمد اسحاق خان
منشی بخشی آر صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیا صاحب موصوف نے بعد دریافت
حقیقت حال مرزا خلیل کے بنگلے مین بھیجدیا ہرکارے نے جب یہ خبر پہونچائی مرزا
وزیر علیخان ناعاقبت اندیش اوسیطرح پر غضب صاحب رزیڈنٹ کے پاس چلے گئے
صاحب موصوف نے پہلے بہت بہ آشتی و دلجوئی سمجھایا کہ وہ خانہ زاد سرکار ہے کہان
جائیگا آپکے عتاب سے بخوف آبرو چھپ رہا ہے جب رفع ملال خاطر ہوگا حاضر ہوگا
جب اسپر بھی بدرشتی اصرار کیا فرمایا یہ ہمارا گھر نہین بلکہ سرکار کمپنی کا گھر ہے اگر ہم بپاس
خاطر اوسے اوسیوقت حوالہ کر دین اور پھر ہماری سرکار سے اسکی بازپرس ہم سے ہو تو ہم
کیا کرینگے یہ امانت حضور ہمارے پاس ہے جب تک حکم صدر رہین پہونچے یہ سنکر مایوس
ہوکر چلے آئے اب فقای خاص نے سب کو نمکحرام ٹھہرایا کہ وہ ہین وہ ہین خصوصاً جتنے اہلکار
قدیم ہین سب بدخواہ حضور ہین اور غیر خواہ و متوسل انگریز بہادر ہر ایک نمکحرام کے نام پر چوبک
بھی تلوار کا ہونے لگا کہ مین اوس دبا کر نمکحرام پر تلوار مارتا ہون ۔

گرفتاری مرزا وزیر علیخان

القصہ جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو یہ اخبار متوحش متواتر پہونچے تحریرات صاحب رزیڈنٹ اور عرائض خان علامہ سے سمجھے کہ مبادا کوئی فساد عظیم برپا ہو کسواسطے کہ سب فوج حاکم وقت سے موافق ہے اصلاح کرنا ضرور ہے کلکتے سے بنارس تک بدریا تشریف لائے وہان سے ازراہ خشکی جونپور چاندپور سے ہو کر داخل لکھنؤ ہوے مرزا وزیر علیخان حسب دستور چاندہ پتراب گدھ تک بڑی دھوم دھام سے استقبال کو گئے نواب گورنر جنرل کے ساتھ ایک کمپ فوج تھی راہ مین رعایا زمیندار وغیرہ کو دعا گوی مرزا وزیر علیخان پایا اور اپنی سرکار کے خلاف اس محبت سے فوج کو راہ مین تدغن تھا کہ کسی زمیندار یا رعایا سے قصور بھی ہو جاے تو ٹال دینا مبادا راہ مین فساد ہو جاے اور بالاتفاق سب سے طعن و تشنیع نمک حراموں اور خان علامہ پر سنی ✦

غرض بعد تعارفات معمولی ارکان دولت جو بانی مبانی بیخ کنی اس ریاست ستعار کے ہوے تھے نواب گورنر جنرل سے سب نے مشرح عرض حال کیا فرمایا بظاہر یہ امر بہت دشوار ہے اور کیونکر ہم پر ثابت و متحقق ہو جاے کہ وزیر علیخان نطفہ نواب سے نہین ہے اسواسطے کہ ہمسے خود جناب عالی نے اوسکے بنوت کا اقرار کیا ہے اور ہماری اجازت سے اوسے اپنا قائم مقام کیا ہے نواب ناظر نے عرض کیا اسکی تحقیق نواب بہو صاحبہ خاص محل جناب عالی سے ممکن ہے اور نواب ناظر نے خود اپنا اظہار دیا کہ فقط برہان علیخان نطفہ نواب سے ہوا تھا وہ صغرسنی مین مر گیا باقی اور اولاد بنا بر ادعای امارت اور نواب بہو صاحبہ نے پس چلمن سے خود کہا کہ کبھی تسلط نواب جیسا کہ شوہر دنیا کا ہوتا ہے نہین ہوا ان دو گواہون سے تحقیق ہو چکا بعد اسکے نواب گورنر جنرل نے اپنی رفع بدنامی کو ایک محضر استشہاد لکھا جس پر سب ارکان دولت عزیز و اقربا وضیع و شریف مہر کرین کہ حجت و سند کامل ہو جاے ✦

بعد اسکے نواب گورنر جنرل بحیلہ تبدیل آب و ہوا مع فوج کوٹھی بی بی پور مین تشریف لیگئے اس خیال سے کہ فوج سب موافق ہے اگر شہر مین صورت فساد ہوئی مبادا

رعایای بیگناہ کا خون ناحق ہو جاوے غرض جب نواب محتشم الیہ مقیم خیام ہوی عوام مین
یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب گورنر جنرل خفا ہو کر چلے گئے ہین چار ونا چار مرزا وزیر علیخان
اور سب ارکان دولت مع نواب عالیہ وجناب عالیہ تشریف لیگئے اودھر بھی فوج کثیر جان نثار
پر موجود تھی اوس ماننے مین مردم سپاہ کو البتہ بہت تمیز تھی اپنے تئین جان نثار ان
ریاست سمجھتے تھے ۔

نواب گورنر جنرل نے ازراہ مصلحت وقت و بخاطر مرزا وزیر علیخان خلعت نیابت
نواب سرفراز الدولہ کو اور خلعت دیوانی مہاراجہ ٹکیت رای کو دیا بظاہر وجہ ئی نواب
اورخان علامہ سو نیابت بھی موقوف کی بعد اسکے ان دونون سے فرمایا کہ تم نمک خوار
وخیر خواہ قدیم اس ریاست کے ہو چاہیے کہ تم بھی غیر مستحق کو نہ چاہو گے کہ سرکار مین
تمھارا موجب موثوق نیکنامی وخیر خواہی ہوگا دونون نے بدل منظور کیا اور عرض کی کہ ہم
بہر صورت تابع فرمان ہین فی الحقیقت اس سرکار کے حافظ وحامی وحق شناس آپ ہین
پھر محضر انھین دیا کہ سب وضیع وشریف شہر کی اسپر ابطال نبوت مرزا وزیر علیخان اور استحقاق
مسندنشینی نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر مندرج ہے کسواسطے کہ یہ اولاد اکبر نواب
شجاع الدولہ بہادر مستحق وزارت آبائی کی ہین ۔

ایکدن نواب گورنر جنرل نے دربار عام کیا جتنے امرا و اقربا ارکان دولت تھے حاضر ہوے
حکیم میر احمد علیخان غیرہ متوسلین مرزا جعفر وسرفراز الدولہ کہتے تھے کہ ہمارا خیمہ سامنے
دروازہ کوٹھی کے تھا دربار مین بڑا بندوبست تھا فوج گورا و ہندوستانی احاطہ کوٹھی مین
دو رویہ آراستہ کھڑی ہوئی تھی جو داخل دروازہ ہوتا تھا پھر دروازہ بند ہو جاتا تھا کہ
ہجوم عام نہ آنے پائے نواب گورنر جنرل درجہ اول کوٹھی بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے
درجہ دوم مین سب اہل دربار تھے صاحب سکرٹر اعظم نے وہ محضر پیش کیا کہ باتفاق سب اسپر
مہر کرین ہر ایک نے موافق اپنی منزلت کے نذر بار پیش کیا جب مہرین نواب عالیہ اور
جناب عالیہ او نواب بو صاحبہ نواب ناظر محمد تحسین علیخان محمد آفرین علیخان نواب اشرف علیخان
میان علامہ کی نہ تھین مجبور ہوے کہ عصر سے مہر کی صبح سے ۳ بجے تک یہ مرحلہ طے ہوا رخصت ہوے

باہر نکلے ہر ایک سر بگریبان ہو کے اپنے خیمے کو چلا گیا۔
بعد اسکے وزیر علیخان کی طلب ہوئی بڑے تزک سواری سے داخل کمرہ ہوے
صاحب سکرٹر نے وہ محضر دکھا کر کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ ہمارا اسمین کچھ قصور
نہین لیکن ازبسکہ ہم حامی و حافظ اس ریاست کے ہین چاہتے ہین کہ حق مستحق ریاست کو ملے
غیر مستحق نہو اور سوای اس امر خاص کے آپ بہر حال ہمسے مطمئن رہین اس سے زیادہ آپ کا
حفظ مراتب ملحوظ رکھینگے اور ہر حال مین آپکے حامی و محافظ رہینگے اور جو مال و اسباب
آپکا ذاتی ہو اوسکا کوئی مانع نہوگا اور اب آپکا اس شہر مین رہنا بھی مناسب نہین بنارس مین
باطمینان فارغ البال ہو کر رہیے ۳ لاکھ روپیہ سالانہ بواسطہ صاحب ریزیڈنٹ ملا کرے گا
مرزا وزیر علیخان یہ سنکر آبدیدہ ہو رخصت ہوے سیدھے بہو بیگم صاحبہ کے پاس چلے گئے
عرض کی مجھے آپسے فقط اتنی شکایت ہو کہ بالفرض مین نواب آصف الدولہ کا بیٹا نتھا
اونکا غلام تو تھا آپ کی اطاعت کوئی مجھسے زیادہ نکرتا تھا جناب عالیہ ازبسکہ عاشق اپنے بیٹے
کے نام کی تھین رونے لگین فرمایا کہ اگر فقط میری مہر سے تمہین مسند نشینی ملے موجود ہے
بعد اسکے وزیر علیخان اپنے خیمے مین آئے بیگم صاحبہ سے بھی سبب ناگواری یہ ہوا تھا کہ نواب
ناظر جواہر علیخان نے انکی محل مین جانے کی ممانعت کردی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وزیر علیخان
کسی بوبو کی لڑکی کو اپنی خدمت مین لاتے تھے بیگم صاحبہ کو بہت ناگوار گذرا تھا
وزیر علیخان نے جھنجلا کے نواب ناظر کے محل مین جانے کی ممانعت کردی تھی +
نواب گورنر جنرل کو پھر خبر پہونچی کہ وزیر علیخان کے پاس ہزارہا جان نثار سرفروش جمع
ہوے ہین ایسا نہو سوار ہو کر شہر مین چلے جائین پھر بہت مشکل پڑے گی اس جہت سے
دوبارہ طلب فرمایا جب سوار ہوے چونکہ سواری کی خود ممانعت کی عبدالرحمان خان رسالدار
قندھاری نے گستاخانہ عرض کیا ہم جان نثار حاضر ہین حضور اسوقت نہ جائین دغا ہے نواب
اشرف علیخان نواب قاسم علیخان جو مقرب خاص تھے عرض کی ملکہ نہ جانے مین تمام کام بگڑ جائیگا
رسالدار نے عرض کی ہم اپنے حق نمک سے ادا ہو گئے اوسیوقت سیدھے مع رسالہ خالص پور
چلے گئے وزیر علیخان جب داخل کمرہ ہوے سکرٹر نے فرمایا اب حضور کا یہین تشریف رکھنا

مناسب ہے گورون نے آکر پہرے مین کرلیا گارد تلنگہ کا جو باہر پھاٹک کے تھا اہتمام کرکے جلو
سواری کو ہٹا دیا دفعۃً لشکر مین غل ہوا نواب قید ہو گئے ایک چوبدار نے پھاٹک پر آکے
پکار کے کہا نواب صاحب کا پلنگ لاؤ بس اس صدای صور اسرافیلی سے لشکر مین تلاطم ہوا اور
انگریزی پہرے ناکہ شہر تک پھیل گئے نواب اشرف علیخان نواب قاسم علیخان بظاہر صاحب
وقت بدا اور وضعداری سے بھی حاضر رہے اور باطن مین گوئندہ سرکار تھے سرکار بھی اُنسے
مطمئن تھی اگر سیط حکا کھٹکا ہوتا تو کاہیکو رہ سکتے اسی خیر خواہی سرکار انگریزی سے اور تمامی
اپنی سرکار سے نواب گورنر جنرل نے بمضمون واحدان چارون یار غار یعنی نواب اشرف علیخان
نواب قاسم علیخان محمد تحسین علیخان محمد آفرین علیخان کو چٹھیان عنایت فرمائین کہ یہ چار اشخاص
مشخصہ خیرخواہ کمپنی ہین حفاظت اُنکے جان و مال و عزت کی سرکار کو لازم ہے جب سے
یہ لوگ خیرخواہ کمپنی کے نام سے مشہور ہوے انہین تینون کا پنشن سرکار عالیہ سے
جاری ہوا سوای پنشن محمد آفرین علیخان کے خواہ نا موافقت اہلکاران شاہی یا فہمی
متوسلین خان موصوف سے رہ گیا +

غرض وہ شب بھی عجب اضطراب و پریشانی مین تمام لشکر پر گذری مگر نواب گورنر جنرل
نے کس خوبی سے انتظام کیا کہ باوجود اس کثرت فوج اور ناموافق ہونے حاکم وقت کے
کسی نے سر نہ ہلایا مرزا ابراہیم بیگ داروغہ توپخانہ اس ہنگامے مین سر فروشی پر موجود
تھے عبدالرحمن خان قندھاری وغیرہ نے محضر پر مہر نکی عذر کیا کہ ہم سپاہی ہین جو
حاکم ریاست ہو ہم اوسکی اطاعت کرین ہماری مہر سے کیا کام نکلے گا انھین دنون بھی
مرزا جنگلی صاحبزادے نواب شجاع الدولہ کے امیدوار منصب وزارت ہوکر بہو بیگم صاحبہ
کے پاس حاضر ہوے کہ اپنا مطلب عرض کیا تھا کہ آپ بھی شریک ہون تو میری وساطے
سند مستحکم ہو جاے مگر وہ راضی نہوئین یہ بھی اپنے ارادے سے باز رہے اسی وجہ سے
نواب یمین الدولہ بہادر نے پہلے مرزا ابراہیم بیگ سے توپخانہ لیکر انتظام الدولہ مظفر علیخان کو دیا
اور مقابل عبدالرحمان خان کے شیخ مسعود کو رسالدار کیا پندرہ سو سوار انکے ساتھ تھے
لہ یہ نمکخوار قدیم معرکہ بکسر مین انکے بزرگ کام آئے ہین مگر یہ لیاقت و قابلیت اُس عہدہ جلیلہ کی

نر کھتے تھے بڑے مسرف مال مردم خور خانہ جنگی انکے گھر پر ہوئی رسالہ نکل گیا مگر
تین سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ تاحین حیات سرکار سے ملا کی مرزا جنگلی اور مرزا مینڈھو
دونو بھائی اسی اولوالعزمی کی جہت سے لکھنؤ سے عظیم آباد جا رہے خلاصہ یہ کہ فوج و
لشکر سے جتنے ارکان دولت اہلکار تھے تا کہ تکیہ بودہ علی شاہ پر استقبال نواب معین الدولہ
کے لیے گئے فقط فوج انگریزی رہگئی +

فساد مرزا وزیر علیخان بنارس میں چیری صاحب کا مارا جانا وزیر علیخان کا بھاگنا

بعد ہفتہ عشرہ کے حسب الحکم نواب گورنر جنرل مرزا وزیر علیخان مع اپنے مال و اسباب
و جواہر بیش قیمت اور ہاتھی گھوڑے اور رفقا و متوسلین و ملازمین لکھنؤ سے روانہ ہوئے
داخل بنارس ہوکر ونگا کنڈ میں مقیم ہوئے جسمیں نواب امین الدولہ بہادر رہتے تھے
بعزت و احتشام کے چند روز تک رہے بعد اسکے اپنے خیال خام سے چاہا کہ فتنہ
خوابیدہ کو بیدار کریں اور اپنی گوشہ نشینی عافیت عزت و دولت خداداد کو غنیمت نہ سمجھے اور
مخبران ناصح بھی اوسی ناعاقبت اندیشی کے ساتھ تھے باخفا راجہ علی بہادر بندیل کھنڈ
گسائیں ہمت بہادر مہاراجہ سیندھیہ اور راجہ جو گرد و پیش تھے سب سے اپنی کمک کی درخواست
کی اور ایک تاریخ ٹھہرائی کہ فلان تاریخ یہ ہنگامہ فساد برپا ہو اور کئی ہزار گنوار رسہ بندی بھی
نوکر رکھا اور ایک عرضی شاہ زمان بادشاہ کابل کو بھیجی اسکی تحریر میں نواب شمس الدولہ ڈھاکہ
اور بہت سے لوگ گرفتار ہوئے پلٹن جو سکروری کی چھاونی میں تھی اوسے بھی موافق
کرلیا اوسکے افسرون نے بھی اقرار کیا کہ ہم بارہ آسامی مارکے تمھارے شریک ہوجاینگے
غرض اپنے نزدیک خوب سا مصالحہ جمع کیا البتہ اگر اسطرف سے یہ عمارات باد آورد جمع
ہوجاتے تو ہنگامہ چند روزہ ہوجاتا +

جب گورنر جنرل کو ایسے اخبار متوحش پہونچے کہ یہ ارادہ فاسد اپنے خیال خام سے کیا چاہتے ہیں
اس ہمارے سمجھانے سے بھی بوی وزارت دماغ سے نہیں گئی جان چیری صاحب ریزیڈنٹ کو
حکم قطعی پہونچا کہ بہر صورت وزیر علیخان کو جلد روانہ کلکتہ کرو صاحب موصوف نے پہلے
بکمال ملاطفت سے سمجھایا کہ حسب الحکم نواب گورنر جنرل جسطرح آپ لکھنؤ سے بنارس آئے

اب آپ کلکتے تشریف لیجایئے تو بہتر ہے ورنہ اسکے خلاف مین سراسر باعث خرابی کا ہوگا
وزیر علیخان نے اپنے نافہمون سے مشورہ کیا بالاتفاق سبھون نے جواب دیا کہ کلکتے مین
قید فرنگ ہے یہ سامان نوابی رفیق و رفقا کوئی نہ رہنے پائینگے پھر اس قید سے مرجانا بہتر ہے

ہم جان نثار تو شریک حال ہین

اس مشورہ سے بھی وزیر علیخان کی تشفی نہوئی اگر خیال کرتے کہ سچ ہے مستحق ریاست نہین ہون
نواب آصف الدولہ نے اپنی خوشی خاطر سے مجھے مسندنشین کیا تھا اگر کچھ ایمان سے آگاہ
ہوتا تو کیا عجب ہے کچھ سمجھتے سمجھتے اسپ جہالت پر سوار تھے کاہیکو فہم درست ہوتا خلاصہ
۱۴ تاریخ فروری سنہ ۱۷۹۹ء مطابق سنہ ۱۲۱۳ھ چیری صاحب نے وزیر علیخان کو بلوا کر پھر سمجھایا جب نہ مانا
صاحب نے جواب سخت دیا انھون نے غضب ہو کے ولایتی تلوار کمر سے کھینچ ماری
صاحب اوٹھ کھڑے ہوے چاہا کہ کوٹھی کے کوٹھے پر چلے جائین پیچھے کرسی رکھی تھی
الجھکر گرے دوسری تلوار پڑی کام تمام ہوگیا میم صاحبہ کوٹھے پر گئین زینے کا دروازہ
بند کر لیا جا بسے بچین تلنگے سلامی کو باہر جمع ہوئے تھے بھاگ کر جا بجا چھپ رہے وزیر علیخان
کرنل برنٹ صاحب کی کوٹھی مین گئے اونکی میم کوٹھے پر چڑھ گئی صاحب نے زینے کی جالی
سے بلم سے کئی آدمیون کو زخمی کیا وزیر علیخان پھر وہان سے شہر کو چلے اس عرصہ مین شہر مین
ایک ہنگامہ برپا ہوگیا دفعتہ منادی بھی ہوئی بدمعاشان نوملازم شہر سب طرف سے دوڑ پڑے
لوٹ شروع کردی مرزا منظفر بخت عرف مرزا جمعہ منجھلے بیٹے مرزا جوان بخت شاہزادے کے
اپنی نافہمی سے اپنے گھر سے ہاتھی پر سوار چلے آتے تھے مرزا وزیر علیخان کو اپنی خواصی مین بٹھالیا
بمنزلت وزارت آبائی مورچھل ہلانے لگے اور سرگرم مقابلہ قتال ہوے اس خیال خام سے
کہ اگر بن پڑی تو ہم بادشاہ تم وزیر بنے بنائے ہو غرض یہ ہنگامہ بازیچہ طفلان کئی ساعت
رہا کہار زمیندار کچھ رعایای شہر بطمع لوٹ شریک ہو رہے جب تک چھاونی کلکتہ سے
فوج مع توپخانہ آپہونچی زیر چہرہ توپ سبکو رکھ لیا ادھر مقابلے مین ایک کمپنی تلنگون کی
ایک تمن نجیب ایک چھوٹا گروہ توپ کا میدان سے ہٹکر ایک باغ مین پناہ لی جب وہان بھی
پانون نہ ٹھہر سکے سیدھی راہ اپنے گھر کی لی وزیر علیخان نے اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا

اسی میدان مصاف مین ڈٹ کر مر جائیے شاہزادہ عالم پناہ نے دیکھا کہ میری جان مفت
جائیگی سمجھایا کہ بھائی جان یہ لڑائی ہے ہنسی بھی ہے بگڑ بھی جاتی ہے جوانی وجہالت پر کام
بگڑتا ہے گھر چلو وہان پہونچکر انتظام کرینگے سبحان اللہ تو کار زمین را نکو ساختی جب کچھ نہ
شاہزادہ بہادر تو اپنے محل مین داخل ہوئے سر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
وزیر علیخان حالت سراسیمگی مین جو کچھ سردست فقط جواہر و اشرفی لیکر لیگیا رہ جان نثار وفا
جنمین مرزائی بیگ کابلی میر عزت علی بہادر علی وغیرہ تھے یہ زبانی بہادر علی کے لکھا ہے سوا گھڑ
اعظم گڈھ آئے وہان کا راجہ نادر شاہ تھا اوسنے کنارہ کیا گرا دریا پہونچا کر پھرایا پار اوترنے
گورکھپور کے جنگل مین خائف و ترسان پھرتے رہے راجہ معتوب سرکار ہوا راہ مین دلدل میں
پھنس گیا تھا بہزار خرابی رستا پھینک کر نکالا اس جنگل مین زمینداروں کی گوہار سے
چند روز تک ہنگامہ برپا رہا +

جب یہ میدان مصاف غازیان نامرد سے صاف ہوا نواب علی اکبر خان طباطبائی
متوسل گورنمنٹ اور مرزا پانچو کوتوال شہر نے ایک پلٹن اور دو توپون سے بندوبست
شہر کیا چھرے مارنا شروع کیے عوام خلقت جو ہر طرف سے جمع ہوگئی تھی کافور ہوگئی
شہر مین امن و امان ہوئی بعد رفع ہنگامہ شاہزادہ بہادر کو حکم سرکار ہوا حضور اپنے قدم
مبارک سے فرخ آباد کو آباد کرین تو بہتر ہے وہ وہان گئے اب تحقیقات وزیر علیخان مین
بہت سے دھرے جائینگے +

وزیر علیخان صحرا نورد نے چاہا کہ ترائی نیپال مین خاک چھاننے سے کیا حاصل
بٹول سے نیپال چلے جائیے لیکن نہ جا سکے اودھ کے جنگل اور ملک ترائی مین کئی برس تک
پھرتے رہے لوٹ مار پر اوقات رہی زر نقد کہان تھا جواہرات کا خریدار کون ہوتا جسکی
قسمت کا تھا اوسکے پاس رہا جب ہمراہی فاقہ مست مرنے لگے جمعیت پریشان ہوگئی
فوج انگریزی اور جناب عالی نے پیچھا نچھوڑا قندھاری رسالے کے سوار کہتے تھے کہ جنھنے
پاس نمک نواب آصف الدولہ کیا اکثر جنگل مین وزیر علیخان کو طرح دی اس ہنگامے سے
تحصیل عمال ملک مین البتہ فتور ہوا پامالی زراعت کی جہت سے جب صاحب ریذیڈنٹ

مقتضی تضعیف ملک کی ہوتی تھے جناب عالی ہنگامہ وزیر علی کو پیش کرتے تھے +
جب وزیر علیخان اس بادیہ پیمائی سے تھکے کچھ بن نہ پڑا اور نہ کہین پناہ ملی نہ کہین جا سکے
ترک لباس کیا فقیر بنے تا کہ اس صورت سے کوئی پہچان نہ سکے فیض آباد آئے یونس کی سرا مین
اوترے شیخ بہادر علی نقل کرتا تھا کہ ایک رات جنگل مین ہم چلے جاتے تھے وزیر علیخان لاتی
گھوڑی مصاحب نام پر سوار تھے اتفاقاً ہمنے دیکھا کہ گھوڑے کے پچھلے پاؤن مین ایک تیلی سی
لٹکتی جاتی ہے ہمنے عرض کیا باگ روک کر گھوڑے سے اوتر پڑیے وہین گھوڑا بھی گر پڑا اور
دیکھا کہ کسی شاخ درخت سے جہان گھوڑا بھڑکے چلا ہے اوس شاخ سے گھوڑے کے
پیٹ سے آنت نکلکر لٹکتی جاتی ہے وزیر علیخان نے کہا مصاحب تنے بھی ہمین وہ نماوی
دو تین مرتبہ سر اوٹھا کر آخر سر ٹیک کر مر گیا دوسرے گھوڑے پر سوار ہوے جتنا اسباب
تھا سب اوسی پر رہا +
پھر وزیر علیخان لکھنو آئے چوک مین ہرن کی سرا مین اوترے ایکدن فقیر ہر اگی بن بھبوت
بدن مین ملے ایک ہاتھ مین طوطی کا پنجرہ لیے قبر نواب آصف الدولہ پر گئے مگر تعجب یہ ہے کہ
اونکو کسینے مطلق نہ پہچانا یا شاید اوس زمانے مین کوئی گوئندہ نہ تھا کچھ سمجھ مین نہین آتا بعد
اسکے بیری گھاٹ گومتی اوتر بجنور ہو کر آلہ باد سے جمنا اوتر سیدھی جنگل کی راہ لی اس
خیال سے کہ شاہ کابل تک پہونچکر اونسے مدد لیجیے اور جواہر و گنج را جاؤن کو شریک کر کی
پھر مقابلہ کیجیے مگر دام اجل سے غافل تھے +
خانہ زاد خان ایک شخص دلی کے ذات شریفون مین سے تھے وہ مرزا سلیمان شکوہ
شاہزادے کو دلی کے قلعہ سے اپنی حکمت عملی سے نکال لائے تھے جب وزیر علیخان کا
یہ ہنگامہ برپا ہوا شاہزادے سے عرض کیا کہ غلام نے اپنی حسن سیاسی سے ساری فوج
جناب عالی کو موافق کر لیا ہے بسم اللہ حضور جلوس فرمائین آپکے آگے وزیر اعظم کا کیا مرتبہ
ہے مگر شاہزادے نے اوسوقت عاقبت اندیشی کی نانا خدا نے اس آفت سے بچایا
خلاصہ سلطنت ہندوستان مین اکثر نا فہمون اور نا عاقبت اندیشون سے ایسے فساد
ہوتے رہے ہین اور پھر سزا کو بھی پہونچے ہین +

اسی عرصے مین ایک شخص مجہول الاحوال دوسرا وزیر علیخان پیدا ہوا ایک نشد وشد
اوسنے بھی بدمعاش اور گہار جمع کر کے ممالک محروسہ مین لوٹ مار شروع کی سرکار سے
اوسکا بھی قرار واقعی تدارک و استیصال کیا گیا +

گرفتار ہونا وزیر علیخان کا جی نگر مین

منشی مرزا باقر میر منشی رزیڈنٹی لکھنؤ جو کرنل کالنس صاحب اور جان منٹر صاحب
کے تھے وہ کہتے تھے کہ مین کرنل کالنس صاحب کے ساتھ تھا انھین کی پلٹن وزیر علیخان
کے تعاقب مین جاتی تھی خلاصہ کرنل صاحب نے راجہ کو بطمع زر سرخ راضی کیا راجہ نے
پہلے وزیر علیخان کو فہمایش کی کہ اگر آپکے خاطر خواہ ہمارے واسطے سے سرکار سے
تصفیہ ہو جاے تو غالب ہے اس خاک چھاننے اور بیابان مرگ ہونے اور صحرا نوردی سے
بہتر ہو اور ایک گوشہ عافیت مین بحفاظت سرکار بیٹھے رہیے تو کیا قباحت ہے اور
انکے رفیقان سفر کو بھی نشیب و فراز سے سمجھایا کہ تم سب کے بال بچے مفت تباہ و برباد ہین
اور اگر کہین گرفتار ہو گئے تو مرتبہ دار کشی حاصل ہوگا مین صاحب کے منشی کو بلا لاتا ہون
تو آپ خود اونسے بالمشافہہ گفتگو کر لین وزیر علیخان اجل گرفتہ راضی ہوے رفقاء
خاص نے بھی سمجھایا کہ راجہ کی صلاح نیک ہے +
غرض ایکدن منشی مذکور با خفائی بہت اپنے ساتھ لیگئے تلنگون کو سمجھا دیا کہ تم مستعد
رہو جب میری آواز بلند ہو دفعۃً آکر اونکو پکڑ لینا غرض وزیر علیخان تنہا چلے آئے خلوت
ہوئی راجہ منشی کا مقابلہ کر کے آپ اوٹھ گیا وزیر علیخان پُرغضب ہو کر چلا چلا کے نسبت
سرکار کہنے لگے انکی کمر مین خود ایک قرولی تھی مگر منشی پر ایسا رعب شجاعت غالب تھا
کہ بجز گفتگوے نرم گفتگوے سخت نکر سکے آخر اس چلانے سے حلق خشک ہو گیا پانی پینے کو
مانگا منشی نے صراحی ہاتھ مین دیدی جب صراحی منہ سے لگا کر پانی پینے لگے منشی برابر
بیٹھے تھے جب قرولی کمر سے گھسیٹ لی تلنگے اسی تاک مین تھے دفعۃً دوڑ پڑے گرفتار
کر لیا اوسیوقت فوج مین داخل کیا وہان سے منزل بمنزل کانپور آئے یہانسے بسواری جہاز
بڑی حفاظت سے کلکتے کے قلعہ مین پہونچا دیا اصحاب نمار نے جب یہ حال دیکھا اپنی جا

اور کئی پیر طرف بھاگے کہ بہاور ابراہیم بھی گرفتار ہوا ہوجا مین اسباب جو کچھ وزیر علیخان کا تھا ضبط سرکار
احباب اونکی تلاشی کی قلمدان مین کئی خطوط سلاطین سرکار کے پائے از انجملہ ایک خط نواب شمس الدولہ
ہوئے بھائی ناظم جہانگیر نگر ڈھاکہ دادا نواب بابرک اللہ ناظم بنگالہ کا نکلا اسی جہت سے وہ مدت تک
کلکتے مین قید رہے سپریم کورٹ مین دبکاری کو جا یا کیے مرزا ابراہیم خان مرزا بوالقاسم خان
دونون بھائی انکے ہمراہی کی گواہی مین گئی کلکتے مین مقید رہے کئی مہینے مین نجات پائی نواب
شمس الدولہ کی بڑی مشکل سے اور صرف کثیر سے چھوٹے کئی شخص بنارس سے قید ہوے اکثر
پھانسی دیے گئے بہت سے دریای شور کئے نواب ناظم الدولہ بیٹے نواب عماد الملک وزیر
ہندوستان کے فقط دوستی شمس الدولہ مین دھرے گئے یعنی اونکے کہنے سے عرضی
ان کا بل کو اپنے ہاتھ سے لکھی تھی انھین قید مین سات روپے خرچ باورچیخانہ ملا کرتے تھے
کے سوا ... ضروری بھی ملتا تھا آخر اسی قید مین مر گئے ۔

بعد گرفتاری وزیر علیخان رفقاے خاص بھاگے مفقود الخبر ہوئے حضرت خلد مکان کے
عہد دولت مین مرزا وارث علیخان تباہ و پریشان حال لکھنؤ آکر حضرت عباس علیہ السلام کی
درگاہ مین بیٹھے لوگون نے پہچانا شہر مین شہرت ہوئی کرنل بیلی صاحب نے جب یہ خبر سنی
فرمایا تقاضا انکو یہان سے آئی ہے چیرسیاحت کے خون کی روبکاری ہوئی حقیقت مین
بین انپر ثابت نہوا نجات پائی مطلق العنان ہوے دو تلوارین فقط وزیر علیخانکی بڑی تھین
ہے کسی تلوار کی نوبت نہ آئی دوسرا انکا مقابل کون تھا اوس عہد دولت مین محمد آفرین علیخان
نیابت و اختیار کلی سرکار مین تھا انسے قدیم سے بڑی دوستی تھی انکے احسانمند بھی تھے
اس بلدہ مین کوتوال شہر کیا انھون نے اس جہت سے اس عہدے کو قبول کیا کہ مین
ان مہاجنون کے پاس وقت روانگی لکھنؤ جواہر امانت رکھوا گیا ہون اب وصول ہوجائیگا
پانیگا اون لوگون نے بالا بالا اہلکاران سرکار سے اپنا معاملہ کر لیا یہ چند روز مین
معزول ہوے محتاج ہو کر مر گئے ۔

انتقال مرزا وزیر علیخان

مرزا وزیر علیخان تا حین حیات کلکتے کے قلعے مین رہے ایک بنگلہ مین رہتے تھے

جواب

جسکی غلام گردش مین سلاخ آہنی تھین کوئی ہندوستانی نجانے پاتا تھا فقط ڈاکٹر صاحب
جایا کرتے تھے کچھہ کتابین تواریخ کی انیس تنہائی تھین بگذر ورزش کے سکھے رہتے تھے
پوشاک حسب المرضی اور کھانا جیسا کہتے تھے پکتا تھا گورون کا ڈبل پہرہ رہتا تھا
لارڈ ہیسٹینگ صاحب نے شاید اجازت ہوا خوری کی بسواری گاڑی دی تھی مگر اجل نے
۴۴ برس کے سن مین ماہ جون ۱۸۱۵ع مطابق ماہ شعبان ۱۲۳۰ھ عارضۂ تپ وغیرہ سے
انتقال کیا کاسی باغ جہان ٹیپو سلطان کا بیٹا بھی دفن ہے مدفون ہوے مقبرہ آج تک
مقفل رہتا ہی جنازہ کو اس تکلف سے اوٹھایا ایک گھڑی تلنگے آگے ایک پیچھے تابوت پر
گورون کا پہرہ بلاکیر صاحب کوتوال شہر تھے مرزا جعفر کربلائی کہتے تھے مرزا ابراہیم
بنارسی کو ضروریات مذہب کیواسطے بلوا بھیجا تھا چند غربا مومنین شہر وزیر ہند سمجھکر
ساتھہ تھے کچھہ شہر کی کسبیان اونکی سخاوت و بیکسی یاد کرکے اپنے اپنے دروازون پر کھڑی
ہوکر روتی تھین وقت غسل گوری عملہ نہین ہوتا تھے مرزا جعفر کہا اب ہم گھر جاتے ہین صاحب نے حکم دیا
گوری قنات کی باہر کھڑی رہین بعد دفن کے چند روز تک گاردرہا ٹیپو کا مقبرہ بنوادیا مدت نصف ولی ماہ ۵ یوم
اوس عہد مین صاحب ریزیڈنٹ لکھنو لمسڈن صاحب بہادر تھے انکی جگہ بیلی صاحب نائب تفضل حسین خان تھے

لوح قبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وزیر ہند وزیر علی عصمت باد
چو سوی خلد برین رفت زین سرای غرور
زدیم غوطہ بدریای فکر تا ایم
بدست گوہر تاریخ رفت و [illegible]
بگوشم آمد ناگہ بشور و شیون شین
نوای وای دریغا ز جن و انس طیور

۱۲۳۰ھ　　۱۸۱۵ع

از کتاب ایشی آنڈینگ صاحب جنرل کلکتہ

احوال نواب قاسم علیخان

فی الحقیقت نواب قاسم علیخان نے بڑی وفاداری و ایمان سے کام کیا اور اپنے
ابنای روزگار مین نیکنام رہے کہ جب محضر ابطال بنوت مرزا وزیر علیخان نواب گورنر جنرل نے
اپنے رفع الزام سرکار کیواسطے از راہ اہتمام صحبت امرا و ارکان دولت سے پیش کیا جب نوبت
مہر نواب قاسم علیخان پہونچی انھون نے عذر واجبی کیا کہ مین اپنی مہر نکرونگا کسواسطے کہ
جب نواب آصف الدولہ بہادر نے مجھسے ارشاد کیا کہ تم ہمارے عزیز ہو محضر وزیر علیخان پر
اپنی مہر کرو پہلے مین نے اوسنے عذر کیا لیکن جب مین نے اپنی پھوپھی یعنی اونکی والدۂ
ماجدہ سے عرض کیا فرمایا جسمین مرزا امانی کی خوشی ہو تم اپنی مہر کردو اب دوسری مہر اوسکے
ابطال پر کیونکر کرون اسیطرح عبد الرحمان خان رسالدار قندھاری محمد آفرین علیخان
مرزا ابراہیم بیگ توپخانہ نے عذر کیا کہ ہم ملازم اس ریاست کے ہین جو وارث ہو اوسکی اطاعت
کرین خلاصہ جب وزیر علیخان کوٹھی مین قید ہوے نواب قاسم علیخان شریک حال رہے
اور پھر اپنے گھر نگئے جب اونکے ساتھ بنارس جانے لگے اپنے عیال کو وہین بلوا کر رخصت کیا
وزیر علیخان انھین صاحب لیاقت امیر معتمد جانکر چیری صاحب کے پاس اپنا سفیر مقرر کرکے
بھیجتے تھے اور انکا بہت حفظ مراتب کرتے تھے جب حکم نواب گورنر جنرل کلکتے جانے کا آیا
وزیر علیخان نے عذرات بار بار پیش کیے وجہ اسکی یہ تھی کہ اپنی نافہمی سے خیال خام رجعت
ریاست کا رکھتے تھے اسی جہت سے موشکا دوانی کر چکے تھے دوسرے انکے قرب ہونے
سے نواب سعادت علیخان بہادر کو بھی انکی بیباکی سے بڑا اندیشہ رہتا تھا خلاصہ ایکدن
چیری صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا کہ اگر وزیر علیخان پانچ رقم جواہر بیش بہا جو انکے
پاس ہین ہمین دین تو ہم سرکار سے اوسکی عوض خاطر خواہ پنشن مقرر کروا دین وزیر علیخان نے
نواب کے کہنے سے قبول کیا اور اوسیوقت ایک کشتی مین اون پانچ رقم جواہر مطلوبہ کو
اپنے سامنے رکھا اور کہا مین اسے تمھارے ہاتھ صاحب کے پاس بھیجدونگا بشرطیکہ میرا
جانا کلکتے کا صاحب اسی موقوف کر دین جب سفیر باتمیز نے صاحب سے درخواست شرطیہ
کی جواب دیا کہ ہم حکم نواب گورنر جنرل کے خلاف نہین کر سکتے جب قاسم علیخان نے

تبلیغ رسالت کیا وزیر علیخان نے اوسیوقت اونکے سامنے ہاون دستے سے کچلوا ڈالا
قاسم علیخان یہ حال دیکھکے بہت افسردہ ہوے اور کہا اب ہم آپسے رخصت ہوے
کبھی حاضر نہونگے اور آپ بہرحال اپنی ناسمجھی سے برباد و خراب ہوے اور اسسے زیادہ
ہوجائیگا اور اوسیوقت صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا ہم آپسے از راہ دولتخواہی
کہتے ہین کہ اس طفل نادان و خود غلط سے بہت ہوشیار رہیے گا لیکن وای برحال ہمارے
کہ ہم کسی طرف کے نرہے انکی رفاقت مین مفت برباد ہوے نہ لکھنؤ جانے کے نہ یہان
رہنے کے قابل ہے امیدوار ہون کہ آپ ایک چٹھی لسڈنصاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو فقط
میری حفظ آبرو کیواسطے لکھدیجیے کہ اپنے گھر مین باعزت وسلامت بیٹھا رہون صاحب نے
بہت دلجوئی و تشفی کی اور کہا آپ بہرصورت خاطرجمع رکھین ہم چٹھی بھی دیتے ہین اور
سرکار سے تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہواری ملے گا اونھون نے کہا کہ اگر میری پرورش
سرکار کو منظور ہے تو دو اور بھی خیرخواہ سرکار ہین اسطرح اونکی بھی پرورش فرمائیے ایک
نواب اشرف علیخان دوسرے محمد آفرین علیخان بڑے صاحب نے ہزار روپیہ ماہوار محمد آفرین علیخان
کو مع میر خدا بخش اور دو ہزار ماہواری نواب اشرف علیخان کیواسطے لکھدیے جب نواب
قاسم علیخان لکھنؤ آئے لسڈنصاحب سے ملاقات کی صاحب نے بڑی خاطر کی اور کہا آپ باطمینان
تمام اپنے گھر رہیے محمد آفرین علیخان نے وہ تنخواہ قبول نکی اور کہا مجھسے جناب عالی سے
بالکل بگڑجائیگی نواب نے کہا تم تو نہین مگر تمھاری میر خدا بخش کی مٹی خراب ہوگی چنانچہ نواب
معتمد الدولہ کی نیابت مین اونکی وہی صورت ہوئی نواب اشرف علیخان نے اوس تنخواہ کو
قبول کیا بعد اونکے مرنے کے تنخواہ اونکے بیٹون مرزا عباس و روشن الدولہ کو جاری رہی
جب روشن الدولہ صاحب حضرت خلد مکان کے ہوے اپنی نمایش خیرخواہی اور یکسو
ہونے کو محض خوشنودی بادشاہ سمجھکر اپنی تنخواہ ہزار روپیہ ماہواری خزانہ بادشاہ سے
لینے لگے یہی خرابی اونکی تنخواہ مین ہوئی مگر مرزا عباس از راہ دانشمندی خزانہ رزیڈنٹی سے
لیا کیے وہی پنشن بعد وفات اونکی بی بی کو ملتی رہی

جب جناب عالی نے نواب قاسم علیخان کا احوال سنا یا فرمایا بدستور قدیم نواب سیف الدولہ

مقرب خاص ہوئے ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے مقام جھنیٹ سے گذرے نواب قاسم علیخان
ہمراہ تھے فرمایا یہ جھنیٹ بارہ ہزار روپیہ سال کی جاگیر ہمنے تمھاری مقرر کی اور اوسیوقت تمسک سند
مزین بدستخط خاص عنایت فرمائی نواب قاسم علیخان نے بڑی صاحب کو وہ تحریر دستخطی
دکھائی اور بہت شکریہ ادا کیا اب انھیں خدا کے فضل سے چار ہزار ماہواری ملنے لگے بڑی صاحب نے
چٹھی چیری صاحب کی اور دستخط جناب عالی کی نواب گورنر جنرل کو روانہ کیئے نواب قاسم علیخان نے
پھر عرض کی کہ ہمارے آدمی کو خزانۂ جناب عالی سے تنخواہ لانے مین وقت پڑتی ہے امیدوار
ہون آپ کے خزانے سے ملا کرے صاحب نے یہ بھی منظور کیا چنانچہ پہلی تنخواہ انھین کی
خزانۂ رزیڈنٹی سے مقرر ہوئی اوسکے بعد نواب محبت خان کی تنخواہ کا سرشتہ نکلا۔

ایکدن نواب قاسم علیخان حاضر حضور جناب عالی تھے میر انشاء اللہ خان شاعر مصاحب خاص
مگر مضحک طبع جناب عالی تھے خوشنودی طبع جناب عالی سمجھکر بعض کلمات شگوفی اسطرح اسی کہنے لگے
انھون نے برہم ہو کر مردانہ وار جواب دیا کہ تم جسکے نوکر ہو ہم اوسکے عزیز ہین مثل اورون کے
ہماری نسبت ایسا کہنا نہ چاہیے اور ہمارا قدر شناس اور پہچاننے والا مر گیا یعنی نواب آصف الدولہ
یہ کہکر بگڑ کر چلے آئے پھر دربار نہ گئے جناب عالی نے بھی کچھ اسکی تلافی و دلجوئی نہ کی مگر دربار
بڑے صاحب مین ہر ہفتہ جایا کرتے تھے۔

جب نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آباد مین بیمار ہوئین نواب قاسم علیخان اپنی پھوپھی کی
عیادت کو گئے جناب ممدوحہ نے فرمایا صلۂ رحمی سے جسطرح اکبر علیخان اصغر علیخان کو
ہزار ہزار روپیہ ماہواری دونون کو دیا کرتی ہون تمھین بھی دیا کرونگی اب سب ملکے
پانچ ہزار ماہواری ملنے لگی چند روز فیض آباد مین رہے ایک دن مرزا محمد تقی خان سے اونسے
کچھ بےلطفی ہوئی باجازت بیگم صاحبہ لکھنؤ چلے آئے کرنل بیلی صاحب سے عرض کیا دنیا مین
حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین مین چاہتا ہون میری تنخواہ سے دو سو روپے ماہواری خرچ
امام باڑہ علیحدہ ہو کے اوسکی تولیت میرے بڑے بیٹے مرزا حسین علیخان کے نام سے ہو کر
اونکی مہر سے ملا کرے معرفت خواجہ محسن جو میرا رفیق قدیم ہے بیلی صاحب نے اسے قبول کیا
وہی تنخواہ خرچ امام باڑہ مرزا مہدی علیخان اونکی بڑی بیٹی کو آج تک ملتی ہے اب اسکا اونھین اختیار رہی۔

ایکدن مرغ کی پالی نواب فتح علیخان کے گھر مین تھی سب امرا شوقین تماشائی جمع تھے اتفاقاً
نواب فتح علیخان کا مرغ بازمین شدت بازی مین جسطرح یہ لوگ جاہل بے ادب کلمات بے ربط
بے معنی اپنی تیزی زبان سے کہہ بیٹھتے ہین کوئی کلمہ سخت نسبت نواب قاسم علیخان کے کہہ بیٹھا
میرن نامی انکا خاص بردار کھڑا ہوا تھا ناگوار سمجھکے از راہ نمک حلالی ایک چھری اوسی دو کے
ماری کام تمام کردیا اور خود بھاگ کر چلا صحبت بازی درہم وبرہم ہوئی ایک ہنگامہ برپا ہوا
سرکاری رونددنے اوسکا پیچھا کیا جب وہ چھری کھینچے نواب قاسم علیخان کے دروازے
پہونچا انکے ملازم برج باسی اپنی لین مین تھے وہ اونکے پاس جاکر چھپا برج باسی سرکاری
رونددسے مستعد جنگ ہوے کہ ہم اسے نہ دینگے جب جناب عالی کو یہ خبر پہونچی انکا حکم گیا
دو کمپنی تلنگہ خاص پلٹن سے اور ایک توپ جاکر خونی کو پکڑلائے اگر کوئی مقابلہ کرے
اوڑادو نواب قاسم علیخان مضطر ہوکر بیلی صاحب کے پاس گئے کہ آج ہم بغیرت بھی ہوی ماری بھی
جاینگے حقیقت گذری صاحب نے مرزا جعفر کو جناب عالی کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے متوسل سے
وہ جداری کیا چاہتے ہین اگر یہ منظور ہے ہم بھی کمپنی و توپ چھاونی سے بلواتے ہین اور
قاسم علیخان کو بہت تشفی کرکے رخصت کیا بعد چند دقیقے کے خود جناب عالی تنہا گھوڑے پر
سوار بیلی صاحب کی پاس چلے آئے فرمایا یہ مقدمہ خون ہے آپ اسمین دخل نہ کیجئے انھون نے
خونی کو اپنے گھر بٹھا رکھا ہے صاحب نے کہا ہم آپکے خونی کو کل بھیجدینگے آج ندمین جناب عالی
کبیدہ خاطر چلے آئے ایسے ہی امور خلاف قانون حمایت بیجا صاحب رزیڈنٹ کی خود رائی سے
ہوے جو باعث الزام وبدنامی گورنمنٹ کا ہوا صاحب نے اوسیوقت نواب قاسم علیخان کو
بلواکے کہا اب وہ خونی کو مع برج باسی در دولت پر بھیج دیجیے وگرنہ ہم گرفتار کرکے
بھیجدینگے دوسری دن صبح کو ایک چپراسی رزیڈنسی خونی کا ہاتھ باندھے پہلے رزیڈنسی مین
لے آیا پھر در دولت پر بھیجدیا جناب عالی نے مولوی مدن صاحب عدالت کے سپرد کیا کہ اسے
فتوائے قتل قصاص بموجب شرع شریف کے ہو نواب قاسم علیخان نے خواجہ حسن اپنے رفیق کے
ہاتھ دس توڑے زر سفید کے جناب مولویصاحب کو تواضع کی کہ اسے قتل سے بچائیے کام مولویصاحب
نے ورق شریعت اولٹ کر وہی کہا کہ مجہہ نہ گواہون اور نہ خونی سے اظہار سے خون ثابت نہین ہوتا

ہرچند جناب عالی نے اونکے بھائی مولوی سدن اپنے اوستاد سے کہا وہ دو ہزار روپیہ ہوا جب
پاتے تھے مگر کچھہ نہوا ان جناب مولویصاحب کی ازراہ احتیاط شک نماز بہت مشہور ہے جماعت
اپنی نماز پڑھکر چلی گئے لیکن تک نیت باندھتے رہ گئے اسیطرح غسل دریا جس کنارے پر نہانے لگے
وہ پانی نجس ہو آگے بڑھے اسیطرح بڑھتے چلے گئے اس وہ پہ میں حضرت کو کچھہ شک نہ گذرا +

بعد کئی دن کے بیلی صاحب نے نواب قاسم علیخان سے کہا اب وہ توپ اور کمپنی چھاونی کو
چلی جاے تمہاری گھر کی حفاظت ہوچکی انھوں نے کہا میں چاہتا ہوں ایک توپ چار گولہ انداز
میرے دروازہ پر رہا کرے اونکی تنخواہ میں دیا کرونگا صاحب نے بپاس خاطر اسے بھی قبول کیا
یہ بھی سراسر خلاف حکم جناب عالی ہوا جب یہ ہنگامہ فساد لکھنو میں ہوا اور انتظام شہر قبل از داخلہ
حضرات ان سرکار ہونے لگا میجر کائیگی صاحب آئے اوس توپ کو لیگئے نواب کے بیٹوں نے کپتان
ہنیر صاحب سے کہا فرمایا ہمارے حکم سے یہ صورت ہوئی ہے اس ہنگامے کی جہت سے منظور ہے کہ
کہیں آلات حرب نہ ہے بعد رفع ہنگامہ حکم مناسب پایا جائیگا +

جب حضرت خلد مکان سرآرای سلطنت ہوے نواب قاسم علیخان بھی دربار شاہی میں اکثر جانے لگے
مرزا حسین علیخان بڑے بیٹے اور مرزا محمد علیخان دوسرے بیٹے کی ملازمت کروائی ہزار روپیہ
ماہواری دونوں کی مقرر ہوئی جاے پانی پر کرسی نشینوں میں بیٹھتے تھے اسی سلطنت میں قاسم علیخان
نے ۵۹ برس کے سن میں انتقال کیا گیارہ بیٹے سات بیٹیاں وارث شرعیہ رہیں کئی لاکھ روپیہ
کا اسباب ہر قسم تحفہ و کمیاب تھا اس متروکہ کی جہت سے بھائیوں میں نا اتفاقی ہوئی ہر ایک نے
سرخنہ ہو کے کوٹھے لوٹنے کا ارادہ کیا ہر ایک کے پاس شہر کے بدمعاش جمع ہو گئے خداوند کہنے لگے
مرزا علیخان نے معرفت بڑے مرزا کی نواب معتمد الدولہ سے ملازمت کی اور کچھہ اسباب تحفہ
و قسم قسم جواہر بھی جو بسرقہ ہاتھ آیا تھا دیا جب یہ لوٹ کا حال دیکھا مرزا پناہ علی بیگ وکیل بیگم صاحبہ
مرحومہ نے سرکاری پہرہ سے کوٹھوں پر طالیقہ کردیا اور سب اسباب کا نیلام ہوا سواے بھائیوں کو
کوئی غیر نلے اور تقسیم تنخواہ کی یہ صورت ہوئی ہزار روپے بابت جاگیر حضرت معینہ جنت آرامگاہ
مرزا علیخان پر مقرر ہوئی سواے دو سو روپے ماہواری تولیت امام باڑہ چنانچہ جب حسین علیخان
مرگئے وہی ہزار روپے اونکی تنخواہ کے اونکے دونوں بیٹوں مرزا مہدی علیخان مرزا تقی علیخان کو

تقسیم ہوئی اور زر معینہ امام باڑہ سے اب فقط اسی روپیہ ماہواری سرکار سے بوجہ وضع ہوکر
ایک سو بیس روپیہ مہدی علیخان کو ملتے ہین امام باڑے مین مجالس کرتے ہین چار ہزار کی
تقسیم حسب سہم شرعی بیٹون بیٹیون ازواج پر ہوئی بس چند روز کے عرصے مین سب متروکہ
صاحبزادون نے اپنے ٹھاٹھہ نوابی دکھاکر عیش و عشرت لغویات مین اوڑا دیا اب فقط اوقات
تنخواہ پر رکھی تھی الامرا حسین علیخان نے تا مین حیات بہت سلیقے سے رکھا چیف کمشنر بہادر نے
مرزا رضا علیخان کو از روے استحقاق بہو بیگم صاحبہ کے مقبرے کی داروغگی مین انھین مقرر کیا تھا بعد
کئی برس کے لکھنؤ آکر مر گئے مرزا محمد تقی خان حضور عالم کے ساتھہ روانہ عتبات عالیات ہوئے تھے
راہ مین انتقال کیا نواب معتمد الدولہ نے مرزا علیخان کو نظر بحسن سلوک بادشاہ کی مصاحبان مین
داخل کیا تھا جب دربار سے موقوف ہوے وہ ہزار روپیہ منہائی ہو گئے اولاد قاسم علیخان مرحوم نے
بعد عملداری سرکار فرمان جاگیر ضبط سرکار مین دیکر دعوی ہزار روپیہ کا کیا تھا بسبب
مرور ایام شنوائی نہوئی ۔

بعد رفع ہنگامہ جب کپتان ہٹ جنسن صاحب ملٹری سکرٹر نے بموجب حکم سرکار تحقیقات
ابتدای اجرای وثیقہ و پنشن ہر ایک کا کیا نواب قاسم علیخان کے وثیقہ دینے مین تامل کیا تھا
کس واسطے کہ یہ تنخواہ ضمانت و امانت سے خارج ہوئی تھی اونکی اولاد نے قدیم لوگون سے
دریافت کر کے اظہار کیا کہ ہماری تنخواہ کی سند چٹھی چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کی ہے جسے
مسٹر لمسڈن صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے مع تحریر دستخط جنت آرامگاہ بابت جاگیر ضبط روانہ صدر
کیا تھا اسکی تحقیقات صدر کلکتہ سے ہو جاے چنانچہ کئی مہینے کسیکو تنخواہ نہ ملی جب صدر سے
بعد ملاحظہ تحریر حکم آیا سب کو بدستور ملنے لگی ۔

مسند نشینی جناب عالی متعالی اشرف الوزرا اعظم الامرا نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر ناظم الملک مبارز جنگ

خلاصہ جب جناب عالی وزیر الممالک بہادر صوبہ کٹھیر بریلی سے حسب الطلب نواب آصف الدولہ
جسطرح مذکور ہو چکا لکھنؤ تشریف لائے نواب آصف الدولہ کو بہ نسبت اور بھائیون کے انکا
بہت لحاظ و پاس خاطر رہا بلکہ جب نواب غازی الدین حیدر بنیاد منزل قریب عادگنج کی

متعلقہ صفحہ ۱۸۴ جلد اول

مرزا سعادت علیخان نواب یمین الدولہ بہادر

Sadut ali Khan.

نمبر ۱۵

پیدا ہوئے بطیب خاطر دلی منظور تھا کہ میری فرزندی مین دین تا کہ مین پرورش کرون اور اپنا جانشین کرون لیکن جناب عالی نے اپنے فہم و فراست سے تمنا بدل خود متمنی ہو رہے تھے عذرات بارد فرمائے انکے دربار کا حال اور اہلکارون کی شان و شوکت و ترقی جاہ و فضول خرچی اور غفلت اور عدم توجہی خود نواب کی دیکھکر کنارہ کش ہو کے قیام بنارس بہتر سمجھکر رخصت روانہ ہوئے فی الحقیقت اگر یہ جانشین ہوتے تو نوبت غیر مستحق کی کیونکر ہوتی تدبیر و تقدیر دونون خلاف ہوئین عاقبت اندیشی سے سب کو غفلت ہو گئی تھی اہلکاران سرکار کو باعث مزید مسرت ہوا انکا جانا اپنے واسطے بہت خوب سمجھے کہ اگر انکا اختیار ریاست مین ہوگا یہ ہمارے اخراجات کہان سے ہونگے +

خلاصہ جناب عالی کو نواب گورنر جنرل وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر اور لارڈ کارن والس صاحب بہادر سے طریق بہل و بہائل تھا بلکہ پہلی سے جو نواب آصف الدولہ کی طلب اور صاحب رزیڈنٹ کی تحریر سے چلے آئے تھے اس حکم پذیری سے بہت خوش ہوئے تھے جب کوئی امر منظر از خاطر کا لکھتے تھے اوسکے جواب با صواب سے موجب تسکین خاطر مبارک ہوتا تھا چنانچہ جناب عالی اس مرحلہ عظیم کے واسطے کلکتے تشریف فرما ہوئے تھے مشروحاً مکنون خاطر بابت ریاست مین بیان فرمایا تھا کہ گورنمنٹ محافظ اس ریاست کی ہو چکا ہے کہ غیر مستحق اوسکا سزاوار نہو صاحبان کونسل نے جواب باصواب دعاوی ریاست یہ دیا کہ تا حین حیات اپنے بھائی کے بہ تجہی تمام متوقع اپنی ریاست آبائی کے رہیے اور اسی مواجب معینہ پر قناعت فرمایئے انشاء اللہ تعالی بروقت مناسب جسقدر ممکن ہوگا حق حقدار کے دلوانے مین قصور نکیا جائیگا یہان نواب آصف الدولہ نے بنوت اپنی مرزا وزیر علیخان کا بالمشافہہ نواب گورنر جنرل سے بیان فرمایا تھا کیا امر مشکل تھا جیسا اظہار حضرت خلد منزل اور حضرت جنت مکان سے بابت منا جان اور مصطفی علیخان سنا تھا کیونکر خلاف سمجھتے حالانکہ دونون غلط معلوم ہوے بعد تحقیقات کے +

الغرض جب تک جناب عالی کلکتے مین رہے صاحبان عالیشان نے لوازمہ مہمانداری بڑے تکلف سے کیا اور احترام سواری یہ رہا کہ کسیکی سواری انکے سبقت نکرے چنانچہ

جب کوئی صاحب بازدانستگی سے سبقت کرجاتا بے تکلف چابک کھاتا تھا انکے ملازمین شہر مین ہتیار باندھے پھرتے تھے اپنر کسیطرح کی سماعت نالش نہوتی تھی اور مقدمہ بازی خندق دروازہ قلعۂ کلکتہ سبکو معلوم ہے جب گھوڑا جناب عالی نے خود اپنی سواری سے خندق کو پھندایا جنرل قلعہ نے اپنی نادانی سے شرط قلعہ کی کی تھی جانتا تھا غیر ممکن ہے اوسوقت بہت سے صاحب جمع تھے جناب عالی نے دعوی قلعہ کیا بعد تنقیح جواب ملا کہ ملک غیر پر شرط ناجائز ہی مگر بخاطر جناب عالی یہ دروازہ ملک جناب عالی ہوکر مقفل ہے چنانچہ حضرت خلد مکان نے بپاس خاطر لارڈ موایرا اس دروازے کو کھلوا دیا تھا دوسرے بپاس خاطر جناب عالی عشرۂ محرم مین شراب بازار کلکتہ مین نہین بکتی تھی غرض بعد اسکے جناب عالی باطمینان بنارس مین آئے اور منتظر امر تقدیری کے رہے۔

جب وزیر علیخان مسند نشین ہوے جناب عالی کو اپنے باب ریاست مین کمال تحیر ہوا آخر اسی فکر سے مشوش و متردد ہوکر بسواری بجرہ پھر قصد کلکتہ کیا کہ نواب گورنر جنرل سے مطالبہ ایفای وعدہ کیا چاہیے اس عرصہ مین جناب عالی کی یاوری اقبال سے یہان خود ورق ریاست درہم و برہم ہوگیا تفضل حسین خان اور وزیر علیخان سے بگڑی خان علامہ نے ایک خط دوستانہ مولوی سدن اوستاد جناب عالی کو لکھکر ڈاک مین روانہ کیا کسواسطے کہ مولوی صاحب اوستاد و مشیر ہین اس مضمون کے حالات اور حالات جبلی سے خوب واقف ہون اگرچہ آموختہ و تعلیم یافتہ میرا ہے مگر مین اوستاد خود میدان مین مطمین نہین اگر تم کوئی صورت اطمینان بعہد و میثاق نکالو توکیا عجب ہے رجعت ریاست اپنے حق مرکز پر قرار پاجائے۔

القصہ بجرۂ جناب عالی کا لنگر اوسدن مقام راج محل مین تھا کہ چار گھڑی رات گئے ہرکارہ ڈاک نے وہ خط مولوی سدن کو دیا مولوی صاحب اوسے مژدۂ غیبی سمجھکر اوسیوقت شادان و فرحان جناب عالی کے بجرے مین گئے شاگرد و استاد مین مزاح بھی ہوتی تھی کمال خیر خواہی اور بہت اغماض سے وہ خط گذرانا جناب عالی مسرت دلی کے گلے لپٹ گئے اور بہت کچھ ارشاد فرمایا اوسکا جواب باصواب لکھکر بھجوایا اور صبح کو

بنارس پھرے جب بنارس مین چیریصاحب سے ملاقات ہوئی اونھون نے جناب عالیہ سے کہے
جو نواب گورنر جنرل سرجان شور صاحب آپسے عہد و میثاق امور جدید مین فرماوینگے
اوسے قبول و منظور کرنا ہوگا چنانچہ اسی مضمون سے تحریر ہوئی جناب عالیہ نے دستخط
فرمائے مجبور ہوکر اسکے سوا کوئی چارہ ندیکھا اگر انکار کرتے خیال اور بہائیون کا بھی تھا
ایک مرزا جنگلی صاحب لکھنؤ مین موجود اس عرصے مین بہو بیگمصاحبہ کا بھی شقہ خاص پہونچا
دوسری رات کو جناب عالیہ ڈاک مین روانہ کانپور ہوے جس شام کو کانپور پہونچے اوسیدن
وزیر علیخان یہان گرفتار ہوے اوسکی صبح کو ناگہ شہر پہونچے ؎

الغرض ۲۱ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء مطابق ۳ شعبان روز شنبہ ۱۲۱۲ھ روز بسنت تو لاخصر
امام حسین علیہ السلام پہلے کچھ رات رہے جتنے ارکان دولت عزیز و اقارب تھے مع جلوس سواری
اکہ تکیہ پیو دعلی شاہ تک استقبال کو گئے سبھون نے سلام کیا جناب عالیہ ہاتھی پر سوار سرچوک بڑی
دھوم دھام سے خیرات کرتے ہوے پہلے سنہرے برج مین جناب عالیہ کی نذر کو گئے مورد
عنایات مادری ہوے قبا و زر بسنتی پہنی تھی خلعت مادری پہنے داخل دولتخانہ ہوے مسند نشین
ہوے ارکان دولت نے نذرین دین شادیانے سلامی منادی شہر ہوئی بحساب اہل نجوم ساعت شمس
مین جلوس فرمایا اوسدن سن شریف بھی پچاسواں سال تھا سال بھر تک عیش و عشرت مین رہے
کسی کارخانہ و اہلکار و مصاحب و منافق سے خبر نہوے مگر سبکو سمجھتے رہے اور اونکی فکر سے
غافل نرہے یہ جلسہ عیش و عشرت نشاط باغ مملوکہ راجہ ٹکیت رای مین اکثر ہوتا تھا
صبح کو ہوا کھانے اوسی نواح مین تشریف لیجاتے تھے بلکہ پہلے مکنون خاطر شہر جدید کا
آباد کرنا یہان منظور تھا مگر دریا کے نہونے سے تامل فرمایا یا پھر جدید کا لانا خیال مین آیا ؎
ثقات یہ کہتے ہین کہ جناب عالیہ نے بعد نذر جناب عالیہ سے عرض کیا کہ غلام سے ایک قصور
ہوگیا ہی دربارہ تحریر عہد و میثاق جدید مگر فقط آپکی مداخلت سے وہ ہٹ سکتا ہی مجھسے مجبوری ہوا ہے
آپکو یہ کہنا چاہی کہ یہ ریاست میری خاوند اور میرے بیٹے کی ہی مجھے اسکی مسند نشینی کا اختیار ہے
دوسرے کو نہین ہی جواہر علیخان نواب ناظر نے بیگمصاحبہ کو سمجھایا کہ نواب گورنر جنرل سے آپ سے
بگڑ جاینگی اور یہ مرزا سعادت علی ہین انکا حال آپ خوب جانتی ہین جناب عالیہ مجبور ہونے

خلاصہ بعد سال بھر کے متوجہ انتظام دولتسرا ہوے ہر کارخانے کے کاغذ کو ملاحظہ فرما کے جیسا مناسب حال سمجھے اوسیطرح جاری رکھا مگر بہت سلیقے سے جو شایان امارت تھا ازبسکہ بسبب معاملۂ وزیرعلیخان سب کا حال بطون خیرخواہی و بدخواہی کا کھل چکا تھا ہر ایک کو حکمت عملی اور دام عنایت سے سرانجام کیا +

چنانچہ پہلے خان علامہ تفضل حسین خان اپنے استاد کامل کو بشتۂ سفارت قدیم روانہ کلکتہ فرمایا اور خط سند کو ارشاد کیا تمسے پہلے معرفت صاحب رزیڈنٹ حضور نواب گورجنرل پہونچے گا کہ نسبت نیابان سابق تمسے بہت عزت و احترام سے پیش آئینگے خان علامہ اس مضمون یاضی کو کچھہ نسمجھے اور نہ کوئی عذر کرسکے مگر باطمینان وثوق خیرخواہی صاحبان عالیشان پر نظر کرکے منزلت آخرت اختیار کی بعد قیام چند روزہ و عدم رسی سند ناکام حالت یاس مین پھرے کہ فی الحقیقۃ میرا حق اوستادی ادا ہوا جیسا مین جانتا تھا حکام ذی معقول کیا کہ خانصاحب آپ پہلے نسمجھے کہ یہ مقدمۂ خانگی ہے ہم جناب عالی سے سفارش بھی نہین کرسکتے غرضنا کام وہانسے پھرے ازبسکہ صاحب غیرت و صاحب فکر تھے غم و غصہ سے تپ محرق ہوئی جب ہزاری باغ مین پہونچے ۱۲۱۵ھ ہجری مطابق ۱۷۹۹ء مین انتقال کیا سلام اللہ خان چچازاد بھائی ساتھ تھے وہین دفن کیا جب لکھنؤ مین پہونچے تجمل حسین خان انکے بیٹے کو فاعت ماتم پرسی ملا دربار مین جایا کرتے تھے بعد کئی برس کے کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین بعلت خط جعل کئی کمپنی تلنگہ نے انکا گھر گھیر لیا بیچارے بیٹھہ گئے اکرام اللہ خان نے جاکر مرزا جعفر سے سب احوال کہا بہت منت سماجت کی کہ اب جناب عالی سے بسبب کدورت ماضیہ جان و مال و عزت نہ بچے گی اب یہ عزت آپکے اختیار ہے مرزا جعفر نے حق استادی سمجھکے اوسیوقت بیلی صاحب سے مشروحاً بیان کیا جناب عالی سے کچھہ کہلا بھیجا پہرا اوٹھگیا اوسدن سے ایک چپراسی رزیڈنٹی انکے گھر پر رہنے لگا جاگیر چالیس ہزار روپے سال کی جاری رہی تجمل حسین خان دربار رزیڈنٹ مین فقط جایا کیے دربار جناب عالی موقوف ہوگیا مدراوتھون نے تاحین حیات بخوبی بسر اوقات کی +

نواب سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان پر بڑی عنایت فرمائی تقرب خاص بڑھا مگر تنبیہ

باطنی شروع ہوگئی یہ موٹے بہت تھے جناب عالی زبردستی انکو اپنی خواصی مین بٹھانے لگے
انکے اوس جسم کی گنجایش اوس تنگ خواصی انگریزی مین کب ہوتی تھی دوسرے ایک ہاتھ مین
چھتری لیے ہوئے اور ایک ہاتھ مین مورچھل ہلاوین پھر آپ کیونکر درست بیٹھ سکین اس حرج سے
انکا دم ناک مین ہوگیا جب شور صاحب تشریف لائے انکی نیابت مین سفارش کی فرمایا
پچیس ہزار روپیہ ماہواری انھین ملینگے بے شرط نیابت کسواسطے کہ یہ جاہل محض ہین انکی
انصاف کیجیے جب مدارالمہام ایسی محض ہو تو امورات ملکی ومالی کیونکر انجام پا سکتے
غرض اب مشارالیہ معزول ہوے مرزا صاحب نے اپنی نافہمی سے درماہہ گوارا نکیا گھر بیٹھے صاحب
رزیڈنٹ کے دربار جایا کرتے تھے محمد الماس علیخان اپنی علو ہمت سے ہزار روپیہ انکو
مددخرچ کو بھیجوایا کرتے تھے یکمشت نہ دیتے تھے کہ فضول خرچ ہین فی الجملہ انکی فاقہ کشی نہ
ہونے پاتی تھی کیونکہ سو روپیہ روز کا خرچ باورچیخانہ تھا جتنے ملازمین تھے سب شریک دسترخوان
ہوتے تھے جب بہت تنگ ہوے بڑے صاحب سے اپنی تنخواہ کو کہا جواب دیا کہ تمنے ہمارے
کہنے کو پہلے نمانا اب جناب عالی فرماتے ہین آٹھ ہزار روپیہ ماہواری دونگا اور ہم جبر سفارش
نہین کرسکتے مرزا یہ سنکر بہت درہم وبرہم ہوے جو جیمین آیا اپنا حسن خدمت زبان تیغہ کا
بیان کرکے چلے آئے پھر جیتے جی دربار رزیڈنٹی نگئے آخر اسی تعطل وخانہ نشینی مین صدمات
رنج وبدنامی سے سنہ ۱۲۱۶ھ سنہ ۱۸۰۱ع مین مرگئے اپنے امامباڑے مین دفن ہوے اب بعد اس
ہنگامہ لکھنؤ کے قبر کا نشان بھی نرہا داخل حصار قلعہ مچھی بھون سب میدان ہوگیا اور
وہ مسجد بھی جسمین ستر اسی برس تک نماز جماعت مومنین پڑھی گئی جب مرزا کے قرضخواہون
نے سرکار مین داد بیداد کی حکم نیلام متروکہ ہوا کئی لاکھ کے قرضدار تھے حصہ رسدی پائی
غلام رضا خان انکے سگے بھائی بہت پریشان حال تھے بسفارش کرنل بیلی صاحب کلکتے
گئے اڈمنسٹن صاحب سکرٹر اعظم تھے جو مرلی صاحب صوبہ کی تھے اونسے اپنا عرض حال کیا
نواب گورنر جنرل نے نظر اقربت وناکامی مرزای مرحوم کمال رحمدلی سے ہزار روپیہ
ماہواری مقرر فرمائے جب وہ مرگئے احمد رضا خان اونکے بیٹے کو بڑی جد وجہد سے
سرکار سے کچھ پنشن مقرر ہوگئی اب وہ بھی مرگئے بعد اس ہنگامہ فساد کے پنشن انکی

تا دوام حیات عیال لوگ اسے کوٹھے کی ۔
دیوان مہاراجہ ٹکیت رائے کا حال امانت و دیانت زبان زد خلق سے کھل چکا تھا وہ قرار سے پہلے مر چکے تھے بسبب قرض خواہوں کے اونکے متروکہ کا بھی نیلام ہوا بھوانی دین اور دیبی دین اونکے دو بھتیجے تھے نالائق محض بعد چند روز کے املاک تھی وہ بھی ضبط سرکار ہوئی مہاراج نے اپنی ثروت میں شرفا و نجبا رفیق پروری میں غیر متبرات سے بڑا نام پیدا کیا تمام ممالک محروسہ میں کوئی مقام ایسا نہیں جہاں انھوں نے تالاب مسجد و مندر سرا چاہ پل دریا نہ بنوایا ہو ۔

نواب اشرف علیخان خسر مرزا وزیر علیخان منجملہ خیر خواہان سرکار کمپنی تھے انھوں نے جناب عالی کی بہت اطاعت کی ہمیشہ حاضر حضور رہتے مقرب خاص تھے چار لاکھ روپیہ کا انکا گھر تھا انکے بڑے بیٹے شرف الدولہ مرزا محمد عباس اور نواب آصف الدولہ کو چھوٹے مرزا محمد حسین خان عرف مرزا چھجو حضرت خلد مکان نے انکو خطاب نواب روشن الدولہ بہادر دیا تھا مرزا بہادر علیخان مرزا شرف الدین علیخان یہ بھی اونکے بیٹے مختلف البطن تھے یہ چاروں بھائی دربار جنت آرامگاہ و حضرت خلد مکان میں بڑی عزت سے رہے جناب عالی کے عہد دولت میں نواب اشرف علیخان مر گئے آغا ابو طالب خان کے اہتمام بازی میں دفن ہوئے چالیس لاکھ روپیہ کا سب نقد و جنس تھا اولاد و ازواج نے جہت تقسیم ترکہ جناب عالی سے نالش کی ارشاد کیا موافق شرعیہ تقسیم کیا جاوے مرزا جعفر ذوالفقار علی خان کو حکم تھا کہ وہ تقسیم شرعیہ ہونے دیں معرفت افضل علیخان کے اپنی خاطر جمع کر کے طیبہ بیگم خاص محل مرحوم کی مہر میں سب نقد و جنس مستغرق کر دیا اس عرصے میں جنت آرامگاہ نے بھی انتقال کیا ورنہ اسیطرح اولاد و ازواج مرحوم کی محروم اپنے حق سے نہ رہتے جب طیبہ بیگم و بائی ہیضہ سے حضرت خلد مکان کے عہد دولت میں مر گئیں وہ سب متروکہ مرزا محمد عباس و مرزا محمد حسین نے آپس میں برابر تقسیم کر لیا روشن الدولہ نے سب صرف کیا مگر مرزا عباس نے بہت سلیقہ و ہوشیاری و عیش سے صرف کیا ۔

نواب قاسم علیخان جب بنارس سے آئے چند روز تک انکی بھی مصاحبت بہت گرم رہا

یہ مرزا حسن رضا خان سے بھی زیادہ موٹے تھے اکثر جناب عالی کی سواری مین بھی ساتھ ہوتے تھے
جب جناب عالی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے یہ کہنے گھوڑے پر اس جسامت سے سوار ہوتے
اکثر جناب عالی پیادہ چلتے تھے اوسی باتین کرتے ہوے انکو دو قدم چلنا دشوار ہوتا تھا
آخر یہ بھی تباہ ہوکر گھر بیٹھے باقی احوال انکا مشروحاً گذر چکا ہے +

نواب ناظر محمد تحسین علیخان کے جتنے کوٹھے پنج محلہ وغیرہ اور کارخانجات مع نظارت
صاحبات محلات لکھنؤ و فیض آباد تھے سب بدستور رہے بعد مرور چند سال مفصل معلوم نہین کیا
سبب موجب تھا کہ ہوے آخر رزیڈنٹی کرنل ملیٹ صاحب انکی حمایت کرنے سے موافق چٹھی
شور صاحب کے اور انکی سرکشی اور مرزا جعفر کی پاکستی کرنے سے خوب بگڑی کوٹھی پنج محلہ مین
جتنے تھے سپرد اہتمام مرزا غازی الدین حمید خلف اکبر کے ہوے نظارت محلات سپرد
نواب شمس الدولہ ہوئی جب محمد تحسین علیخان مرگئے اونکا متروکہ جسقدر دستیاب ہو سکا
سرکار جناب عالی مین گیا تنخواہ وثیقہ دائمی موافق اونکی وصیت کے دستو کمپنی روپیہ کی آتی
ماہواری کا بحمایت رزیڈنٹ اونکے ملازمین متوسلین پر جاری ہے +

محمد آفرین علیخان کی مصاحبت تا حین حیات جناب عالی بدستور رہی بلکہ بواسطہ نواب
قاسم علیخان جیسا بیان ہو چکا سرکار کمپنی سے تنخواہ ملتی مگر خیر خواہ رہے وہی چٹھی شور صاحب
کی انکے کام آئی نواب معتمد الدولہ کیچینگ کے باعزت گھر بیٹھے رہے ہان میر خدا بخش مرحوم کا
نتیجہ ہونا کتھا ہوا وجہ خصومت یہ ہوئی تھی کہ جب معتمد الدولہ نیابت ول سو معزول ہوکے
خانہ نشین و معتوب جناب عالی ہوے تھے قرضخواہون نے اپنے قرضے کی داد بیداد
کی تھی میر خدا بخش نے وہ عرضیان سرکار مین دین حکم قرقی و نیلام کا ہوا میر خدا بخش شریک
نیلام ہوے تھے یہ وجہ عداوت کی ہوگئی تھی بلکہ محمد آفرین علیخان نے کچھ سمجھا انھین منع
کیا تھا کہ تمھین کیا ضرور تھا شریک ہونا جب محمد آفرین علیخان نے انتقال کیا متروکہ
نقد و جنس کئی لاکھ کا ضبط سرکار ہوا بڑو سرا جاگیر تھی میر خدا بخش نے بڑے صاحب
عرض کی کہ ہماری تنخواہ وثیقہ بھی مثل محمد تحسین علیخان کے خزانہ رزیڈنٹی سے ملا کرے
معتمد الدولہ نے چاہا خزانہ جناب عالی سے ملا کرے اس تردد مین نہ ادھر کے ہوئی نہ اودھر

بڑے صاحب نواب سے موافق تھے کچھ زیادہ تاکید نکی وگرنہ جاری ہو جاتی کئی برس تک میر خدابخش دربار رزیڈنٹی کرتے رہے روز ڈالی بڑے صاحب چھوٹے صاحب کیواسطے بھیجا کیے آخر مر گئے ٭

خیر باورچیخانہ اور رو داد یومیہ کا کاغذ جب ملاحظہ فرمایا امور زاید و فضول تصرفات خیانت کو سر حساب کہا دو باورچیخانے رہے ایک غلام علیخان کے پاس دوسرا محمد روشن کے اہتمام مین اور ایک خوانچہ اطعمہ خاص حسب معمول پہلے محمد تحسین علیخان کے متعلق رہا اور خرچ چاہ پانی اسپر ایک انگریز ملازم تھا ٭

تقسیم خدمات اہلکاران سرکار کی یہ صورت ہوئی نواب احمد علیخان شمس الدولہ بہادر مرشدزادہ آفاق دوم جنرل فوج و نیابت مشورہ نواب گورنر جنرل نواب محمد علیخان نصیر الدولہ بہادر دیوان نواب جعفر علیخان عماد الدولہ بہادر کو اخبار ملکی بعد چندر وز کے انکے جب درست ہوا دوسرا شخص ہوا رای رتن چند کو اخبار ڈیوڑھیات اور کوٹ کشتی شہر پور سخچند کو اخبار خفیہ بعد انکے مرنے کے راو صاحب رام اور رای جیسکھ رای کو سرشتہ بہلبانی عمال ایکمجلس آرا کو بخشیگری تقسیم تنخواہ اشرف الدولہ رمضان علیخان کو دیوانخانہ انکی بہن داخل محلات تھین مرزا اشرف علی کو اہتمام سواری اوسکے بعد انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اہتمام ہوا تھا خزانہ عامرہ خاص و ملکی و مہر خاص سپر ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان معتمد و امین خاص سمجھکر جاگیر نواب گنج ایک لاکھ کئی ہزار کی فقط نواب خاص محل کیواسطے باقی ہر مرشدزادی کے پاس انکی ماں ہتی تھی پانسو روپیہ ماہواری اونکی تنخواہ سے ملتا تھا سوای دو تین کے جنکی اولاد نہ تھی ٭

عہدنامہ فیمابین نواب گورنر جنرل بہادر و جناب عالی تنصیف ممالک محروسہ وغیرہ

جب سر جان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے عہدنامہ جدید جناب عالی سے ہوا تنصیف ملک کی شرط تھی جب بعد مسند نشینی کے اسکا تقاضا ہوا عذر رفع ہنگامہ وزیر علی پیش کیا گیا چار برس اسمیں بھی گذرے اسکی صورت یہ تھی کہ بعد معرکہ یکسر فیمابین دولتین عالیتین قرار داد یہ تھا کہ آمدنی ملک سے ۷۶ لاکھ تنخواہ دو کمپنی کانپور و فرخ آباد دیجاتی تھی انتظام ممالک محروسہ بمشورہ و صوابدید سرکارین کسواسطے کہ اگر منتظم ناتجربہ کار ہونگے نقصان سرکارین ہوگا

پس اگر انصاف کیجیے تو امور جزی و کلی مین مشارکت سرکار تھی ان وجوہات سے جناب عالی
بمجبوری تنصیف ملک پر راضی ہوے گھر کے اتفاق کا حال ظاہر تھا سمجھے کہ بقیہ ملک
بلا شرکت ہوگا وہ بھی نہوا بتدریج مداخلت بڑھتی گئی ۔

خلاصہ ۱۸۰۱ء مطابق ۱۲۱۶ ہجری نواب گورنر جنرل لارڈ ولزلی صاحب بہادر رونق افروز
لکھنو ہوے بعد تعارفات معمولی طرفین تنصیف ملک مین یہ رقومات مجرا لیگئے ۲۵ ہزار
تنخواہ شاہزادہای بنارس لاکھ روپیہ سالانہ اولاد حافظ رحمت خان روہیلہ ۱۶ لاکھ سالانہ
نواب ناصر جنگ ولد نواب احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد نو لاکھ معافی دار و جاگیر دار و یومیہ دار
ملک مفوضہ جنکو اب تک جاری ہے بعض کی ضبط سرکار بھی ہوگئی لاکھ روپیہ قصبہ مچھیہٹہ
جاگیر نواب مدار الدولہ پچاس ہزار جاگیر الماس علیخان چالیس ہزار جاگیر تفضل حسین خان
تنخواہ نواب شرف علیخان وغیرہ اور تنخواہ دو کنپ مذکور یہ سب مجرا لیکر نصف ملک تفویض
حکام انگلسیہ ہوا جسکی جمع ایک کرور پینتیس لاکھ روپیہ ہوتے ہین پس اس صورت مین سواے حکومت
کے نقصان ایک حبہ کا نہوا کسواسطے کہ ۶ آنی ملک سے جاتی تھی اور سود قساط اسکے سوا ہوجاتے
عوض نقدی کے ملک دیا اور ۲ آنی مین یہ رقومات مذکور لیے عقلا کے نزدیک تو اوسقدر
ملک ہی جو عہد دولت نواب آصف الدولہ مین تھا بلکہ جاگیر بہو بیگم صاحبہ گونڈہ وچھم رات انکے صرف
اور علاقہ کھیری گڈھ کے ور روپے کے سود مین زیادہ ہوا عوام کو البتہ تاسف ہوتا ہی اصل
حساب اور حرکت عقلی کو اکثر نہین پہنچتی اسپر بھی بلطائف الحیل چار برس تک ٹالا آخر جب کچھ
نہو سکا مجبور ہوے چنانچہ ایکدن کرنل اسکاٹ صاحب رزیڈنٹ نے تنگ ہوکر مولوی
وکیل جناب عالی سے کہا اور اپنی کرچ نکال کر میز پر رکھدی کہ اسکا جواب لاؤ مولوی نے کہا
اسکا جواب بعد معرکہ یکسر ختم ہوچکا اب کسکی مجال جو اثبات کی ہے مولوی نے جناب عالی سے
مشورہ عرض کیا حکم ہوا کہ عمال سے کاغذ ملک طلب کرکے صاحب رزیڈنٹ کو بھیجدو بعض
اہلکاران کو رنمک نے مثل الماس علیخان بخوف حاکم سے حقیقت حال جمع خام کا کاغذ دیا
وگرنہ اس توفیر مین ملک توفیر بچ جاتا نقصان بھی نہوتا مگر جنھون نے ازراہ نمک حلالی مثل
مرزا مہدی علیخان ناظم بریلی وغیرہ نے جمع خام کھولدی وہ اسی سبب سے دھر لیے گئے قید ہوگئے

حسین علیخان اونکے شریک حال تھے ٹاٹ اولٹ دیا اُنکے پاس بھی وہ روپیہ نہ تھا معلوم نہوا کیا ہوا کہان گیا ۔

عہدنامہ وجواب وسوال فیما بین سرکارین

۱۵ فروری سنہ ۱۸۰۱ء مطابق ۵ شوال سے نواب وزیر الممالک نے فرد سوالات نواب مستطاب معلی القاب شرف الامرا مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر کے پاس بھیجی اور طالب منظوری سوالات ہوے نواب محتشم الیہ نے بعد غور وتامل ہر ایک دفعہ سوال کا جواب بھیجا پھر جناب عالی نے ۲۲ ماہ مذکور کو دوسری فرد متضمن تجویز کم وزیادہ اون جوابون کی بھیجی چنانچہ ۲۴ ماہ مسطور مطابق ۲ شوال عند الملاقات فیما بین نواب گورنر جنرل وجناب عالی باب سوالات اصلی اور اوسکی تجویز کم وزیادہ مین تفصیلا گفتگو ہوئی آخر بنا یہ ٹھہری کہ بعض دفعات فرد سوالات مرقومہ سے بالکل قلم انداز کیجائین اور جواب دفعہ سوم حسب تجویز جناب عالی قرار پاوے اور یہ امر بھی طے ہوا کہ ایک شخص انصرام کاروبار کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ مرشد زادہ دوم مرزا احمد علیخان نواب شمس الدولہ بہادر اس عہدہ خاص پر منزلہ نائب مقرر ہوے اور نواب گورنر جنرل نے کیفیت اون اصول مناسب فیما بین دولتین اور قواعد اور ضوابط کی جو زعم نواب محتشم الیہ مین حسب حال دونون سرکارون کے تکمیل اور ترجیح رسم وروئیہ ازروی عہدنامہ مورخہ دسوین ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۱ء مطابق سنہ ۱۲۱۶ھ منہج ومتفرع ہی بموجب اوسکی تعمیل مین آوے صلاحا اظہار فرمایئے لہذا بنظر رفع اشتباہ مقدمات سوال وجواب جو ازروی نوشت وخواند ومطارحات مذبور عمل مین آئے اور قرار پاچکے تھے اور نواب گورنر نے کیفیت فیصلہ مقدمات مذبورہ اس وثیقے مین قلم بند فرمائی اوسپر اپنی مہر اور دستخط کئے اور مسٹر صاحب بہادر سکرتر اعظم جو واسطے فہمایش فیما بین موجب حکم نواب گورنر جنرل اس وثیقے پر اپنے دستخط کیے ۔

سوال وصول زرہای واجبی عمال وغیرہ سے بطور سابق کسیکی حمایت وطرفداری سے دقت نکرے بلکہ ممد ومعاون سرکار ہو اگر وہان کے صاحب کو کسی امر مین ممانعت حضور منظور ہو تو حضور مین اظہار کرین اسواسطے کہ غیر واجبی اصلا منظور حضور نہین یا اثبات حقیقت

اونکی کرے سمجھا دیا جائیگا یا وہ حضور کو سمجھا دینگے اس صورت مین موافق اونکی مرضی
کے کیا جائیگا اور کسی پر اختلاف فیمابین بھی ظاہر نہوگا +

جواب یہ بات مستحسن و بجا ہے موافق مندرجہ عمل مین آئیگی حضور سے جسطرح اوسکا دریافت
کرنا واسطے ثبوت حقیت کے ضرور ہے اسناد و دلائل سے ثبوت حقیقت وغیرہ صاحب
رزیڈنٹ سے اطلاع کرکے اثبات کیا جاویگا —

سوال سررشتہ عدالت جسمین اصلا اپنی نفسانیت منظور نہین ہے فقط اجراے احکام شرعی
واداے حقوق و ضمانت نفس و اموال عباد کیواسطے مقرر کیے گئے لازم کہ سب رجوع بعدالت
کرین اور اگر کوئی رجوع عدالت سے انحراف کرے تو اہالی سرکار اوسکے اجراے عدالت مین
ممد و معاون رہین +

جواب یہ بات مقتضیات دانائی سے بہت موقع و بجا ہے +

سوال جناب والدہ صاحبہ قبلہ کو اپنا بزرگ جانتا ہون انکا پاس ادب عزت و احترام
بہرصورت مجھے منظور ہے انکی حاصل آمدنی جاگیر اور سب جاگیرداروں سے مجھے سروکار
نہین ہے لیکن اجراے احکام عدالت و انفصال قضایا و دادخواہی مظلوم و اقامت حدود
و قصاص وغیرہ امور متعلقہ عدالت شہر لکھنؤ و فیض آباد و سب جاگیرات بدستور تمامی
ملک متعلق سرکار میری طرف سے ہوگا یہ امور ریاست سے متعلق ہین اسواسطے کہ بوجہ بعض الوجوہ
ظلم و ستم نہ پہونچے انکے اہلکار اصلا اوسمین دخل نکرین کہ شرکت حکومت مین نہوجاوے اور یہ
موجب اونکی بزرگی کا ہے جو منظور ہے مجھے کہا گیا تھا کہ جسمین اوسکا بخوبی سرانجام اپنے اہلکار و
کردینگا اور حال یہ گذرا کہ فیض آباد مین اونکی جاگیر مین اکثر کشت و خون ہوے اور
جو سرکار سے لکھا اور کہا گیا اوسپر اصلا اعتنا نکی اور بھائی صاحب قبلہ کو عہدہ دولت مین
انفصال قضایاے جاگیرات متعلق سرکار تھا یہ مقدمات معہود ریاست ہین +

جواب اجراے احکام عدالت جاگیر جناب عالیہ مین چاہیے کہ اختیار جناب عالی مین ہو
اور اہلکار جناب عالیہ کو بھی چاہیے کہ وہان کی عدالت مین رجوع کرین اور اقامت
اور اجراے اختیار محکمات عدالت مین اہالیان سرکار کیطرف سے ممد و معاون ہونگے +

سوال از شفقت و محبت داراب علیخان کو بلوا کر حکم دیجیے کہ سوای جاگیر کے املاک و اراضی بازار باغات وغیرہ املاک ہر اہلکاران جناب موصوفہ بی بی بہت و سند چار برس سے قبض و تصرف کیے ہین اور اسپر اعتضاد دوستان گرامی قدر جان مسدن صاحب بہادر اور اونکے منشی مولوی غلام قادر خان اور اور آدمی مثل الماس علیخان داراب علیخان گواہ و شاہد مطلع و آگاہ ہین اور آگے جناب والدہ صاحبہ بھی آپ اقرار کر چکی ہین اور سب اہلکار مثل جبیکھہ رای وغیرہ جانتے ہین اور اونکا کاغذ موجود ہے اور یہ موجب نقصان کثیر سرکار ہوتا ہے اب سرکار کو تاب تحمل نقصان نہین ہی اوسے چھوڑ دین اور جو محاصل تحصیل لیا ہے پھیر دین تا رفع نقصان سرکار ہو یہ بابت موافق اونکے قرارداد کے ہ

جواب گورنر جنرل بہادر کو منظور ہے کہ سب مقدمات روبکاری فیمابین جناب عالی و جناب عالیہ غور و تامل سے سمجھکر تصفیہ امور فیمابین ازروی آئین و انصاف بسبیل دوام کرین ٭

سوال از راہ شفقت چند احکام نواب صاحب مہربان مستظہر مخلصان انریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر لکھہ دین ایک یہ کہ فراری ملک سرکار کو ہلا اپنے پاس ٹہنے دین اگر سرکار طلب کرے بھیجدین وگرنہ اپنے پاس سے نکالدین ٭

جواب سب مجرم طرفین سے مفوض ہونگے لیکن رعایای دونون سرکار جنہم جرائم مستوجب قتل و قصاص کے ہون اونھین اجازت ہو کہ بلا مزاحمت ایک دوسرے کے ملک مین جائین و اگر چاہین ملک دوسرے مین رہین ٭

سوال دوسرے یہ کہ ہر شخص متوسلان سرکار سے جو درخواست اجارہ لینے کی محالہ جایداد کے کرے اوس سے لکھوا لیا جاوے اگر باقیدار سرکار ہوگا کام نپائیگا اور اگر نہو گا پایگا اور بعض عمال سرکار جنکی ملک جایداد بحال ہی ہے اور زر سرکار اونکے ذمے باقی ہی اونکے ذمہ کا روپیہ اپنے حساب مین مجرا لیجیے یا اونھین سپرد سرکار کیجیے کہ زر واقعی اونسے لیکر رخصت کردیا جائیگا اور بعد فراغت سرکار سے ہر قسم کا معاملہ اونسے منظور ہو کیا جاوے ٭

جواب جو باقیات بالفعل ہے تا آیندہ واجب الطلب سرکار جناب عالی ہو انفصال اوسکا بس میعاد مین بلوان کیجیے عمل مین آئیگا قرارداد اسکا باقیداروں سے لیا جاے اور عمل سرکار جناب عالی سے بالفعل کسیکے ملک مین جایداد علاقہ نہین رہی +

تیسرے یہ کہ اکثر باغات املاک سرکار سے ملک مین جسکی جایداد مین فوج انگریزی کو دی گئی ہے واقع ہین اور تحصیل ملک سے تعلق نہین چنانچہ بنارس مین اب تک املاک سرکار تصرف سرکار مین باقی ہے [illegible] کہ املاک سرکار کو جو جایداد ملک ہے چھوڑ دو کر تصرف سرکار مین ہے اور تفصیل املاک و باغات جو جایداد مین ہین لکھکر دی جائیگی +

جواب املاک وغیرہ [illegible] اس قسم کے جو اثاث سرکار جناب عالی ہین اور تصدیق اسکی کیفیت لی گئی تو بہادر [illegible] ہوا البتہ سپرد اہلکاران جناب عالی ہوگی +

چوتھے یہ کہ محلات جایداد فوج انگریزی مین محض بپاس خاطر کہ نواب صاحب موصوف کے آنے سے ضرور جانکر تبعیت و مرضی و اتباع حکم مجھکو دی گئی جتنی مساجد و مقابر و امام باڑے جایداد ملک مین ہین تاکید ضرور حکم دیا جاے کہ کوئی اوسکین مسمار و ویران و خراب نکرے +

جواب بموجب مضمون اس دفعہ کے حکم دیا جائیگا +

سوال پہونچانے مبلغ کا بابت گھاٹون الہ آباد کے سرکار مین اقرار تھا چار برس گذری اور مکرر یہان سے صاحب سے کہا اور لکھا گیا اب تک نہین ملا موجب نقصان مبلغ خطیر سرکار کا ہوا حکم دیا جاے کہ موافق قرارداد کے ملے +

جواب درباب سمجھا دینے حساب تحصیل گھاٹون الہ آباد کے حکم دیا جائیگا +

سوال عہدنامہ وغیرہ کے بھیجنے کو فرمایا تھا اب تک نہین بھیجا یاد کرکے بھیجنا چاہیے +

جواب عہدنامہ بھیجدیا جائیگا +

سوال حضور نے تجویز کیا ہے کہ دوسرا بیٹا یعنے احمد علیخان بہادر عہدۂ اہلکاری مین واسطے اجراے امورات متعلقہ سرکار کے مقرر ہو +

جواب یہ بات نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور و مقبول ہو چکی ہے کہ نواب احمد علیخان بہادر اہلکار جناب عالی ہون +

اب یہ مقام غور و فکر ہے کہ بڑے بیٹے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر تھے وہ کیون
نہ اہلکار و نائب ہوے پسر دومی کیون ہوے اور سرکار نے بعد انتقال کیون اونھین
مسند نشین کیا انھین نکیا کسو جہ سے مناسب جانا بڑا بیٹا ہوتا یہ کیا وہ نجانتے تھے
بس اتنا کافی ہے کہ اونسے عملہ سرکار ہندوستانی جو منشیہ صاحب رزیڈنٹ تھا اور زبان
صاحبزادگی سے چاشت غور ہورہا تھا یہ وجہ ہوئی اور یہ مطمئن تھی کہ جطرح صین حیات مین کارفرما
ہون بعد بھی یہ ہین مستحق ریاست ہونگا دوسرے یہ کہ تجویز نواب گورنر جنرل مقرر ہوچکا ہون
اس جہت سے کیون اپنا نقصان عبث کرتے اور انکو تردد و شک پڑنے ہونے مین
تھا اس جہت سے موافقت کی تھی کہ بروقت کام آئیگی ۔

سوال اشفاق نواب گورنر جنرل سے توقع ہے کہ یہان کے رزیڈنٹ کو اپنی روبرو
جمیع ان سب مراتب کو واسطے تعمیل کے سمجھا کے فرماوین اور تقید کیجاے کہ بعد آپ کی
تشریف فرمانیکی جب وانکی حضور کو منظور ہو کسیطرح سے حرج و توقف نہوا اور مہیا ہو اسباب
مین حضور کے ساتھ شریک ہین ۔

جواب موافق استدعای جناب عالی اس مقدمہ مین ۲۰ ماہ فروری سنہ ۱۸۰۱ مطابق
۶ شہر شوال سنہ ۱۲۱۵ ہجری سب مراتب و تاکیدات ضروری روبرو جناب عالی صاحب
رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل بہادر نے اپنی زبان سے سمجھا کر کہدی ہین

اب تحریر اصول تناسب فیمابین دولتین اور قواعد و ضوابط کی تعمیل و ترویج رسم
رویہ دونون سرکار کی جو حسب حال ایک دوسرے کے بموجب اوسکے مرعی ہو برسبیل
اجمال بیان کیے جاتے ہین ۔

از روی مضمون عہدنامہ فیمابین دونون سرکار کمپنی انگریز بہادر و سرکار جناب عالی
معروضہ دہم ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۱ع چاہیے کہ حکومت سرکار جناب عالی درمیان ممالک مقبوضہ
معظم الیہ مقرر و مستقل ہو اور باہتمام اہلکار اور نوکران جناب عالی اجرا پاوے اسواسطے کہ
اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے کفالت استقرار و استعمال اختیار جناب عالی کی درمیان ممالک
مذبور اپنے ذمے لی ہے چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر جادہ تعمیل اس قرارداد سے

کبھی انحراف نکرینگے اور جناب عالی متعالی نے اقرار فرمایا ہے کہ بقیہ ملک سرکار مین ایسا
سررشتہ بندوبست جو موجب رفاہ خلائق اور حفاظت جان و مال سکنہ و رعایا اوس سے
بخوبی ہو مقرر اور اجرا فرماینگے ور ہیئہ و سررشتہ بندوبست باہتمام عملہ و فعلہ جناب عالی اور
بذریعہ اختیار جناب عالی مقرر و معین ہوگا اور جناب عالی نے ایسا اقرار فرمایا ہے کہ ہمیشہ
اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر سے مشورہ کر کے موافق صلاح اہالی سرکار موصوف ہمیشہ عمل مین
آئیگا پس اقرار جناب عالی اس تحریر سے ہے کہ جناب عالی تقرر سررشتہ مین ایسے بندوبست
درمیان ممالک مقبوضہ اپنے بلکہ جمیع امور ریاست متعلقہ ریاست داریمین اور اجرای
اختیار مستقلہ اپنے مین استصواب اہالی سرکار کمپنی بہادر سے ہوگا اور موافق صلاح اہالی
سرکار موصوف کار فرما ہونگے اور اسکی صلاح اہالی سرکار موصوف کیطرف سی ہمیشہ بر سبیل
دوستانہ موافق قواعد محرمیت و اتفاق و لوازم مراتب طرفین سے عمل مین آئیگا اور
مقدمات عظیمہ جو اظہار مراتب ما فی الضمیر نواب گورنر جنرل بہادر بخدمت جناب عالی مین بلا واسطہ
غیر ضرور و ممکن ہو نواب گورنر جنرل بہادر بدارج صوابدید و صلاح دہی سرکار انگریز بہادر کیطرف سے
بلا واسطہ دوسرے کے خواہ بالمشافہہ خواہ بذریعہ اپنے مکاتبات کی اطلاع جناب عالی سے
کرینگے لیکن واضح ہو کہ صاحب جانشین بلدہ لکھنؤ اپنے عہدہ مین بمنزلہ قائم مقام سرکار
انگریز بہادر مقرر و معین ہین اور سب امور مین واسطہ مستمرہ سوال و جواب فیمابین دولتین
متصور ہین اس صورت مین صاحب موصوف امور رسمیہ مین مراتب صلاح و صوابدید سرکار
انگریز بہادر کو نواب گورنر جنرل کیطرف سے خدمت جناب عالی مین گزارش کرینگے اور جس وقت اوس
بوقت گزارش ایسے امور صلاح و صوابدید کا اتفاق پڑیگا جناب عالی اوسے بمنزلہ کلام
نواب گورنر جنرل تصور فرمائین اور جب نوبت صلاح دہی صاحب موصوف کا اتفاق
ہو صاحب موصوف حتی الامکان مراتب صلاح و صوابدید کو از روی احکام کلکتہ یا ایک
محض نفع الصاحب محمد وح کو بعرض اظہار کرین اور طریق صاحب موصوف جو لوازمہ صلاح دہی ہو
بکمال موافقت و یکدلی عمل مین لاوین حتی الوسع اسلوب کامون مین جناب عالی سے
موافق و متفق رہین اور جو تدبیرین موافق صلاح و صوابدید سرکار انگریز بہادر کے

قرار پاوے تعمیل و ترویج مین اوسکی فقط از روی اختیار اور باہتمام اہلکاران جناب عالی
بصدق باطن اور باتفاق جناب عالی مساعی جمیلہ کرین اور اون مقدمات مین جو مستوجب
اعانت سرکار انگریز بہادر یا کمک فوج انگریزی ہو امداد و اعانت حسب ضرورت وقت بہ
عمل مین آئینگی پس صاحب رزیڈنٹ کو چاہیے کہ سب حالات مین حفظ مراتب عزت وشان
وشوکت وپاس خاطر وحسن سلوک بنسبت جناب عالی بدرجہ کمال لاوین اور معاملات مین
موافقت یکدل جناب عالی سے رہے اور صاحب موصوف کو چاہیے کہ بے مشورہ جناب عالی
اہلکاران جناب عالی سے امور ممالک مقبوضہ جناب عالی مین عمل کرین اور جس امر مین فیمابین
جناب عالی وصاحب رزیڈنٹ کے اتفاق نہووے تب تک نقشہ تدبیر قرار نپاوے صاحب
موصوف کو چاہیے کہ صلاح سبقت اوسکے اصلاح کی دوسرے سے کرین بلحاظ قواعد مذکور
اور نواب گورنر جنرل بہادر کو ترجمہ کل رپورٹ جناب عالی مطابق اصلاح وگزارش صاحب
موصوف کے تجویز کار فرمائی کرینگے پس اب کوئی مقدمہ جو مشکل کشا ہو فیمابین دونون
سرکار کے باقی نہین رہا نواب ممدوح کو رجا ہو واثق ہے کہ آئندہ اجراے کار دونون
کیطرح کی رنجش ظہور مین نہ آئیگی +

دفعہ اول نواب وزیر الممالک نے منجملہ ممالک مقبوضہ خود محالات مفصلہ ذیل کو
مع حق التحصیل بجمع مبلغ ایک کرور پینتیس لاکھ روپیہ سکہ خالی لکھنؤ کے بعوض اخراجات قیام
وجدید مین فوج سرکار کمپنی انگریز بہادر کے جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے مقرر ہے
اور وجوہات مصارف بیگمات اور مرشد زادہ ہای مقام بنارس و مشاہرہ ہاے متعلقہ
فرخ آباد وسبیل دوام باستقلال بالی سرکار انگریز بہادر تفویض کیا گیا
ہے جمع . . . . ایک کرور [illegible]
تفصیل چکلہ کوڑا وکرا وچکلہ اٹاوہ [illegible]
رسید وغیرہ . . . . [illegible]
فرخ آباد وغیرہ . . . . [illegible]
کھیری گڈھ وغیرہ . . . . [illegible]

اعظم گڈھ وغیرہ .... [illegible] لک [illegible]

گورکھپور بٹول وغیرہ .... [illegible] لک [illegible]

گورکھپور .... [illegible] لک [illegible]

بٹول .... [illegible]

صوبۂ الہ آباد وغیرہ .... [illegible] لک [illegible]

چکلۂ بریلی و آصف آباد کلوری .... [illegible] لک [illegible]

نوابگنج بریلی وغیرہ .... لک [illegible]

ماٹی وغیرہ سوائے تعلقہ اودل .... لک [illegible]

عہد و میثاق جو مابین دونون سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر و نواب وزیر الممالک ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ کے درباب تفویض بعض محالات ملک متعلقہ مین نواب وزیر الملک بہادر موصوف نے بتصرف اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر بسبیل دوام و استقلال مبادلہ اقساط قدیم و حال جو ذمہ نواب وزیر الممالک بہادر واجب الادا ہین بتوثیق و استحکام تمام موثق و استحکام کیا +

اس شرح سے کہ بموجب عہدنامہ سابق جو فیمابین دونون سرکار بحفاظت ممالک محروسہ نواب وزیر الممالک بہادر تھا جمیع معاندین بیرونی و اندرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لیا ہے اور جناب وزیر الممالک بہادر نے واسطے عہدہ برائی اس ذمہ داری کے اہل ریاست کمپنی کے ساتھ مبلغ لاکھ روپیہ سالانہ دادنی مقرر کیے ہین اور ادائے اخراجات فوج بھی جو تعداد مشروحہ عہدنامہ مذکورہ زائد ہو جو واسطے حفاظت ملک سرکار کے ضروری جانی گئی ہے نواب صاحب موصوف نے عہدنامہ مرقومہ مین اپنے ذمہ لیے ہین چنانچہ درینولا مستحسن و مناسب یہ ہوا کہ اخراجات مذکورہ اوس طور سے مقرر و معین ہوون کہ من بعد صرف کم و بیشی درمیان نہ آوے اور سرکار کمپنی کو حصول زر اخراجات کیطرف سے بر وقت بسبیل دوام و استقلال اطمینان کلی ہو لہذا انریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر

اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف
مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر کیجانب اختیار رہی نواب معظم الیہ کیطرف سے اور نواب وزیر الممالک
بہادر ہندوستان یمین الدولہ ناظم الملک سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ نے بذات خود
اور اپنے وارثون کیطرف سے بھی نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن اس عہدنامے کو متضمن
تفویض بعض محالات ملک متعلقہ سرکار کو اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بتبدیل دوام و استقلال
بمعاوضہ و مبادلہ اقساط قدیم مقدمہ اور جمیع اخراجات بابت محافظت ملک محالات مرقومہ
جس صنع کہ لغایت سنہ ۱۲۰۸ فصلی متعہد عمال سرکار رہا ہی تفویض اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کے کیا
تا نی العال سوا انکے دیہات و اراضی جو پیشتر سالہاسال سے داخل یا خارج عملدرآمد چلی آئے
مسموع و مقبول نہو گا +

دفعہ دوم اقساط قدیم موجب دفعہ عہدنامہ سنہ ۱۷۹۸ء یکہزار ہفتصد نود و ہشت کے سال
ذمہ نواب وزیر الممالک مقرر و مشروط حفاظت ملک پر ہے اب وسکی جایداد اور جایداد
اخراجات جدید فوج سرکار سے دیے گئی کیوجہ سے اخراجات فوج بابت حفاظت ملک وغیرہ
ذمہ نوابصاحب معظم الیہ متعلق نرہیگی اور واسطے محافظت ممالک محروسہ اودھ وغیرہ
خواہ مفوضہ سرکار کمپنی انگریز بہادر خواہ بقیہ ملک مقبوضہ جناب عالی متعالی ہین اگر ضرورت
فوج پڑی اوسکے اخراجات ذمہ نوابصاحب ممدوح تعلق نرکھینگے +

دفعہ سوم حفاظت بقیہ ملک سرکار جمیع معاندان بیرونی و اندرونی سے اہالی سرکار
دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لی ہے بشرطیکہ تعلق افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار مین
جہان اہالی سرکار کمپنی مناسب جانین اختیار اہالی موصوف مین رہیگی اور نواب وزیر الممالک
بہادر چار پلٹن تلنگہ ایک پلٹن نجیب پیادہ اور میواتی کی اور دو ہزار سوار اور تین سو گولہ انداز
نوکر رکھکر بقیہ فوج برطرف کر دینگے مگر پیادے سہ بندی نجیب کے واسطے تحصیل کے اور تھوڑی سی
سوار و نجیب ہمراہی عمال کیواسطے ضرورت پڑیگی نوکر رکھ لینگے +

دفعہ چہارم فوج انگریزی بقدر ضرورت مع لوازمہ توپخانہ خدمت جناب عالی
متعالی مین حاضر رہے گی +

دفعہ پنجم جب تک کہ مقصد اصلی و مطالب واقعی دفعۂ اول و دوم و سوم و چہارم اس عہدنامے کا بوجہ احسن منکشف ہووے اور دقیقہ دقائق سے بھی جو شتہ نمبر میں بیان کیا جاتا ہے کہ تفویض اس ملک عوضی کی بالکل اقساط قدیم و جدید بابت اخراجات حفاظت ملک جناب عالی کے ہے من بعد کمپنی انگریز بہادر خواہ وجہ اجتماع فوج میں واسطے مقابلہ و مدافعہ دشمنان بیرونی کے خواہ بابت پہونچانے فوج کے واسطے تدارک ہنگامہ پردازان اندرون ملک نواب موصوف کے یا وجہ اقامت فوج انگریزی تعیناتی حضور میں خواہ تبدیل چھاونی افواج انگریز میں خواہ بابت کمی تحصیل محالات مقبوضہ بوقوع آفت سماوی یا ارضی یا بسبب فساد جنگ وغیرہ اون محالات میں اور اوراخراجات بوجہ من الوجوہ دعوی اور مطالبہ سرکار نواب وزیر الممالک بہادر میں نکرینگے +

دفعہ ششم محالات جو بہ طبق مضمون اس عہدنامے کے تفویض کمپنی انگریز بہادر ہوں بالکل اقتدار و اختیار سرکار کمپنی اور اہتمام اہالی سرکار موصوف میں رہینگے اور بعد تفویض ملک جایداد کمپنی انگریز بہادر میں جسقدر ملک کہ سرکار میں باقی رہیگا اوسکی بقا بسبیل دوام و استقلال سرکار جناب وزیر الممالک بہادر میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ضمانت سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر میں اور اختیار جناب عالی متعالی اوس بقیہ ملک میں رہیگا جناب عالی متعالی اقرار کرتے ہیں کہ بقیہ ملک اپنی سرکار میں بشتہ بند و بست جو موجب فاہ خلائق اور حفاظت جان و مال سکنا و رعایا ایسا بخوبی کیا جاے باہتمام عملہ و عملہ اپنی میں مقرر اور جاری کرینگے اور جناب عالی بھی بقیہ ملک سرکار میں موافق صلاح و مشورہ وہی اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہمیشہ عمل میں لائینگے +

دفعہ ہفتم مکانات و محالات درجۂ اول اس عہدنامہ کے ابتداء سن ۱۲۰۹ فصلی مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۰۱ع سپرد اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر ہونگے اور تا مداخلت اہالی سرکار کمپنی محالات مقبوضۂ جناب عالی متعالی میں موافق زر اقساط و اخراجات بابت فوج جدید سرکار سے پہونچاتینگے اور اہالی سرکار کمپنی موصوف بعد مداخلت کے دعوی زر اقساط اخراجات فوج جدید سرکار جناب عالی سے نکرینگے +

دفعہ ہشتم دستور العمل واسطے اجرای امور تجارت کے باصلاح ہمدیگر جو موجب مفید ممالک دونون سرکار ہے بلا تعرض جاری رہیگا یعنی کشتیان آمد و رفت [illegible] گنگ یا اور دریا جو بیچ سرحد دونون سرکار کے ہون مزاحمت بعلت محصول ہوگی اور موافق محصول کشتیون مرقومہ کے بوجہ لگان سے انکے مال کو یا زیادہ فروخت کشتی سے او تا ین شہر مین لیا جائیگا یا مقر محصول اجناس رفتنی اپنے ملک پر اور آمدنی ملک دوسرے مین اوسیقدر جو زیادہ محصول مروجہ کے نہو باختیار و اقتدار دونون سرکار کے ہوگا اور یہ بھی اقرار پایا ہے کہ درخواست معافی محصول اجناس خریدہ بقیہ ملک جناب عالی بابت مصارف افواج کمپنی انگریز بہادر متعینہ ممالک مقبوضہ بوجہ معمولات بعد سپردگی ملک عمل مین نہ آئیگی +

دفعہ نہم دفعات عہدنامہ سابق بتوثیق و استحکام مبانی محبت و اتحاد فیمابین دونون سرکار بحال و برقرار رہینگے اور دفعات اس عہدنامے کی بھی اوسکی مبطل نہین ہین بحال و برقرار رہینگے اور مرتسم و منضبط دونون سرکار کے رہینگے +

دفعہ دہم یہ عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دوسری شہر رجب ۱۲۱۶ھ ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۸۰۱ء بلدہ لکھنؤ مین لکھا گیا آنربل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے نقل اس عہدنامے کی بزبان انگریزی و فارسی مہر و دستخط اپنی سے حوالہ جناب عالی متعالی کی اور جناب عالی متعالی نے بھی اوسکی ایک نقل فارسی انگریزی مزین اپنی مہر و دستخط سے صاحبان موصوفین کے حوالہ کی اور صاحبان مرقومین اقرار کرتے ہین کہ شرائط اس عہدنامے کے ۳۰ دن کے عرصے مین مزین بدستخط و مہر نواب معلی القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئیس ولزلی صاحب بہادر حاصل کرکے حوالہ جناب عالی متعالی کرینگے اور عہدنامہ مہری اور دستخطی پھیر لینگے اور عہدنامہ مختصر دس دفعہ کا دسوین ماہ نومبر ۱۸۰۱ء مطابق ۲ ماہ رجب ۱۲۱۶ھ ہجری بتوسط آنربل ہنری ولزلی صاحب اور لفٹنٹ کرنل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر بموجب اختیار کے جو طرف نواب گورنر جنرل بہادر سے صاحبان موصوف کو دیا گیا نواب وزیر الممالک بہادر سے بلدہ لکھنؤ مین لکھا گیا +

اگرچہ ضرورت تحریر ایسے عہدنامجات کی کتاب مین نہتی کسواسطے کہ ہر دفتر مین

موجود ہین لیکن بخیال عبرت الناظرین مشاہدہ آغاز و انجام کے واسطے مندرج کتاب کیا

بنای کربلای تال کٹورہ مملوکہ محمد الماس علیخان حسب الحکم جناب عالی

ابتدای جلوس مین کئی برس تک جناب عالی واسطے تفریح طبع کے تماشای باغ [illegible] کی
مین رونق افروز ہو کر عیش و عشرت فرمایا کرتے تھے اور اہل شہر تعزیہ فرماشوں کے تالاب
ستیہ پر یا مقام پا وہین دفن کیا کرتے تھے ایکدن وقت صبح سواری باغ انبہ تال کٹورہ
گذری اوسوقت نسیم سحری کا چلنا طیور خوش آہنگ کا آپسمین چہکنا ہر شاخ درخت پر
فصل بہار مین سب کے مطبوع ہوا جناب عالی نے نواب قاسم علیخان سے فرمایا اگر ایسے مقام پر
اہل شہر تعزیہ دفن کیا کرین تو بہتر اوس سے ہی یہان صحرائیت زیادہ ہے سبہون نے باتفاق
عرض کیا سبحان اللہ حضور نے کیا خوب جگہ تجویز فرمائی ہے واقعی عجب مقام تفریح و دلبستگی
پس بموجب ارشاد کے پہلے نواب قاسم علیخان نے ایک چھوٹا حصار گرد جنگلہ چوبی کا بنوا کر
وسط چبوترہ مین بہت سے تبرکات مشاہد مقدسہ دفن کیے چنانچہ ابتدا مین تعزیہ بہت
کم اوٹھتے تھے اوسیکے صحن مین دفن ہوتے تھے اور اکثر نواب قاسم علیخان اپنی مجالس
عزا بھی وہین کرتے تھے خود مرثیہ پڑھتے تھے مومنین کو مجلس مین بلا کر بھی تقسیم کرتے تھے [illegible]
قریب شہر کے عملداری محمد الماس علیخان مین تھے حسب الحکم جناب عالی پچاس بیگھہ پختہ زمین کا حصار
کیا گیا ایک قبہ خاص علیحدہ کیا دالان بہت بڑا دو درجہ شرق سے غرب تک شاید سو گز
بنوایا وسط دالان مین تعزیہ منبر واسطے مجلس کے اور پہلو کے درجہ اول عورات کیواسطے
دوسرا مردون کیواسطے بنا دیا حاجی سیتا داروغہ عمارت تھے انکو حکم ہوا کہ تم بنواؤ انھون
نے میان سے عرض کی کہ مین بھی تعزیہ دار ہون ایک احاطہ اسمین سے میرے واسطے عنایت ہو
چنانچہ دوسرا احاطہ شامل احاطہ اول کا اونھون نے بنوایا مٹی جو ایک جگہ سے لیکر گڑہی دیوار
وغیرہ بنی وہ تالاب ہوگیا اوسکا نام تال کٹورہ رکھا میان حید بخش چیلہ میان نے کنارہ تالاب
بڑا کمرہ بنوایا اب نوچندی ہر مہینے کی ہونے لگی ہزارہا آدمی زن و مرد جمع ہونے لگے مجالس
ہونے لگین دفن مومنین بھی شروع ہوا حاجی سیتا بھی بعد مرنے اسمین اندر دفن کیا گیا تو غریب
زمانہ دوسرا ہوا اونکی اولاد کا وسیلہ رزق ہوگیا پہلے نوچندی کا میلہ بہار مین بر کنارہ شہر

بو علی شاہ پر ہوتی تھی مگر وہان بالکل کیفیت میلہ ہوتی تھی یہان کیفیت دین و دنیا
دونون ہونے لگی بنا ہی تعزیہ چہلم اس شہر مین نہ تھی عزاداری عشرہ محرم تا سوم اوسکے بعد
کچھ نہین ہنوز علیخان رفیق محمد آفرین علیخان تھے تربت اپنے گھر مین چہلم تک رکھتے تھے
اوسکے بعد باجفا دفن کر دیتے تھے جس سال جناب عالی مسند نشین ہوئے خان مذکور نے میان سے
کہا اگر آپ حضور سے اجازت دلوا دیجیے تو مین چہلم کو تعزیہ علانیہ اوٹھاؤن جب اونھون نے
اجازت کی حکم ہوا چہلم کے تعزیہ اوٹھائیگا دوسرے سال شیخ احسان نے تعزیہ اوٹھایا شہر مین اسکی
بڑی دھوم ہوئی اوسکے بعد بتدریج ترقی ہونے لگی پھر حضرت خلد منزل کے عہد دولت سے
چہلم عشرے سے زیادہ آج تک ہوتا جاتا ہے کئی برس تک نواب ممتاز الدولہ نے تعزیہ چہلم
بڑے تکلف سے اوٹھایا اوسکے بعد ترقی و اہتمام تعزیہ کا بخشو کاغذی اور میر محمد زکی
مرثیہ خوان پر خاتمہ ہوا

بیان سمت چھاؤنی پلٹن انگریزی اوسطرف دریا سے اور منڈیاؤن مین چھاؤنی ہونا اور بنا شہر جدید کو بھی

اسکے چھاؤنی پلٹن انگریزی کی پار دریا کے مقابل دولتخانہ تھی جہان فوجدار خان کی
اولاد کی عالیشان بنی ہوئی تھی اور دریا پر پل کشتیون کا رہتا تھا ایکدن جناب عالی صبح کو ہوا کھانے
پار تشریف لیچلے اتفاقاً برگیڈیر صاحب کا بنگلہ کنارے پل تھا وہ بہت بدمزاج مشہور تھا اکثر
راہ گیر جو پل سے جاتے تھے اذیت پاتے تھے تلنگہ چوکی پہرے پر تھا اوسنے سواری کے نکلنے
منع کیا کہ صاحب کو درد سر ہے غل نہ مچاؤ جناب عالی ازراہ مصلحت ساکت و خاموش پھر آئے
داخل دولتخانہ ہوئے اور ایک پرچہ پیام متضمن شکایت توہین جلوس سواری خلاف منزلت
بہت شدومد سے صاحب رزیڈنٹ کو لکھا اور ایک محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو
اسی مضمون خاص سے بھیجا اور چار کمپنی تلنگہ روز جلوس مسند نشینی سے خاص دولتخانے مین
کہ اونھون پر متعین ہی کہ آیا یہ میری بھی حفاظت کیواسطے ہین یا فقط کوٹھون پر حسب المرضی
جناب عالی جواب آیا صدر سے کہ فی الحقیقت قصور صاحب کمان افسر کا ہی ہمارے فوج کی قریب
رہنے سے اگر حضور کو تکلیف ہوتی ہے دوسرا مقام چھاؤنی کو تجویز فرما دیجیے اور پھر جہان

نیچے ہین اوٹھ نہین سکتے کوٹھیون کی حفاظت کو مین ذات خاص کیواسطے نہین ہین
جب سے چھاونی قریب قصبہ منڈیائون اوتر رہی جہان نہر ائی کی نہ تھی سواے ریک
دشت کے بعد اسکے وہ چھاونی سب سے زیادہ آباد ہوگئی بعد اس ہنگامہ فساد کے چھاونی کمپ
محمد باغ مین ہوئی جیسا مناسب سمجھے

غرض جناب عالی روز مسندنشینی سے ۵ برس تک تو لکھنؤ مین رہے اور اکثر جب جی
گھبراتا تھا انشاء باغ یا پسند باغ مین تشریف لیجایا کرتے تھے کچھ مکان بوضع انگریزی بھی تعمیر
فرمائے پھر معرفت راجہ بہار کوٹھی کلان کنار دریا ملحق بدولتخانہ تعمیر فرمائی دو منزلی بنے اور
سرداب بھی بنوایا جسمین بہات سو دروازہ لگا تھا مگر ناتمام رہگئی بسبب قیام فرح بخش وغیرہ کے
اوسیہ کوٹھی آخر کو بے اسباب ہوگئی اب کھدکر بلکہ کرخاک مین مل گئی اور جب حالت بیخودی مین
ہوتے تھے اکثر موسم گرما مین خاص مکان کی کوٹھے پر شب کو استراحت فرماتے تھے گردش جنون
رہتی تھی ایک شب خواب مین دیکھا کہ ایک شہید مرد جنکی قبر آج تک زیر درخت املی ہے
کہتے ہین کہ ہم تمھین شراب کو منع نہین کرتے اگر تم کسی اور مقام مین پیا کرو بہتر ہے کسواسطے
کہ ہمین یہانکی آمدورفت مین تکلیف ہوتی ہے صبح کو جو جناب عالی نے اپنے مقربون سے
بیان فرمایا دوسری شب اوسی حالت بیخودی مین اوسے خواب خیال سمجھا تھوڑی ہی شراب
بجاے گلاب اونکی قبر پر بھی چھڑکوائی جب آرام کیا کسینے پلنگ کو مع اونکے زمین سے بلند کرکے
اولٹ دیا جناب عالی اوسکے نیچے دب گئے اور چلاکے پکارنے لگے یا حضرت عباس مجھے
بچائیے ترکسوار پہرے پر تھا اور خواص دوڑے پلنگ کو سیدھا کیا جناب عالی اسکا
بس اوسکی صبح سرطان پیدا ہوا اوسکی شدت سے نوبت بہلاکت پہونچی یہان تک کہ کئی مرتبہ
شہر مین خبر خلاف مشہور ہوگئی جناب عالی اوسی حالت سے تامحیان پر سوار باہر برآمد ہوے
کہ باعث تشفی رعایا ہو بلے سہ در بیشہ گمان مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد
یہ اسرار خدا ہین عقل کو کیا دخل ہے خلاصہ پہلے علاج ڈاکتر انگریزی سے بہت نفع تھے
پھر ڈاکتر لا صاحب انجز بلازمت کے شریک مرزا جوزی کو بھی فرمایا ڈاکتر نے تبدیل آب وہوا
کیواسطے نقل مکانکو عرض کیا کوٹھی جنرل مارٹین جو کنار دریا تھی اوسمین یوقت افروز ہوے

بارے بفضل خدا سے چند روز مین بہت بڑی کمیل نکلی شفاء کلی حاصل ہوئی غسل صحت فرمایا اس جہت سے کوٹھی کا نام فرح بخش رکھا جب وسکا نیلام ہوا پچپن ہزار کو مول لی بعد اسکے دوسری کوٹھی جسے بڑی کوٹھی کہتے تھے اوسمین مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے رہتے تھے اوسے بھی خریدا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اتنا قرب قیام فدوی سے باعث ترک ادب ہی حضور گورا او زلی صاحب کی کوٹھی مین رونق افروز ہون تو بہتر ہے وہ بھی کنار دریا پہلو مین کوٹھی رزیڈنٹی ہے شاہزادے وہان جا رہے +

بعد غسل صحت بڑے جلوس سواری سے جناب عالی درگاہ حضرت عباس مین آئے حاضری دسترخوان بڑے تکلف سے ہوا اوسیدن سے منہیات سے اجتناب کلی فرمایا تا مین حیات پھر مرتکب نہوے اور ایک خاص عقیدت حضرت عباس علیہ السلام سے رکھا دم آخر بھی اونھین سے اعانت چاہتے تھے مگر تقدیر الہی جاری ہو چکی تھی +

خلاصہ اس خصوصیت سے طیاری درگاہ گنبد طلائی وغیرہ سے اور مکانچ دروازہ عالیشان و مکان خلاخ سی سبا مان درست ہوا جسکے پہرہ سرکار اور ایک داروغہ بھی سرکار سے مقرر ہوا اور صندوقین نقرہ وعلمہای طلا ونقرہ مع فرش وشیشہ آلات منبر نقرہ رکھا گیا نذر نیاز بھی زیادہ ہونے لگی مگر بانی مبانی درگاہ کو یہ سب نذر ملتی رہی مرزا محمد حسن قتیل نے مادہ تاریخ خوب کہا ع این گنبد جدید بنای سعادتست +

جب فرح بخش کوٹھی مین رہنا منظور ہوا نواح اوسکا بہت پسند فرماکے اور کنار دریا ہونا بنا و مبارک منزل اور کوٹھی دلارام ہوئی اور آبادی شہر جدید منظور فرمائی مرشد زادون کو زمین وسیع عنایت ہوئی کہ حسب دلخواہ مکان بنالو اور ہر آیک کو تعمیر کار و پیہ بھی عنایت فرمایا مرزا حسن رضا خان کی بھی کوٹھی کنار دریا تھی داخل منزل وسیع ہو گئی پھر کوٹھی دلکشا مقابل کوٹھی مبارک منزل ہاٹ مین بلند بنوائی اوسکی بڑی طیاری کی اور محمد باغ کو زمین وسیع سے گھیر کر صندبنوایا اوسمین ہرن یا گھوڑیان خانہ زاد بچھیرے چھوٹے اور جتنے رسالدار امرا ملازمین خاص سے حکم ہوا تم بھی اپنے حسب دلخواہ مکان بنوا کر رہو اور بارہ دری مراد مقابل فرح بخش بنوائی بہت مکین مبارک ہے جلوس شاہی بھی اوسمین ہوا اور آج تک

دربار عام نواب گورنر جنرل اوسمین ہوتا ہے بوسیدہ ہو گئی تھی سرکار سے پھر اوسکی طیاری
ہو گئی خاص بازار اور شرک پر آب پاشی دونون وقت کی مقرر ہوئی مگر اس صورت انتظام سے
آبادی ہوئی جیسا اب حکام عالیشان نے درستی آراستگی اور انتظام سے کی ہے یہ کام مہندس
کا ہے علم سے تعلق رکھتا ہے اب سب عمارات عالیشان جو عہد دولت مین لاکھون روپیہ
کی تجویز و پسند خاطر خود موسی باغ سے بی بی پور تک عمارت بنی مگر ایسی کوٹھی وسیع نہ تھی
جسمین پانسو آدمی یکجا بیٹھ سکتے جب نواب گورنر جنرل بہادر کا جانا یہان ہوتا تھا کثرت
صاحبان عالیشان سے خیمہ دوسرا دونون طرف کچھ لگایا جاتا تھا حضرت خلد مکان نے بنا دیا تھا
کہ بہت بڑی وسعت کا ایک مکان ہے مگر فقط زیر تجویز رہا اب باقیات صالحات عمارات سے
کچھ کچھ باقی ہے باقی سب خاک ہو گیا۔

ورود شاہزادہ مرزا عالی قدر بہادر بنارس سے

مرزا عالی قدر شاہزادہ بیٹے مرزا جوان بخت بہادر کے بنارس سے مع اپنی والدہ کے
نواب جہان آبادی جسکا ذکر نواب آصف الدولہ کے احوال مین گذرا بتقریب شادی
صاحبزادی مرزا سلیمان شکوہ تشریف لائے سرکاری ایک کمپنی بھی ساتھ تھی مرزا جام بیگ
صوبہ دار اسی کمپنی مین تھے بہت جوان کشیدہ قامت خوش رو تھے انکی تصویر لندن بھی
گئی تھی جب جناب عالی نے انکا مقابلہ وجاہت دیکھے مرزا باقر بیگ میان سالدار سے کیا
رسالدار کی شان و شوکت سبکی نظر مین زیادہ معلوم ہوئی تھی خلاصہ جناب عالی مع صاحب
ریذیڈنٹ استقبال کو گئے شاہزادے کو اور نواب جہان آبادی کو بھی بمزید عزت باولی کی کوٹھی مین
مہمان کیا بعد انفراغ بنارس کو پھر گئے اتفاقاً وہ صاحبزادہ بعد چند روز کے مر گئے نواب
جہان آبادی نے بھی انتقال کیا بعد کئی برس کے مرزا عالی قدر تنہا پھر لکھنؤ تشریف لائے
مگر نسبت پہلی مرتبہ کے وہ تعظیم و تکریم نہوئی بلکہ بعض امور خلاف بھی ایسے ہوئے آخر بیلذت
پھر گئے کچھ جناب عالی نے زاد سفر پیشکش لیا انکا مذہب شیعہ تھا ماں کی جہت سے کہ وہ
لکھنؤ کی تھین۔

محمد اکبر شاہ بادشاہ شاہجہان آباد تک سابق انتظام باقی رہا تھا کہ کوئی شاہزادہ سلاطین سے

قلعہ کے باہر نجا سکتا تھا مگر یہ کہ کسی حیلے سے باخفا کسیکی مہت سے بھاگ کر نکلے چنانچہ
مرزا اسکندر شکوہ شاہزادہ سگے بھائی محمد اکبر شاہ کے آغا شجاعت علیخان کے ساتھ
باخفا دلی سے لکھنؤ آئے باغ نرائن کے پچھواڑے ایک کوٹھی و باغ کسی انگریز کا تھا
اوسمین ٹھہرایا اوترے گرد جنگل ویرانہ محض فقط سڑک جا رباغ تھی جسپر بڑے صاحب ہوا
ہوا کھانے جاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ نے دس روپیہ روزخاصہ کو بھانے سے مقرر کردیا
مگر انکے ساتھ دلی سے اکثر صاحب فہم آئے تھے مثل مرزا محمد حسن قتیل شاعر میر اکبر علی بسمل
آغا شجاعت علیخان وغیرہ وہ زمانہ ریذیڈنٹی کرنل جان بیلی صاحب ہوا ورد ورود مرزا جعفر
ہے مرزا قتیل سے مرزا جعفر اور مرزا حاجی اونکے بیٹے سے دوستی بخصوصیت ہے انکی
دوا دوش سے بعد کئی برس کے گورنمنٹ سے ہزار روپیہ ماہواری مقرر ہوئی مرزا سلیمان شکوہ
نے جناب عالی سے اکثر ذکر اپنے بھائیکا کیا جناب عالی نے عرض کی کہ مجھے شرف ملازمت
حسنہ کیا کم ہے مگر جب مرزا عالی قدر کی شادی ہوئی مرزا اسکندر شکوہ بجاے اپنے بھائی
کے رونق افروز محفل تھے کس واسطے کہ موافق رسم عرفیہ ہندوستان بیٹی کا باپ و پوشیدہ [illegible]
بسبب حجاب کے جب جناب عالی شریک محفل ہوئی شاہزادہ موصوف اس اخلاق وتپاک سے
پیش آئے اور راہ و رسم پیدا کئے کہ جناب عالی بہت خوش ہوے انکے بڑے بھائیکی غلبت کو
بھول گئے بلکہ چند روز میں [illegible] انقت بڑھی کہ مرزا سلیمان شکوہ نے بھائی کو تہدید لکھا
کہ وزرا امرا سے اسطرح [illegible] کرنا باعث توہین ہمارے خاندان کا ہو اونھون نے
اوسکا جواب لکھا اگر عزت و توقیر وزیر اعظم گورنر جنرل سے بھی کم ہے اسکا شاہد مدعا رقعات
مرزا قتیل ہیں جو طبع ہوے ہیں غرض ہزار روپیہ جناب عالی نے بھی اپنی سرکار سے مقرر
کیے مگر اس دو ہزار روپیہ ماہواری سے اونکا سامان ضروری جیسا چاہیے سلیقے سے مرزا
شجاعت علیخان کے سبب درست ہوگیا جناب عالی بھی انکی سلامت روی اور کردار و رفتار سے
بہت خوش ہوے مرزا سلیمان شکوہ کو دو ہزار روپیہ ماہواری کا مدخل تھا مگر فضول خرچی صرف
اخراجات کارخانجات شاہی عدم توجہی خود سے مہاجنان شہر کے قرضدار ہوجاتے تھے
جب نادہندی ہوتی تھی جناب عالی سے فریاد کرتے تھے مرزا اسکندر شکوہ ذرا سی پیشکش سے

اس باغ کی کوٹھی کو خرید امجلس الامام باڑہ کوٹھی باہتمام مگلوڈ صاحب مہندس ملازمہ جناب عالی
بنوائی اکثر صبح کو جناب عالی بھی دیکھنے کو تشریف لاتے تھے باتفاق صلاح تعمیر کوٹھی ہوتی تھی
اور اکثر روپیہ بھی اوسکی تعمیر کو بھیجتے تھے اکثر سفر مین انھین کو تکلیف دیتے تھے بیس ہزار
خرچ سفر کو بھیجتے تھے مرزا عباس شکوہ اپنے بیٹے کو دلی سے بلوا بھیجا اور جو کچھہ سرکار شاہی سے
مقرر تھا وہ جاری کر دیا تعزیہ داری بڑے تکلف سے امام باڑے مین ہوتی تھی حضرت
خلد مکان کے زمانے مین انتقال کیا اپنے امام باڑے مین دفن ہوے گورنمنٹ سے
جو ہزار روپیہ مقرر تھے بعد وضع چہارم ساڑھے سات سو مرزا عباس شکوہ کو ملنے لگے مشاہرہ
شاہی کی یہ صورت ہوئی کہ مرزا عباس شکوہ جب تک قلعہ دلی مین تھے مذہب تشیع تھا
اکثر عشرہ محرم مین اور شاہزادون سے خلاف مذہب کی جہت سے قصہ ہوجاتا تھا
لکھنؤ مین بعد انتقال اپنے باپ کے مذہب تسنن اختیار کیا بلکہ تصوف پر میلان ہوا حافظ
وارث علی کے داماد کے مرید ہوے لباس فقرا پہنا اتفاقاً عشرہ محرم مین ۸ تاریخ نواب
معتمد الدولہ کی مجلس مین تشریف لیگئے موافق معمول کے مجلس مین تبرا ہوا بہت ناگوار
گذرا خفا ہو کر مجلس سے اوٹھکر چلے آئے نواب کو تعجب ہوا کہ باپ ایسا تھا بیٹے ایسے لوگون نے
حقیقت حال بیان کی نواب نے باستعجاب تمام بادشاہ سے عرض حال کیا وہ ہزار روپیے
سرکار شاہی سے موقوف ہوگئے +

حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین مرزا عباس شکوہ کی بی بی نے بسبب نامرفتگی کے
معرفت مرزا حیدر شکوہ نالش دعوی مہر کیا املاک مستغرق مہر ہوئی ۔ دیا ۲۰ ہزار روپیہ دیکے
کو نواب امین الدولہ نے اوسے مول لیا شاہزادے ٹیپو خان کے مکان مین اوٹھہ گئے
امین الدولہ نے کئی لاکھہ صرف کر کے بازار وغیرہ بنوایا اوسکا نام امین آباد رکھا
اونکی عہد وزارت مین بحکومت بھی آبادی نہو سکی اونکے بعد انتقال جب عملداری سرکار
ہوئی مثل چوک شہر زیادہ آباد اور محاصل کرایہ دوکان بہت بڑھگیا ہے اونکی اولاد کو
ملتا ہے قرب چھاونی اور صاحبان عالیشان کی کوٹھیون کے بننے سے باعث آبادی
ہوا ہے +

پھر جناب عالی کے عہد دولت مین ایک دفعہ مرزا جمعہ شاہزادے جنکا احوال مرزا وزیر علی کے
احوال مین گذرا فرخ آباد سے تشریف لائے باولی کے مکان مین چند روز تک وہان
رہکر پھر چلے گئے ۔

مرزا مغل بخت شاہزادے بیٹے مرزا سلیمان شکوہ کے ایک دفعہ اپنی اولوالعزمی
طبع دنیا سمجھکر لکھنؤ سے باہر نکلے لکھنؤ کے جو لوگ پریشان حال و معطل تھے ساتھ ہوئے
قواصی اختر تخلص نواب معین الدولہ میر عنایت علی وغیرہ رجواڑے تک گئے کچھ
حاصل ہوا نہ اسقدر رہتا خیال و پاس راجاؤن کو شاہزادون کے نام کا تھا جب ناکام
لکھنؤ پھر آئے سلطان بیگم بنجائی بی بی ہاری جنرل مارٹن سے نکاح کیا اونھین کی پنشن مین بسر اوقات
کرتے رہے بعد گوری بی بی کے مرنے کے اونھین کے مکان مین رہتے تھے ۔

ورود مرزا جہانگیر شاہزادہ دہلی

محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی مرزا جہانگیر شاہزادہ کو بہت چاہتے تھے کہ محبت پدری کی
حالت اشتیاق تھی اس جہت سے جو اونسے حرکت خلاف منزلت شاہی یا صحبت بد کی
جہت سے سرزد ہوتی تھی اوسے از راہ محبت عفو فرماکر درد دل سے سمجھا دیتے تھے
جب تاثیر صحبت غیر دیتی ہے اونکی حرکات ناشایستہ بڑھے سیٹن صاحب ریذیڈنٹ دربار
شاہی مین ہر ہفتے حاضر ہوتے تھے اونکی نسبت بھی حرفہای خلاف نامعقول کہنے لگے
اونکو دیکھکے ازراہ لہو کہا کرتے تھے آخر تنگ ہو کر صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ شاہزادہ سے جو حرکات خلاف منزلت شاہی سرزد ہوتے ہین مبادا انسے کوئی
ایسا امر خلاف ہو جسکی اصلاح بہت دشوار و موجب توہین ہو لہذا اگر صاحب عالم بہادر
چندے بطریق تفریح مثل حضرت جد اعلی عملداری مملکت شرقیہ مین رہین غالب ہے کہ
اصلاح حال ہو جاوے بادشاہ نے پھر اونھین سمجھایا اونکی مفارقت بہت شاق تھی چندے
تامل فرمایا مگر لاولد یا کب سنتا ہے خلاصہ اکثر الفاظ رکیک یعنی لولو سنتے سنتے ایکدن
شاہزادہ بہادر ذوالفقار خانے پر کھڑے تھے تپنچہ ہاتھ مین تھا مار بیٹھے صاحب بارے باہر
نکلے تھے گولی کلاہ ٹوپی سے ہوا نکل گئی اوسوقت صاحب بھی مین کھڑے ہو گئے توپ منگوا کر

سے دروازہ نقارخانہ سے دیوان عام تک توپ مارتے چلے گئے بادشاہ نے سلامی مین کو
حکم قطعی فرمایا کہ ہر شخص اپنے مقام پر مثل تصویر کھڑا رہجاے جبکہ صاحب آتے ہین
آئے دو صاحب عالم بہادر کشتی پر سوار ہوا پار دریا کے بادشاہ کے پاس جا کر جیسے صاحب
رزیڈنٹ تنہا کشتی پر سوار ہو حاضر حضور شاہی ہوسے عرض کی آپ حضرت صاحب عالم کو
ہمارے سپرد فرمائین بادشاہ نے شاہزادے کا ہاتھ انکے ہاتھ مین دے کر فرمایا انھین
تعلیم و تربیت کیواسطے تمھارے سپرد کرتا ہون صاحب اونھین اپنے ساتھ قلعہ کے
باہر لیکر چلے آئے +

اوسدن شاہزادہ باہر شہر کے رہا دو چار دن مین سامان ضروری شاہانہ درست کر کے
روانہ عملداری سرکار ہوے ہزار آدمی کی جمعیت لشکر اور سامان ہاتھی گھوڑا وغیرہ سب
درست ہوگیا ناگاہ خیال مین آیا کہ پہلے لکھنؤ مین وزیر اعظم کے پاس چلیے اور وہانکا عیش و
نشاط دیکھیے جو مشہور آفاق ہے اہل صحبت جو اس طریق کے جمع ہوگئے تھے وہ بھی غنیمت
سمجھے کسواسطے کہ لکھنؤ پر سب مر کھائے ہوے تھے بادشاہ نے وقت روانگی کہلا بھیجا تھا
کہ اگر لکھنؤ جانے کا اتفاق ہو تو وزیر اعظم کا بہت پاس خاطر رکھنا کسواسطے کہ ہمیشہ سے
قرب منزلت اونکی اس سلطنت مین رہی ہے +

غرض جناب عالی نے خبر آمد آمد شاہزادہ داخلۂ لکھنؤ کی سنی بہت خوش ہوئے اور مزید
عزت و افتخار سمجھکر مع صاحب رزیڈنٹ کرنل جان بیلی صاحب مرزا سلیمان شکوہ مرزا سکندر شکوہ
شاہزادے بڑی دھوم دھام سے ناکہ شہر تک استقبال کو گئے اور شہر مین چوک کی بڑی طیاری
کی کوچہ و بازار و بام تماشائیون سے بھر گیا جناب عالی نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی عرض
کی آج حضور کی بدولت منصب آبائی قدیم خواصی نشینی بعد ایک مدت العمر کے پھر حاصل ہوگئی شاہزادے
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو جانب چپ بٹھا لیا برج سعادت مین قران السعدین ظاہر ہوا نظر
خاص و عام مین بھی جلوہ افروزی ہوئی شہر مین اثیار زر کرتے ہوے داخل فرح بخش
ہوے شلک سلامی توپ ہوئی لباس شاہزادہ انگریزی سر پر لینی کالی ٹوپی ترکمانی
ولایتی زیب کمر پڑا بیچوان حقہ فیلبان ہاتھی کے ماتھے پر رکھے اوسکا پیچ شاہزادے کے

ہاتھ مین ہر طرف ہجوم عام کو دیکھتے ہوئے بعد چاہ پانی کے کشتیان نذر کی دین چار گھڑی
کے گاڑی اوسی پر سوار ہوکر لیسند باغ مین داخل ہوئے دوسو روپیہ کا خاصہ طعام معین ہوا
شیخ امام بخش وکیل الماس علیخان مرحوم صاحب لیاقت تھم بہا آوری خدمت مقرر ہوئے +

دوسرے دن جناب عالی مع صاحب ریذیڈنٹ اور شہزادی و امرا کے حاضر ہوئے بعد
چاہ پانی کے سب کی نذرین بمراتب گذرین جب وقت خلعت آیا شیخ امام بخش نے ازراہ طعن
مرزا جعفر سے کہا وزیر اعظم کو خلعت تمولی وزارت ہوگا صاحب ریذیڈنٹ کے واسطے
آپ نے کونسا خلعت تجویز کیا ہے یہ سنکر لاجواب ہوئے جناب عالی کو پارچہ خلعت ہوئے لگا
ہر پارچہ پر جناب عالی آداب گاہ پر جاکر آداب بجا لاتے تھے نذر دیتے تھے افسوس ہی
اوس دن تک خاندان تیموریہ کا یہ مرتبہ تھا بہر حال سب آداب شاہی باقی رہا تھا
صاحب ریذیڈنٹ کا بھی خطاب وسی سلطنت سے ملتا تھا عماد الدولہ فضل الملک
میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھی خطاب زبان
لارڈ ہایر ایسے سب موقوف ہوگیا غرض جب نوبت خلعت صاحب ریذیڈنٹ پہونچی فقط
دو شالہ و رومال کا حکم ہوا جناب عالی نے عرض کیا پانچ پارچہ عنایت فرمائیے صاحب نے
ناواقفگی سے چاہا کہ مثل وزیر اعظم مین بھی ہر پارچہ خلعت پر نذر دیکر آداب گاہ پر
آداب بجا لاؤن خواص شاہی نے کہا کہ یہ مختص رتبہ وزیر اعظم کا ہے تمہارا یہ مرتبہ
نہین ہے یہ سنتے ہی کیسا انفعال صاحب کو ہوا اور اپنے آج کے آنے پر
بہت شرمندہ ہوئے +

غرض جناب عالی ہر روز ہر قسم کے ہدایا و تحائف بطیب خاطر بھیجتے تھے اور ہمہ تن
مصروف تھے اور بدل منظور تھا کہ انکی ایسی خدمت سب طرح سے کیجیے کہ باعث خوشی دلی
بادشاہ ہو بلکہ رفع کدورت ہائے ماضیہ ہوا اور بادشاہ کے بھی متواتر شقے شاہزادے کو
آتے تھے کہ خبردار کوئی امر خلاف وزیر نکرنا شاہزادۂ عالم یہ کب ایسی بات سنتے تھے
اشرف علیخان ایک شخص ستار خوب بجاتا تھا اوسے اپنا وزیر اعظم کیا تھا اوسے
جناب عالی کی خبر کو بھیجتے تھے جناب عالی انکی آمد سنکر ٹہلتے تھے یہ سلام علیک مسری کہتے تھے

بہت ناگوار ہوتا تھا شاہزادے ہر صبح کو گھوڑی پر سوار ہوکر گلی کوچون مین سب جگہ تماشا
دوڑاتے جاتے تھے اکثر عورتین مرد کچل جاتے تھے نقصان پہونچتا ایکدن گھوڑا
پھیرنے لگے دسترخوان پر عجیب صحبت ہوتی تھی ایکدن شیخ امام بخش نے انتظام کے
عرض کیا بہت خوش ہوے ارباب نشاط حاضر رہتے تھے ہر شب عید و صبح نوروز
تھی جناب عالی کو پرچہ اخبار جب ایسے گذرتے تھے افسوس کرکے رہ جاتے تھے قصہ مختصر
شاہزادہ عالم ایک کسبی مسماۃ ڈامری جو ناچ مین بہت نامور تھی اوسپر عاشق ہوی اور اوسکو
داخل محل کیا اپنے عم نامدار مرزا جوان بخت کا ورثہ پایا جب یہ صورت ہوئی جناب عالی نے
بڑے صاحب سے کہلا بھیجا کہ اطوار شاہزادے کے شاہجہان آباد سے بھی یہان زیادہ
ہوتے ہین ہم پاس آداب شاہی سے مجبور ہین ایسا نہو انکی کسی حرکت سے عبث عبث باعث
مذمت و حجاب بادشاہ سے ہو مناسب ہے کہ اب صاحب عالم بہادر ملکات سرکار ہین سیر و
سیاحت کرین تو بہتر ہے صاحب ریزیڈنٹ پیشتر سے خار کھائے ہوے تھے حکم قطعی کہلا
بھیجا اوسیدن پردہ شب مین سوار ہوکر الہ آباد چلے گئے سلطان خسرو کے باغ مین مقیم
ہوے یہان کوئی خبر بھی نہوا بلکہ سبکو غنیمت ہوا عافیت سبکی تنگ ہو گئی تھی پانچہزار روپیہ
ماہواری گورنمنٹ سے خرچ کو ملتی تھی ازبسکہ بادشاہ اور نواب ممتاز محل انکی محبت پدری
و مادری حد سے زیادہ تھی برضامندی صاحب ریزیڈنٹ پھر دلی تشریف لیگئے بعد قیام
چندروز کے اوس سے زیادہ حرکات خلاف شرع ہوے آخر مان باپ نے لاچار ہوکر بھی
صاحب ریزیڈنٹ سے کہا کہ انکے حرکات جنون اوس سے زیادہ بڑھتے جاتے ہین ہمارے واسطے
موجب توہین ہوچکا ہے یہ کچھ متنبہ نہوے مبادا پھر کوئی ایسی حرکت کرینگے لہذا مناسب
حال انکا رہنا تمھاری عملداری مین بہتر ہے بڑے صاحب نے عرض کی کہ سمیٹن صاحب کے
اختیار سے صاحب کی مراجعت دلی کو ہوئی مگر اب اگر ہمارے حکم و تجویز سے جائین گے
مراجعت نہو سکیگی اس جہت سے پھر الہ آباد آئے دائم الخمر رہتے تھے آخر اسی بیخودی مین
ایکدن ہنستے ہنستے دنیا سے سفر کر گئے جنازہ روانہ دلی ہوا جب داخل شہر ہوا جلوس شاہی
ساتھ ہوا ملازمین شاہی اور تمام مردم شہر وضیع و شریف ساتھ تھے شہنا نوازون نے

یہ شعر اپنے مضامین میں شروع کیا ع سرو سیمینا تو تنہا میروی ٭ سخت بیمہری کہ بے ما میروی
اسپر خود بھی سب رو دیے تھے کہ عجب حال تھا تین دن تک ان باپ نے کھانا نہ کھایا حجرۂ
خلوت سے باہر نہ نکلے آخر بڑے صاحب نے آکر بہت سمجھایا اور کلمات صبر عرض کیے بدستور
پھر دربار ہونے لگا

لشکر دھوم دھڑکا جناب عالی کا کرنل بیلی صاحب کا نیچہ شیر سے بچنا سفر کا موقوف ہونا

نواب آصف الدولہ بہادر ہر سال دو سفر شکار کیواسطے کیا کرتے تھے اور بہرائچ کے
میلے میں بھی اکثر اتفاق ہوتا تھا فی الحقیقت عجب سیر و تماشے کا سفر ہوتا تھا ہر مقام منزل
پر معلوم ہوتا تھا کہ ثانی لکھنؤ شہر پیدا ہوا ہے اور ہر شخص ایک سفر سے دوسرے کا دن گنا کرتا تھا
ہزارہا مزدور اسی سفر پر قرض لیتے تھے دوکاندار اہل پیشہ اپنی فلاح سمجھتے تھے چنانچہ جب
سفر گونڈل کیا تو سے کہار بوجہ سواری کو ہاتھون ہاتھ لیگیا وہان کے راجہ نے استقبال کیا
تھانون کو بھی گند لئے دو اوسے خلعت دیا نی کوٹ میں ایک بارہ دری بنوائی وہ اب تک
باقی ہے جہان جناب عالی کے لیے وہ مرزا ابراہیم قدر بعد فساد ہنگامہ باجازت راجہ مقیم ہوئے
اس سفر میں بھی صرف کہار رومہ کا ہوتا تھا اسی صورت سے جناب عالی بھی ایکدفعہ موسم
برسات میں شکار کو تشریف فرما ہوتے تھے ازبسکہ بندوق لگانے میں قادر انداز تھے زیادہ
شکار کا لطف اوٹھاتا تھا اور انتظام لشکر بھی بہت خوب ہوتا تھا فرارا شہر کے خوش باش
بے فکر و بھی کسی حیلہ سے ہمراہ لشکر ہوتے تھے پچھلی رات سے سوار ہوتے تھے کئی سو فانوس
کی روشنی ہمراہ سواری میں لشکر میں جابجا اذان صبح کا ہونا وہ کم کم تارون کی روشنی آہستہ
جھونکے نسیم سحر کے چلنا دوسری طرف سے گشت شہنا نوازون کا غنا سحر گاہی سے جانوران
صحرائی کا چہچہہ نغمۂ الحانی سے کرنا باعث ولولہ ہر شخص ہوتا تھا خوانچہ والے فواکہات ہر قسم کے
لئے ہوئے پکارتے پھرتے تھے فی الحقیقت عجب لطف ہوتا تھا اور اس سفر سے زیادہ تر فائدہ
سرکار یہ تھا کہ اکثر مظلوم رعایا جو عمال کے ظلم سے نالان و شاکی ہوتی تھی اپنی داد کو پہونچتی تھی
تعلقدار بھی سرحساب سے ہٹتے تھے اور ملک کی آبادی و غیر آبادی اور زمین کا کشت ہونیکا
سبب معلوم ہوجاتا تھا میان حبشی شاعر نے قصیدہ فارسی اسی سفر کا لکھا ہے مشتاقین دیکھا ہی

خلاصہ جبکہ ان مضرب خیام مقام دہرہ دون میں تھے صبح کو شیر صحرائی اسیر حلقہ کمند ہاتھیوں
ہوگیا یعنی ہاتھیوں کا حلقہ ہوتا تھا شیر گھبرا کے اسکے مقابل ہاتھی بڑی صاحب کے نکلا جست کرکے
ہاتھی کی سونڈ سے لپٹا فیلبان نے جسارت سے بچا لیا گاری ہاتھی نے ٹھوکر کھائی اور اسکے
جھونکے سے صاحب انگریز حوضے سے شیر کے سامنے گر پڑے چاہتا تھا دبا بیٹھے دفعتہ
جناب عالی نے اسکی سر گولی ماری کہ شیر گر پڑا صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے ہر طرف سے غلغلہ
واہ واہ بلند ہوا صاحب مع صاحبان عالیشان شکرگزار ہوئے کہ حضور نے اسوقت پنجہ
اجل سے صاحب کو بچایا اس شہرت سے صاحب کی تلوون میں تھوڑا خراش ہوگیا تھا پالکی
میں سوار ہوکے اپنے خیمے میں لائے گئے ہر رسیدہ بود بلائی ولے بخیر گذشت +
آج ہفتہ میں اپنا شکار یہ ہوگیا تھا اور ہمیں جناب عالی بڑی ملزم رہتے یہ احوال سفر کی پیچھے
کچھ معلوم نہیں کیا صورت ہوئی کہ پھر یہی سفر آخرت کے سفر شکار نصیب ہوا +
ایک سبب اور بھی مشہور ہے کہ ایکدن جناب عالی نے آٹھ شیر ایسے نوین کی تلاش میں تھے
دوپہر ہوگئی دھوپ اور گرمی کی شدت سے جناب عالی پھر آئے اتفاقاً گوینڈی بلی صاحب
خبر کی اور انھوں نے بے اطلاع جناب عالی شاید انکے خیمے کے قریب نکلا تھا اسواسطے کہ صاحب کا
خیمہ مع پلٹن لشکر سے تھوڑے فاصلے پر ہوتا تھا یا اور کوئی سبب ہو شیر کو مار لیا ورنہ
نوشیروان کے نام سے مشہور ہوتے تھے اسی گھاٹ پر خیمہ تھا پھر آئے شکار کو نکلے واللہ اعلم

ملحوظات خاطر جناب عالی درباب استحکام ریاست

ہر صاحب فہم جانتا ہے کہ عقلمند کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آگے اسباب ظاہری
یا امور تقدیر سے بگڑ جاوے اوسکا قصور تدبیر نہیں جناب عالی سب کے نزدیک صاحب عقل و
دانش تھے اونکا فعل حکمت سے خالی نہ تھا اگرچہ باوجود اختیار ریاست کے مجبور تھی صلاح
و صواب دید دوسرے کی بھی تھی چنانچہ جب بنارس سے تشریف لائے مسند نشین ہوئے
پانچ یا چھ لاکھ روپیہ خزانے میں بذات خود لائے تھے فقط اپنے حسن سلیقہ و انتظام خرچ سے
جمع کیا تھا یہاں خزانے میں نواب آصف الدولہ و مرزا وزیر علیخان کی فضول خرچی سے
کیا تھا بس اتنی مدت وزارت میں بعد صرف اخراجات معینہ دس یا بارہ کروڑ روپیہ خزانے میں

جمع کیا تھا کسواسطے کہ نوی لاکھہ روپے سال کا خرچ تھا ملک سے ایک کروڑ چودہ یا پندرہ لاکھہ سے زیادہ
وصول نہین ہوا فی الحقیقہ اپنی خوش سلیقگی سے اتنا روپیہ جمع کیا تھا اسیر بھی تعمیر مکانات
شہر جدید اور ملازمین اور مرشدزادون کو جو تعمیر مکان کو عنایت فرماتے لاکھون خرچ ہوتے کچھہ
عقل سے باہر حساب خرچ ہے یا برکت خداداد کہیے اوس عہد دولت مین ملازم جدید کیواسطے
کوئی جایداد فوقی تجویز نہین ہوتی تھی اگر ضبطی مال راجہ مہرا اور نواب شمس الدولہ بہادر یا نصیر الدولہ بہادر
و میان الماس وغیرہ کی امانت نہ ہوتی تو شاید کچھہ زیادہ جمع ہوتا چنانچہ نواب غازی الدین حیدر نے
بعد مسند نشینی اسکا دعوی دونون بھائیون سے چاہا مگر نواب گورنر جنرل بہادر کی صلاح اور
اپنی سیر چشمی سے باز رہے اوسی کرور روپے کے نقد و جنس سے نواب شمس الدولہ نے بنارس و
کلکتہ مین جاکر صرف کیا ہر صاحبزادی کو چھہ لاکھہ کے نوٹ خرید کر دیے جس سے آج تک اونکی اولاد
بنارس اور بغداد مین بسر اوقات کر رہی ہے اور اخراجات جناب عالی تنخواہ سب مرشدزادونکی
بیش قرار اور صاحبان عالیشان جو مصاحب تھے ہزارون روپے تھے اور جو صاحب کمال یا
اہل سپاہ وغیرہ دکن سے یا کوئی صاحب لیاقت یا عالی خاندان تباہ و پریشان ہوکر آیا اور
چندے وزیر سلام کیا یا از روی پرچہ اخبار یا کسی کے وسیلے سے بعد دریافت حقیقت حال اوسکی
پرورش ہوجاتی تھی شہر سے ناکام نہین جاتا تھا سوای نواب خاص محل کے کوئی دوسرا محل ممتاز
نہ تھا جسکا خرچ پایا جاتا یہ تھی جسطرح آخر سلطنت مین حال ہوا اور غرض جناب عالی کی اس روپے سے
یہ نہ تھی کہ مین نوٹ گورنمنٹ مول لیکے سود لیا کرونگا یا کسیکا وثیقہ مقرر بواسطہ گورنمنٹ کرونگا
اور نہ اس سے لشکر کشی کا ارادہ تھا خلاصہ ثقات یا جو محرم راز تھے کہتے تھے کہ مجموع ممالک مفوضہ
و مقبوضہ و مفتوحہ جو متعلق بتعہد سرکار کمپنی ہے اسکا تعہد ہی سالہ سرکار شاہی سے لے لونگا اور
اقساط پیشگی داخل سرکار کرونگا اور فوج انگریزی اور صاحبان نظامت بدستور بحال رہینگے اور
امر جدید بمشورہ اپنے اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ہوا کریگا اور ایک سفیر صاحب لیاقت
مثل صاحب رزیڈنٹ حاضر حضور نواب گورنر جنرل بہادر رہیگا اس مشورہ خاص سے فقط
جنرل مکلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب وغیرہ مصاحبان ہمراز واقف تھے یا بعض اہلکاران معتمدین
سرکار اور اب ایسا احوال سبکے نزدیک زٹل مضمون خیالی ہے الغرض سے اولٹی ہو گئین سب

تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا * بلکہ رہا سہا سب کام تمام کیا *

ضبط اوقات جناب عالی

جناب عالی قبل از طلوع آفتاب محل سے برآمد ہوتے تھے ازبسکہ شہسوار یکتا تھے گھوڑے سے تعشق تھا وکن عرب اور جنگل کے تال مین سے گھر کے خانہ زاد گھوڑی گھوڑیان ایسی پیدا کین کہ اس صورت و سیرت و خوبی کے مقام اصل مین بھی کسی نے نہ دیکھی ہونگی اوسوقت لباس انگریزی زیب کمر والا تھا جرابن چرم سے ٹوپی مغلی سیاہ مخملی پہلے سلام مرشد زادون داماد یا امرای خاص کا ہوتا تھا مگر نواب شمس الدولہ و نصیر الدولہ بہادر اہلکار تھے سلام کرکے اپنے گھر کا دربار کرتے تھے اکثر ہوا خوری تا دلکشا یا پار دریا یا موسی باغ تا بعد دو ساعت کے مراجعت فرماکے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے جلوس سواری مع ڈنکہ سب آگے ہوتا تھا اور سب بھی اپنے اپنے ہاتھی پر سوار ہوتے تھے اور جب گھوڑے پر ہوتے تھے فقط دو خاص بردار یا دو چوبدار دہنے بائین تھوڑے فاصلے پر ہوتے تھے یا مرزا اکبر بیگ یا محمد غلامی خانہ زادان حضوری پر سوار لباس انگریزی سے آگے ہوتے تھے یا چند کتے شکاری یا بازدار وغیرہ کچھ فاصلے سے پیش و پہلو مین مصاحبان خاص صاحب ہوتے تھے راہ مین اکثر مسافر یا دادخواہ عرضی استغاثہ دیتے تھے ایک دفعہ ایک سپاہی نے عرضی رفو گاری کی تھی اتفاقاً اوسنے تلوار اپنی کمر کے پٹکے مین رکھ لی تھی جب سلام کو جھکا تلوار میان سے نکل پڑی پکڑا گیا بیقصوری اوسکی ثابت ہوئی چھوڑ دیا جب سے بیس سوار و بیس چپراسی اہتمام سواری کو انتظام الدولہ مظفر علیخان کے سپرد ہوے اشرف الدولہ رمضان علیخان مرزا اشرف علی بھی ہوتے تھے اکثر مسل نگاہداشت سواران جدید کی در دولت پر بہو نچکر ملاحظہ فرماتے تھے یا نواب شمس الدولہ بہادر جنرل بھی کبھی نواب نصیر الدولہ بہادر بھی حسب الحکم تعمیل کرتے تھے ہر روز چوکی مین بائیس سو آدمی ہر فرقے کا حاضر رہتا تھا از انجملہ دو سو کبھی سوار بھی ہوتے تھے بس دربار سواری صبح ہو چکا امرا یا معززین در دولت سے رخصت ہوئے دو نوبجے حیاد پانی ہوتا تھا کرسی نشین امرای مقربان خاص مثل صمصام الدولہ مرزا جعفر اور مرزا محمد تقی خان شاعر ہندی بے مثل بیٹے نواب مرزا علیخان کے پہلو مین یا روبرو

صاحبان مقرب خاص اول مکلوڈ صاحب ڈاکٹر لا صاحب وغیرہ پہ یا کرسی خاص میر انشاء اللہ خان
طوطی ہزار داستان ہندوستان میر ابو القاسم خان بخشی میر منشی یہ سالار فوج کے نواب
سراج الدولہ بنگالہ جرنیل معززین خواجہ سرا وغیرہ اوسوقت بار باب سلام ہوتے تھے سامنے
عرض بیگی کھڑا رہکر ہر ایک کو بہ تعینات سلام کراتا تھا باہر آمدین باجا انگریزی بجتا تھا جناب عالی
جس سے مخاطب ہوے گفتگوی عاقلانہ با وقار ہوتی تھی ہر شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ کی
صحبت چاہ پانی ہوتی تھی جتنے صاحب چھاونی کے ساتھ آتے تھے انکی پر میدان پہ کوٹھی
اوترتے تھے ہر ایک کا حقہ حیوان بھی ہوتا تھا حقہ کی آواز سے کمرہ گونج جاتا تھا بعد چاہ پانی
خلوت خاص ایک کمرے مین ہوتی تھی وہان کوئی نہین ہوتا تھا سوا جناب عالی او رزیڈنٹ صاحب
کے بالمشافہ طرفین سے جو گفتگو ہو شنبہ کو جناب عالی کا چاہ پانی بڑی صاحب کی کوٹھی
یا خیمے مین ہوتا تھا کسواسطے کہ دوسری کوٹھی ضیافت کی حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین
بنی اور بڑا پھاٹک بیلی گارد کا بنا اور براہ آمد و رفت جو باہین کوٹھی رزیڈنٹی بند ہوگئی تھی
بعد دس بجے کے برخاست چاہ پانی ہوتا تھا ۔

تیسرا دربار وقت خاصہ مقربان یا اردلی خاص او کبھی نواب جلال الدولہ مہدی علیخان
یا رکن الدولہ نواب محمد حسن خان صغیر السن تھے شریک خاصہ ہوتے تھے بعد گیارہ بجے کے
برخاست ہو کر محلسرا مین تشریف لیجا کے کچھ دیر استراحت فرما کر حقہ میل فرماتے تھے ۔

چوتھا دربار دو بجے وقت ملاحظہ کاغذ ہوتا تھا نواب نصیر الدولہ بہادر لفافہ کاغذ بند
میز پر رکھکر چلے آتے تھے نواب شمس الدولہ بہادر لفافہ رکھکر علیحدہ کمرے مین تا اختتام
ملاحظہ کاغذ حاضر رہتے تھے نواب منتظم الدولہ مہدی علیخان راجہ دیا کرشن رای رتن چند
صاحب اخبار رای صاحب رام اخبار نویس خفیہ منشی رونق علیخان منشی دانش علیخان اور
معززین منشی اپنا اپنا لفافہ میز پر رکھکر ہر ایک اپنے مقام علیحدہ بیٹھتے تھے جسے بضرورت
تحقیق طلب فرمایا حاضر ہوا جناب عالی نے جب لفافے کو ملاحظہ فرمایا دستخط کرکے میز پر یا
پہلوی میز مین پھینک دیا سامنے کہار نا خواندہ حاضر رہتے تھے جس کاغذ کو طشت آب مین
ڈال دیا کہار نے خوب مل کر کنارے رکھا اتفاقاً ایک شخص اسی کاغذ کیوقت نوکر ہوا عرض کیا

ہین ناخواندہ ہوین جناب عالی نے ایک فرد کاغذ پڑھکر پھینک دی اوسی سے کہا اوٹھالا
اوسنے فرد کو دیکھا پیشانی سیدھی فردوی تقصیر مند ہوا نوکری سے موقوف ہوا غرض پہر بھر
کامل سب کاغذات کو ملاحظہ فرماکر بے اعانت دوسرے کے دستخط فرماتے تھے جب فرصت
ہوتی تھی چار متصدی حاضر ہوکر سب کاغذ جمع کرکے جسکے نام دستخط ہوتے تھے جدا کرکے
ہر دفتر مین اوسیوقت بھیجوا دیتے تھے اور اوسی دن دفتر اجراسے سب احکام جاری ہوتی تھی
اسی ملاحظہ کاغذ کی جہت سے فتور بصارت ہوگیا تھا اور جاڑے کے موسم مین دن چھوٹا
ہوتا ہے جو کاغذ بچ رہتا تھا رات کو ملاحظہ ہوتا تھا اور پرچہ اخبار بلا قید گذرتا تھا مہر خاص کیوقت
ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان حاضر ہوکر سامنے حضور کے مہر کرکے پھر صندوقچہ مہر لیجایا کرتے تھے
پرچہ پیام یا محبت نامہ ریزیڈنٹ صاحب کا پہلے مرزا جعفر حضور مین لایا کرتے تھے جب ایکدن
جناب عالی نے ازراہ عتاب فرمایا کہ کرنل جان بیلی میرے سامنے بات نہین کرسکتا یہ جو لکھتے ہو تم ہو
یہ منشی میر حسین بھانجے منشی علی نقی خان کے اور دونون جوان خوشنویس تھے بصلاح مرزا جعفر
جایا کرتے تھے جواب تحریرات کا اوسی دن جاتا تھا ادہر سے مولوی صدن واسطہ رسالت
ہوتے تھے یہان سے جواب بعد خوب تنقیح و تحقیق و مشورہ جایا کرتا تھا۔

وقت شام جناب عالی بسواری گاڑی دو اسپہ کہ جو ان رسن اپنے ہاتھ مین لیے جلوس
سواری تر کسواران رسالہ راجہ بختاور سنگھ اردلی خاص یا کبھی تامجان پر سوار ہوکر تشریف فرما
ہوتے تھے کبھی کسی گنج کیطرف جاکر نرخ غلہ خود پوچھتے تھے بخیال پرورش رعایا تقاوی بھی
دیتے تھے سال بھر مین دو ضیافتین صاحب ریزیڈنٹ کی کوٹھی مین ہوتی تھین
سرکار کیطرف سے ایک سالگرہ شاہ لندن دوسری بڑے دن کو اسمین ساٹھ ستر ہزار
روپیہ صرف ہوتا تھا اور کشتیان علی قدر حال مرشدزادون داماد کو ملتی تھین امراکو
ہار گوٹے کے اور عطر لارڈ مائرا صاحب کے حکم سے یہ سب موقوف ہوا فقط آتشبازی
روشنی سرکار شاہی سے ہوا کرتی تھی۔

انتظام ممالک محروسہ جناب عالی

اکثر علاقجات سرکار سے عمال کو امانی دیے جاتے تھے کسیکو علاقہ چار پانچ لاکھ سے

زیادہ کا نہوتا تھا اسوجہ سے کہ صاحب قوت نہوجائین اور تھوڑے علاقے کا بندوبست
ہندوستانیون سے ہوسکتا ہے اور زیادہ علاقہ دینے سے احتمال روپیہ کے رہ جانے کا
ہوتا ہے سوای نظامت نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کہ وہ سب طرحسے سرکار کے معتمد تھے
اور اپنے محاصل ملک کو چھپاتے نہ تھے اسی جہت سے خیرخواہی اور اعتماد اونکا ثابت ہوتا تھا
اور ہیکی سوا ملک کے امانی ہونے سے موجب خوشی سرکار کمپنی انگریز بہادر بھی تھا اور بندوبست
بھی تھوڑے علاقے کا بخوبی ہوسکتا ہے خلاصہ بہت کم علاقہ اجارہ دیا جاتا تھا بہت
شرط وشروط پر کہ کسیطرحسے روپیہ سرکار کا علاقے مین رہ نجاسے اور باعث بربادی نہو
بلکہ عمال سے اقرارنامہ لیا جاتا تھا کہ جس حیثیت آبادی سے علاقہ دیا گیا ہے اگر ہروقت چھوڑنے
کے کچھہ فرق ہوگا قید شدید ہوگی اور جرمانہ سنگین لیا جائیگا چنانچہ اکثر عمال مستاجر قید مین
مرگئے اونکا گھر ضبط ہوا +

فوج کی یہ صورت تھی کہ جس علاقے مین بقدر ضرورت اور معمول قدیم متعین رہتی تھی
عامل کو برطرفی وبحالی کا اختیار نہ تھا اور بروقت ضرورت جب کوئی تعلقدار ازراہ سرکشی
لڑتا تھا اور فوج کمک کو جاتی تھی اور فوج انگریزی بھی حسب قانون شریک لڑائی ہوتی تھی
اور عمال بغیر حکم سرکار کسی تعلقدار سے نہین لڑسکتے تھے کسواسطے کہ وہ مختار سب امور کے
نہ تھے سرکار بیدار مغز تھی جب کسی تعلقدار اور عامل سے معاملہ فیصلہ سال تمام مین کچھہ
تکرار ہوتی تھی اور تعلقدار فیصلہ مجوزہ عامل قبول نہین کرتا تھا عامل پہلے سرکار مین عرض
حال کرتا تھا سرکار سے حکمنامہ جہت دریافت عدم قبول معاملہ مشخصہ جاری ہوتا تھا
اگر تعلقدار نے ازراہ رعیت گری معاملہ مجوزہ عامل جو مقبول سرکار ہوچکا تھا قبول کیا
بہتر وگرنہ درصورت سرتابی استیصال کیا جاتا تھا اور اگر عامل ازراہ نفسانیت ارادہ جبر کچھ
نسبت تعلقدار کے کرتا تھا بعد تنقیح ان سب امور کے عامل کو سرکار سے صاف ممانعت ہوتی
تھی کہ ہرگز زیادہ طلبی نکرو بلکہ سرکار سے خود بموجب جمع سنواتی فیصلہ تجویز ہوجاتا تھا کہ
عامل اور تعلقدار کو کوئی عذر باقی نرہے خلاصہ ان سب امور کا اہالی سرکار کو خیال رہتا تھا
باعث آبادی ممالک محروسہ ہوتے تھے اور جتنے امور مالی وملکی اور فوجی اور رعایای شہر

حتی الوسع آنکھ سے دیکھکر اور کان سے سنکر حکم مناسب پایا جاتا تھا اور اہلکار بے اطلاع جناب عالی کوئی امر بجا نہین لا سکتے تھے جیسا کہ حکام مابعد کے عہد دولت مین ہوا اہلکارو کے اختیار کلی ہونے سے اور غفلت سرکار سے رفتہ رفتہ باعث خرابی و بدنامی اور شکایت سرکار انگریز بہادر ہوا +

بنای وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد و حمایت و مداخلت صاحب رزیڈنٹ ہر امر مین جو باعث کمال ناگواری دلی جناب عالی ہوا

خلاصہ جناب عالی نے جو کچھہ کہ اس مدت ریاست مین نجات خود کیا کیا عرق ریزی و جد و جہد کی ظاہر ہے خصوص اپنے بے اختیار ہونے مین جتنا کہ صاحب اختیار سے ہوسکا اگرچہ نواب گورنر جنرل نے اختیار سیاہ و سفید گھر کا دیا تھا اس عہد دولت مین سوال جواب سرکارین تحریر پرچہ پیام پر موقوف تھا مقدمات یا اظہار احوال مین اور محبت نامہ منشیٔ ...تا تھا اور سرکارین کو حصول مقصود مطابق قوانین منضبطہ منظور و ملحوظ رہتا تھا اس جہت سے تحریر مین فی الجملہ ایک حجاب حفظ مراتب رہتا تھا اور اندیشہ خلاف قانون جانبین کو تھا لمسڈن صاحب کرنل اسکاٹ صاحب کرنل کالنس صاحب کرنل جان بیلی صاحب سے جیسا کہ چاہیے کہ موافقت کبھی نرہی ہمیشہ چلی گئی چاہی بیلی صاحب کی مدت قیام نو برس مین جو گذرا ظاہر ہے کہ ہر امر جزو و کل مین بہت سے امور خلاف صاحب کی خودرائی سینہ زوری سے عمل مین آئے اس خلاف سے بہت تنگ و ناگوار طبع ہوئے تھے یہ سبب آتش افروزی گھر کے بھید یون کا تھا تفصیل ان سب مقدمات کو ایک کتاب مختص چاہیے تھی اگر سرکار شاہی مین کوئی بیدار مغز طرفین کی تحریرات کو جمع کر لیتا کھل جاتا چنانچہ بکنگھم صاحب صاحب اخبار کلکتہ نے اپنے کاغذ اوری انٹل اب ظرور مین ان سب خرابیون کا حال اور عملہ رزیڈنٹ و تحکم صاحب کا خوب لکھا ہے جنھون نے اوس کتاب کو دیکھا ہے جانتے ہین جس سے سراسر الزام کرنل و حق بجانب جناب عالی یہی وجہ تھی کہ اونکی حمایت سے بہت سے اصحاب الیمین اس شمال ہوگئے حق مرکز سے تجاوز کر گیا لوگون نے خط مستقیم سے راہ خط منحنی اختیار کی بنام نامی خیرخواہان کمپنی اپنا مزید تفاخر سمجھے مثل حمایت نواب ناظر محمد تحسین علیخان اگرچہ چٹھی سفارش

شور صاحب تھی مگر گفتگو تو امر واجبی مین ہے اونکے درپۓ ذلت کے نہ تھے یا حیدر بخش
چیلہ محمد الماس علیخان مع اپنے نقد و جنس بہرہ انگریزی لیکر گورے اپنے وطن مین جا کر
رہا یا خانہ زاد خان مرزا جان متبنای الماس علیخان اوسکے گھر پر پہرہ انگریزی رہتا تھا
و جملات ملک سے بچا دیا خاتمہ وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کا ہونا اور بہت سے مقدمات گذرے
جو علی الرغم جناب عالی ہوے اور یہ سب موقوف بر وقت ہوے اگر تفصیل چھوڑتی چنانچہ
اسکا شاہد یہ ارشاد اول اجلاس لارڈ مایرا صاحب بہادر ہے کہ کرنل صاحب نے دربار عام
مین منتخب ملین و خیرخواہان کمپنی جمع ہوے عرض کی یہ سب خیرخواہان سرکار و اقتدار مین
عجب حرف انصاف فرمایا کہ کس ذریعہ حسن خدمت اپنے سے آیا بر وقت ضرورت سرکار کو
روپیہ دیا ہے یا بر وقت لڑائی فوج سے کمک کی ہو یا باعث تصفیہ کسی مقدمہ ملکی کے
ہوے ہین ہمارے نزدیک یہ سب امور جناب عالی سے ہماری سرکار کیواسطے ہوے ہین لوگ
اپنی حفاظت جان و مال و عزت بچانے کو ہماری سرکار کے ظل حمایت مین آئے ہین بلکہ
باعث ہماری مداخلت بیجا کے ہوے ہین ؎

الغرض بنای وثیقہ بہو بیگم صاحبہ کی یہ صورت ہوئی کہ جب نواب علیخان لکھنؤ مین آئے
مہمان مرزا جعفر ہوے بہت تکلف سے ضیافت کی اور بمشورہ کرنل بہادر صورت وساطت
وثیقہ ٹھہرا کر پہلے نواب قاسم علیخان کو فیض آباد بھیجا اونھون نے بیگم صاحبہ سے مشورہ سا
عرض کیا کہ آپ کچھ بسر اوقات اور اپنی بال بچے و متوسلین نوکر و بردگان قدیم کی بھی کچھ
فکر کی ہے یا نواب سعادت علیخان سے آپ مطمئن ہین معلوم نہین ان سب کا کیا حال ہوگا
بعد آپ کے کسکے دروازے جاینگے اور کون ان سبکی حمایت و سرپرستی کریگا رونے لگین
فرمایا مجھے بھی شب و روز انھین کی فکر رہتی ہے اب جیسی تمھاری صلاح وقت ہو عرض کیا
مناسب یہ ہے کہ آپ کرنل بیلی صاحب کو بلوا کر اپنا وصی و ضامن و حامی کیجیے اوس سرکار
سے زیادہ کون امین و معتمد ہے اور یہ سب اپنا نقد و جنس دیکر اوسکے زر منافع سے تنخواہ
دائمی ان سب کیواسطے بحمایت و بضمانت کرجایئے چنانچہ حسب الطلب کرنل صاحب فیض آباد
گئے اور سب امور وثیقے کے طے ہوے اسکے ہونے سے عملداران سرکار

بہت بھلا ہوا چنانچہ مرزا جعفر کی بیٹی کے بھی سو روپے ماہواری مقرر ہوئے اور دارات عالیان
نے بخوف جناب عالی بالخفا ہنڈویان مہاجنوں کی مول لیکر روپیہ روانہ کلکتہ کیا بعد ایسکے
اسکا حال جناب عالی پر کھلا

نقل وثیقہ بہو بیگم صاحبہ فیض آباد

این وثیقہ ایست بطریق ودیعت نامہ از جناب حضور جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم عرف
بہو بیگم صاحبہ بنت موتمن الدولہ نواب اسحاق خان مرحوم زوجہ نواب شجاع الدولہ والدہ ماجدہ
نواب آصف الدولہ باہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ کفالت وحمایت وحفاظت مادولت مع
جمیع متعلقان ولواحقان بذمت ہمت اہالیان موصوف ثابت ومتحقق ست وہمیشہ بعمل
آمدہ وخواہد آمدہ برین وجہ کہ تا ایام حیات مادولت بر جمیع علاقہ جاگیرات ومکانات و
مال واسباب خود قابض ومتصرف بودہ نوعیکہ صلاح وقت اقتضا خواہد نمود پرورش وخبر گیری عزیزان
وبرادرزادگان ولواحقان وخواجہ سرایان ومتبنان وکنیزگان سرکار خواہم نمود لیکن چون برحیات
مستعار اعتمادی نیست لہذا نظر بر عاقبت اندیشی ومآل کار در حالت صحت ذات وثبات عقل و
حواس خود تمام مال واسباب واثاث البیت خود از نقد وجنس آنچہ بالیقین در ملکیت اینجانب ہست و
مقدار آن در فرد علیحدہ مہری اینجانب مفصل معلوم خواہد شد مع دیگر ہرچہ در ہنگام وقت انقضای ایام و
ارتحال ازین دار فانی بخزانہ سرکار جمع شدہ باشد بطریق ودیعت وامانت باہالی سرکار کمپنی
انگریز بہادر دادم وسپردم واختیار کامل درباب تصرف دران باہالی سرکار موصوف مفوض
وسلم فرمودیم بدین نظر وتوقع آنکہ اہالی سرکار موصوف نظر بر رابطۂ اتحاد واخلاص قدیم قسمیکہ
کفالت وامانت امور سرکار اینجانب کردہ اند ہمان قسم بعد مادولت نیز کفیل وحامی ہمہ متعلقات
عزیزان وبرادرزادگان ولواحقان وخواجہ سرایان ومتبنان مادولت بودہ باشند وبجہت کہ
برای مدد معاش عزیزان وبرادرزادگان وخواجہ سرایان ولواحقان ومتبنان مادولت اسم بنام
از رقم جاگیر ودرماہہ نقدی منجملہ منفعت مال سرکار بموجب فرد علیحدہ مفصل مقرر فرمودیم نسلاً بعد
نسل وبطناً بعد بطن جاری لدالآوقات بحال استحال وبرقرار دارند تا آنہا اوقات گذاری نمودہ محتاج نشوند
واہالی سرکار موصوف پیوستہ آنرا منظور نظر دارند کہ کسی برآنہا ظلم وتعدی نسازد وبعد حیات و

و باغات و گنجیات و دکاکین و وجوه محرقه و غیره که در ایام حیات مابدولت در تحت و تصرف
آنهاست مدام در قبضه تصرف شان و وارثان شان نسلاً بعد نسلٍ باشد و احدی و رثان
بوجهی من الوجوه تعرض و مزاحمت نکند و رمغت و نظارت پناه عزیز القدر محمد داراب علیخان
و دیگر اهلکاران و خواجه سرایان و لواحقان و ملازمان مابدولت که بامور مالی و ملکی مامور
خدمات بوده اند چون هر یک حساب کتاب قرار واقع موافق رسم و آئین سرکار عالیه
مابدولت فهمانیده داده اند تا حین حیات خود خواهند نمود تا فی الحال بعد مابدولت با حدی
نرسد که مواخذه حساب کتاب با نها کنند اگر احیاناً کسی بوجهی من الوجوه از راه تعرض و
اذیت مزاحمت … کند والی سرکار موصوف او را باز دارند بلکه بموجب حکم وثیقه اینجانب هر قدر
مال و اسباب از نقد و جنس که در فرد علیحده مهری مندرج گردیده و دیگر هر قدر مال اسباب
از نقد و جنس که تا امروز تا وقت انتقال بخزانه مابدولت جمع شده باشد با والی سرکار
موصوف نشان واگذاشته میشود الا والی سرکار موصوف منجمله اموال سرکار عالیه مبلغ سه لک روپیه
سکه های … و … مقبره و یک لک روپیه سکه جهت نذر کربلای معلی و نجف اشرف و
دیگر اماکن شریفه بر آورده بمعرفت محمد داراب علیخان ناظر که بحلیه امانت و دیانت آراسته است
بهر دو جا حسب منشاء … اخراجات مقبره مذکور تجمیع مبلغ ده هزار روپیه و دیهات از نیز گمشته
… مقرر نمایند که آمدنی آن بمصارف مساکین و مومنین و مقبره مذکوره در آمده باشد
و آنها … آسایش مانند تا موجب ثواب باشد و از تنخواه همه عزیزان و برادرزادگان
و خواجه سرایان و گماشتگان و متوسلان سرکار مقدسه از محاصل جاگیر یا منافع مال سرکار عالیه
محمد داراب علیخان … باشند تا مومی الیه بهر یک تقسیم کرده باشد و گفته و نوشته خان موصوف
در باره آنها پذیرا … بعد ادای جمیع وجوه … الصدر هر چه مال و اسباب از نقد
و جنس سرکار عالیه باقی ماند اختیار کامل آن بدست والی سرکار موصوف فرمودیم که بهر چه
بخواهند بهر که بخواهند بدهند … بکنند … چون بعضی اقربا و عزیزان مابدولت که اسامی آنها
در فرد علیحده مندرج است الحال وجوه تنخواه از جای دیگر دارند … وجوه تنخواه مذکور بعد
وفات کسان مذکور احتمال موقوفی یا کم و بیشی خلاف معمول سرکار اینجانب است در نصورت

اہالی سرکار موصوف نظر بر بلند نامی خود و ما بدولت واجب ست کہ بعد از اجرای وجوہات
مشاہرہ محمد داراب علیخان و عزیزان وغیرہ اسامی مندرجہ فرد علیحدہ و دادن مبالغ طیاری
مقبرہ و نذر کربلای معلی و نجف اشرف از منافع مبالغ امانت مصدر الذکر کہ سال بسال جمع
خواہد شد دران اہالی سرکار موصوف بتصرف مختار خواہند بود و کسانی را کہ از عزیزان [illegible]
از طرف وجہ معاش پریشان حال ملاحظہ فرمایند وجہی فراخور حال آنہا مقرر سازند کہ اوقات
خود را بسر برند۔ تحریر فی التاریخ بست و ششم شہر رجب سنہ ۱۲۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۰ فصلی
مطابق سنہ ۱۸۱۳ع　　امۃ الزہرا بیگم　　محمد داراب علیخان　　بوبو [illegible]
بنت [illegible] اسحاق خان

بند تفصیل درماہہ عزیزان و اقربا و خواجہ سرایان و متوسلان و ملازمان و متبنیان و غلامات
سرکار جناب عالیہ امۃ الزہرا بیگم بنت محمد اسحاق خان مرحوم مع دیگر اخراجات ضروریہ کہ اجرای
آن نسلاً بعد نسل از اصل و منافع اہالی سرکار خود مندرجہ وثیقہ و بند مہری مرقومہ بست و ششم
رجب سنہ ۱۲۲۸ ہجری حوالہ اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر منظور و مرکوز شدہ و علاوہ ہر آنچہ از
سرکار نواب وزیر الممالک بہادر [illegible] جایداد و تنخواہ خاص محل و تنخواہ ڈیوڑھیات نواب
مرزا علیخان و نواب سالار جنگ مرحومان و مرزا قاسم علیخان و اکبر علیخان و اصغر علیخان
از قدیم الایام معمول و مقرر ست واجب [illegible] شہر [illegible]

بی لطف النساء وغیرہ	مرزا حیدر	ممدولا بیگم
یک نفر [illegible]	[illegible]	[illegible]

مشار الیہا	مرزا محمد تقی خان	نواب مرزا	نواب بی بی
[illegible]	[illegible]	۱۱ر	۱۱ر
فاطمہ بیگم	مرزا شاہ میر خان	عباس مرزا	نادر مرزا
[illegible]	[illegible]	۱۱ر	۱۱ر
صاحب مرزا	حضرت بیگم	نواب بہادر	صغری بیگم
۱۱ر	۱۱ر	۱۱ر	۱۱ر

مصارف دیگر مندرجہ کواغذ بود و اظهار خود ها اند و نیز فرد تفصیلی مهری خود مشتمل بر تعداد و قدر
مال از قبیل نقود و جواهر و نشان مکانات آن بدست شهامت مرتبت و عوالی مرتبت ابهت
و معالی منزلت عماد الدوله افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بهادر ارسلان جنگ صاحب
جانشین مقام لکهنؤ فرموده اند درینصورت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا لارڈ ماٸیرا
گورنر جنرل بهادر از تقسیم اموال مذکوره بطوریکه در کاغذ بود مصدع است بحال و برقرار داشته
بکفالت سرکار انگریز بهادر گرفتند اقرار مینمایند که هرگاه مال مذکور بدست تصرف سرکار کمپنی
انگریز بهادر خواهد آمد ایما و اشارات بیگم صاحبہ معظمہ دربارهٔ اقربا و متوسلان ایشان در دیگر امور
مندرجہ کواغذ مسطوره هرچه برین سرکار موقوف و منحصر است همگی بزودی و قرار واقعی بعمل خواهد آمد
و نیز اقرار و اعتراف مینمایند که اهالی این سرکار دربارهٔ مقرر گردانیدن چند موضع پرگنه
تپه جهم راٹ بقدر جمع مبلغ ده هزار روپیه سالانه بر سبیل دوام بنام محمد داراب علیخان بر وفق خواهش
بیگم صاحبہ معظمہ از سرکار نواب وزیر الممالک بهادر مساعی جمیله خواهند نمود و علاوه آن نواب صاحب
ممدوح اقرار مینمایند که اهالی این سرکار دربارهٔ اقربا و متوسلان سرکار بیگم صاحبہ معظمہ لازمهٔ حمایت
و سرپرستی بتقدیم خواهند رسانید و وجه معاش آنها بآنها و اولاد و احفاد آنها نسلاً بعد نسل
بطوریکه تحریر بیگم صاحبہ شده است بحال و برقرار خواهد داشت ۲۹ ماه اکتوبر سنه ۱۸۱۳ عیسوی
مطابق سه شهر ذیقعده سنه ۱۲۲۸ هجری مقام فورٹ ولیم تحریر یافت +

خلاصہ اب مطلب کتاب لکھنا چاہئیے یا احوال فقط سلسلۂ کتاب کیواسطے مندرج ہوا جو لوگ
ناواقف محض ہیں جب تک کہ سررشتہ سلسلہ ہر احوال کا سنو گا کیونکر او نہیں جزو کل معلوم ہوگا
غرض جناب عالیہ ایسی بہت سی حسرتیں دنیا سے لیگئے متن درجہ خیالیم و فلک در چہ خیال است
مثل ضبطی مال بہو بیگم صاحبہ وغیرہ +

بموجب تحریر کتاب وثیقہ انگریزی طبع کلکتہ بنامی وثیقہ بیگم صاحبہ سنہ ۱۸۱۹ع انتقال سنہ ۱۸۱۵ع
متروکہ مرحومہ مجموع لو [illegible] لاکھ ... وثیقہ انگریزی ... لک ...
وثیقہ برای مرزا علیخان و سالار جنگ و برای سہ پسر شان ماہواری و لطف النسا بیگم
و مرزا محمد تقی خان و مرزا نصیر و اولاد شان ماہواری

چنانچہ جناب عالی لشکر سلطانپور مین تشریف رکھتے تھے وہان پرچہ اخبار سے علالت مزاج
جناب موصوفہ معلوم ہوئی اس خیال سے کہ بہت ضعیف ہو رہی ہین مبادا انتقال کر جائین
بہت جلد داخل فیض آباد ہوے حاضر حضور ہو کر نذر گذرانی سات مرتبہ تصدق ہو کر اپنی
آنکھین کف پا سے ملنے لگے کہ غلام کو انھین قدمون کے دیکھنے کی تمنا تھی اور بدل منظور تھا
ورم پا دیکھنا تھا بیگم صاحبہ نے کچھ مطلب دلی سمجھکر خواص سے فرمایا دوشالہ میرے پانون سے
ہٹالے اوسکے بعد ملبوس خاص خلعت عنایت فرمایا جناب عالی کے انتقال کے ایک برس
بعد جناب موصوفہ نے انتقال کیا اسیطرح جتنے امور خلاف قانون و خلاف مزاج کرنل
بیلی صاحب سے سرزد ہوے تھے ایک موجودہ قصور بقید تاریخ و مقدمہ قلمبند فرمائے تھے
اور یہ سب محول لارڈ ہیسٹنگز صاحب بہادر کی رونق افروزی پر تھا مگر تقدیر نے نتیجا
اجل نے فرصت نہ دی عوامی بسا آرزو کہ خاک شدہ ۔

خلاصہ جناب عالی کے شہر سے کوئی شخص بغیر چٹھی نکاسی کے شہر سے باہر نجا سکتا تھا
منشی محمد بخش کو یہ خدمت تھی اور مسافر دس روپے سے زیادہ روپیہ نلیجا سکتا تھا بعض
اہلکار نے اجارے کے گھڑون مین اشرفیان بھر کر بیس ہنگی بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تا کہ بریلی پہنچی
آئین جب پکی نہ ٹھہرین اور کسینے خوف سے اظہار کیا ضبط سرکار ہوئین رای رتن چند
صاحب اخبار نے مراد آباد اپنے گھر بھیجنے کا قصد کیا تھا فی الحقیقت اہل وثائق کے ہونے
اور اونکی حمایت سے سرکارین مین سبب فساد کے ہوے اگر حاکم اعلی منصف و کسیکا
حق واجبی ہی تلف نکرتا تو کوئی ایسا نکرتا یہی سبب ہوا کہ آخر مہاجنان کورٹ آف
ڈائرکٹرس نے از روے انصاف اس سلسلہ حمایت کو برہم کیا فقط طریقہ قرض موبد جاری
رکھا وارثان مہاجنان نے اسے ہی غنیمت سمجھا لاکھون روپے دیے فی الحقیقہ ایسی سرکار
عالیشان کے مقابل دوسرا کون ایسا مہاجن تھا جسکے اعتماد پر روپیہ دیتے مگر
غرض توضیح ان حکایات اور افسانون کی جو نو برس کی مدت رزیڈنٹی مین ہوئی کہانتک
بیان کیجاے ہر صاحب فہم کو ایک تحیر رہتا تھا کہ دیکھیے انجام کار ان سب مقدمات کا کیا
ہوتا ہے اس عرصے مین یاوری اقبال جناب عالی سے کرنل وزلی صاحب صاحب ۔

مقرب خاص جناب عالی ان سب مقدمات سرکار مین سے خوب واقف ہو چکے تھے
برخصت روانہ ولایت ہوئے اور بدل منظور یہ ہوا کہ ولایت سے درستی مقدمات جناب عالی
ہو جاوے تو باعث سرفرازی و نیکنامی و خیرخواہی کا ہوگا اوسکی صورت یہ نکالی کہ لارڈ مئرا
صاحب رفیق خاص شاہ جم جاہ جارج چہارم ہین اور بسبب مقروضی کے اپنی اسٹیٹ
زمینداری وغیرہ سب رہن کر چکے ہین اگر ایسے برے وقت مین جناب عالی انپر ممنونیت
ایک احسان غائبانہ کرین غالب ہے کہ جب منصب گورنری بنگالہ پر منصوب ہو کر جاوینگے
حصول مقصود جناب عالی خاطرخواہ ہوگا چنانچہ جب اس مضمون خاص کی خبر جناب عالی
کو آئی اوسکا جواب باصواب بحیلہ طلب تحائف ولایت چھ لاکھ روپیہ بھیجے اور اوسکے
ضمناً تین لاکھ روپیہ پل آہنی کو بظاہر روانہ کیے لارڈ موصوف اس حرکت دوستانہ و منت
سے بہت مرہون منت بار احسان ہوئے اور گور اوزلی صاحب کے اظہار سے سب کیفیت
اطوار صاحب ریذیڈنٹ خوب ظاہر ہوئی مگر موقوف بوقت رکھا ۔

القصہ جب جارج چہارم سریر آرای سلطنت ہوئے لارڈ مایرا گورنر جنرل بہادر بنگالہ
ہو کر روانہ کلکتہ ہوئے مندراج سے محبت نامہ بکمال خلوص جناب عالی کو بھیجا حالانکہ دستور
تہنیت نامہ بعد ورود کلکتہ کے تھا اوسمین تشفی مقدمات جناب عالی بکنایہ مندرج تھی جب
حسب سررشتہ کرنل بیلی صاحب نے وہ محبت نامہ جناب عالی کو بعد چاہ پانی کے خلوت مین دیا
جناب عالی نے اوسے دیکھا یا صاحب نے کلمات ظاہری اقبال و تہنیت کے ادا کیے مگر
جان قالب سے نکل گئی جناب عالی بھی باوجود حلم و بردباری کے متحمل اس مژدہ غیبی و بار
مسرت کے نہو سکے اور اپنی صحبت خاص مین اکثر کلمات یادداشت نمک حرامان فرمانے لگے
چنانچہ ایک روز مرزا ابوطالب خان کی بی بی نے عرضی شکایت کی کہ مرزا جعفر کا میرا ہمسایہ ہے
انکے فرودگاہی عمارت سے ہر روز بے پردہ کرنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے فرمایا صبر کرو چند
روز مین مکان تمہارا ہو جائیگا ۔

جب کرنل بیلی صاحب نے یہ کیفیت خاص مرزا جعفر سے بیان کی دونون گویا پس کلی
اپنی نوبت لمن الملکی مین ہو لئے آخر خائف و ترسان اپنی جان و مال و عزت سے ہو کر

متجسس قضائے معلق و مبرم ہوئے جسطرح زبان خلق خاص و عام سے جاری ہوا اسکے
قرائن کالشمس فی النہار تھے مگر وارثان ریاست اپنا ہونا غنیمت سمجھے پھر کون
بازخواست کرنے والا تھا +

انتقال جناب عالی متعالی

کئی مہینے پیشتر سے بسبب کثرت ملاحظہ کواغذ ملکی و مالی وغیرہ کے ضعف بصارت
ہو گیا تھا اور خلل نزول پایا جاتا تھا اکثر کحال نامی شہر کے طلب ہوئے چنانچہ آغا میر
کحال بہت مشہور تھے دو سو روپیہ درماہہ کے ملازم ہوئے سرمہ بھی ہر قسم کا تلاش کیا گیا
مگر صورت اصلاح نزول نہو سکی لیکن کاروبار دربار سلطانی بدستور رہا کیا منضبط تھا کسی پر ثابت
نہوا لطف الدولہ کپتان فتح علیخان کہتے تھے کہ ایکدن فقط مجھپر ثابت ہو گیا تھا +
خلاصہ مدعا تاریخ شہر رجب روز دوشنبہ ۱۲۵۳ھ مطابق ۷ جولائی ۱۸۳۷ء چار گھڑی دن رہے
حسب معمول سواری تامجان خواص جدید سے برآمد ہوئے سڑک شہتوت تک جاکر
خاص بازار سے بارہ دری سر راہ مین رونق افروز ہوئے مداری نامی گوئیے کا لڑکا کھانا
بیت خاص بازار سے لاتے آتے تھے کھانے انکا پچاس روپیہ اوسے عنایت ہوا چار گھڑی
رات گئے خاصہ طلب کیا پلنگ پر بیٹھے پالک کا ساگ خشکہ کے ساتھ نوش فرمایا بعد اسکے
امی پھلکے بھی نوش کیے بعد ایک ساعت کے معمول یخنی کا تھا اور خاصہ طعام ہمیشہ قاب
غوری مین نوش فرمایا کرتے تھے مشہور ہے کہ غوری مین اثر زہر کا جلد ظاہر ہو جاتا ہی مگر اس
بام اجل سے غافل تھے جواہر علیخان داروغہ آبدارخانہ بدھن خان آبدار کے ہاتھ سے
گلاس یخنی کا ایکدم حضور کو دیا نوش فرمایا بدھن خان جب لشکر تاج الدین حسین خان مین
سلطانی نوکر ہوا بہت پریشان حال تھا احسان حسین خان سے کہنے لگا کہ ہمنے کالی گٹ
اوس یخنی مین دیا تھا پانچ ہزار روپیہ ملا تھا مگر نہ وہ روپیہ رہا نہ آل اولاد رہی ہم محتاج ہوکر
دربدر پھرتے ہین لیکن بعض اور زہر بیان کرتے ہین واللہ اعلم جب تحقیق از روے
انصاف ہوتا تو کھل جاتا غرض بعد نوش فرمانے کے ایک ساعت تک پہلو تکیے پر
رکھکر ساکت و خاموش رہے پھر یخنی پر رفع احتیاج کو گئے دیر تک بیٹھے رہے بخوبی ادا

سنوا پھر پلنگ پر آکر لیٹے حاضرین خواص کو ایسے حال کے دیکھنے سے تحیر ہوا بعد تھوڑی
دیر کے گھبرا کے اوٹھ بیٹھے پیٹ پر ہاتھ پھیر کے فرمانے لگے یا حضرت عباس علیہ السلام میری
اس وقت مدد کرو مجھے ابکی بچا لو بعد اسکے چاہا سرہانے کے تکیون پر سر رکھین ایک خواص
نے اپنی گود مین سر لے لیا فرمایا تکمہ کرتے کا کھول دے وہ کھولنے لگا اتنے مین سر قابو سے
جاتا رہا بلغم غلیظ گلے مین اور منہ مین آکر اٹکا کچھ فرمایا مگر وہ الفاظ کسیکی سمجھ مین نہ آئے جواہر
اپنی دو انگلیان منہ مین ڈالکر لخت لخت بلغم کو نکالا دوبارہ جرات نکر سکا پہلے انگلیان مشکل سے
نکلی تھین بس روح نے اوج سعادت پر پرواز کیا خواص نے دہائی رضائی اوڑھا دی حضرت
کو سکتا ہو گیا اوس وقت ۹ بجے تھے نواب اشرف الدولہ رمضان علیخان بڑے معتمد جناب عالی
تھے پیادہ دوڑ کر کرنل بیلی صاحب کو خبر دی یہی وجہ انکی خیرخواہی سرکار کی ہوئی لارڈ بایرا
صاحب نے بہت سفارش کی تھی اسکے سوا کوئی اور خیرخواہی نہین کی اور نہ سنی راجہ غالب جنگ
یا محمد غلامی اردلی نے نواب غازی الدین حیدر سے خبر کی غرض سن شریف ۱۷ یا ۲۷
کا وقت ارتحال تھا ۔

القصہ روز سہ شنبہ قریب دوپہر دریا مین زیر فرح بخش خیمے مین غسل دیا کہتے ہین
زبانی غسال کے کہ میت کے منہ سے خون جاری رہا جنازے کو بڑی دھوم سے اوٹھایا
مرشد زادے داماد امرا و قربا ننگے پاؤن ساتھ تھے اکثر روتے تھے اور کثرت خلائق سے شرکت
بڑا کہرام تھا مقام تحیر تھا کہ اجل نے دفعۃ کام تمام کیا خاص بازار مین بڑے مرشد زادے
نواب غازی الدین حیدر کے مکان مین دفن کیا وہان فقط ایک بنگلہ بنا ہوا تھا اور سب
احاطہ وسیع معلوم ہوا اسی خیال سے تعمیر کسی اور مکان کی نہ کی تھی بلکہ ایک دن جب
نواب غازی الدین حیدر نے باب تعمیر مکان مین عرض کیا فرمایا یہ سب تمہارے مکان ہین
کسی اور کے نہین کئی لاکھ روپیہ مین بخوبی طیار ہوا حضرت فردوس منزل کے زمانے مین
تمام ہوا کلس طلائی بھی نصب ہوا تاریخ وفات آہ شد گنج سعادت ویران ٭
دستہ جہان بجنت آمد ٭ ہاتف بگفت آہ شدہ لکھنؤ خراب ٭

صاحبان رزیڈنٹ اول لمسڈن صاحب دوم کرنل اسکاٹ صاحب انکے وقت مین

تقسیم ملک ہوئی سوم کرنل کالنس صاحب جو ۱۸۰۷ء مین بعارضہ نقرس سے مرگئے اونکی قبر ملحق باغ پڑا ین ہے انکے سوا کوئی رزیڈنٹ لکھنؤ مین نہین مرا اور چہارم سوا کرنل بیلی صاحب کے نو برس تک نہین رہا رزیڈنٹ ہوکر اسنکے ساتھ بادرے سے حضرات لکھنؤ تشریف لائے جو حالت یاس مین آوارہ وطن ہوے تھے انکی جہت سے ریاست مین بھونچال رہا ۱۸۱۵ء مین روانہ ولایت ہوے بہت سے تحائف ہندوستان اور کتب ہر قسم کی لے گئے عربی فارسی مین صاحب استعداد تھے گورمی بی بی جرنل مارٹن نے ایک لڑکی مساۃ عمدہ پالی تھی اوسے اپنے رسوخ سے کرنل صاحب کو دیا تھا بعد کئی برس کے وہ مرگئی اوسکا مقبرہ بھی کرنل صاحب نے عقب مقبرۂ کرنل کالنس صاحب کے بنوادیا تھا از سرکار سے باہتمام داروغہ جو مہتمم کار رزیڈنٹ سرکار کیطرف سے رہتا تھا اکثر جب چارباغ سے ہوا کھا کر پھرتے تھے جایا کرتے تھے اوسکے سرکی چوٹی بالون کی اپنے وفور محبت سے کاٹ کر زنجیر اپنے گلے مین پہنے رہتے تھے انکے بعد اسٹریچی صاحب گوالیار سے آئے نائب و جانشین جناب عالی نواب شمس الدولہ احمد علیخان بہادر اور جرنل فوج بھی تھے +

نواب نصیر الدولہ محمد علیخان مالک دفتر دیوانی +

اہلکاران معتمد سرکار نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان +

دفتر واصلباقی بعد جبسکھ راے کے راجہ دیا کرشن بہادر +

راے رتن چند اخبار کوٹ گشتی و ڈیوڑھیات وغیرہ +

راے صاحب رام اخبار خفیہ +

راے مجلس راے بخشی تقسیم تنخواہ و نگاہداشت نوملازم +

اسیطرح جتنے اہل کار تھے سب منتخب معتمد سرکار تھے +

بعد تنصیف ملک بقیۂ ممالک محروسہ ایک کرور ۳۵ لاکھ ۷۴ ہزار ۹ سو ۵۵ روپیہ

محاصل ملک ایک کرور ۵ لاکھ سے زیادہ ہوا +

فوج جو بعد برطرفی کے رکھی ۲۲ پلٹن نجیب و تلنگہ سوا سہ بندی علاقجات ہر فصل ۵ ہزار سوار رکھی ہزار شاگرد پیشہ دو سو ترک سوار خاص سواری راجہ بختاور سنگہ کا رسالہ +

جمع خزانہ عامرہ درین مدت مسند نشینی چودہ کرور روپیہ ہمچنین زبانی غلط العوام اس نصف ملک کی تقسیم سے اسقدر خزانہ جمع ہوا تھا اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب ہے کہ اس سے زیادہ جمع ہوتا +

مدت ریاست ۱۶ برس کامل ۱۱ شہر ۱۲ یوم +

حقیقت حال ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان بہادر کی یہ ہے

کہ ضلع بنارس مین مقیم تھے انکی پرورش نواب سعادت علیخان بہادر نے مثل اپنے فرزندون کے کی تھی اور تعلیم تربیت بطرح چاہیے فرمائی تھی اور مالک و مختار جمیع کاروبار کا کیا تھا خصوصاً خزانہ عامرہ بھی سپرد کیا تھا اور انکی امانت اور دیانت سے بہت راضی اور مطمئن تھے جب جوان ہوئے سنگی بیگم صاحبہ بڑی بہن جناب عالی نے ایک لڑکی قوم مغل یا کشمیری جسکی مان مرگئی تھی باپ داروغہ تھا اوسکو اونھون نے پرورش کیا تھا کسواسطے کہ وہ بے اولاد تھین جناب عالی سے کہا مین چاہتی ہون اسکی شادی تمھارے بڑے بیٹے سے کرون فرمایا یہ نواب ہے جب دو سرھی بی بی کریگا میرے تمھارے باعث رنجش ہوگا بہتر یہ ہے کہ تم فتح علی کے ساتھ کرو کہ یہ بھی بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے غرض انکی شادی بنارس مین ہوئی انکا اعتماد دن بدن بڑھنے لگا اور کارفرمائی بھی سپرد ہونے لگی خطاب خانی بھی ملا جب جناب عالی مسند نشین وزارت ہوئے انکی بڑی بیٹی اوسی سال پیدا ہوئی اوسکا تولد مین نے سمجھے چنانچہ جب لکھنؤ مین مرزا آغاجان داروغہ توپخانہ و فراشخانہ کے بیٹے مرزا محمد حسن کی

ظفر الدولہ منتظم الملک کپتان فتح علیخان بہادر ہیبت جنگ

Captain Futteh Ali Khan.

متعلقہ صفحہ ۲۰۲ جلد اول

مجد الدولہ بہادر

خلف کپتان فتح علیخان بہادر ہیبت جنگ

Mujdoodoulah.

انکی بیٹی سے نسبت ٹھہری مرزا آغا جان کو اس نسبت مین تامل تھا جناب عالی
نے فرمایا کہ وہ میری بیٹی ہے مرزا آغا جان اسی شادی کی حسرت مین مر گئے
بعد انکے مرنے کے نواب خاص محل نے حسب الحکم جناب عالی اپنے
محل مین شادی کی اور سب رسوم محل مین ہوے مرزا محمد حسن کو اس وصلت کی
جہت سے سو روپیہ ماہواری ملتا رہا جب حضرت خلد منزل ہوے پھر داروغگی
توپخانہ آبائی ہوئی بہت چین سے بسر اوقات کی قدیم حویلی پدری سبحان علیخان
کے ہاتھ بک گئی تھی اوسکے برابر کئی مکان لیکر اوس سے زیادہ املاک بنوائی اب
وہ بھی مر گئے گھر کے مکان مین دفن کیا گئی برس پیشتر بی بی کو اوسی مکان
مین دفن کیا تھا اب اونکا بیٹا صاحب اختیار ہے دوسری بی بی سے +

خلاصہ جب جناب بہو بیگم صاحبہ کا شقہ طلب بہ تہنیت مسند نشینی
جناب عالی کو پہونچا سواے فتح علیخان کے کسی سے یہ راز مخفی ارشاد
نکیا اور فرمایا ہم آج رات کو ڈاک مین روانہ لکھنؤ ہونگے مسند نشین وزارت
ہونگے جب ہم تمھین بلوائینگے چلے آنا ہمارا اسباب ضروری سب پالکی مین درست
کر دو اونھون نے اپنے سلیقے سے کچھ روپے اشرفی پوشاک خاص ناشتہ
سفری رکھدیا رات کو بحیلۂ خاصۂ طعام ایک مکان مین تشریف لاے
وہان سے پالکی مین سوار ہو روانۂ منزل مقصود ہوے ہمراہ رکاب دو خواص اپنی
قوت تیز روی سے ساتھ ہوے اتفاقاً قریب الہ آباد بانس پالکی کا ٹوٹ گیا
جناب عالی مضطر ہو کر ایک درخت کے نیچے بیٹھے خواص نے سبب
پوچھا فرمایا یہ صورت ہوئی اوسنے عرض کی حضور یہ پالکی کسنے درست کی
تھی فرمایا تجھسے کیا کہانی کہون پھر اوسنے گستاخانہ پوچھا فرمایا فتح علی نے
عرض کی غلام کا سبب تکرار یہی تھا غرض جب اوسنے پالکی مین تلاش کی
ہر ضرورت کو دیکھا موجود ہے روپیہ لیکر وہ ڈاکسی گانون کی طرف [illegible]
وہان سے ایک پالکی لے آیا ٹوٹی پالکی کو وہین چھوڑا جب ناگہ بہ تعجیل شاہ پر پہونچے

سپاہیوں سے رکھا جناب عالی لباس انگریزی پہنے تھے رات بھی تھی
مثل صاحب لوگوں کے ڈاسنٹے سپاہی نے غرض کی صاحب ہم
تھیں نہ رہ سکتے مگر حکم یہ ہے کہ جب سعادت علی خان کو دیکھنا گولی مارنا
جب صبح ہوئی جلوس سواری پہونچا جناب عالی ہاتھی پر سوار ہو
داخل شہر ہوئے +

بعد اسکے فتح علی خان کو بنارس سے طلب فرمایا مع اسباب
معمولہ کشتی کر کے دریائے گومتی سے دولتخانے پہونچے خلعت ملا
ایک پلٹن تلنگہ دیکر خطاب کپتانی پایا اور خزانہ عامرہ دیا اور
سوا اسکے دو اور شخص بھی مقرر ہوئے اور دستور خزانے کا یہ تھا کہ
ایک چھوٹی بہی مداخل کی جناب عالی کے پاس رہتی تھی اور انھیں
ثالث بالخیر کی تحویل میں روپیہ داخل ہوا کرتا تھا اور کسی دفتر میں اسکا
حساب نہ لکھا جاتا تھا اتفاقاً بعد مرور ایام وہ دونوں آدمی خزانے کے
مر گئے انھیں کا اختیار رہا +

جناب عالی کوٹھی موسی باغ میں تھے ایک پرچہ اخبار گذرا کہ خزانہ
میں نقب عمل ہوتی ہے مجرد اسکے سننے کے اضطراب سے
پیچ حقہ پیچوان کا ہاتھ سے گر پڑا اوسیوقت سوار ہو کر نقب کو ملاحظہ
فرمایا کہ بند کر دیا مگر اشرفی روپیہ کا حال نہ معلوم ہوا کہ کس قدر
گیا اور کب سے جاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ ایک سپاہی جو متعین
خزانہ تھا اوسنے کسی حکمت سے سیندھ دی تھی اشرفی روپیہ
اپنے لوٹے میں بھر کر بحیلہ رفع حاجت باہر جایا کرتا تھا جب
افشا سے روانہ ہوا بھاگ کر بنارس پہونچا عیش و عشرت کرنے لگا
اور مشہور کیا میں بیٹا نواب سعادت علیخان کا ہوں خفا ہو کر
چلا آیا ہوں جب یہ خبر لکھنؤ پہونچی سرکار نے وہان کے صاحب کو لکھا

نواب غازی الدین حیدر بہادر سنہ ۱۲۳۵ ہجری سے حضرت شاہ زمن

Ghazioodin Hyder,

قید ہو کر لکھنؤ آیا بعد روبکاری کے جب چوری ثابت ہوئی جہلخانے
گیا وہین مرگیا +

غرض زبانی کپتان مفتاح الدولہ بہادر ابتدا سے حال ظفر الدولہ
یہ تھا پھر اونکی ترقی جاہ وحشم مع اونکی اولاد کے ہر سلطنت مین
زیادہ ہوئی مشہور ہے کہ انکے وہ تین بھائی انکی ثروت سنکر ایک دفعہ
لکھنؤ آئے اونھنے ملاقات نہ کی کچھہ دے کر رخصت کردیا مگر انکی بہن
بھی بنارس مین تھی اوسکا خط اکثر باخفا آیا کرتا تھا یہ خرچ اوسے
بھیجا کرتے تھے مگر یہ حال بھی کسی پر نہ کھلا مگر یہ سب خوبیان
وضعات ذاتی اونھین تک رہی اولاد مین وہ صورت نرہی +

مسند نشینی نواب غازی الدین حیدر خان بہادر مرشدزادۂ آفاق در سنہ ۱۲۲۹ھ مطابق سنہ ۱۸۱۴ع

خلاصۂ احوال مسند نشینی جناب عالی متعالی یہ ہے کہ جب جنت آرامگاہ
نے قضائے مشہورہ سے انتقال کیا اشرف الدولہ رمضان علیخان
جو بڑے معتمد تھے پیادہ یا دوڑے رزیڈنٹی مین کرنل بیلی صاحب کو
اس مژدۂ غیبی سے آگاہ کیا صاحب نے ایک چٹھی صاحب کمان افسر
چھاونی منڈیاؤن کو طلب پلٹن کی شتر سوار کو دی ایک چپراسی
طلب مرزا جعفر کو بھیجا اور خود مع ڈاکٹر ولسن کپتان فارچین تیس تلنگے
بیلی گارد کے جو ہر وقت طیار رہتے تھے لیکر داخل بارہ دری ہوے
در دولت پر پہرہ کردیا کہ کوئی بے ہماری اجازت داخل نہو یہ اہتمام فقط
نواب شمس الدولہ کے واسطے تھا جنھین مستحق ریاست جانتے تھے چنانچہ
نواب دروازے پر آکر ہاتھی پہ کھڑے رہے محمد غلامی اردلی نے نواب

غازی الدین حیدر سے خبر کی نواب اوسیوقت لباس خاص سے شمشیر ولایتی
زیب کمر نواب خاص محل کے چھتے سے داخل بارہ دری ہوے آغا میر
ہاتھی پر چڑھ کر بارہ دری مین آئے کرنل صاحب سرہانے پلنگ کے کھڑے ہوئے
ایک خواص سے رضائی کو منہ سے ہٹوایا ڈاکٹر صاحب نے پہلے نبض دیکھی
اوسکے بعد گلے مین تسمہ باندھکر نشتر شقیقہ مین ایک طرف سے چربی دوسری
طرف سے ایک قطرہ خون نکلکر رہگیا یقین انتقال ہوا یہ بھی اعتراض صاحبان فہم
ہے کہ جسے سکتا ہو تسمہ گلے مین باندھتے ہین کہ رہا سہا دم جو باقی بھی ہو
نکل جائے واہ +
کرنل صاحب نے ہٹ کر صاحبون سے نام نواب شمس الدولہ کا لیا
آغا میر نے مضطرب ہوکر مرزا حاجی کیطرف اونھون نے مرزا جعفر کیطرف
اشارہ کیا کہ یہی اسیوقت کے واسطے ہمنے کشتکاری ایک مدت سے
کی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب جنت آرامگاہ نے سب
کو بھٹے پنج محلہ کے اہتمام جناب عالی مین دیدے اور خود انکی طرف متوجہ ہونے لگے
انھین بھی امید قوی اپنے واسطے پیدا ہوئی ورنہ اسکے پیشتر انھین یقین
ایسا نہ تھا اس جہت سے علی نقی خان میر منشی اور مرزا حاجی سے بہت خصوصیت
پیدا کی تھی شب کو خلوت مین دونون جگہ جایا کرتے تھے اور سنا گیا کہ لالچ
انکا بھی اوسمین حصہ تھا غرض مرزا جعفر نے کرنل بیلی صاحب سے کہا مجھے کچھ
عرض کرنا ہے صاحب نے کچھ اعتنا نہ کی پھر عرض کی جواب دیا ہم
سمجھا جو آپ کا مطلب ہے وہ مرد مجنون ہے اوسوقت مرزا نے بدرشتی کہا
کہ ایک بات سن لیجیے آیندہ آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت انکے حرکات
صاحبزادگی مجنونانہ بہت مشہور ہین ہرکارۂ اخبار جو انکی ڈیوڑھی پر مقرر تھا
اوسکو ایسا مارا کہ مرگیا جنت آرامگاہ نے عتاب کیا یہ خفا ہو کر امام باڑہ نواب
آصف الدولہ مین جا کر کئی مہینے رہے محمد آفرین علیخان نے تقصیر معاف کرائی

سب بھائیون کے ساتھ درگاہ حضرت عباس گئے شراب خمر سے بھی توبہ کی مگر اوسکی عوض بنگ اختیار کی پھر نواب معتمد الدولہ نے اپنی نیابت مین انکی غفلت اپنا نفع سمجھکر مرتکب کیا یعنے حضرت عباس علوی تھے مین بنی فاطمہ ہون اسکا مواخذہ ذمۂ غلام ہے وا سبحان اللہ +

خلاصہ مرزا نے کہا کہ حسب قانون سرکارین اکبر اولاد میراث ریاست پاتا ہے اگر شرط جنون مقبول صدر ہوگی تو جسطرح سرکار کو منصوبی مین اختیار رہے اوسیطرح عزل مین یہ سنکے خاموش ہوے فرمایا ہم تھوڑا صبر کرکے اسکا جواب دینگے یہ کہکے مقام خلوت مین مع دونون صاحب کے گئے اور بعد شورہ کے جناب عالی سے مخاطب ہوکر فرمایا آپ کو مسند وزارت آبائی مبارک ہو جب صبح ہوئی کمرہ فرح بخش مین تخت بے سامان تھا جسپر جلوس کرکے نذر لی جاتی تھی مسند نشین ہوے سب بھائی جو زیر بارہ دری سڑک پر بیٹھے تھے اور امرا نذر کو بلائے گئے نواب شمس الدولہ سے کرنل صاحب نے کہا آپ کے بڑے بھائی ہین پہلے آپکو نذر دینا مناسب ہے اس کہنے سے منظنۂ ریاست گو اونسے دور کیا سبھون نے مراتب نذر دی رخصت ہوے شلک چلی منادی شہر ہوئی پلٹن جو چھاونی سے آئی تھی جا بجا اوسکے پہرے ہوگئے صاحب رخصت ہوے جناب عالی محلسرا مین کمرہ ہینگا بیگ مین تشریف لیگئے تبدل پوشاک کیا مرزا حاجی حاضر حضور رہے سن شریف تقریبا پچاس برس یا کچھ زیادہ تھا +

مقدمہ تفویض نیابت و ترقی جاہ چندروزہ مرزا حاجی و مرزا جعفر

الغرض شہر مین دور دورہ مرزا حاجی و مرزا جعفر ہوا ان صاحبون کو یقین واثق ہوگیا تھا کہ خلعت نیابت سوای ہمارے کسیکو نہوگا کسواسطے کہ بعد انقلاب نیابت تفضل حسین خان جسطرح حالت یاس مین شہر سے باہر جاکر کامیاب ہوے اور پھر اوس سے زیادہ صاحب اقبال ہوکر لکھنؤ آئے اور باخفا خلوص صاحب مسند سے بھی ہوگیا تھا

بہت نازان اپنی حسن تدبیر پہ تھے کہ ہمنے قلابے زمین و آسمان سے انکی [illegible]
کے واسطے ملاتے ہین اسکے سوا صاحب رزیڈنٹ پہ ہمارا اختیار کلی ہے اگر جناب
عالی کو کچھ تامل ہوگا صاحب رزیڈنٹ سمجھا دینگے گو یہ چند روز کی [illegible]
ہین اونھین اپنے راضی نامہ لینے کی مشکل پڑیگی دوسرے نواب گورنر جنرل کی جو آمد
مشتہر ہو رہی تھی رؤسا و شہر نے اور بیکارون نے اور اہل اقتدار نے ہجوم کیا او
مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر پہ دربار عام و خاص ہونے لگا اور مرزا حاجی [illegible] صبح سے دربار
جاتے تھے چار چھ گھڑی رات گئے گھر آتے تھے نصف شب تک انکے گھر کے دروازے پر [illegible]
ہوتی تھی اور نخوت و غرور حد سے زیادہ بڑھا بڑے صاحب کے [illegible] اور [illegible]
اس خیال سے کہ جناب عالی کو میری طرف سے شک ہوگا یکسو ہونا بہتر ہے [illegible]
ہوا کہ کرنل صاحب انکے یکسو ہونے سے برہم ہوئے انکے واسطے [illegible] نہ کئے گئے ورنہ
ظلم معتمد الدولہ سے اپنے گھر مین پانچ برس تک کیون قید اسطرح سے رہتے +

خلاصہ جناب عالی نے انسے ارشاد کیا کہ مرزا حاجی تمھین نیابت دینے مین مجھے
کچھ عذر نہین نظر بحسن خدمت سابق تمسے مطمئن ہون مگر تمھارے باپ کو نہ دونگا
یہ سنکر مرزا حاجی تو مایوس ہوئے اور سخت تردد ہوا کہ باپ میرے مدت سے اسی کے
متمنی رہے ہین اگر مین خلعت نیابت لونگا وہ کب راضی ہونگے بلکہ عاق پدر
ہو جاؤنگا دوسرے کو ہوگا وہ کب میری ترقی چاہیگا بلکہ میری حضوری اوسے
ناگوار گذریگی اودھر کرنل صاحب سے قطع امید ہو چکی ہے غرض ایسے تفکرات مین
غلطان و پیچان ہیے بظاہر اپنی مصاحبت مستعار کو غنیمت سمجھکر خاموش رہے اور
منتظر تشریف آوری نواب گورنر جنرل ہوئے مرزا جعفر اسی انقلاب و وجوہات تفکرات
چند در چند سے بہت غم و غصہ کھا کر آخر بسبب سن شیخوخت مبتلاے مسلول و مدقوق
ہوئے اسی علالت مزاج سے کانپور کرنل صاحب کے ساتھ گئے حکیم آغا صاحب
معالج تھے منع کیا کہ یہ سفر تمھارے واسطے سقر پیدا کریگا نہ جاؤ امید موہوم
کب دل سے جاتی تھی جب وہان سے پھرے ایسے علیل ہوئے کہ بستر

بیماری سے اوٹھنا مشکل ہوا دربار رزیڈنٹی موقوف ہوگیا آخر ناکام جہان سے اوٹھ گئے
اب تقدیر نے دوسرا رنگ دکھایا منشی علی نقی خان میر منشی جو روبروی فرزند مرزا جعفر انکے
پر جلتے تھے انکی عدم حاضری دربار سے اونکی بن پڑی کسواسطے کہ سارے شہر کی رجوعات
مرزا جعفر و مرزا حاجی کے گھر تھی آغا میر انکے بھی پاس جایا کرتے تھے اس خیال سے کہ شاید کہ
ہمین بطفیہ برادر پروبال لگے مگر موافق اپنے حوصلہ عزت کے متمنی خدمات داروغگی وغیرہ کے
نہ متمنی نیابت یہانتک رسائی وہم خیال کی بھی نہ تھی اودھر کرنل صاحب کو تردد اپنے حصول
راضی نامہ کا تھا جب سستی دربار مرزا حاجی دیکھی میر منشی سے گرویدہ ہوے وہ یہی سمجھے کہ
انھین جناب عالی کے مزاج مین مداخلت کلی ہے اونکے محرم راز معتمد بھی ہین یہ مرحلہ بھی کیا
عجب ہے کہ انھین سے طی ہوجاے چنانچہ ایکدن انسی کہنے لگے میان لڑکے کس فکر مین ہو تمنے
کہا امیدوار فضل و کرم کہنے لگے اگر تم راضی نامہ بڑے صاحب کو دلوادو اور ان چار
مصاحب خاص کی صحبت برہم ہو تو کیا عجب ہے یہ عہدہ جلیلہ نیابت اس حسن خدمت سے ملجاے
آغا میر اس مژدۂ غیبی سے شادی مرگ ہوگئے اور منشی جی سے ایسی خوشامد و رسوخ پیدا کیا
کہ اونھین اپنا باپ کیا اس عرصہ مین خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب بہادر
و داخلہ کانپور کی مشہور ہوئی کرنل ہگلو صاحب و ڈاکٹر الا صاحب و ٹلی تنگ صاحب وغیرہ چار
مصاحبان خاص و محرم راز جنت آرامگاہ نے بمقتضاے حق نمک حلالی ولی نعمی خلف الصدق
جنت آرامگاہ سمجھکر احوال زمان ماضیہ سے نشیب و فراز سے سمجھا دیا تھا کہ اگر آپ کرنل
بیلی صاحب کو راضی نامہ ندینگے اور مستقل و ثابت قدم رہینگے تو نواب گورنر جنرل بہادر
ازراہ کمال انصاف تہ دل سے انکے حق بجانب سمجھکر معاملات درست کردینگے اور مبادلہ
ماضیہ جنت آرامگاہ بسہولت ہوجائیگا اور کرنل صاحب کی ایسی صورت ہوگی کہ پھر کوئی
صاحب رزیڈنٹ ایسی جرأت اور مداخلت بیجا نکرے گا اور نمک حرامان سرکار کی سزا
آپ کے اختیار مین ہوگی آیندہ پھر کوئی ایسی نمک حرامی کا مرتکب نہوگا چنانچہ اسی خصوصیت
خلوص سے ان مصاحبان خاص کی منزلت بڑھگئی تھی جناب عالی کے ساتھ شام کو اوسی
گاڑی مین مقابل بیٹھتے تھے کرنل صاحب کو بڑا کھٹکا اپنے باب مین ہوگیا تھا مضطرب تھے

مختصر یہ ہے کہ آغا میر کو فی الحقیقت بسبب قدامت اور محرم راز ہونے جناب عالی کے
مزاج مین بڑی مداخلت تھی اور اپنے قرزدہ غیبی سے شادی مرگ ہو رہے تھے ایک دن خلوت مین
جناب عالی کے قدمون پر گرکر رونے لگے کہ افسوس اس غلام نمکخوار کی سالہا سال کی محنت
جانفشانی سب خاک مین ملی جاتی ہے حضور ان مصاحبان خاص کے بھروسے پر غافل ہین
مطمئن ہین آپ کو بعلت جنون جو اول کلام کرنل بیلی صاحب کا تھا وہی پیش آیا کہ اس یات
ابائی سے محروم کرکے نواب شمس الدولہ کو منصوب کردین کہ وہ پیشتر سے بموجب حکم و تجویز
نواب گورنر جنرل بموجب وزہ یت جنت آرامگاہ بعہدہ نیابت مامور ہو چکے ہین اور اجرای
کاروبار ریاست سب اونھین سے ہوتا رہا اور اگر جنت آرامگاہ آپ کیواسطے درخواست کرتے
توبھی صورت ہوتی غلام اپنے حق نمک سے ادا ہوا آیندہ حضور کو اختیار ہے اور بعد اس تصفیہ
خاص کے جو تجویز ان صاحبون کے ہو رہی ہے پھر کوئی صاحب رزیڈنٹ آپ سے مطمئن نہوگا
جناب عالی از بسکہ اسپا برا معتمد و خیر خواہ سمجھتے تھے اس خبر سے متزلزل ہوے اور جرات حق کو
دل سے دور کرکے اُنسے صلاح پوچھنے لگے عرض کی کہ اگر صاحب رزیڈنٹ کے راضی نامہ دینے مین
باغوای خیر خواہی ان صاحبون کے تامل ہوگا بہت سی خرابیان اس ریاست مین پیش
ہوا کرینگے اور مطالبہ مقدمات ماضیہ کا جیسا جنت آرامگاہ سے ہوتا ویسا آپ سے نہو سکیگا
لہذا حضور اپنے عہد دولت کو غنیمت سمجھین تو بہتر ہے +

غرض جناب عالی نے اسکو صلاح نیک سمجھکر وہ جو کچھ صاحبون نے سمجھایا تھا اوس سے ہاتھ
اوٹھایا نواب گورنر جنرل بہادر جب داخل کانپور ہو جناب عالی بڑی دھوم دھام و جمعیت
لشکر سے تشریف فرما ہوے جتنی فوج اور شاگرد پیشہ تھا سکی وردی پر تکلف اعلی کی گئی
راجہ ممالک محروسہ کے بھی اپنی فوج کذائی ہمراہ ساتھ تھے وہان گرانٹ صاحب کی بنگلے مین
نواب گورنر جنرل تھے حسب معمول چای پانی و ضیافت اور ایکدن گورنر جنرل نے خود
سارے کینٹو کی بذات خود قواعد دکھائی کسواسطے کہ کمانڈر انچیف بھی خود تھے بعد
ہفتہ عشرہ کے مراجعت فرمائی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل بعد چار مقام راہ کے داخل شہر
ہوے شہر کی آراستگی بہت ہوئی تھی سارا شہر کوچہ و بام بازار مین بھرا ہوا تھا ایک ہفتہ تک

نواب معتمد الدولہ آغا میر

Moutmoodoulah.

یہان بھی طریق مہمانی وضیافت جیسا چاہیے ہوا بعد اسکے حسب سرشتہ کرنل صاحب کو
راضی نامہ ملا نواب گورنر جنرل روانہ بریلی راہ حیدرآباد سے ہوے صاحبان صاحبان
خاص جو بانی مبانی مقدمات ماضیہ جنت آرامگاہ کے ہوے تھے حضور نواب گورنر جنرل
جاکر انجیل وٹھاکر بری الذمہ ہوے اور بسلامت لکھنؤ سے چلے گئے اور ہر ایک عہدہ
گورنمنٹ پر مامور ہوا مگر نواب گورنر جنرل پر اونکی خیرخواہی و بیقصوری اور خوف جناب عالی
کھل گیا اور کردار و رفتار کرنل بیلی صاحب بخوبی منکشف ہوگیا جب بعد سیر وسیاحت
ممالک غربی وغیرہ فرخ آباد مین مقیم ہوے ۱۸۱۵ء مطابق ۱۲۳۰ھ کرنل صاحب کو موقوف
کیا اسٹرچی صاحب رزیڈنٹ گوالیار کو جنرل مارکم صاحب کے ساتھ کابل و ایران گئے تھے
اونھین رزیڈنٹ کیا جب وہ داخل لکھنؤ ہوے کرنل صاحب بسواری بجرہ ہای سرکاری
دریای گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے وہان سے سیدھے ولایت چلے گئے بہت سا
اسباب تحفہ ہندوستان خصوصاً کتب قلمی خط ولایت وغیرہ لیگئے کہ صاحب تعداد عربی
وفارسی تھے اونسے پیشتر اڈمنسٹن صاحب ممبر اول کونسل مربی خاص ولایت جاچکے تھے
اس جہت سے زیادہ موجب افسردگی خاطر تھا شغل مشہور ہوے مربی بیمار و مرا بخور+
مگر صاحبان عالیشان پر بھی انکے کردار کھل گئے تھے+

لیکن باوصف دینے راضی نامہ کے نواب گورنر جنرل نے بہت سے امور ریاست کے
خاطر خواہ درست کر دیے یعنی امور خانگی مین اختیار کلی دیا اور جس امر کی درخواست کی
اوسے بطیب خاطر قبول کیا اگرچہ بسبب ظاہر ثمرات جنت آرامگاہ کی بدولت ہوے تھے
اور سب جانتے ہین کہ جیسا نواب گورنر جنرل لارڈ کارنوالس اور لارڈ ماید اصاحب کو
اس خاندان عالیشان کے مراتب و منزلت کا پاس و لحاظ رہا دوسرے نے
نہین کیا اور وارن ہیسٹنگ صاحب بہادر تو سارے ہندوستان کے شفیق تھے
بشرطیکہ میان بھی کوئی ادنی لیاقت کا ہوتا+

تفویض نیابت بآغا میر

خلاصہ باب نیابت مین مرزا حاجی اپنے باپ کی بدولت اس عہدہ جلیلہ سے

محروم رہے چند روز تک گرمجوشی مصاحبت مین رہی جب آغا میر کو خلعت نیابت ہوا مایوس ہو کر خانہ نشین ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان اگرچہ مخصوصین جنت آرامگاہ تھے یقین تھا کہ جب نواب شمس الدولہ ہونگے مین اونکا خواہ مخواہ نائب ہونگا اگر کچھ بھی غدغہ ہوتا تو وہ بھی بہت سی خاک اوڑاتے اور بہت کچھ خرچ بھی کرتے سلسلہ عملۂ کلکتہ سے بھی تھا اور بخوف جناب عالی عملۂ رزیڈنٹی سے موافقت نکی غرض ہر شخص اہلکار قدیم متمنی اسی عہدے کا تھا اور بعض ولاو نائبان قدیم بھی مترصد اسی کے تھے لیکن جناب عالی کے اختیار کلی ہونے سے سب کے وضو ٹھنڈے ہوگئے اس راز نہانی سے کوئی واقف نہ تھا جب جناب عالی سے نواب گورنر جنرل سے باب نیابت مین گفتگو ہوئی فرمایا کہ اس امر مین اعتماد حق قدامت کا ہونا مقدم ہے لہذا میرا معتمد خاص آغا میر سے زیادہ کوئی نہین اور امور ریاست کے جب اسباب جمع ہوتے ہین نا واقف واقف ہو جاتا ہے اور مین خود متوجہ رہونگا اور سب عملہ قدیم ہے نواب گورنر جنرل نے اسے قبول کیا +

دوسرے دن جناب عالی نے خلعت نیابت آغا میر کو دیا خطاب نواب معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ ملا حسب سررشتہ اوسیوقت نواب گورنر جنرل کی نذر کو گئے وہان سے بھی وہی خلعت ہاتھی پالکی عنایت ہوا پھر جناب عالی کو پاس نذر کو آنے یہ امر باعث ملال خاطر ہوا لیکن کیا فائدہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا سبحان اللہ سالہاے دراز سے کون امیدوار تھا اور کسکو بے منت و بی مشقت ملگیا +

بعد ہفتم عشرہ کے نواب گورنر جنرل راہ خیرآباد سے بریلی تشریف لیگئے اور بظاہر درستی امور خانگی مین کچھ دخل نہین کسواسطے کہ جناب عالی اپنے ممالک محروسہ امورات خانگی مین مختار ہین مگر مقدمات عظیمہ مین صلاح صوابدید صاحب رزیڈنٹ کی البتہ احتیاج ہے کسواسطے کہ یہ امر قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے خزانۂ جنت آرامگاہ سے دو کروڑ دیکے کروڑ روپیہ عوض تنخواہ متوسلین و خیرخواہان سرکار کمپنی انگریز بہادر اور کروڑ کو سود مین علاقہ کھیری گڈھ اور زمین ترائی ملک نیپال جو ممالک محروسہ کے ڈانڈے سے شامل ہے

اور علاقہ ہنڈیہ جو بابین راہ کانپور و الہ آباد تھا اور زمینداروں کی آمد و رفت کشتیون مین بعلت محصول فساد کرتی تھی اوسکے عوض نواب گنج کنار دریای گھاگرہ دیا۔

القصہ نواب معتمد الدولہ اپنی یاوری اقبال سے اس عہدۂ جلیلہ پر منصوب ہوے مفلوک شہر جو حالت افلاس مین انسے کسیطرحکا تعارف رکھتے تھے مثل مور و ملخ ہجوم لائے نواب ازبسکہ عالی ہمت سیر چشم خلیق و دوست پرور تھے ہر شخص کو علی قدر حال خدمات عالیات پر مامور کیا چنانچہ عرائض ملکی میر الہی بخش ابن عم کے تفویض کیے یہ پہلے نواب حسین الدین خان کے ملازم پندرہ روپیہ پاتے تھے اونکی خواصی مین بیٹھتے تھے میر اسد خاص محل کے بھلبخے کو کوٹھی پنج محلہ کا رسپنا بھ کو اپنا دیوان کیا میر اسد علی دوست قدیم کو داروغہ عدالت اپیل و دیوانی و فوجداری کیا پرچۂ اخبار مرزا غلام محمد خان کو دیا انسے تعارف بریلی سے ہوگیا تھا جب جناب عالی نے قبل از جلوس گینڈے لینے کو بھیجا تھا رادھ باکنسن کو بھی اوسی بین خلعت و فتر واصلباقی ہوا تھا ہاتھی پالکی سے انسے تعارف منشی علی نقی خان کے نانا کے سے ہوگیا تھا بلکہ انسے کہتے تھے کہ مین نے خلعت نیابت فقط تمھاری بھروسے پر لیاہے کسواسطے کہ مین کاروبار ملکی و مالی سے ناواقف ہون اور خود جناب عالی نے بھی اسی باب مین سفارش فرمائی تھی فقیر محمد خان نواب امیر خان کے لشکر سے تازہ وارد تھے سپاہی سمجھکر تین سو روپیہ کی اسامی میر علی پناہ بنارسی کی دیکر رسالدار کیا تاج الدین حسین خان کا انکا ہمسایہ تھا اونھون نے اپنا گھر نذر کیا بعد اسکے رفتہ رفتہ انکا قرب و منزلت بڑھا سبحان علیخان اور یہ دونون مقرب خاص ہوے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کو اپنا ہم پلہ و مدعی سمجھکر باجازت جناب عالی نظامت خیرآباد و محمدی پر روانہ کیا وہ بھی اوسی خطۂ پاک کے تھے چلتے چلتے اپنی حکمت عملی سے ایک پیچ بہ گئے جناب عالی مناسب یہ ہے کہ نواب گورنر جنرل کے سامنے مرشدزادۂ آفاق نواب نصیر الدین حیدر خان کو اپنا نائب تب کیجیے دوسرا شخص غیر انکا نائب ہو چنانچہ یہی بنیاد ہسل اصول ریاست کی ہوگئی ✣

تحریر سوال و جواب جناب عالی و نواب گورنر جنرل بہادر

بند ملفوفہ خط نواب گورنر جنرل بہادر مرقومہ ۲۲ جون ۱۸۱۵ عیسوی مطابق ۱۳ رجب سنہ ۱۲۳۰ ہجری

سوال جناب عالی باوجود اسقدر دلیری و خاطرداری اور منظوری پرورش و سلوک کے احوال نصیر الدولہ بہادر کا البتہ صاحب مہربان دوستان عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ سے واضح رای عالی ہوا ہوگا اور شہامت و عوالی مرتبت بسالت و عوالی منزلت خان برخوردار معتمد الدولہ مختار الملک سید محمد خان بہادر ضیغم جنگ نے احوال برادر موصوف کا اور رادرون کا مفصل گزارش کرینگے انکے واسطے ایک طریق قرار پاوے کہ اطاعت و فرمانبرداری مین اور خلاف مرضی کوئی امر سرزد نہو +

جواب نواب گورنر جنرل ظہور مراتب انحراف و ترک ادب جناب عالی کی بھائیونکی طرف سے ناگزیر موجب تاسف و باعث کدورت و ناخوشی خاطر کا نسبت انکی ہوگا یقین جانیے کہ وہ ہمیشہ کرنے سے ایسے سلوک کے بلاشک و شبہہ بعرض زجر و عتاب مین نازمند کے گرفتار رہونگے چنانچہ آگے بھی لکھا ہے کہ میرے نزدیک جناب عالی نسبت اپنی بھائیونکی اختیار کلی رکھتے ہین اور اب بھی لکھا جاتا ہو کہ جناب عالی بیقین تصور فرمائین کہ اہالی اس سرکار کے نزدیک اختیار و اقتدار اس باب مین ہر آینہ بادب جناب ممدوح تعلق رکھتا ہو بھائی اور اقربا ہی جناب عالی جو راہ مستقیم اطاعت و رضاجوئی جناب ممدوح سے منحرف ہوکر راہ تمرد و عدول حکمی اختیار کرین اچہا تا اگر جناب عالی لوازم تادیب و تفہیم جو واسطے انکے جرم کیواسطے قرین مصلحت و سختی ہو عمل مین آوے اہالی اس سرکار کے اوسمین حرف و حکایات نکرینگے فی الحقیقۃ اہالی اس سرکار کو اور صاحب دربار جانشین لکھنؤ کو پہونچتا ہو کہ ایسے مقدمے مین دخل و غور لاوین لیکن اوس حالت مین کہ غماز اور در انداز بارادہ منغص و مکدر کرنے مزاج جناب عالی کے کسی بھائیون اور اہل خاندان کیطرف سے باتین بے اصل و اظہارات فضول و مبالغہ عمل مین لائین ایسے حال مین البتہ خود جناب عالی متر صد اس امر کے ہونگے کہ صاحب جانشین موصوف اون باتون سے اطلاع و خبر آپکو کرین کہ وہ مکر و حیلہ در انداز ون پر پہونچکر تفحص و تحقیق حال کرین +

سوال شمس الدولہ بہادر بنارس مین موشگافی دوانی اور تدبیرون مین مشغول رہتے ہین
سد باب اونکی تدبیرون کا ہوا ور خان برخوردار موصوف اس خصوص مین مفصل گزارش
کرینگے اور اس باب مین آپ ایسے کریں فرماسے دلجمعی و اطمینان حاصل ہے+
جواب نواب شمس الدولہ بہادر جتنی فکر و سازش یا اور حرکات ناشایستہ نسبت جناب عالی
کرینگے اہالی سرکار ہرگز اوس باب مین حمایت و التفات نکرینگی بلکہ برعکس اوسکے اوس طریق سے
بتنا کہ صاف و صریح پر عتاب و امتناع کیا جائیگا غرضکہ جناب عالی اس باب مین اہالی سرکار
ممدوح سے ہر آینہ من جمیع الوجوہ اطمینان و خاطر جمع رکھین+
سوال مین وارث نقد و جنس اندوختہ دادی صاحبہ قبلہ و کعبہ مدظلہا کا ہون اور اونکے
لواحقون کی خبرگیری منظور کی ہے لہذا الطاف و انصاف سے آپ کے امیدوار ہون کہ میری
حق تلفی نہو اور جو کچھ کہ اونسے منظور رہا ہے معلوم ہوا اور اس مقدمہ مین بانند تحسین علیخان
متوفی کے توجہات نہو+
جواب البتہ جو قرارداد فیما بین اہالی اس سرکار کے اور جناب عالیہ بہو بیگم صاحبہ کی حین حیات
نواب مغفرت مآب والد ماجد جناب عالی قبل از لینے عہدہ ریاست ممالک محروسہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر مجھسے عمل مین آیا فرا یاد خاطر مبارک جناب ممدوح ہوگا اور مین اس لحاظ سے معناً
کہ پیشتر سے وعدہ اس سرکار سے ہوچکا ہے اور اسکا بھی معین ہون کہ ایفای مستلزمات
راسخ القولی جناب عالیہ کے ساتھہ ہوا اور کسیطرحکا اتلاف و نقصان حقوق رئیس ملک اودھ
اوس سے متصور نہین اس صورت مین بآئین اور ایفای عہدنامہ مذکور اہالی اس سرکار پر
واجب و متحتم ہے لہذا جناب عالی کو اس باب مین اطمینان کلی رہے کہ بعد بسبیل و سر انجام
اوس وجہ کے جو واسطے تقدیم وصایای معظم الیہا کے موافق مضمون عہدنامہ مذبور ضرور ہو
جتنا نقد و جنس مملوکہ جناب عالیہ باقی رہیگا بی کم و کاست خزانہ جناب عالی مین داخل ہوگا
اور خصوص جاگیرات جناب عالیہ مین کہ وہ البتہ موافق معمول بعد جناب معظم الیہا کے
شمول ملک سرکار رئیس اودھ کے ہونگے اور مکرر اسکے ذکر کی کچھ احتیاج نہین ہے کہ
اس سرکار کی کسیطرح کی اوسمین مداخلت نہوگی+

سوال ازبسکہ چھوٹون کو بزرگون سے ہر قسم کی چشمداشت ہوتی ہے بمقتضای اوسکے جو کچھ کہ بات کھیری گڈھ باخذ و نقصان زر منافع درخواست عرض کیا ہے یقین پذیرائی ہے اگر ملک نیپال سے لیا ہی اور متصل ہمارے ممالک محروسہ کے ہو عنایت فرمائیے بعید الطاف بزرگانہ سے نہوگا اور خان برخوردار موصوف اس خصوص مین التماس کرینگے

جواب خصوص خواہش خاطر جناب عالی مین نسبت کھیری گڈھ اور قریب ملک سرحد اودھ جو گورکھپور سے تصرف اولیای اس دولت مین آیا نیازمند اوسکے واسطی بصدق دل خواہان اور متمنی ہے انشاء اللہ تعالی جسوقت ہنگامہ اور شورش کھیری گڈھ کا دفع ہوگا اور فیمابین گورکھپور اور اس سرکار کے تصفیہ اور مصالحہ ہوگا نیازمند بکمال طیب خاطر تامل اور تدبیر مقدمہ مذکور مین کرونگا اور تمنای واثق اور یقین صادق ہی کہ ایسا بندوبست صورت استقرار پائیگا کہ وہ بجمیع جوہ موجب سندیل و حسب خواہش آپکی ہوگا تاریخ بست دوم ماہ جون ۱۸۱۵ء مطابق ۱۳ رجب ۱۲۳۰ھ

نقل خط نواب گورنر جنرل بہادر

باسم مبارک رفعت الدولہ رفیع الملک مرزا غازی الدین حیدر خان بہادر شہامت جنگ دام اقبالہ مرقومہ ۱۲ نومبر ۱۸۱۴ عیسوی مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۲۹ ہجری۔

نواب صاحب والا قدر عالیشان مصدر لطف و احسان قدر افزای نیازمندان کرمفرمای بیکران دام اقبالہ بعد تقدیم مراسم نیازمندی و آرزوی ادراک گرامی مواصلت کثیر الافادت ایضاح خاطر اطہر باد کہ الطاف نامہ تفقد شمامہ مشعر مراتب مسروری و اطمینان خاطر اشفاق مظاہر مرجونہ فرط محبت و اخلاص نیازمندی ہے بذات ستودہ صفات اوپہنچا بند مطالب کا نیازمند کو دیکھکر اسکا جواب مہر اور اپنے دستخط سے آپکی خدمت منزلت مین بھیجا ہے اور اور مراتب شفقت و یکجہتی سے مسرور و مفتخر اور مضمون مندرجہ مشروحاً اطلاع ہوئی اور مطالب جو آپکے الطاف نامہ مذکور مین تھے نیازمند نے اونھین بغور و تامل دیکھا چنانچہ اوسکا جواب موافق ایمای اوس والا قدر کے اپنی مہر و دستخط سی اپنے خط مین آپکے ملاحظے کیواسطے بھیجا ہے پہونچیگا اور یقین ہے کہ ہر آئینہ موجب اطمینان و جمعیت خاطر توجہ ذخائر کا ہوگا اور تمنا ہے کہ نیازمند کو ہمیشہ متمنی دریافت مژدہ صحت و سلامت مزاج و ہاج جانکر الطاف نامجات

توجہ آیات سے مسرور و مغفور فرماتے رہیے ایام بہجت و شادمانی بکام باد +

نقل بند سوال و جواب خط

سوال جتنا ملک محروسہ جو وقت انتقال والد مرحوم تک انکے قبضے مین تھا بطور وراثت مسند نشینی آپکی مجھے پہونچا اوسمین اختیار و اقتدار موافق معمول والد مرحوم کے بحال و برقرار رہے اور کوئی گانون اور پرگنہ اوسکا کسی تقرب و تبدل سے میرے قبضہ اختیار سے خارج نہو اور نسلاً بعد نسل او ربطناً بعد بطن برقرار رہے +

جواب نیاز مند کو سوائے اسکے کہ نواب وزیر الممالک کو حالت اور مرتبہ بنسبت اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کے بہم پہونچے بلا شک و ریب مقتضیات حق و انصاف سو ہے لہذا نصب العین اہالی ممدوح ہے کوئی اور امر منظور نہین بنا رعایہ حاصل سب روپیے سرکار کا اور تدبیرین نیاز مند کی البتہ بھی ہونگے کہ حکومت و ریاست نواب صاحب ممدوح کو اعتبار و استحکام بہم پہونچے جو ہر آینہ موجب اطمینان و دلجمعی آپکے اس خصوص مین ہو +

سوال نواب صاحب مشفق مہربان کرمفرمائے مخلصان گورنر جنرل لارڈ منٹو صاحب بہادر نے نقشہ انتظام ملک کیواسطے والد ماجد مرحوم کو لکھا تھا لیکن والد مغفور نے باوجود اقرار اس باب مین اپنے حین حیات جاری نکیا تھا مخلص بے ریا نے نظر با قرار نواب صاحب موصوف اور وعدہ والد مغفور کا اوسکے اجرا کیواسطے اپنے عہد مین بصوابدید صاحب مہربان دوستان عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ جاری کرکے امناء پرگنات مامور کیے اور اوسکی منظوری اس نقشہ امتحان سے اس صورت سے کی کہ تا کرعہ کار و بیسلیقہ و نالائق جو ہین اونکے جگہ پر اور مقرر ہو وین اور سنہ تحصیلداری دیگر بصوابدید صاحب موصوف آخر سال تک امتحان کیا جائیگا اگر اس نقشہ سے رفاہ اور فلاح رعایا اور افزایش مال سرکار اور سہولت وصول زر اور امن خلائق اور بلندنامی سرکار ہوگی اسے گرہ بندا و ستم کریگا و الاجسمین درستی ان امور کی متصور ہوگی عمل کیا جائیگا +

جواب ممکن نہین کہ تحریر و امتحان ایک سال سے یہ بات متحقق ہو جاوے کہ نقشہ انتظام

مجوزۂ اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر مفید مقصود ہے یا نہین اسواسطے کہ مدار نقشۂ مذکور کا بندوبست سہ سالہ ہے جو بعد دریافت احوال ملک اونکے از روی تحقیقات عمل مین آئیگا بس نیازمند کے نزدیک انسب یہ ہے کہ نوابصاحب ممدوح نقشۂ مجوزۂ مذکورہ کو عمل مین منظور ہے معزی الیہ جسطرح سے جاری فرمایا ہے بخوبی جاری فرمایئے یا دوسرا نقشہ تجویز فرماکر میرے پاس بلاتوقف بھیجدیجیے اور بر تقدیر اول صاحب رزیڈنٹ بہادر واسطے گزارش تفصیل نقشۂ مذکور اور تصریح جمیع جزیات بلاتوقف خدمت معزی الیہ مین اور اہلکار جو بالفعل مقرر ہوئے ہین اور حاضر و مستعد ہین اور بر تقدیر ثانی مکلف خدمت ہوتا ہے کہ اپنا نقشۂ مجوزہ جسقدر کہ جلد ہو میرے پاس بھیجدیجیے کہ وقت ہاتھ سے جاتا ہے بہر صورت آرزو اور تمنای دلی نیازمند یہی ہے کہ بندوبست واسطے بہترین مصالح امور ریاست نوابصاحب ممدوح کے ایسا ضرور اور منظور ہے کہ باستر ضای کلی معزی الیہ اور مطابق شرایط مندرجۂ عہدنامہ یعنی اہلکاران سرکار عالی کے ذریعے سے جس تمشیت قبول کری اور ہرگز منظور نہین کہ اہالی سرکار کی نسبت باختیار نوابصاحب ممدوح اور تجویز مین امنا وغیرہ کاربعازان سرکار جناب عالی کی مداخلت کرین مگر صرف یہی حق اور اختیار ضروری اونھین باقی رہیگا کہ جب عدم قابلیت کسی شخص معزز عہدہ کی نسبت دریافت کرینگے یا اوسکی خیانت کے متحقق ہو وجوہ عدم صلاح اوسکے تقرر کا آپ کی خدمت مین اظہار کرین اور غرض نیازمند کی یہ ہے کہ حکومت و ریاست ممدوح شمول اعتبار و استحکام روی ایام پر آشکارا اور جلوہ گر ہوجای پس امر متعلق امنای محالات تجویز رای رزین نوابصاحب ممدوح کی نظر خلائق مین کھل جائیگا اور ہرگز موجب غلط فہمی لوگونکا اس باب مین نہوگا اور فحوای کلام نواب صاحب ممدوح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی خواہش یہ ہے کہ تمامی ممالک محروسہ کو برخلاف نقشۂ مستاجری متعلق تحصیل امانی کرین اہالی اس سرکار کے اس باب مین اوس سے زیادہ صلاح وہی عمل مین نہین آئی تھی کسواسطے کہ انھون نے تجویز اور استقرار جزیات نقشۂ مجوزہ اس سرکار کو موقوف رای صواب آرای معظم الیہ باتفاق صاحب رزیڈنٹ بہادر پر رکھا تھا اوس عنوان سے جو ہر آئینہ موجب رضا اور خوشنودی آپکی خاطر عاطر کا ہوگا

چنانچہ اسکا ذکر مضامین خط نیاز مند سے جو موسومہ والد ماجد مغفور نواب صاحب ممدوح محررۂ
۲۵ ماہ مارچ سنہ ۱۸۱۴ء مطابق ۱ شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۲۹ ہجری تھا بالتخصیص عمل مین آیا ہے اور
جس وضع سے اصلاح جزئیات نقشۂ تحصیل ایانی قرار پاوے ہونا امنا کا ضرور اور ناگزیر ہے
پس ہرگز یہ کیسکے وہم وخیال مین بھی نہ آسکیگا کہ تقرر امنا آپکی تجویز سے نہین ہوا اور
با خلت دوسرے کی ہوئی

خط جناب عالی اب نقشۂ انتظام ملک موافق تجویز نواب صاحب ممدوح منظور رہوا اور
یہ صلاح تمام ممالک محروسہ کی ہوئی پس ہر ضلع مین ہونا ضلعدار کا بمنزلہ کلکٹر کے ہے اس
حیثیت او حقیت سے ہو کہ عبرت اور اوسکی ہیبت سب زمیندارون پرگنات اوس ضلع پر
ہو کہ درصورت تمرد تنبیہ و تدارک انکا اپنی جمعیت ہمراہی سے کرے یا بروقت ہر سرکشی مین
فوج انگریزی کی تکلیف لازم ہو اگر عہدہ برائی اپنی جمعیت ہمراہی سے نکر سکے تو ناگزیر
فوج انگریزی استمداد کرے پس اس صورت مین اجازت ہو کہ انتظام ہر ضلع کیواسطے بقدر
ضرورت فوج نوکر رکھکر سرکوبی متمردون کی کرے

جواب تجویز ملک باصلاح ہر آئینہ نقشۂ مجوزۂ اس سرکار کا جو خدمت والد مغفور نواب صاحب
ممدوح نے لکھہ بھیجا تھا موافق ہے لہذا سب طرف سے قبول و مستحسن آپ کی رای کے ہوا
اور ہونا ضلعدارون کا اس حیثیت سے جو شایان اونکی قدر و منزلت کے ہو بہت مناسب ہے
لیکن نواب صاحب ممدوح کو ظاہر ہے کہ فوج جو سرکار عالی مین نوکر ہو مقدار اوسکی از روی عہدنامہ
جو مقرر او معین ہے یقین ہے کہ اوس سے بڑھ نجای اور یہ بندی پیادون کی جس قدر
کہ تحصیل مال کیواسطے مطلوب ہو البتہ ضلعداران مذکور نوکر رکھینگے اور فوج انگریزی
ہمیشہ احکام واجبہ نواب صاحب ممدوح مین مستعد اور آمادہ رہیگی لیکن گفتگو جو بعض اوقات
درباب ماموری فوج اس سرکار کی واسطے اعانت امر تحصیل کے ہوئی بغاوت اور سرکشی
زمینداران متمرد سے نسبت اپنی رعیت پر یعنی نواب صاحب ممدوح مطلق تعلق نہین رکھتے
سواسطے کہ جو لوگ جادۂ اطاعت سرکار سے پاؤن بڑھائین تنبیہ و تدارک فوج مذکور پر
لازم ہے اور قید و شرط جو باب ماموری فوج مذکور مین ہوی امداد و اعانت حال مستاجر سے

جو دست ظلم اور زیادہ طلبی اونکی سے زمیندار اور رعایای مظلوم جان سے تنگ ہوکر چارہ سوای معاملہ کے تعلق تھے اور اعانت اور امداد اون ظالمون کی مشرفت ظلم دست درازی مین اونکی موجب بدنامی اور ہتک سرکار کی ہوتی اور ہمیشہ کمال شاق و ناگوار خاطر اعالی ممدوح کے ہوتا اور جو لوگ مرتکب ایسی حرکات کے ہونگے اونکی حمایت اور کمک ذریعہ اس سرکار سے ممکن نہین کہ عمل مین آئے لیکن جیسا از روی تقرر اور اجرای نقشہ مستحسن کو انتظار اس بات کا اعالی ممدوح سے حاصل ہو کہ طلب فوج جہت تقویت اور تائید احکام عمال اور مستاجران ہمیشہ کے زیادہ طلب عمل مین نہ آئیگی اور نواب صاحب ممدوح یقین تصور فرمائین کہ فوج مذکور واسطے تقویت اور حفاظت حقوق اور ریاست واجبیہ مومی الیہ کیواسطے بلا توقف تقدیم اعانت واقعی مین حاضر و مستعد ہوگی ٭

سوال عدالت مین مقرر کیا گیا کہ ہر ضلع مین ایک فاضل عملہ فوجداری سے ضلعداران ضلع کے پاس رہیگا تا قضایای ضلع اوسی جا موافق شرع شریف کے فیصل ہوا کرین اور کسیکو تنقیح مین سے شک ہوگا رجوع عدالت لکھنو مین کرے کہ اپیل ہوگا اور اگر پھر شک ہوگا دو فاضل تنقیح جو حاضر حضور رہینگے وہان رجوع کرے کہ بمنزلہ صدر اپیل ہوگا ٭

جواب ارادہ نواب صاحب ممدوح کا اب مقرر کرنے نقشہ عدالت مین حسب شرع معینہ اور قانون کے بہت مستحسن اور بجا متصور ہوا اور ازبسکہ یہ امر بہت نازک اور پوشیدہ ہے ممکن نہین کہ نیازمند اوسکی تفصیل اور تصریح مراتب اپنی رای پر اس خصوص مین بالفعل کرے لیکن جسوقت نواب صاحب ممدوح جزئیات نقشہ مجوزہ اپنے سے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو مفصلاً اطلاع دینگے اور یقین ہے کہ یہ بات آپکو بھی بدل منظور ہوگی اوسوقت البتہ خانگی نقشہ مذکور کے قیاس و تصور مین آسکینگے اور یہ مقدمہ ہے کہ غالباً نواب صاحب ممدوح اس باب مین خواہان استصلاح اور استصواب کے نیازمند سے ہونگے اور خیر اندیش بلا تکلف اور بکمال صفای باطن موافق اظہار اپنے رای کے کریگا اور یقین ہے کہ نواب صاحب ممدوح اظہار مذکور کو بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر جو حسن و لائق سے معروف ہے اور تعلق خاطر نیازمند کہ بہبود سرکار عالی مین تصور فرمائینگے اور یہ امر مذکور مقدمہ پولس سے بھی متعلق ہے

نیازمند چاہتا ہے کہ اس تقریب سے اطلاع دہی اس بات کی بھی کرے کہ توجہ و استقامت معظم الیہ کا تجویز فرمانے اوسکے نقشے مین جو مفید و مؤثر ہو ممالک محروسہ مین آپ کی مصروف ہو چنانچہ صاحب موصوف اس باب مین بگزارش جزئیات اوسکی عالی خدمت مین مستعد و آمادہ ہونگے اور اس ضمن مین نیازمند ذکر صورت نقشہ حالیہ پولس مین متعلقہ محالات اس سرکار کی جو سرکار سامی سے ملحق ہین رجوع کرتا ہی کہ باوجود عمل مین لانے اوس بندوبست کی جو باتفاق اہالی اس سرکار اور والد مغفور نواب صاحب ممدوح کے قرار پایا تھا چور اور غارتگر ملک سرکار اگر محالات مذکور مین چوری و غارتگری کی اور مع مال مسروقہ پھر ملک سرکار عالی مین پناہ لیگئے نیازمند اس باب مین صاحب ممدوح کو ایما کریگا کہ خدمت عالی مین گزارش کرین اوسپر توجہ مصروف ہو

سوال اگر کوئی شخص اقربا او متوسلین یا ملازمین یا رعایا مخلص سے آپ کی حضور مین کلکتہ نالش کرے اوس صورت مین تھوڑی سی بھی التفات سے او شنوائی نالش سے موجب تخفیف اوسکی مخلص کا ہے اور باعث حوصلہ اونکا اور تصدیع آپ کی امید کہ مجرد اوسکے سننے کے بھی جواب ہو کہ اپنے ملک مین جاکر رجوع کرے اور در صورت اصرار بدرشتی بدر کیے جاوین تا بوجہ وقار مخلص کا بحال رہے اور ابواب فساد بند ہو جاوین کہ یہان تین درجے عدالت کے مقرر ہوے ہین باوجود اسکے یہان سے جانا دلیل خواہش بیجا کی ہے +

جواب نیازمند اقبال و منظوری مین اسکے کچھ عذر و تامل نکر سکیگا مگر صرف حق مین اون لوگون کے جو کفالت سرکار مین ہین اور ایفائے قول و اقرار انکا لازم ہے +

سوال از انجا کہ خیرات و مبرات موجب برکت اور سرسبزی ریاست اور رضای خالق اور نیکنامی خلق اللہ ہے منظور رہا جو عہد عمو صاحب قبلہ مرحوم مین معافی ہوتی تھی اور عہد والد مغفور مین سنون سے مسدود رہی اوسمین تحقیقات کرکے جو قابل گذاشت ہو معاف کیجاوی بلکہ اپنی طرف سے خبرگیری مسکینون اور محتاجون اور ارباب علم و فضل و زہد و تقوی کیواسطے بقدر کفاف معین ہوگا تا فارغ البال ہوکر دعای ازدیاد عمر و دولت کے بقا مین مشغول ہون آپسے اطلاع کی گئی +

جواب اس خصوص مین مخوای کلام نواب صاحب ممدوح سے مفہوم ہوتا ہی ہر آئینہ مقصد آپکا

مقتضیات انصاف پروری و والاہمتی معظم الیہ سے متصور اور حقیقت حال نیازمندان ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ مرحوم نے اراضی واسطے مصارف بعضے لوگون کے
یا خیرات و مبرات مین دی تھی اور جب نواب صاحب مرحوم نے یہ کہا تھا یقین ہے کہ اون
مرحوم کو حق خارج کرنے اراضی مذکور کا تھا بس ضبط ہونا وجہ معاش روزینہ دارون کا البتہ
جای شکایت ہے اس صورت مین واگذاشت اور بحال فرمانا نواب صاحب ممدوح کا
سد رمق اونکی معاش کیواسطے موجب کمال نیکنامی اور حق پروری جناب ممدوح کا ہوگا
اور یہ امر کہ خبرگیری اور اعانت مسکینون اور محتاجون وغیرہ ارباب استحقاق کی منظور نظر
فیض مظہر ہے باعث ثواب اور حسنات اور زیادتی نام و نشان آپکا ہوگا۔

سوال جناب عمو صاحب اور والد ماجد مرحوم واسطے سیر و شکار کے جب منظور ہوتا تھا
تشریف لیجاتے تھے مخلص بھی بدستور معمول بزرگون کے ارادہ کریگا اطلاعاً لکھا گیا کہ
ناگوار خاطر شریف نہو اور موافق معمول فوج سرکاری بقدر احتیاج ساتھ ہو۔

جواب اس باب مین نواب صاحب ممدوح کو سب طرح سے اختیار رہے اور فوج اس
سرکار کی البتہ بطور معمول آپکی ہمراہ حاضر رہیگی۔

سوال جب نیازمند نے جواب مرقومۃ الصدر کے جو تعین خاطر تھے اونسے اطمینان
اور دلجمعی نواب صاحب ممدوح کی ہوئی ہوگی عمل مین لایا اب تذکرہ بعض امور کا جسکا
اظہار ما فی الضمیر اپنے آپکی خدمت مین منظور ہے کرتا ہون خصوص حکیم مہدی علیخان مین
گمان نیازمند مین جو ناگزیر رویہ اور رفتار اور آداب خان مشار الیہ سے کیا از روی حالات
سابق اور کیا واردات اور واقعات سے جو بالفعل ظاہر ہوئے آپ پر واضح ہین اگرچہ
کیفیت و وجوہ تو یہ بھی مد نظر صلاح و خیرخواہی سرکارین مقتضی صلاح وہی اوسکی ہوئی کہ
نوابصاحب ممدوح نے جانا خان مشار الیہ کا دربار عالی سے اور روانہ ہونا ضلع علاقہ مین
اونکی اور کبھی لکھنو کو نہ پھرین حکم فرمایا عالی خدمت سے مخفی نہین ہے اور جسوقت نوابصاحب
ممدوح بصلاح وہی اہالی اس سرکار کے کماحقہ متوجہ اور مصروف ہوکر بامضای صدق محبت
اور یکرنگی امر مذکور مین حق مشار الیہ مقرون اجابت فرمائیے تو نیازمند کو سوای اظہار

اپنے اطمینان کے البتہ نواب صاحب ممدوح کو کسیطرح کا عذر و حیلہ مشار الیہ کا
توقف و تاخیر بجا آوری حکم مذبور مین جائز و مسموع نہو گا کوئی اور امر باقی نرہا،

جواب مرزا رمضان علیخان نے وقت جلوس نواب صاحب ممدوح مسند نیابت پر نیک خدمت
نسبت ذات ستودہ صفات معظم الیہ کے بلکہ اس سرکار کے بھی اوسیطرح سے کی کہ مبالغہ
اوسکی تشریح واثبات کے درجے کا اور اونکے استحقاق کا بذل تفضل و عنایات جناب معزی الیہ
مین حیطہ احتیاج نہین ہے معہذا نیازمند نے حال مشار الیہ کو زمرہ اون لوگون مین محسوب کیا
جنھون نے خدمت بزرگ نسبت سرکارین کے بھی اور شب ہم ماہ نومبر سنہ حال مین سفارش
مشار الیہ کی عالی خدمت مین کی تھی یقین خاطر عاطر نواب صاحب ممدوح ہو گا کہ کسیطرح کی
توقع خان مشار الیہ کو جو غیر واجبی اور دور از قیاس ہوا ہالی اس سرکار کو متصور نہو گا اور استدعا
جو نیازمند نے علاوہ شفقت اور عطوفت نواب صاحب ممدوح پر عہدہ ہای خان مشار الیہ مین
بوقت مسند نشینی آپکی جسپر وہ مامور تھے چاہیے احیاناً اگر کسی اور کو اونکی خدمت پر مامور فرمایا گیا
تو وجہ مشاہرہ بالفعل جو خان مشار الیہ پاتے ہین اور بدلے اون محاصل کے جو عہدہ ہای مذبور مین
پاتے تھے بحال و برقرار رہے اور نیازمند خان مشار الیہ کو مستحق بذل انصاف و فیاضی جناب
ممدوح کا اوس انداز سے پر جو مذکور ہوا تصور کرتا ہے چنانچہ ہمیں واسطے دربارۂ مشار الیہ
عتماد کلی اس بات کا متصدیع اوقات خجستہ صفات ہوتا ہے کہ نیازمند جسطرح سے بصدق
خلوص سفارش خان مشار الیہ کرتا ہو آپ بھی اسیطرح تصور فرما کر مقرون اجابت فرمائینگے،

درباب تقرر اون اشخاص کے جو نواب صاحب ممدوح نے واسطے تمشیت امور مستمرہ اپنی
سرکار کے صاحبزادہ بلند اقبال نواب نصیر الدین حیدر خان بہادر کیطرف سے اپنی نیابت
مین معین فرمائے ہین جناب ممدوح بذریعہ استقرار اس نقشے کے البتہ محبت سے متوجہ جزئیات
ہوتے ہونگے تو سبکدوش ہونگے اور سوال و جواب بھی جمیع مقدمات متعلقہ صلاح دونون
سرکارون کے صاحب ریذیڈنٹ بہادر سے مرتبہ سہولت اور آسانی اور بسبیل صفائی
و بلا حجابی عمل مین آئیگی پس جای واثق ہے کہ اس نقشے سے راحت و آسایش فراغت مآب برکات
نواب صاحب ممدوح کی اور امور دخیر و خوبی رونق و سرسبزی سرکار عالی زیادہ ہو گی اور جناب

یہ لوگ مزیور تقدیم لوازم دیانت وامانت ہین اور خیرخواہی اپنے رئیس مین مصروف ہونگے
سود و بہبود واقعی سرکار معظم الیہ کے ملحوظ اور نصب العین ہوگی اور ہر آینہ اہالی اس سرکار کی
اونھین مستحق توجہ تفقد و استحسان اور اعانت جانکر اوسکے ابدال مین ہرگز نصیب کسی رعایا
اور ملازمان سرکار نواب صاحب ممدوح سے جنکا رویہ و رفتار نوع دیگر ہو نہو سکے گا اور
نواب صاحب ممدوح نے جو ملاقات کانپور مین اپنا کاغذ مطالب نیازمند کو دیکھ پھیر لیا اوسے
دورنگ ہینگے لیکن بعض مقدمات جو اوسمین مندرج ہین آپکے مافی الضمیر کا دریافت کرنا موجب
اطمینان خاطر جناب ممدوح ہوگا لہذا عند الملاحظہ کاغذ مذکور بعض مراتب جو خاطر نیازمند
مین گذرے اور وہ کلمات جو باعث تسلی جناب معظم الیہ متصور ہین بالفعل قلم نیاز سے لکھا ہے
اور امید قوی رکھتا ہے کہ اوسکے دریافت سے نواب صاحب ممدوح کو وجہ تازہ اطمینان اور
دلجمعی کی صرف مصروفت اس سرکار کے اہالی کی جہت نگاہ عزت و حرمت اور خیرخواہی
معظم الیہ متوجہی دل نہادی اس نیازمند کی بذات خود اور زیادتی اوس حاصل اور وصل کی
ہوگی اور نیازمند بقلم مجھتی لکھتا ہے کہ شک و شبہہ نہین ہے ان مضامین عہدنامہ سرکار مین
جو شرائط از راہ حق و انصاف معرض بیان مین آئے تھے مقصود ہے کہ اختیار و قدرت
نواب وزیر الممالک بہادر کا درمیان ملک مقبوضہ کے استقلال سے ہوگا اور قرارداد جو امر
مداخلت اس سرکار کے بصلاح و مشورہ ہے نواب صاحب ممدوح کو بے وسطہ صاحب ریذیڈنٹ بہادر
کے استقرار پائے اوسنے ہرگز منظور انصاف نہین ہوتا کہ دخل و آمد سرکار موصوف کا امور
خانگی جناب معظم الیہ عمل مین آئیگا اس بہت دور ہے کہ حق نوکرون اور ملازمون اوس سرکار کی
جسوقت کہ وہ اپنی رئیس سے تخالف اور انحراف کرین اور اپنے آقا کے مجبور کر دین امور
سہل اور رسمیہ مین دم مارین حمایت اور اعانت صریحہ اس سرکار سے ظاہر ہو حاشا وکلا
اس قسم کی مداخلت کبھی کسی صورت سے منظور اہالی اس سرکار کے نہوگی اور نیازمند نے
قبل اسکے صاف و صریح خدمت عالی مین کہلا بھیجا تھا کہ نیازمند بدل خواہان اسکا ہے
کہ آپ کو عزل و نصب ملازمان شاگرد پیشہ اپنی سرکار کا سب طرح سے اختیار ہے بلکہ نیازمند
کو خوشی و مسرت اسکے دریافت سے ہوگی کہ جن لوگون کیطرف سے جناب ممدوح کو کسی وجہ سے

انقباض خاطر بہم پہونچے اونکو جواب دیونگا چنانچہ نیازمند نے اس بات کا اعادہ کرکے بالفعل
ضبط تحریر مین کیا ہے اور خصوص بھائی اور اقربای جناب ممدوح مین صورت حال اونکی سوای
اوس حالت کے کہ جسمین کفالت وحمایت اہالی اس سرکار کی ہو صورت یہ ہے کہ سوای رای
صواب آرای معظم الیہ کے دخل و تصرف کسی اور کا نہوگا اس باب مین نواب گورنر جنرل بہادر
ہرگز صاحب رزیڈنٹ بہادر سے ازروی اپنے عہدے کے کوئی حرف وحکایت نکرینگے مگر اون
دونون حال مین جو صاحب موصوف سے بالتخصیص ایما اوس باب مین ہوا ہے یا آپ جناب عالی
ترغیب خاطر سے اقدام کرکے صاحب موصوف سے محرک سلسلہ جنبانی ہوون اور مراتب طاعت
اور انقیاد جو رئیس بروفق ضوابط وقواعد معمولہ روسای اسلام پر اپنے اہل خاندان کیطرف سے
استحقاق اوسکا رکھے البتہ ظہور اوسکا برادران اور اقربای نواب صاحب ممدوح سے نسبت
بذات جناب معظم الیہ لازم وواجب ہے اور امکان نہین رکھتا کہ اہالی اس سرکار کے ازروی
حق واجبی حمایت کسیکی اونکی ممکن ہو سے درباب عدول حکمی نسبت اونکے عمل مین لائین جناب عالی
باوصف دعوای واجبیہ اور اختیار کم وبیش کرنے درباب اپنے بھائیون کے جو رکھتے ہین کہ
اونکا درباب کم نکرینگا ہر اینہ یہ بات شایان مروت اور علو ہمتی جناب ممدوح کی متصور ہے اور
درباب سکونت ورہایش شمس الدولہ بہادر کے بمقام بنارس مین جو بندوبست اوسکا حسن تکمیل سے
ہوا ہے موجب خوشنودی وخرسندی خاطر نیازمند کثر کے ہوا جو بسبیل ادای باقیات مشاہیر
سابق نواب صاحب موصوف مین وہ سوال جو عند الملاقات نیازمند جناب ممدوح سے
بالمشافہہ تجویز پایا یعنی باقیات مزبور خزانہ سرکار کمپنی سے بالفعل دیجاتی ہے بعد اسکے
جناب عالی اوس روپیہ کو سرکار موصوف مین عائد فرماینگے اسپر باعث خوشی کا ہوگا +
خصوص مطالبہ روپیہ مین جو نواب مغفرت مآب الدماجد سے جناب عالی کے نواب شمس الدولہ
نواب نصیر الدولہ کو پہونچتا تھا اگر جناب عالی صلاح وانصاف ورسے قواب سے اصلاح اوسکی فرماتین
تو نیازمند بالرای اپنی اس باب مین گزارش کرسکیگا لیکن ایسے امر مین اپنی طرف سے ہرگز
سبقت رہنمائی مناسب نہین جانتا کسواسطے کہ یہ مقدمہ امور خانگی سرکار جناب عالی ہے اور
بادی النظر مین ظاہر ہے کہ اسکی تحقیقات کمال دشوار ہوگی کہ نواب مغفرت مآب سے نے

نواب صاحبون کو کونسا روپیہ وجہ مصارف سرکارین اور کونسا روپیہ بسبیل امداد دیا تھا
اور میرے تصور مین یہ آتا ہے کہ بالفرض تعداد اور مقدار روپیکی بھی جو تحقیق ہو لیکن دستاویز
جس سے امتیاز ان دونون کا ثابت ہو سکے موجود نہو گی اور درصورت صدق تصور نیازمند کے
سوا اپنے اقرار نواب صاحبون کے کوئی دلیل امکان نہین پس اگر جناب عالی اسیطرح کہ
کسیطرح کی سختی اور درشتی سمجھی نجاے اور نواب صاحبان موصوف مشبہ جناب ممدوح
اپنے حق مین اوس سے تصور نکرین صرف فرد حساب سے طلب فرمائین شاید یہی انسب ہو
لیکن نیازمند جو اسباب مین کہتا ہے یہ موقوف صحت احتمال پر ہے یعنی موجود نہونا دستاویزات
کا سررشتہ مین اور شاید قیاس نیازمند کا اوسمین نفس الامر نہوا اور جناب عالی نے جو بذریعہ
صاحب رزیڈنٹ بہادر ارادہ اپنا باب عدم مطالبہ مبالغ مذکورہ نواب شمس الدولہ بہادر سے
اظہار لیا یہ بات مقتضای حال اور وقت میرے نزدیک بجا و مستحسن ہے پس اغلب کہ جناب عالی
یہ سلوک و مروت دربارۂ نواب نصیر الدولہ بہادر بھی بیشتر لازم و ضرور تصور فرماینگے فقط

درباب ملاقات بھائیون وغیرہ اہل خاندان نواب وزیر الممالک بہادر کی اگر رسم و آئین اس
خاندان عالیشان عظمت نشان کا یہی ہے کہ کوئی شخص اونمین سے بدون اجازت رضا اور
خوشی نواب وزیر الممالک بہادر کی نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات نکرے تو نواب گورنر جنرل
بہادر بھی ہرگز تخالف اس امر سے متصور نکرینگے

در خصوص بحال رکھنے ملازمان نواب مغفور بدستور بشرط حاضرباشی اور دو تنخواہی کی اونکے
اس سے زیادہ بالاتر مرتبہ مستلزمات علو ہمتی و الا مروتی سے متصور نہین ہے

اور درباب تعداد اور اونکی صنعت کے خود جناب عالی کو اختیار ہے چنانچہ نیازمند
اس خصوص مین اقرار اس بات کا کہ آگے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ کسیطرح کی مداخلت امور
خانہ ملازمان اور شاگرد پیشہ کی اہالی اس سرکار کے طرف سے عمل مین نآئیگی اور خصوص
چوکی اور پہرے فوج انگریزی کے جو بالفعل دولتسرا اور خزانہ وغیرہ پر مامور ہے
یہ امر مرضی مبارک جناب عالی پر موقوف ہے جسوقت چاہین حکم فرمائین کہ لوگ سرکار عالی
کے اونکی جگہ معین ہون

امور متعلقہ محلات اہل خاندان جناب عالی کہ بند وبست سے بیشتر کفالت وحمایت اس سرکار مین آئے ہین یہان حکم خارج از مستثنی ہے اور سوا اسکے اونکے حق مین مداخلت اہالی سرکار ممدوح سے متصور ہوگی اور جو کچھ کہ موجب زیاد عزت او مرتبت اور رفاہ اور فلاح جناب عالی کو ہو نیازمند کو بدل منظور او خواہان ہے اور اگر مساعی نیازمند اس باب مین مشکور ہو تو اس جہت سے ہوگی کہ نیازمند پر اطلاع او آگاہی حاصل نکر سکیگا کہ کون سے امر مین ناخوشی اور انقباض خاطر مبارک ہو اور کس امر مین موجب سبکی اپنی کا تصور فرماتے ہین +

باب ملاقات صاحب ریذیڈنٹ بہادر مین از بسکہ اوائل مسند نشینی جناب ممدوح مین ہجوم اور رجوع سرکار عالی مین زیادہ تھا البتہ عرض گزارش صاحب موصوف او سوقت بہ نسبت اور اوقات کے ضرور او ناگزیر بھی او بالفعل کہ وہ ضرورت باقی نہین رسم ملاقات آمد و رفت صاحب موصوف کی البتہ بدستور سابق جاری ہوگی یعنی جسوقت صاحب موصوف کو احتیاج گزارش ہوگی آپ سے کہلا بھیجینگے کہ جہت شرف یابی تعین وقت سے اطلاع دین او جسوقت جناب عالی کو منظور ہوگا بالمشافہہ صاحب موصوف سے اطلاع فرماینگے او ملاقات اہلکاران جناب عالی کی صاحب موصوف سے البتہ اکثر اوقات ضرور ہوگی او رسم و طریق اونکا بطور کہ اجرای امور آگے بسہولت و انتظام او بلا تکلف او تضییع اوقات طرفین ہوتا تھا قرار پایا اور اہالی سرکار عالی کو سب طرح سے یہ بات منظور ہی کہ مسند نشینی ملک وہ او لاد نواب صاحب ممدوح کی بہ سبیل وزارت لاکلام بحال و برقرار رہے اور درصورتیکہ جناب عالی سرشتہ جانشینی سے حسب شرع شریف او رسم و ضابطہ مروجہ ملک بھی ہی نیازمند کو اطلاع دینگے البتہ اہالی اس سرکار کے تکفل سلسلۂ جانشینی مذکور مین مستعد او حاضر ہونگے +

الغرض نیازمند مکرر جناب ممدوح مین یہی التماس کرتا ہے کہ جناب عالی طرف حق پرستی و وفاشعاری و صدق محبت او دوستی اہالی اس سرکار سے او اونکا مصروف ہونا سود و بہبود و خیر خوبی واقعی سرکار عالی مین سب طرح سے معین ہین اور یہ بھی ملتمس ہوتا ہے کہ اسی طرح شہامت و عوالی مرتبت عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر ارسلان جنگ سے بھی اعتماد و اطمینان رکھین اسواسطے کہ صاحب ممدوح من کل الوجوہ محل اعتماد نیازمند ہی

اور جب کام اونکا موافق ضوابط مرقوم الصدر کے جاری ہوگا امید ہے کہ جناب عالی بھی صاحب موصوف کو دوست واقعی اپنا جانینگے اور یقین کلی ہے کہ صاحب موصوف سے کبھی دولتخواہی اور خیر اندیشی کی کوئی حرف خلاف صلاح عمل مین نہ آئیگا اور سب مہات اور امور مشکلہ مین استصلاح اور استمداد صاحب موصوف سے فرماینگے ۱۲ نومبر ۱۸۱۴ع مطابق ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۲۹ہجری لکھا گیا +

معلوم ہو ناظرین کتاب کو کہ نظر آشوب و انقلاب زمانہ جو اس سلطنت مین ہوے محض عبرت الناظرین سمجھکر عہدنامجات وغیرہ مندرج کتاب ہوے کہ عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے و گرنہ ع امور مملکت خویش خسروان دانند۔ یہ بھی سچ ہے +

نواب معتمد الدولہ کا قید ہونا یعنی خانہ نشین ہونا پھر ترقی جاہ ناپایدار مرزا حاجی اور محمد آفرین علیخان وغیرہ اور سوانح شہر

نواب معتمد الدولہ بہادر ۱۲۳۰ ہجری نویں مہینے تک امور نیابت اپنے طور پر کرتے رہے اس عرصے مین جب نواب گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر انتظام کلی مہات دکن و اضلاع غربی سے اطمینان کلی بکمال نیکنامی سے مراجعت فرمائی فرخ آباد مین نزول اجلال فرمایا اور منتظر آمد برسات رہے کسواسطے کہ اون دنون آمد و رفت کلکتہ موقوف بسواری بجرہ و پینس و کشتی تھی تین مہینے کے عرصے مین فرودگاہ نور ہوتا تھا لکھار و پیہ کرایہ کا صرف ہوتا تھا درستی ریل نہوئی تھی اور کس خوبی سے انتظام دکن ہوا کہ سب شکر گذار ہوے ایک کا خون ناحق نہوا چنانچہ نواب امیرخان جو مدت عمر تک ہندوستان کے خاک چھانتے پھرتے رہے ایکدن چین سے نہ سوئے ۳۲ لاکھ کا ملک ٹونک عنایت فرمایا کہ اب آرام تمام سے بیٹھکر پلاؤ کھایا کرو ہر لشکر کو اوجین و سیقدر ملک دیا کریم خان پنڈارہ وغیرہ کو گورکھپور مین شاید ۱۲ ہزار روپیہ سالکی جاگیر جو باد یہ پیمائے ہندوستان تھا اور رعایائے ملک غربی و دکن کی سب شکر گزار سرکار رہوی +

جناب عالی نے بھی بکمال خصوصیت بوجوہ چند اپنا جانا مناسب جانا مرشدزادہ آفاق مرزا نصیر الدین خان بہادر کو مع نواب معتمد الدولہ بہادر اور ارکان دولت وغیرہ جلوس احتشام سے روانہ فرخ آباد کیا نواب گورنر جنرل بہادر نے لوازمہ مہمانداری بمقتضاے محبت و کمال شفقت کی سعی فرمائی +

مرزا حاجی صاحب

Mirza Haji Sahib

مرزا جعفر صاحب

Mirza Jafer Sahib

اس عرصے مین حریف و خلاف جو منتظر ایسے وقت کے اپنی گھات مین بیٹھے تھے نواب کا
کام تمام کیا یعنی معروضات جا و بیجا گوش گذار خاطر جناب عالی کرنا شروع کیا چنانچہ منشی محمد بخش صاحب
صاحب اخبار جو سراسر خلاف نواب تھا متواتر پرچہ اخبار حضور مین گذرانے جنمین کسیطرح کا شک
باقی نرہا اور بادشاہ بیگم صاحبہ خاص محل نے حال مرشد زادۂ آفاق جو سیان راہ بد اعتنائی و
عدم توجہی نواب از راہ حماقت و ناعاقبت اندیشی مقربان و ملازمان خاص نواب سے سرزد ہوئی
جناب عالی سے بتصریح تمام شکایت کی قصہ کوتاہ جب نواب شرفیاب ملازمت ہوے اشد عتاب سے
اپنے گھر مین قید ہوے حسن علی کپتان کی کمپنی تلنگہ متعین ہو مین شہر مین دفعۃً ہنگامہ مہاجن
اور تنخواہان کا گرم ہوا متواتر عرایض نالش و استغاثہ ظلم و تعدی نواب کی اور انکے متوسلین کی
حضور مین گذرانی اور بہت سے عرائض معرفت میر خدا بخش کارندہ محمد آفرین علیخان کی گذری
اور جو لوگ سراسر خلاف نواب سے ہو گئے تھے خوب تیز و تندلون عرضین لگا کر پھر کا دیا مین
دستخط خاص ہوے کہ اسباب نواب کا ضبط کر کے نیلام کر و جس جس کا قرضہ ہوا دا کر دو اس تنظلمے
اور نیلام مین میر خدا بخش شریک ہوے محمد آفرین علیخان نے اپنی فہم و فراست سے انھین منع کیا تھا
کہ تمھین ایسے مقدمے مین شریک ہونا نچاہیے تھا مبادا پھر اونکے واسطے ثروت ہو تو آدمیونکی
مزاج کا کچھ اعتبار ہی چنانچہ یہی کلام میان کا دوبارہ ثروت نواب مین ظاہر ہوا بہر صورت
دربار جناب عالی مین محمد آفرین علیخان اور قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی کا پھر دورہ لاعنی ہوا
جب فخر الدین احمد خان عرف مرزا جعفر بکمال حسرت و ناکامی دنیا سے مر گئے جناب عالی نے
مرزا حاجی کو طلب فرمایا اور خاطر مبارک مین ابھی تک کچھ اثر حقوق حسن خدمت و قدامت باقی
تھا بالکل محو نہو گیا تھا از راہ رحم دلی و کمال شفقت و عطوفت سے خلعت ماتم پرسی عنایت کیا
اور فرمایا مین تمھارا باپ تو جیتا ہون دوشالہ رومال حسب معمول ملا پھر وہی مصاحبت خاص
حاصل ہوئی صبح کو چار گھڑی دن چڑھے جاتے تھے چار گھڑی رات گئے گھر آتے تھے
متلاشی اور بیکار روزگار والون نے ہر طرف سے ہجوم کیا۔

چند روز تک فیمابین مرزا حاجی و محمد آفرین علیخان جیسا چاہیے صفائی نہوئی بعد
عہد و میثاق جیسا دستور امرا اور اہل دنیا کا ہے موافقت کلی ہو گئی اور دونون مصروف

مہمات ملکی ومالی ہوے ممالک محروسہ کے دو ٹکڑے کیے سوای نظامت خیرآباد منتظم الدولہ
حکیم مہدی علیخان جسمین انکا دخل و تصرف نہو سکا مگر میر حسن سیح بطور وکالت مرزا حاجی کے
پاس بخلوت آیا کرتے تھے اونھون نے بھی اپنی حکمت عملی سے موافقت ظاہری کی تھی کہ دانستہ آیندہ کا
سمجھکر صاحب تھے راجہ دیاکرشن دیوان تھے بسبب موافقت نواب معتمد الدولہ کی اپنے
عہدے سے موقوف ہوکر اپنے گھر مین مقید ہوے بجاے اونکے امید رای دیوان ہوے
بھوانی پرشاد بجای رای جلبس رای بخشی مقرر ہوے +

منشی الملوک راجہ رتن سنگہ ناظم نظامت بیسواڑہ ہوے تھے اس جہت سے کہ داماد راجہ
دیاکرشن کے تھے مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے اوس نظامت مین منصوب ہوے میر غلام حسین
چکلہ دار نظامت سلطانپور جب دفعۃً مر گئے مرزا محسن دوسرے بھائی مرزا حاجی کے وہان منصوب ہوے
اور علاقہ سلون کا خلعت مرزا محمد بڑے بیٹے مرزا حاجی کو ملا جناب عالی نے بمسرت لی یہ نظامتین
انھین عنایت فرمائین ہرچند مرزا حاجی کو پہلے تامل تھا کسواسطے کہ اسکا فائدہ نفع جو کچھ ہوگا
بھائیونکو ہوگا اوسے نہ مین مروت سے اونسے لونگا اور نہ وہ ازخود مجھے دینگے مگر البتہ
اونکے مواخذے مین دھرا جاؤنگا اور وہ روپیہ بھی مجھے گھر سے دینا پڑیگا بلکہ احتمال اس خوف کا
ہے کہ مزاج جناب عالی اس حال عنایت پر نہ رہے اودھر بھائیون نے تنگ کیا تھا بطعن کہ اگر
اس قرب منزلت حضوری پر ہمارے کام نہ آیگا تو پھر کب کام آیگا اودھر جناب عالی کے
اصرار سے مطمئن تھے خلاصہ آخر انجام کار وہی ہوا جو خوف سمجھے تھے +

اس عرصے مین اسباب امارت جیسا چاہیے سب طرح کے جمع ہوگئے مرزا حسن رضا خان انکے
ماموں کا اصطبل ہا بین انکے امام باڑہ نو تعمیر اور حویلی کے تھا اوسے باجازت سرکار لیکر محلسرا
عالیشان موافق اپنی امارت کے بنوائی بائیس ہاتھی دو سو گھوڑے بہت خوب ہوگئے ایکدن
جناب عالی کی ضیافت اپنے گھر مین کی جناب عالی تشریف لائے باہر امام باڑے کے بڑے کمرے مین
جامہ پانی ہوا اوسکے بعد اپنے گھر مین لیگئے سب بیبیان اور بہوؤن نے نذرین دی خلعت پائے
پھر ایکدن اپنے باغ جو قریب کربلا تھا اوسمین ضیافت کی اوسدن جناب عالی نے بکمال
سرپرستی منديل اپنے سر مبارک کی جو تازہ ایجاد فرمائی تھی عنایت فرمائی اوسے سر پر بافتخار

رکھے سرحرکت عام وخاص کو اپنا قرب منزلت دکھاتے ہوئے گھر آتے باغ کے واسطے
زمین وسیع جانب جنوب باجازت حضور بڑھائی نسبت زمان سابق دو چند وسعت
ہوگئی اور اوسے بہت آراستہ کیا کہ لوگ اوسکے دیکھنے کے مشتاق ہوتے تھے مگر مرزا حاجی
نے سوا ای اوسا ن کے پھر کبھی مندیل سر پر نہ رکھی تبرک سمجھا جسطرح اس زمانے مین وہ مندیل
مخصوص وردی وزیر اعظم ہوگئی ❊

جب جناب عالی کانپور واسطے ملاقات نواب گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر کی
تشریف فرما ہوئے تھے نواب مبارک محل صاحبہ جو بیٹی کرنل ایش صاحب کی تھین سے
آئے تھے دوسرا محل خاص بمقابل بادشاہ بیگم صاحبہ کیا تھا انکا اہتمام بھی مرزا حاجی کے سپرد
فرمایا تھا پہلے خطاب رنگ محل و ۲ ہزار روپیہ کا درماہہ مقرر تھا اور بہت سی اصامیان
انھین کے ماتحت کردی تھین اور ازراہ وفور تعشق اکثر مجرے مین یا گاڑی مین
جناب عالی کے ہم پہلو ہوتی تھین ❊

غرض بہر حال زمانہ مستعار مین دونون کن کین یاست سی بہت موافق ہوا نخوت وغرور بیجا اس
خاندان کا ازحد بڑھا اسی سب جانتی ہین مصنف نے اپنی خود رائی سے نہین لکھا عہد شاہ پر یہ وہ سر
بزمین اسے بھی سب جانتی ہین اکثر متوسلین مشیران خاص نواب معتمد الدولہ نے اپنے خوف عزت وعدل
بجبوری صفت منافقی اختیار کی محمد آفرین علیخان کی مدار المہامی جمیع کاروبار محول و اختیار میر خدا بخش ساکن
اودھ کے تھی کسواسطے کہ بجای فرزندون کے میان نے پرورش کیا تھا انھین اپنے
مذہب تشیع کا ازراہ جہالت کمال غلو ہوا اکثر امور ابداعی اپنی شروت مین کیے جو صاحبان فہم
اور علمای دین بھی اوسے اچھا نسمجھے بلکہ نامناسب شریعت غرا احمدی جانا ❊

میر حسن علی لندنی بیٹے میر حاجی شاہ ملازم وپیش نماز محمد الماس علیخان کی پریشان
ہوکر لندن گئے تھے بارہ برس تک وہان رہے صاحبون کو پڑھایا کرتے تھے اتفاقاً
ایک بی بی ولایتی کو اپنی بی بی کر لائے تھے جناب عالی ازراہ قدرشناسی مشتاق ایسے
سیاح اور صاحب کمال تازہ وارد کے رہتے تھے اسی بی بی کی بہت سی سفارش
صاحب رزیڈنٹ ملازم ہوئے تین سو روپیہ درماہہ مقرر ہوا اون دونون سے کا لندن

جانا اور پھر وہان سے جیتا پھر نا بہت تعجب تھا انکی بی بی بادشاہ بیگم صاحبہ کے محل مین بھی جاتی تھی وہان سے بھی بہت کچھ حاصل ہوتا تھا فاربس صاحب جو اسکول لکھنو مین ہوے تھے کہتے تھے انکا عقد عیسوی میرے سلف کرچہ لندن مین ہوا تھا اور اس بی بی کو یہ معلوم تھا کہ میر صاحب مجرد ہین بی بی نہین رکھتے جب لکھنو مین آئی بعد کئی مہینے کے او سپر کھلا کہ انکے بی بی بھی ہے برخاستہ خاطر ہوکر رکش صاحب رزیڈنٹ کی بی بی کے ساتھ ولایت گئی وہان اسکول کیا کتاب احوال رسمیات وغیرہ حالات لکھنو کی لکھکر دو جلد طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئی میر صاحب کو بھی تا حین حیات سو روپے کا پنشن ملتا رہا کئی دفعہ داروغہ رزیڈنٹی ہوے پھر حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین سفیر شاہی بھی ہوے آخر مرض فالج سے شہر شوال ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ع انتقال کیا بی بی نے ولایت مین انتقال کیا +

مرزا غلام حسین خان کربلائی چالیس برس تک عتبات عالیات مین مجاور رہے ہندوستان آکر نوکری مین ہوے انکے سگے بھائی مرزا محمد تقی خان مشہور بابو نواب خوردمحل کے نواب معتمد الدولہ کی خبر وفات سنکر دونون بھائی مرشدآباد سے آئے نواب بہت عزت سے پیش آئے اور چاہا کہ خدمت عالیہ پر مامور کرین مگر مرزا محمد تقی خان بمقتضای غیرت ہندوستان ذاتی پھر کر مرشدآباد چلے گئے مرزا غلام حسین خان ہوگئے مقرب خاص جناب عالی کہ ہوے عدالت دیوانی فوجداری پر مامور ہوے اس جہت سے کہ مرشدآباد مین بھی عدالت نظامت نواب پر مقرر تھے نواب محمد ناصر خان جو کئی برس سے داروغہ عدالت تھے موقوف ہوکر مرزا غلام حسین خان تصویر بھی خوب کھینچتے تھے +

مفتی محمد خلیل الدین خان ساکن قصبہ کاکوری مفتی عدالت کانپور تھے جناب عالی نے قدرشناسی سے صاحب کمال عالی خاندان ذی عزت سمجھکر اپنا ملازم کیا تھا اور نوکری سرکار سے استعفا دلوا دیا تھا حاضر حضور رہتے تھے +

اشرف الدولہ رمضان علیخان کو چند روز تک خدمت دیوانخانہ بدستور رہی بسفارش نواب گورنر جنرل و کرنل بیلی صاحب نظامت بیسواڑہ بھی اونھین کو ہی جب بیلی صاحب

روانہ ولایت ہوے خدمت دیوانخانہ سے موقوف ہوے اور انتظام الدولہ مظفر علیخان مامور ہوے +

میر ابوالقاسم خان بیٹے میر مدن سپہ سالار فوج نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ مصاحب ومقرب جنت آرامگاہ کا تقرب زیادہ ہوا کسواسطے کہ انکی طرف کسیطرحکا شبہہ کسیکو نہوا تھا بہت سے اہل ولایت مغل معرفت رضان علیخان ملازم ہوے تھے اگرچہ یکسر کا احوال اظہر من الشمس تھا بعد چند روز کے انھین ملازم فرقہ جدید سے ایک مغل نے اپنی جورو کو مار ڈالا اور اسیطرح دست بشمشیر در دولت پر بیوقت دربار حاضر ہوا چاہتا تھا کہ روبرو جناب عالی کی چلا جاوے دربان نے روکا خبر ہوئی جناب عالی نے برہم ہوکر سب کو برطرف کردیا فقط مرزا محمد خان نصیبی شاعر ساکن کرمان شاہان بدستور ملازم رہے اوںھون نے جنت مکان کے عہد سلطنت مین انتقال کیا اپنی ولایت مین کسیکا خون کرکے آئے تھے اس جہت سے پھر نہ جاسکے یہان ہندوستانی بی بی کی تھی اولاد بھی اوس سے ہوئی تھی +

قطع نظر اور تعیش وعیش دنیا کے جناب عالی نے تماشای سنت کہ اسکے پیشتر اس تکلف اور انتظام خاص سے نہوا تھا بنای تعمیر موتی محل وشاہ منزل خاص کمرہ کنارہ دریا اور بہت سی عمارات پسندیدہ جسکی تعمیر مین لکھا روپیہ صرف ہوا استیم انجن اور نہر میان کوٹھی فرح بخش اور بارہ دری اوسی سے پانی نہر مین آتا تھا اور باغ مین جاتا تھا سولہ گھوڑے کی قوت اس انجن مین تھی +

ذکر ۶۷

انتقال بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی

۲۵ محرم روز پنجشنبہ وقت نماز شمسی ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۵ء نواب بہو بیگم صاحبہ فیض آبادی مادر گرامی نواب آصف الدولہ بہادر نے انتقال کیا موافق اونکی وصیت کے ہر امر کی تعمیل ہوئی جسطرح بتصریح اسکا بیان ہوچکا ہے جناب عالی نے ضبطی مال متروکہ کیواسطے مرشدزادۂ آفاق مرزا نصیر الدین حیدر خان کو مع نواب روشن الدولہ اور راجہ بختاور سنگہ روانہ کیا چنانچہ ایک کرور روپیہ رکابی فی سہام سینے صندوقچہ جواہرات رسمی جو حریفون سے بچ رہے تھے اور باقی اسباب بارظاہری ہاتھ آیا اور جس خزانے کا

خاص و عام کو شبہہ تھا اوسمین سے کچھ نہ ملا فقط دھوکا تھا جناب عالی اسیقدر کو غنیمت نہ سمجھے کسواسطے کہ سب مقدمات پیشتر اسکے طی ہو چکے تھے اور کسی سے پرخاش بھی کسی حیلے سے منظور نہ تھی ہان اگر جنت آرامگاہ کا زمانہ ہوتا تو غالب ہے سب کو لینے کے دینے پڑتے میر کلو مرحوم کہتے تھے کہ ایک سپاہی ملازم قدیم ایک گڑھیا سے مٹی کھود نے گیا تھا ایک چبوترہ نکلا اوسمین سے کئی لاکھہ روپیہ نکلا تھا اوسکو ہزار روپیہ انعام دیا اور بیس روپیہ مہینا درماہہ مقرر کر دیا تھا +

بعد اسکے مرزا محمد تقی خان مرزا حیدر مع اپنے صاحبزادون کے مرزا محمد نصیر خان نواب اصغر علیخان اور جتنے امرا و اقربای جناب مرحومہ تھے دل مین سب متمنی لکھنؤ آنے کے اور رہنے کے تھے سب آئے شرف ملازمت حاصل کیا ہر صبح وقت دربار چاء پانی آتے تھے زمرۂ کرسی نشینان مین تھے نواب ناظر محمد داراب علیخان نے مرزا محمد تقی خان سے بمنت اور تہ دل سے عرض کیا کہ اگر آپ سب صاحب یہان تشریف رکھینگے مین سب کی غلامی مین حاضر رہونگا اور سرکار مین بھی بنی رہیگی اور آپ کا مرتبہ نوابی بھی یہان باعزت رہیگا کسینے نہ سنا اور شامنا لکھنؤ مین آکر لہو و لعب مرغ بازی بٹیر بازی کبوتر بازی پتنگ بازی مین مشغول ہوئے لکھا روپیہ شرط و شروط مین صرف کیا البتہ بظاہر موجب مزید آبادی لکھنؤ ہو گیا آخر انجام کو نواب معتمد الدولہ کی جہت سے جو پیش آیا سب جانتے ہین ملک چھہ راٹ و سلون ۱۵ لاکھہ کا جو جاگیر مرحومہ تھی محسوب ممالک محروسۂ جناب عالی ہوا گونڈہ وغیرہ جسمین تنخواہ ضمانت خاص محل اقربا و متوسلین مرحومہ تھی بدستور و بحال ہے +

کئی برس کے بعد داراب علیخان نے بھی انتقال کیا اونکی ضبطی تھوڑی بہت داخل سرکار ہوئی مگر اونھون نے اپنے حین حیات اپنے رفقای قدیم پر اپنا متروکہ تقسیم کر دیا تھا جناب میر اکبر علی مقبل شاعر کو جنکے پاس اونکا توشیخانہ تھا تین لاکھہ روپیہ دے دیا تھا وہ حین حیات تک گھر سے باہر نکلے مطمئن تھے اور اسیطرح ہر ایک کو دیا کوڑہ جو رہگیا تھا سرکار مین آیا جب داراب علیخان لکھنؤ آئی تھے وقت دربار چاء سے پانی آتے تھے جناب عالی اونکے آنیکی خبر سنکر برخاست کر دیتی تھے

اکبر علیخان بڑے بیٹے نواب امیر الدولہ کے اپنے بھائی حسین علیخان کے نفاق سے
بعلت محاسبۂ ترکۂ پدری ایک مدت سے دولتخانہ مین قید تھے شرفیاب ملازمت ہوکر
دربار مین درجۂ دوم کرسی نشینون مین آتے تھے یعنی اول وہ مخصوص تھے جو بلا قید حاضر
ہوکر کرسی نشین ہوتے تھے بعد اسکے یہ درجۂ دوم کے لوگ جاکر بیٹھتے تھے حسین علیخان
بھی دربار مین آتے تھے چند روز تک اپنی فضول خرچی اور اصراف بیجا سے پریشان حال
رہتے تھے باپ کی املاک بارہ دری وغیرہ کی اینٹین بیچکر بسر اوقات کرتے رہے تھے
منشی علی نقی خان میر منشی اور کرنل بیلی صاحب کی بڑی دوادوش سے سرکار جناب عالی سے
دو ہزار روپیہ درماہہ مقرر ہوا پانسو اوسمین سے اور اولاد و ازواج امیر الدولہ کیواسطے
پندرہ سو انکی ذات خاص کیواسطے سوای اکبر علیخان کے مقرر ہوے پھر سرکار سے انکے
واسطے بھی مواجب مقرر ہوا اگرچہ گمان متروکۂ پدری کا سبکو تھا اور فی الحقیقہ انھین کے
قبضۂ تصرف مین رہا مگر نہ خود صرف کیا امین تھے بطریق امانت رکھا اور پھر جہان بابا نے
رکھوایا نشان نکلا کسکی قسمت کا تھا اہل دربار و خود جناب عالی کو بہت اعتماد انپر رہا کہ
کس باپ کے بیٹے ہین بڑے منتظم و خود رای صاحب فہم ہونگے اسی خیال سے سلطنت مین بیا
پوچھے گئے مگر بے نصیب رہے سبکو معلوم ہوا کہ یہ عامل بے عمل ہین اور بے نصیب مگر پابند
شرع و ثقہ تھے وہ اپنے واسطے تھا چنانچہ عہد دولت حضرت جنت مکان مین پیشدست
نواب امین الدولہ ہوے پہلی نیابت مین اونکی بعد کئی مہینے کے محلسرای وزارت مین
انتقال کیا باقر علیخان اصغر علیخان وغیرہ اونکے بیٹے تھے انمین سے کوئی نامور نہوا اب
سب نے انتقال کیا۔

اوقات دربار جناب عالی تا مدت وزارت

کئی برس تک جب تک وزارت رہی ضبط اوقات و انتظام دربار اس صورت سے رہا
کہ موافق معمول جنت آرامگاہ ہر صبح جناب عالی سوار ہوتے تھے شہزادۂ آفاق
مرزا نصیر الدین حیدر خان نواب محسن الدولہ نواسے نواب رکن الدولہ محمد حسن خان چھوٹے
بھائی جناب عالی کے کہ یہ تینون ہم سن تھے اور چار پانچ صاحبان عالیشان مصاحب

شمن کیمبر صاحب ہوم صاحب مصور ڈاکٹر مگلوڈ صاحب وغیرہ جنکی تنخواہ تین ہزار اور دو ہزار سے کم نہ تھی اور کوٹھیان سرکاری رہنے کو اور شرف الدولہ مرزا محمد عباس بڑے بھائی نواب روشن الدولہ کے اور راجہ ولی محمد غلامی کریم بیگ راجہ بختاور سنگہ راجہ شیودین سنگہ تا دلکشا یا اکثر پار دریا کے گاڑی یا ہاتھی پر سوار ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم بعد دو ساعت کے مراجعت کرکے داخل کمرۂ فرح بخش ہوتے تھے کنار نہر باجہ انگریزی کی سلامی ہوتی تھی جب بیٹھ چکتے تھے پہلے تینون صاحبزادے مذکور پھر بھائی نواب نصیر الدولہ کاظم علیخان جعفر علیخان حسین علیخان مہدی علیخان کلب علیخان وغیرہ اپنی کرسی کے پاس کھڑے ہوے جب اشارۂ ابرو ہوا سلام کرکے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے صاحبان عالیشان پیش وا اوسکے بعد امرا حاضر ہو کر سلام کرکے جانب چپ بیٹھ جاتے تھے پشت پر حقہ پیچوان اور دو چنور بردار مورچھل ہلاتے تھے پہلو چپ مین ڈاکٹر مگلوڈ صاحب جنسے فارسی مین گفتگو ہوتی تھی ایک گوشہ کمرہ مین ایک انگریز تپائی پر بیٹھا مشک زیر بغل ہاتھ مین نے لیکر بجاتا تھا یہ آواز بھی قابل سننے کے ہوتی تھی اور کبھی اوسی گوشے مین رجب علی فضل علی قوال خیال گاتے تھے اور کبھی سہرو بائی جو دکن سے آکر پانسو روپیہ ماہواری کی ملازم ہوئی تھی صبح کے وقت نسیم سحر کے ساتھ اوسکا گانا + ای نسیم سحر آرام گہ یار کجاست + سکوت محویت ہوجاتی تھی روبروی جناب عالی ایک آئینہ وسط میز پر رکھا جاتا تھا اوسپر ایک جھاڑ جسکے ہر پیالے مین مسالہ دھنیا الاچی وغیرہ خوشنمائی کیواسطے رکھا جاتا تھا اور اوس آئینہ دور میز کے کھانے پینے آپسمین بات کرنے کا احوال جناب عالی سب کا ملاحظہ فرماتے تھے گلدستہ بوقلمون میز پر لگائے جاتے تھے اطعمۂ لذیذہ ہندوستانی انگریزی ہر قسم کے رکھے جاتے تھے باہر بارہ دری مین باجا انگریزی بجتا تھا بعد اسکے مجرئی جو باہر لال بردی زین پوش پر اپنے بیٹھے تھے طلب ہوئے دو دو ایک ایک باری باری سامنے جاکر سلام کرتا تھا جناب عالی کبھی ہاتھ سے کبھی مہنال حقہ سے سلام لیتے تھے کبھی انتظام الدولہ کبھی نجم الدولہ یا رامی امر تلال عرض بیگی یا شیخ فتح علی یہ بھی عرض بیگی تھے سلام کرواتے تھے دس بجے یہ دربار برخاست ہوتا تھا جناب عالی داخل محلسرا ہوئے یہ سب رخصت ہوکر

اپنے گھر آئے نواب اصغر علیخان برابر انگریزون کے روبرو بیٹھتے تھے اور کبھی نواب قاسم علیخان
پہلو میں جناب عالی مین بیٹھتے اور یہ دونون صاحب باری باری کچھہ ذکر اس خوش زبانی سے
کرتے تھے کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا تھا دریا مین دونون کنار بجری نیس چھوٹے بڑے
اپنی اپنی آراستگی سے نشان سرخ سنہری روپہلی کھلے ہوے مانجھی ہر ایک پر وردی بانات
پہنے طیار رہتے تھے اور آراستگی خاص کمرے کی گرد تصاویر گورنران سابق وحال او صاحبان کونسل
جنکے فریم طلا و مرصع کار تھے نصب اور جھاڑ سفید الماس تراش اپنے مقام موزون پر نصب
ہوتے تھے خلاصہ یہ سب کیفیت دربار مشاہدہ ہو چکی ہے نہ مضمون خیالی ہے کسواسطے کہ
یہ مؤلف کتاب بھی قبل از روانگی عتبات عالیات ۳ برس تک ملازم ہو کر زمرۂ مجرائیوین
حاضر ہوتا تھا روز شنبہ صاحب رزیڈنٹ جھالردار پالکی پر سوار اور باقی صاحبان اپنی اپنی
پالکی پر سوار آتے تھے جلوس سواری مین کچھہ تلنگے بلم بردار نقرہ اور چوبدار نقیب بولتا ہوا
ساتھہ ہوتا تھا بڑھا و عمر و دولت باشیران بہادر زیر کوٹھی فرح بخش سواری سے اوترتے تھے
جناب عالی لب فرش آتے تھے بغلگیر ہو کر ہاتھہ مین ہاتھہ دیکر کرسی پر بیٹھتے تھے بڑے صاحب کا
حقہ اور سب صاحبون کا حقہ پیچوان ہوتا تھا اوس دن کرسی نشین خاص ہجاتے تھے بسبب
عدم گنجایش کمرے کے اور مجرائی بھی باریاب سلام ہوتے تھے سہ شنبہ کو جناب عالی بڑے صاحب
کی کوٹھی جاتے تھے یہی صورت ملاقات وہان بھی ہوتی تھی بعد چاء پانی کے کمرے مین علیحدہ
خلوت ہوتی تھی جو بالمشافہہ کہنا ہوا بیان کیا جاتا تھا جب بادشاہ ہوے فقط بڑے صاحب کا حقہ
رہا کسواسطے کہ بمنزلہ نواب گورنر جنرل بہادر تھے اور سب کا حقہ موقوف ہوا وقت رخصت
جناب عالی اپنے ہاتھہ سے عطر دیتے تھے بڑے صاحب بھی اوسی صورت سے جناب عالی جب
تشریف لیجاتے تھے بسواری بوچہ وقت مراجعت گاڑی چہار اسپہ جس شب بڑا کھانا
ہوتا تھا روشنی آتشبازی بہت تکلف سے ہوتی تھی اوس دن گوٹہ کا ہار سب کو ملتا تھا
علی قدر حسب جلسہ شراب بعد کھانے کے ہوتا تھا حسب دستور بڑے صاحب تعظیماً اوٹھکر
ہر ایک کی سلامتی کی پیتے تھے بعد سلامتی بادشاہ لندن بادشاہ کی بھی سلامتی کی پی جاتی تھی
سب کے سامنے ایک بوتل اور چھوٹا گلاس رکھا جاتا تھا۔

بعد اسکے جناب عالی داخل مجلسرا ہوکر تبدیل پوشاک کرتے تھے اوس وقت اشخاص خاص مثل
مرزا حاجی نواب روشن الدولہ شرف الدولہ مرزا محمد مرزا علیخان علی محمد خان
میر ابو القاسم خان کنارہ دریا زیر دیوار کرسی پر آپ بیٹھتے تھے شطرنج بھی ہوتی صاحب وقت
خاصہ طعام بھی خواص ہوتے تھے مگر ہر پنجشنبہ کو دسترخوان بارہ دری مین ہوا کرتا تھا
اوسمین سب کرسی نشین ہوتے تھے سوا انگریزون کے اور اکثر دسترخوان درگاہ حضرت
عباس علیہ السلام مین ہوتا تھا اور اکثر خود بھی زیارت کو جاتے تھے آراستگی بھی بہت خوب
کی تھی جلو خانہ بہت وسیع بنوایا منظور ہوا کہ اولاد نواب محبت خان جو پہلوی درگاہ رہتے ہین
یہ سب وزیر باغ جو قریب ہے اوسمین جا کر رہین اور اکثر محرم مین فساد ہوا کرتا ہے جاتا رہے
اور اس جگہ عباس گنج آباد کیا جاوے اولاد نواب محبت خان نے نواب معتمد الدولہ سے عرض حال
کیا نواب نے جناب عالی کو سمجھا کر اس تجویز کو بند کر دیا +

خلاصہ یہ کہ ضبط انتظام دربار و ملازمت کا نقشہ وغیرہ لوازمات ریاست کئی برس تک بڑی
شان و شوکت سے رہا جب نواب معتمد الدولہ کا تسلط تمام سب طرف سے ہوا اور جناب عالی
مرتکب شرب منہیات ہوئے نقیبا انکی فہمایش کرتے کہ آپ نے قسم حضرت عباس ع کی کھائی ہے
غلام بنی فاطمہ ہیں اسکا مظلمہ غلام کے ذمہ ہوگا نوشجان فرمایا کیجیے بس جناب عالی بھی انکے
کہنے سے غافل ہوگئے انجام کار کو نہ سمجھے اسکے بعد تغیر مزاج ایسا ہوگیا تھا کہ لوگ سلام کرنے سے
خائف ہوتے تھے اور جس معتوب کو نواب نے داخل اموات عرض کر دیا جناب عالی نے کبھی
راہ مین اوسے دیکھ کر پہچانا مگر پایا اور نواب سے کہا کہ یہ تو جیتا ہے تم کہتے تھے مر گیا عرض کی
کہ حضور ہم اپنی چشم بشری سے نہین دیکھ سکتے حضور کی چشم مبارک البتہ عالم ارواح کو دیکھ سکتی ہے
حاضرین بھی انکے خوف سے یہی عرض کرتے تھے اس غفلت سے انکا تسلط و اختیار
یوماً فیوماً ترقی پر ہوتا تھا +

بنای تعمیر کربلای میر خدا بخش

میر خدا بخش رفیق قدیم محمد آفرین علیخان بمنزلہ اونکے بیٹے کے مشہور تھے انھین تعصب و
غلو مذہب اثنا عشریہ از حد تھا مگر اونکا رفتار و چلن اس ثروت دنیا مین بھی اسلام ریتی ہی

لباس دربار ہندوستانی بوضع قدیم جامہ پہنتے تھے سفید پوشش کے میانے مین سوار
ہوتے تھے سواریمین فقط ایک یا دو سیوائی ساتھہ ہوتے تھے مگر انکے گھر کا دربار مثل
وزراکے تھا جتنے اہلکار سرکار اور متوسلین معتمد الدولہ تھے سب حاضر ہوتے تھے چنانچہ
سبحان علیخان تاج الدین حسین خان وغیرہ کا اول نمبر ہوتا تھا مگر میر صاحب سے اور نواب
معتمد الدولہ سے بسبب نیلام خانہ و عرایض مستغیثان شہر کے عداوت قلبی ہوگئی تھی
محرم مین تعزیہ داری بہت زور و شور و ہنگامہ الفاظ جہال سے کی تھی روز عشرہ محرم
قریب کربلا گشت وغیرہ بھی ہوا تھا اسی جہت سے ایک پلٹن نجیب بحکم سرکار نوکر رکھی تھی
جسمین سب شیعہ مذہب بھرتی ہوے تھے محمد الماس علیخان کی کربلا جو قدیم مین انکی بیٹی
خردسال دفن ہوئی تھی اوسکے صحن مین بہت چھوٹی مسجد تماشائی بنوادی تھی عشرے مین
وہین نماز و اعمال عاشورہ کیا کرتے تھے ایسے اعمال اسکے پڑھنے مین انھین خیال آیا کہ
لکھنؤ مین کربلائین کئی برائے نام ہین کسیمین شبیہ اصل کربلا کے مطابق نہین بنوائی مین اگر
بنواؤن تو بہت خوب ہو اگر اسی کربلا مین بنواؤن تو یہان ملک تھوڑا ہے اگر اسکے آگے میدان
وسیع مین بنا ہو اچھا نہین اسی سوچ اور فکر مین باہر دروازے تک آئے قریب دروازے ایک
باغ دیکھا اوسے پسند کیا لوگون سے کہا یہ چھاونی پلٹن حسن علی کپتان ہے جب بار مین کپتان
آئے اونسے زمین اس مقام خاص کیواسطے طلب کی وہ بھی فدائی نام امام حسین علیہ السلام تھے
عرض کی حاضر ہے غرضکہ بہ نسبت کپتان سے میر صاحب نے لی اور ۲۲ شہر رجب سنہ ۱۲۳۲ھ
سے معرفت میر صادق علی زائر بنائی تعمیر شروع ہوئی محرم تک سب طیار ہوگئی شی عجیب اور
تعمیر جدید ایمانی سمجھکر خلقت شہر جمع ہونے لگی اور نذر نیاز مجالس شروع ہوئی اکثر امرا اور
شاہزادے مع عیال آکر رہے شب جمعہ و روز جمعہ کو خاص مجالس ہونے لگین میر صاحب کو
منظور ہوا کہ جناب عالی سے اسکے مصارف کیواسطے کئی گانون معاف کروالیجیے اور
حسینی پلٹن کی چھاونی بھی اسکے قریب ہو لیں اسی تصورات مین اونکی ثروت کا خاتمہ
ہوا نیر اقبال نواب معتمد الدولہ جو منکسف اعمال ہوگیا تھا افق حسنی سے پھر طالع ہوکر درجہ
کمال پر آیا مگر یہ روضہ مقدسہ الحمد للہ کہ آج تک مقبول خاص و عام ہے ہر چند اسکے

منانے کی بہت سی تدبیرین ہوئین مگر کچھ نہوا اور زائرین خاص کو اسکی قدر و منزلت زیادہ ہے

نواب معتمد الدولہ کا پھر نائب ہونا محمد آقرین علیخان کا معطل ہوکر خانہ نشین ہونا میر خدا بخش کا دھر اجانا

نواب معتمد الدولہ معتوب جناب عالی ایک برس کئی مہینے تک اپنے گھر مین قید رہے اس عرصہ مین شعلۂ عتاب طبع اقدس سے فی الجملہ گھٹا اور نواب نے اپنی جود و ہمت سے خانہ نشینی مین بہت سے طریق رہائی کے نکالے اہلکار دربار انکے دینے لینے سے بہت خوش تھے اور صاحبان عرصہ کی کم ہمتی اور بیجز رسی سے دلتنگ نیش عقرب و حریف جو عناد کلی و مخالفت رکھتے تھے آپسمین کہتے تھے کہ یہ فتنۂ خوابیدہ ہے ایکدن یہ جب خواب غفلت سے چونکیگا پھر اسکا سُلانا مشکل پڑیگا بس اسے مار آستین سمجھنا چاہیے لہذا بہتر یہ ہے کہ اسے مع عیال قلعۂ جلال آباد مین بھجوانا چاہیے بظاہر دور رکھنا اچھا ہے اگرچہ گوشۂ خاطر جناب عالی سے قریب ہو چنانچہ کئی مہینے تک گاڑی چھکڑے باربرداری کے نواب کے دروازے پر رہے اور حکم بھی متواتر قلعہ جانے کا پہونچا اسی مدت خانہ نشینی مین آغا علیخان بڑے بیٹے کا ختنہ بھی کیا درگاہ مین بڑی دھوم سے بھیجا مگر لطائف الحیل مین رہے اوسوقت کے اہلکاران کو کانپور بھیجنے کا خیال نہ آیا کہ اصل ملک سرکار سے ملک غیر مین چلے جاتے یہ امر معتمد الدولہ پر منحصر تھا خلاصہ ایکدن بحکم سرکار حسن علی کپتان نواب کے پاس آئے تبلیغ حکم سرکار کیا نواب خود محل کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے حکم سرکار سنکر [illegible] جناب عالی سے عرض کر کہ میرا جانا مع عیال کبھی ہوگا جب تک کہ طوق [illegible] ذات محبوسین کیواسطے اور کئی اونٹ بے کجاوہ و محمل عورات پردہ نشین کیواسطے نہ آئینگے شام تک میرا جانا اور اگر یہ پیام نہ پہونچایا تو یہ تلوار ہے تو میرا سر کاٹ کر لیجاؤ نہ مجھے بھی مزا خاعت سے ملیگا کپتان یہ تقریر سنکر لرزہ براندام ہوا اور جناب عالی سے وہشت و ھا جاکر عرض کیا فرمایا کسنے اخراج بلد کا حکم دیا ہے اوسیوقت داروغہ غلام حسین کو حکم ہوا تم جاؤ اور اپنی آنکھ سے انکا احوال دیکھکر مجھسے بیان کرو غلام حسین نواب سے بہت موافق تھا نواب کے پاس ہوکر خوب لون مرچین لگا تیز و تند کرکے عرض حال کیا بس اسی حسن خدمت سے غلام حسین کی ترقی

جاه و دنیا ہوئی اودھر نواب نے فیض النسا مغلانی اور معلمہ بادشاہ بیگم صاحبہ کو اپنا مادر مہربان
قرار دیا تھا بیگم صاحبہ نے جناب عالی سے کہا کہ یہ قید سادات کیواسطے بیجا ہے کچھ خوف
اونکے جد امجد کا نہین ہے اور بالفرض اگر وہ تمھارا معتوب ہے نائب مرشدزادہ ہے
منیب کا تو وہ معتوب نہین ہے لهذا اوسے حکم ہو کہ وہ اپنے منیب پاس آکر حاضر ہو غرض
باجازت نواب حاضر دردولت جناب بیگم صاحبہ ہوے مرشدزادے نے خلعت دوشالہ
رومال دیا ہر روز جانے لگے شہر مین غلغلہ ہوا وہ چھوٹے وہ چھوٹے اب مخالفین مقربین جناب عالی
کو خوف ہوا اور ہوشیار ہو گئے اور یقین اونکی نیابت کا ہو گیا اور اپنے اوپر آفت آنے کا
اور بیگم صاحبہ کو بسبب نواب مبارک محل کے مرزا حاجی سے صورت خلاف ہو گئی مگر تعجب
نواب کے فہم و فراست سے ہوتا ہے کہ اونھون نے اپنی محسنہ سے حق خدمت کیا خوب ادا کیا فافہم
جناب عالی نے نواب گورنر جنرل بہادر کو لکھا کہ مین نے چند روز کیواسطے ازراہ تنبیہ نائب
نواب کو نظربند کیا تھا اب مین اوسے بلوا کر پھر نیابت پر بحال کرتا ہون کہ وہ میرا واقف و قدیم
مزاج دان ہے حسب المقصود جواب آیا کہ آپکو ان امور مین اختیار ہے مگر کئی مہینے مین
یہ مرحلہ بھی طے ہوا +

خلاصہ بعد اسکے نواب حاضر حضور ہوے بدستور خلعت نیابت پایا محمد آفرین علیخان
و مرزا حاجی کی مصاحبت ٹھنڈی ہوئی یہ دونون پایۂ محاسبہ مین دھرے گئے رجب
دیا کرشن بھی قید سے چھوٹے اپنے سررشتے پر بحال ہوے ان دونون صاحبون پر
لاکھون روپیہ جوڑ کر نکالے محمد آفرین علیخان کی ساری آفت مادۂ ضعیف میر خدا بخش پر
آئی اشد مصائب سے قید ہوے میان صاحب شور صاحب کی چٹھی سے باعزت اپنے
گھر مین رہے انکا وکیل صاحب رزیڈنٹ کے پاس حاضر ہونے لگا بعد کئی مہینے کے میان نے
انتقال کیا کربلای میر خدا بخش کی رواق مین دفن ہوے ضبطی اسباب خانہ ہوئی آٹھ لاکھ روپیہ
نقد باقی اسباب خانہ جاگیر تہ و سرا ضبط سرکار ہوئی مرزا محمد تقی خان بسبب ملاقات قدیم باجازت
جناب عالی ہر روز خانہ نشینی مین بھی جاتے تھے اور تشییع جنازہ مین ساتھ تھے تا وقت دفن
اور جب تک نواب معتمد الدولہ کے پاس اپنی وضعداری سے نکلے +

راجہ بختاور سنگھ بھی جنازے کے ساتھ بحکم سرکار آئے تھے بعد دفن اہلکاران مرحوم کو مع
میر خدا بخش اپنے ساتھ لیگئے میر خدا بخش کو بلا کشا مقید کر کے بھیجا کئی دن تک کچہری بانمک عداوت سے
وہی افیون کھاتے تھے فرق کیا آخر بہزار خرابی بحمایت صاحب رزیڈنٹ قید سے نجات ملی
صاحب کے دربار مین اکثر حاضر ہوتے تھے ڈالی میوہ تر و خشک کی ہر روز بڑے صاحب اور
چھوٹے صاحب کو بھیجا کرتے تھے کئی برس تک یہ صورت رہی عملۂ رزیڈنٹی کو بھی موافق کر لیا تھا
لیکن مثل محمد تحسین علیخان انکا وثیقہ خزانۂ رزیڈنٹی سے جاری نہوا فقط تنخواہ خزانہ جناب عالی
سے ہوتی تھی اوسے بے ثبات سمجھکر قبول نکیا اپنا نقصان کیا اور جن مہاجنون کے پاس ویہ امانت
تھا کچھ ملا باقی نملا اور نہ یہ اونکی نالش کر سکے جب اعتماد الدولہ نائب ہوے اونھین اپنا نائب
کرنا منظور تھا جس صبح کو خلعت نیابت کی امید تھی رات کو انتقال کیا میان کے پہلو اپنی کربلا مین
دفن ہوے حکایت مرزا حاجی اپنے مقام پر آئیگی +

خلاصہ نواب معتمد الدولہ کا انتظام ہوا انکا نیر اعظم اوج شرف پر طالع ہوا اہلکاران سرکار نے
جسنے سرتابی کی یا اونھین کسیطرح دکھا اوس سے شبہہ ہوا ور کسی شغل کو لیکا کانپور یا فرخ آباد بھیجا گیا
چنانچہ کلکتہ مین اخبار مین چھپا کہ یہ دونون مقام شناکھان ہوے اور جنسے مطمئن تھے خدمات عملیات
وہی حاضر حضور رہے مثل نواب روشن الدولہ صمصام الدولہ مرزا جعفر مرزا علیخان علی محمد خان
مرزا شاہ میر خان مفتی محمد خلیل الدین خان میر ابو القاسم خان انکے سواسطے شفیع رخنہ بندی اغیار
کی سبحان علیخان تاج الدین حسین خان ممبران کونسل ہوئے فقیر محمد خان مینڈو خان سالدار نکو
سوای رسالہ کے نظامت ملک بھی دی جب سب طرف سے مطمئن ہوے ایک کرہ ہم دور و دراز
کے خیال مین پڑے انتظام الدولہ مظفر علیخان سے بوجہ عداوت قلبی ہو گئی تھی اہتمام
دیوانخانہ سے موقوف ہو کر خانہ نشین ہوے بلکہ ایک دفعہ کسی رنڈی کی جہت سے فقط
نواب کی سرزنش سے مسیتی بیگم صاحبزادی نواب شجاع الدولہ نے چند سپاہیون سے انکا گھر گھیر لیا
اور چاہتی تھین اوس عورت کو انکے گھر سے نکال لیجائین یہ مع اپنے رفقا کے مستعد مرگ
ہوے آخر کو خدا نے انکی عزت رکھی وہ خجل ہو کر چلی گئین داروغہ دیوانخانہ رای امرت لال
غرض بیگی ہوی اوس سے نواب مطمئن ہوے وہ بھی کچھ ایسی قابلیت رکھتا تھا مرزا تقی کا شاگرد رشید تھا

سبب بادشاہت کے ہونے کا

اگر سب احوال بادشاہ ہونے کا لکھا جائے جو صاحبان صدر سے اس باب خاص مین متواتر
تحریر طرفین سے ہوئی بہت طول و فضول ہوگا مختصر حال یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل
لارڈ مایرا صاحب بہادر شاہجہان آباد تشریف لیگئے منظور خاطر یہ ہوا کہ جب بار محمد اکبر شاہ
مین بادشاہ مجھے کرسی عنایت فرمائین مین اسکے صلہ مین کچھ بادشاہ کی خدمت کرون
اون دنون بادشاہ کا مہتمم کاروبار ایک شخص کوڑا شاہ نامی تھا اوسنے اور اور اشخاص نے
بادشاہ کو رضامند کیا تھا مگر جب بادشاہ کی مان نے بہت طعن و تشنیع کی قبول نکیا نواب
گورنر جنرل نے کنار دریا خیمے مین دربار عام کیا جتنے امرا و صاحب جاگیر تھے حاضر ہوے
نذرین دین نواب گورنر جنرل فرخ آباد آئے تو بہت ملال خاطر ہوا کہ باوجود اس ہمارے
تسلط تمام ہندوستان کے کہ ہم تاج بخش ہین جسے چاہین تخت سلطنت پر بٹھا دین
بادشاہ نے محض اپنے نخوت و تکبر و خود غلط سے نمانا +
الغرض نواب گورنر جنرل کو یہ فکر ہوئی کہ جو رئیس ہو وقتی ہندوستان مین عالیخاندان ہو
اوسے اپنی قوت حکومت سے بادشاہ اوسکے ملک کا کر دیجیے کہ موجب عزت بادشاہ ہو
اور یہ امر جدید نہین جونپور قنوج وغیرہ مین اکثر بادشاہ ملک قلیل مین گذرے ہین پس
میزان عقل مین کوئی خاندان عالیشان حسباً و نسباً سوای وزرای اودھ کے نہ ٹھہرا یعنی
انکے بزرگ ولایت ایران مین بزور شمشیر بادشاہ ہو چکے ہین کہ اولاد شاہ بداغ ترکمان
سے ہین ہر طرح سے فوقیت ہے مگر از خود محرک ہونا بدنامی ظاہری ہے چنانچہ پہلے نواب
گورنر جنرل نے از راہ کمال خلوص محبت ایک تمغا دو شیر ہاتھو مین نشان لیے بھیجا کہ
مثل دستور ہماری ولایت کے آپ بھی اس تمغے کو پسند کرکے اپنی ہر چیز پر نصب کیجیے
جناب عالی نے اسے بطیب خاطر قبول کیا اور اصل تمغای خاندانی مچھلی کو اوسکے وسط مین
کیا اور پھر اجازت فرمائی چاہی کہ ہم اس تمغے کو چاہتے ہین کہ اپنے شہر کے روپیہ پر بھی
مسکوک کرین اسکا جواب با صواب یہ آیا کہ آپ کو اپنے ممالک محروسہ مین من جمیع الوجوہ
اختیار ہے ہماری سرکار کو کسیطرح اوسمین مداخلت منظور نہین ہے یہ اول بنای بادشاہت ہوئی

نواب معتمد الدوله اور مقربان خاص اس اصرار و مرضی دلی صاحبان صدر سے بموجب تحریر سفیر سرکار یعنی مولوی محمد خلیل الدین خان واقف ہو چکے تھے متمنی پادشاہت ہوے کہ اگر جناب عالی بادشاہ ہوے تو وزیر اعظم خواہ نخواہ نواب ہین اسی باب مین نواب گورنر جنرل نے صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کو لکھا کہ جناب عالی خطاب بادشاہت کے متمنی ہین اور اپنا سکہ تمغا اپنے ممالک محروسہ مین جاری کرین وہان سے بھی حسب المطلوب جواب آیا کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کسیطرح مداخلت منظور نہین اونھین اپنے ملک مین اختیار ہے اور ہندوستان مین آگے بھی بہت بادشاہ اپنے اپنے ملک مین ہوے ہین کچھہ مقام استعجاب نہین بعد اسکے سرکار دولتمدار نے اپنی رفع بدنامی کیواسطے ایک اشتہار چھپوا کر مشہور خاص و عام کیا +

ایک دن جناب عالی نے از راہ مشورت ظفر الدوله کپتان فتح علیخان سے باب پادشاہت مین پوچھا کہ تمھارے نزدیک یہ امر کیسا ہے پہلے انھون نے عذر کیا جب اصرار زیادہ فرمایا عرض کی کہ اسی زمان کیواسطے شاہجہان آباد مین جیسا مشہور ہے حضور خوب جانتے ہین اور زیادہ مشہور ہوگا فرمایا مین تمھین صاحب فہم جانتا تھا مگر تم سفیہ ہے اور بھائی بھی ہین اگر وہ اس سے کمتر پر گورنمنٹ راضی ہو جاوین تو یہ وزارت بھی مجھسے جاتی رہیگی اس جہت سے مجھے چار و ناچار قبول کرنا پڑا اور یہ جو تم کہتے ہو ظاہر ہے مین بھی جانتا ہون +

حقیقت جلوس وزیر

از روی نوشته لکھنو پنجشنبه ۱۲ ماه اکتوبر ۱۸۱۹ع از چند ماه شهرت داشت که وزیر را آرزوی خطاب بادشاهست در صورتیکه اجازت و حکم صاحبان عالیشان و هیچ ممانعت درین امر نشود واین اراده ایشان محض از تلون طبع و تکبر با عاقبت اندیشی و بتصور فواید خود و متعلقان و جانشینان خود که پایداری قیام خواهد بود و یا آنکه از قلمرو خود سوای ایشان دیگری را مداخلت امر نهی نبوده باشد چنانچه صاحبان عالیشان اجازت دادند که نواب وزیر الممالک مالک و مختار ملک محروست هرچه خواسته باشد کند بار افزاحمت نیست +

خلاصه جان منشن صاحب ریذیڈنٹ بہادر لکھنؤ مین تھے ۱۸ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۳۴ھ روز شنبہ مطابق ۱۸۱۹ع یوم عید غدیر مذہب اثنا عشریہ جناب عالی نواب وزیر الممالک پایہ وزارت

آبای کرام سے تخت نشین پادشاہت ہوے خطاب شاہی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن
غازی الدین حیدر بادشاہ غازی مشہور ہوا کرور روپیہ خزانہ اندوختہ جنت آرامگاہ سے
طیاری تخت و سامان شاہی و اسباب جلوس مین صرف ہوا سب عزیز اقربا ارکان دولت اہلکاران
رزیڈنسی کو خلعت فاخرہ و بیش قیمت بانٹی نواب معتمد الدولہ نے خطاب وزیر اعظم پایا سبحان علیخان
نے سکہ شاہی گذرانا پانچ ہزار روپیہ انعام ملا ؎ سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب ذوالمنن ۵
غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن ۵ روز جلوس صاحب رزیڈنٹ بڑے جلوس سے
لباس ہندوستانی جامہ پہنے جوڑے دار پگڑی سر پر مغرق جیغہ سر پیچ گوشوارہ سے
جھالردار پالکی مین سوار اور مصاحبان خاص بھی لباس ہندوستانی پر تکلف سے آئے
غرض یوما فیوما تخت ہمایون فال وزیر اعظم دستور معظم اوج شرف اقبال پر طالع ہوا
اور خس و خاشاک اپنے دشمنون سے دربار صاف کیا اور اپنے رفیق و رفقا و خیر خواہون پر
مزید لطف و عنایات از حد کی اور نواب کی سیر چشمی و جود و ہمت سے تمام عملہ رزیڈنسی اور عملہ
صدر کلکتہ بھی مالا مال ہوگیا اور باطن مین نواب کی رفتار کو نسبت اپنے آقا کے خوب سمجھتے تھے
بعد جلوس ایکدن میر منشی باقر علیخان حسب حکم صاحب رزیڈنٹ مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے
پاس گئے عرض کی آپکو حکم صاحب رزیڈنٹ یہ ہے کہ نواب غازی الدین حیدر بحکم صاحبان عالیشان صدر
بادشاہ ہوے لہذا آپکو مناسب ہے کہ اونسے ملاقات برادرانہ کیجیے وہ خود پہلے آپکے
گھر آوینگے پہلے سبقت سلام آپ سے وہ کرینگے آپ اونکا استقبال کیجیے گا کشتیان حسب دستور
بھیجیے گا یہ سنکر فرمایا بہت اچھا جب وہ مجھسے ملاقات کرینگے اسیطرح پیش آونگا جب یہ پیام
صاحب رزیڈنٹ نے سنا پھر اوسیوقت میر منشی آئے عرض کی صاحب کہتے ہین کہ آپکے اس
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی از خود آپ ملاقات نکرینگے وہ کل ضرور آوینگے مناسب ہے کہ آپ
اپنے باغ سے دولتسرا مین تشریف لیجایئے غرض بار ناچار ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز ۵
شہزادے کو اس اصرار سے نہایت صدمہ ہوا مرزا کام بخش انکے بیٹے بہت ہوشیار تھے باپکو
سمجھا کر ایک صورت نکالی کہ دوسرے دن [illegible] شاہی مع صاحب رزیڈنٹ اور ارکان دولت
بڑے تجمل سے تشریف لائے شہزادے کے مکان خلوت کے آگے دو رویہ انکو ملازمین

صف بستہ کھڑے ہوئے تھے پھر سواری سے اوترنے کے شہزادی مکان خلوت سرا میں برآمد ہوئے
باہتمام شاہی موافق معمول کے چلمن اوٹھی بادشاہ نے بصفت سلام کی شاہزادے نے ایک
ہاتھ اوٹھا دوسرا صاحب رزیڈنٹ کا لیکر خود دونون لنا ہوگئے داخل کمرہ ہوکر ذرا بیٹھے صاحب رزیڈنٹ
کرسی پر بیٹھے شاہزادے نے صاحب سے فرمایا بس ہمنے سرکار کمپنی کی خوشی کردی لیکن اب مین
بہت متفکر ہون کہ محل مین ایک بی بی کا بسبب اسقاط حمل نوبت بہلاکت پہونچی ہو غالب ہے
کہ تمام ہوگئی ہو یہ فرماکر اوٹھ کھڑے ہوئے کشتیان سامنے آئین بادشاہ نے ایک رومال شالی
اپنے ہاتھ سے اوٹھالیا صحبت برخاست ہوئی اوسی اہتمام سے داخل مقام خاص ہوئے مگر
یہ کیفیت ملاقات بدلطفی کی سب پر کھل گئی لیکن جب شادی حضرت خلد منزل سے شاہزادے کی
بیٹی سے ہوئی پھر ملاقات برادرانہ بہت خصوصیت سے ہوئی زمانہ مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ
اسیر بیلی گارد تک +

بعد تخت نشینی کے کئی مہینے تک صاحب رزیڈنٹ سے ملاقات معمولی نہوئی فقط وزیر اعظم
نواب معتمد الدولہ بضرورت جایا کرتے تھے اور منظور تھا کہ مثل دستور دربار بادشاہ دہلی طریق
صاحب رزیڈنٹ قائم مقام جانشین نواب گورنر جنرل بہادر ہو اگرچہ ہر ایک طرفین سے
اسی باب مین تحریر رہی آخر بعد گفت و شنید بنا یہ ٹھہری کہ بوقت جلوس تخت فقط صاحب رزیڈنٹ
زیر تخت کرسی نشین رہینگے باقی اور صاحبان مع ملازمین انگریز اور میم صاحبات جو اوسوقت
آئینگے تعظیماً ازراہ آداب کھڑے رہینگے اور وقت چاہ پانی اور بڑے کھانے مین حقہ پیوان
صاحب رزیڈنٹ فقط رہیگا اور کوئی صاحب حقہ نہ پیے گا اکل و شرب مین بدستور رہینگے
مصاحبان انگریز نذر بھی دینگے خلعت بھی [illegible] +

سوانحات زمان نواب وزیر الممالک بہادر

دستور معظم وزیر الممالک نواب معتمد الدولہ نے اپنے حسن تدبیر سے بعد رخنہ بندی اندرونی
وبیرونی تسلط تام مزاج اقدس پر ہوا ہرچند بادشاہ اکثر اپنے مصاحبان کے آگے نواب سے
ارشاد کیا کرتے تھے کہ خداوند امین ہرگز گوارا کسیکا ظلم نہین کرتا یہ شخص بنی فاطمہ ہو اسے
اختیار دیا ہے اگر کوئی امر خلاف عدل و انصاف سرزد ہو اوسکا مشغول الذمہ یہ ہے

نواب عرض کرتے تھے غلام بھی کسی پر ظلم نہین چاہتا یہ جواب معلوم نہین کس دل سے بیان
کرتے تھے بادشاہ نے فقط انکے اعتماد پر امور سلطنت کو محول کیا تھا اور بسبب کثرت استعمال
منہیات کے غلبۂ غفلت زیادہ ہوگیا تھا جب عقل زائل ہوجائیگی انسان مجبور ہوجائیگا ضبط
ہر شی کا بہتر ہوتا ہے اب شہر مین بھی کثرت جعل و فریب و جوڑ بندی تمامی صورت نفاق کھلکھلی
ہونے لگی اور ہر چھوٹی سرکار مین بھی یہ صورت ہونے لگی چنانچہ پہلے بنای فساد و آتش افروزی
جناب بادشاہ بیگم صاحبہ سے شروع ہوئی جو انکی محسنہ اور بانی مبانی طلب ہوئی تھین میر فضل علی
جنھین بھائی جانتے تھے عداوت برادران یوسف پیدا ہوئی فیض النسا مغلانی بیگم صاحبہ
جسے مادر مہربان کہتے تھے اوس سے دشمنی از حد ہوئی صاحب عالم مرشد زادہ آفاق
مرزا نصیر الدین حیدر دربار شاہی سے محروم ہوے جاگیر ساون بیگم صاحبہ جو بصواب نواب
گورنر جنرل بفرمان دی گئی تھی ضبط ہوئی سادات وہان کے جو کسی ظلم و تعدی سے سرکار مین
اگر مستغیث ہوے اونکی شنوائی نہوئی مرزا لفو کا جوان بیٹا یعنی بھتیجا بیگم صاحبہ کا فسا مجرم سے
کربلا مین مارا گیا اوسکا تدارک کچھ نہوا نواب مبارک محل کی سواری مین تمونکا ماہی مراتب
جلوس سواری کا حکم دیا دس ہزار روپیہ درماہہ مقرر کردیا اکثر ملازم بیگم صاحبہ و صاحب عالم
کسی حیلہ فریب و جعل سے قید ہوے مارے گئے یا شہر سے نکالے گئے تیسرا محل ولایتی محل
ڈاکٹر شارٹ کی بیٹی کا ہوا جو تھا ممتاز محل سرفراز محل اور بہت سی اسامیان بمواجب بیش قرار
سپرد محل نواب مبارک محل و ولایتی محل ہوئین پس جسقدر ترقی عیش و عشرت ہونے لگی
غفلت بڑھی نواب کی بن پڑی مرزا فریدون بخت عرف منا جان جب پیدا ہوے افضل محل
اسامی سے اوسے بچہ کا فرزنی مشہور کردیا اسکا قصہ منشی عبد الاحد رزیڈنٹی نے تواریخ بادشاہ بیگم
مین بحکم کپتان شکسپیر صاحب کے لکھا ہے۔

ایک امر تازہ یہ طرفہ تر ہوا کہ نواب محسن الدولہ بہادر نواسے دل وجان بیگم صاحبہ سے تھے
جب مسماۃ پوتی بیگم صاحبہ نے انتقال کیا دو نونالغ اسیان اور ایک نواسہ کہ بہت صغرسن
تھے بعد ایام مہلم اپنے گھر لاکر پرورش کیا بہ ازمادر مہربان تھین انکو جدا کردیا اوسکی صورت
یہ ہوئی کہ شیخ امام بخش ناسخ شاعر ہندی بڑے مقرب ہوگئے تھے اور اکثر مقدمات کو انکو

کامل العقل وصاحب فنون سمجھکر کہلا بھیجتے تھے کہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند انور علی بیگ اخون نواب
محسن الدولہ کو اونسے خصوصیت تام تھی انکو بر انگیختہ کیا نواب محسن الدولہ داروغہ میر فضل علی کی اکثر
شکایت نادہندی انعام اور اشیاء خریدکی کیا کرتے تھے یہ سمجھاتے تھے کہ آپ اپنے نانا سے کہکر
علحدہ ہوجاتے نواب کی تکلیف مصارف سب جاتی رہی نواب معتمد الدولہ جب نواب محسن الدولہ
کی عدم التفات بیگم صاحبہ نسبت انکی بادشاہ سے عرض کرتے تھے بہت استعجاب ہوتا تھا آخر ایکدن
نواب محسن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے محل مین رہنے سے تکلیف ہوتی ہے امیدوار ہون
حضور کے زیر قدم رہا کرون یہ سنکر صداقت کلام کا وبہ قرینہ خاطر مبارک ہوئی نواب صاحب سے فرمایا
تم انھین رکھو نواب نے نیلم والی کوٹھی قریب بلی گارد دی جلوس سواری اور سارا سامان نواز مہ
خاطر خواہ درست کر دیا بیگم صاحبہ کو انکی مفارقت کا بڑا صدمہ ہوا مجبور تھین دشمن کے ہاتھ سے
ایکدن نواب محسن الدولہ نے کسی سے سات روپے کے کبوتر مول لیے تھے داروغہ میر فضل علی سے
دلوائے انھون نے دو تین دن نہ دیے اوس شخص نے پھر تقاضا کیا نواب نے داروغہ سے
کہا انھون نے جواب تلخ دیا نواب نے اخون صاحب سے یہ احوال کہا اونھون نے کہا ہم اسواسطے
آپ کو سمجھاتے ہین کہ آپ کیون اتنی تکلیف اوٹھاتے ہین اپنے نانا سے عرض کیجیے کہ ساری
تکلیف جاتی رہیگی یہ احوال زبانی میر مغل مرحوم لکھا جو شیخ صاحب کے بڑے دوست تھے خلاصہ
نواب نے چاہا اس جلد و حسن خدمت مین شیخ صاحب سے سلوک کیجیے انھون نے اپنی استغنا سے
کہا مین مرد فقیر ہون کچھ مجھے طمع دنیا نہین مگر مرزا تقی صاحب کو بجاے میرے جو مناسب ہو سلوک
فرمائیے اس جہت سے نواب نے داروغہ نواب حسام الدولہ کیا دو سو روپے مواجب مقرر ہوا
شیخ صاحب کو سو روپے خانہ نشینی مین ملتے تھے دربار ظاہری جانیکا مقرر کیا تھا مگر
اور علم احکام جب ایسے مالایخل آتے تھے اوسکے بجا آوری تہ دل سے کرتے تھے دربار سے انکار کیا
ایک وجہ خاص یہ تھی کہ کل مین مقرب مزاج تھا بہ نظر خلاق تو انکے دربار جانے سے کیا ٹھہرونگا
مطلب دلی تو ہر صورت سے بلکہ فی الجملہ ایک وقار سے حاصل ہے،
اخون صاحب اس حسن خدمت اور اپنی کارسازی آتش افروزی سے شادی مرگ ہوگئے تھے
ایکدن نواب محسن الدولہ کی خواصی مین چلے جاتے تھے اتفاقاً نواب معتمد الدولہ بڑی صاحب کی

کوٹھی سے نکلتے تھے آخون نے کھڑے ہو کر کس بشاشت سے نواب کو سلام کیا ہاتھی چل نکلا
اوسکی جھونک سے پشت زمین سر کے بھل ہوے غش آگیا گھر مین آئے تین دن تک جیتے رہے
اپنے ہاتھ سے ایک سرکی ہٹی کو نوچ ڈالا تھا اسی کرب سے تمام ہوے شیخ صاحب ونکی بازدید کو
گئے تھے مرزا مغل سے کہنے لگے یہ بیچارہ دلال تھا [illegible] ہمارا دکا فات عمل کیا ہوتا ہے ۔

دوسرا امر صاحب عالم کیواسطے یہ کیا کہ پہلے نسبت نواب نصیر الدولہ کی بڑی صاحبزادی سے
ٹھہری تھی اوسے بادشاہ کو کچھ سمجھا کر چھڑوا دیا نواب محسن الدولہ سے شادی ٹھہرائی اور
بجائے بیگم صاحبہ نواب مبارک محل کو اسکا اہتمام دیا دوسری نسبت نواب حسین الدین خان کی
بیٹی سے یعنی نواب ملکہ کشور سے اوسے برہم کیا کہ یہ صاحبزادی بڑی بدنصیب ہے اپنے
مان باپ کو کھا چکی ہے بادشاہ کو بھی انکے کہنے سے وہم غالب ہوا اور اکثر ایسا ہوا ہے
کسی برہمن نے انسے کہا یہ دیوالی اسپر بھاری ہے انھون نے بادشاہ سے عرض کی آپ پر
بھاری ہے شہر مین ۲۷ کی دیوالی ہو گئی اودھر نواب نصیر الدولہ سے بیس ہزار روپے لیکر
حضرت جنت مکان سے شادی کروا دی دوسری محرم کو عقد کر کے لیگئے پھر شادی صاحب عالم
کی مرزا سلیمان شکوہ کی شہزادی سے ٹھہری یہ سب پر فوق ہوئی چنانچہ حسن باغ مین محفل
شادی تھی صبح کو بادشاہ مع صاحبان عالیشان رونق افروز ہوے شربت پلائی دی جب اس شادی کو
برہم نکر سکے صاحب عالم کی سالی کی شادی نواب روشن الدولہ کے بیٹے جرنل محمد حسین خان سے
مقرر کی ہم زلف صاحب عالم کیا ہر چند مرزا سلیمان شکوہ کو یہ کتخدائی کسیطرح منظور نہ تھی مگر
نوازش محل اور میر گلزار علی داروغہ کے سمجھانے سے صولت و جبروت معتمد الدولہ سے
کچھ بس نہ چلا ۔

سب سے بالاتر ایک اور امر ہوا کہ ایک دفعہ صاحب عالم بہادر نواب کی موشک دوانی سے
بیگم صاحبہ سے خفا ہو کر مہمان خانہ نواب ہوے نواب شیر جنگ کے باغ مین کوٹھی بنی تھی
اوسمین اوترے لوازمات عیش و عشرت مہمانی جیسا چاہیے بجالائے صاحب عالم بہادر
بہت خوش و خرم ہوے دنرات ناچ رنگ رہتا تھا جن ارباب نشاط کے فقط مشتاق رہتے تھے
وہ سب بے منت حاضر تھین جب نواب کو کیفیت مزاج صاحب عالم بہادر کھلی اپنی صرف بیجا

ورغنہ بندی پر بہت تاسف کرتے تھے کہ انکا بہلانا مثل اطفال اہل دان کے بہت سہل تھا
بعد اسکے باجازت بادشاہ چند روز حسن باغ مین جا کر رہے پھر کچھ خود بخود متنبہ ہو کر بیگم صاحبہ کے
پاس چلے گئے جناب موصوفہ از بسکہ انپر والہ و شیفتہ تھین گذشتہ پر صلوۃ بھیجکر بہ یکی ہوشیار ہوئے سمجھ بین
کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے یہ ہوا تھا +

عاشورہ محرم مین ایک شب صاحب عالم موافق معمول نواب آصف الدولہ کے امام باڑہ مین
زیارت کو جاتے تھے نواب نے چاہا کہ اسی حیلہ کثرت ازدحام خلائق سے کچھ چشم زخم صاحب عالم
چل جای کہ یہ سب بکھیڑا مٹ جای اور مین بھی حق نمک و لی نعمی سے بری ہو جاؤن مرزا آغا جان
داروغہ امام باڑہ بڑے دوست میر فضل علی کے تھے کچھ قراین سے اشخاص غیر کو دیکھکر
میر فضل علی سے لڑکر جلد صاحب عالم کو سوار کروا دیا اسی خصومت سے اور میر فضل علی کا دوست
سمجھکر مرزا آغا جان کو موقوف کر کے جیلخانہ بھیجدیا

الغرض ہر شخص پر عافیت تنگ ہو گئی تھی بادشاہ کے بھائیون کی جب کئی برس تک تنخواہ
نہ ملی بعض نے بمجبوری مفلسی سے جلای وطن اختیار کیا نواب کے بعض برادران کوتاہ اندیش
نے کمال نخوت و غرور سے مظلومان شہر پر ظلم و تعدی سے کمر باندھی تھی جس محلے مین
جس متوسل کا مکان تھا اوسنے حق ہمسایہ ادا کیا تھا جسکا چاہا مکان لے لیا بطریق خیرات
کچھ دیدیا جسنے ریزیڈنٹ صاحب سے نالش کی اوسپر زیادہ آتش فرنگ برسائی اگر کسی ملازمین نے
بادشاہ کو عرضی عدم وصول تنخواہ کی دی اوسکا قبض الوصول دکھلا دیا جس تاجر کا کلکتے سے
مال تجارت آیا جو پسند کیا لے لیا جب بادشاہ کو کسی مغل نے اسباب تجارت دیا تب اوسکا
روپیہ برسون مین مشکل سے ملا ہر چند کہ اوسکے پاس چٹھی سفارش صاحب ریزیڈنٹ بھی تھی
مثل آغا حسن اصفہانی ریش دراز آخر گولہ گنج مین وہ مارا بھی گیا اسی جہت سے اور خوف سے
میر باقر سوداگر نے توسل حضرات کنبوہ اور اعظم علیخان سے پیدا کیا تھا عدالت العالیہ کے
مہتمم اعظم علیخان اونھون نے داروغہ و مہتمم سنگی خان کو کر دیا تھا اوسنے شہر کو رشوت سے
لوٹ لیا تھا جس سے زر نقد آیا نصف اوسکا راہ خدا مین اوسیوقت دیدیا نصف اپنی
شراب خواری عیاشی مین صرف کیا صحبت نواب مین جسنے مسخرگی اختیار کی اکثرون کا

معافق قسمت کے فائدہ ہوا بعض کو اوسقدر ہوا جسقدر میر بندہ علی مسخرے کو جو متوسل نواب سے
ملا غرض ان حکایات ظلم و تعدی کی کہان تک تصریح کیجاے بہت سے ظالم اوسوقت کے
اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اخراج بلد ہوے شمہ یہ ہے کہ نواب نے عمارات عالیشان مین
کرور روپیہ سے کم خرچ نکیا تھا وہ سب اونکے عین حیات مین اونکی خوشی سے محسوب سرکار ہوگیا
اور اقربا اور متوسلین کی ضبط سرکار ہوئی بارہ دری کی طیاری فقط عشرۂ محرم مین ہوجاتی تھی
چربی روغن چراغ باہر عمال سے آتا تھا شیشہ آلات وغیرہ سرکار شاہی سے کچھ انکا ذاتی بھی
ہوتا تھا پھر کسینے بارہ دری مین چراغ بھی جلتے نہ دیکھا بعد انتقال نواب جو اولاد یا خاص محل
لکھنؤ مین آئین مکان کرایہ نصیب ہوا خلاصہ اس زمانہ مین صاحبان فہم کا یہ قول ہے باستعجاب
کہتے ہین کہ کاشکے یہ عملداری سرکار دولتمدار اوسوقت ہوجاتی تو بہتر تھا ۔

پھر نواب معتمد الدولہ نے ارادہ کیا کہ میر فضل علی داروغہ کو کسی اتہام سے راہ مین گرفتار
کرکے قید کر لیجیے جب بیگم صاحبہ کو یہ شبہہ گذرا حکم کیا تم گھر نجاؤ ڈیوڑھی پر رہا کرو نواب نے
بادشاہ سے عرض کی کہ فقط داروغہ باعث فتنہ و فساد و آتش افروزی ہوتا ہے بہتر یہ ہے
کہ بیگم صاحبہ کو حکم قطعی انکی موقوفی کا ہوجاے جناب موصوفہ نے اپنا قدیم نمکخوار خیرخواہ سمجھکر
انکار کیا دوسرے دن فوج شاہی نے محلسراے بیگم صاحبہ کو گھیر لیا توپین دروازے پر لگادین ادھر
بیگم صاحبہ کے سپاہی مستعد جنگ ہوے اتفاقاً صاحب عالم بہادر یہ ہنگامہ دیکھنے کو برآمدے پر آکر
کھڑے ہوے بڑے مرزا مرزا جھورا کے بیٹے نے اسی غول ہنگامہ مین بندوق چھوڑا میر فضل علی
اور ایک خواص نے جلد سامنے سے ہٹا لیا خدا نے بچا لیا ایسے نمکخوار سرکار خیرخواہ نواب ہو سکتے
غرض قریب تھا کہ کشت و خون بخوبی ہوجاے آخر صاحب ریذیڈنٹ جو نواب سے بہت موافق تھے
اونکے سمجھانے سے ۲۴ تاریخ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۷ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ اگست سنہ ۱۸۲۲ء کپتان
ریپر صاحب قائم مقام اور میر منشی باقر علیخان دو کمپنی تلنگہ مع کپتان ہوم صاحب واسطے تہدید
و تفہیم بیگم صاحبہ آئے مرزا سلیمان جاہ صاحب عالم اور بیگم صاحبہ کو سمجھا کر میر فضل علی اور اونکی
پھوپھی فیض النسا مغلانی کو اپنی حفاظت و حمایت مین لے آئے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۳۸ھ مطابق
۱۶ اکتوبر سنہ الیہ مین روانہ شاہجہان آباد کیا میر فضل علیخان پھر بنارس مین آکر مہمان

مرزا ابراہیم ہوے اس خیال سے کہ شاید کوئی صورت دادخواہی کی ہو اس پر لگ صلاح کی وسیلی سی
نکلے کئی لاکھہ کا گھر لٹ گیا ہو آخر بعد کئی مہینے کے مایوس ہوکر فرخ آباد مین مقیم ہوے نواب
منتظم الدولہ بہت خلوص محبت و دنیاداری سے پیش آئے اور اپنے ساتھہ امیدوار وقت
خاص کا رکھا اب فرخ آباد کثرت صاحبان اخراج سے بھر گیا جو لکھنؤ سے نکلا چلا وہین پہونچا
ایک مہینے تک کمپنی انگریزی ڈیوڑھی پر رہی بعد اسکے باجازت بادشاہ برخاست کر گئی +
میر فضل علیخان نے خصوصیت نواب سے ہمسایہ مین دولت پورہ کے کئی لاکھہ کی عمارت
عالیشان بہت استحکام سے بنوائی تھی جسدن یہ ہنگامہ محشر برپا ہوا فوج سرکار اور رعایای
شہر نے ملکر سارا گھر لوٹ لیا ۲ لاکھہ روپے کا نقد و جنس تھا سوای عمارت کے اوسکو بھی اوسیدن
مسمار کر دیا فقط ایک مسجد کو کچھہ خدا کے ڈر سے چھوڑا اوسکے واسطے برسات کے پانیکا ڈھال
کر دیا کہ خود آپسے گر جای مگر اوسی نے اپنا گھر بچایا +

میان علیسی کا نواب کی بیٹون کا بگڑنا اور اونکا شہر سے نکالا جانا

میر عیسی پوتے شاہ معصوم پیرزادی بریلی کے مرد سپاہی جاہل وحشی مزاج بعد خرابی و برہمی
لشکر نواب امیر خان تباہ و پریشان حال جب لکھنؤ آئے معرفت فقیر محمد خان رسالدار اور
آخون زادہ رام پور بملازمت نواب حاصل کی ہزار روپیہ درماہہ مقرر ہوا داخل زمرہ مصاحبان
خاص ہوے بسبب تعیش اور وارستہ افعال شباب جوانی مسماۃ پیاجان کسبی ملوکہ محبوبن کسبی
مگر کربلائی کو نوکر رکھا ازبسکہ کسبیان شہر کی صاحب پیش سے خار کھاتی ہین اپنے رخسار
نازک پر کھٹکنے نہین دیتین ازراہ کرشمہ فنا بہت سی شوخیان ازراہ بدمزاجی کرتی رہین آخر
میان عاشق و معشوق صحبت خلاف گذرنے لگی کئی مرتبہ خفا ہوکر اپنے گھر بیٹھہ رہی
میر عیسی نے بجبر بلوا لیا نواب نے بھی ازراہ رفیق پروری اوسے برضامندی بلوا دیا ہر چند
لوگون نے سمجھایا کہ یہ پریان اس شہر کی ہین عمل جنات سے بری ہین انکی پاسداری کرنا
بہتر ہی قصبات کی نہین ہین انپر پریونکا سایہ تھا یہ کب سنتے تھے ایکدن وہ تنگ ہوکر نواب
خاص محل کے محل مین اپنی جان بچانے کو چھپ رہی جب دو چار دن کا عرصہ گذرا انکی آتش
بلہوسی کا شعلہ تیز ہوکر مشتاق وصال آخری ہوا میر عیسی خوگرندہ اپنی عادات قدیم پر سرکشی

کرتے تھے ایسے حرکات ناشایستہ سی نواب امیر خان سے بھی جدا ہوے تھے اونھون نی بلحاظ پیرزادگی اپنا ہم مذہب سمجھکر درگذر کیا تھا یہان بھی اوسی خیرہ سری سے ارادہ فاسد کیا تھا کہ نواب کو جاکر پکڑ لین روز جمعہ ایکدن مع رفقا خونخوار جرار مسلح ہوکر چلے اتفاقاً نواب اوسدن نوربخش کوٹھی مین تھے نواب نی برآمد ہوے سے انکے تیور بد دیکھکر حیلۂ علالت مزاج سے ملاقات کو نہ بلایا سمجھے کہ اوسی اپنی معشوقہ کیواسطے آئے ہونگے میر عیسی اپنے ارادہ فاسد سی مایوس ہوکر پھرے راہ مین شیطان نی بہکایا کہ جاتے کہان ہو یک نشد دو شد وہان اگلی نواب کے یہان دولت پورہ مین اونکے دو قرۃ العین ہین وہان تک توجہ جلو ہمت نامردی نہ ہار و یہ سوچکر مکتب خانی مین آئے جہان آغا علیخان سید علیخان دونون صاحبزادی مولوی کرامت علی آخون سے پڑھ رہے تھے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر قرولیان دونون کے پیٹ پر رکھدین اور رفیق دونون دروازون پر بندوقین لیکر کھڑے ہوگئے راہ آمد شد بند کی محل مین دفعۃً شور قیامت برپا ہوگیا شہر مین ہر طرف دھوم مچی رفیق ملازمین اقربا مسلح ہوکر پہونچے ہر امیر نے دوہے سماجت و منت کرنی شروع کی بیبیا جان بھی محل سی نکلکر دوہر سی نشین کرنے لگی کون سنتا تھا نواب بھی نوربخش سے بارہ دری مین آئے جھنجلا کر حکم کیا انکو مع دونون بیٹون کی توپ سی اوڑا دو بادشاہ نے منع کیا دوپہر تک یہ ہنگامہ برپا رہا آخر کپتان ریبیر صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ ایک کمپنی لیکر آئی اپنی حمایت مین بلی گارد اپنے ساتھ لیگئے مین ہزار روپے اونکی تنخواہ کے نواب نی بھیجے اوسمین سے ہزار روپے اپنی معشوقہ کو دیکر لعنت کی پھر چھاونی منڈیاون سے بحفاظت پہرہ انگریزی کانپور گئی بعد ایک مہینے کے موافق رپوٹ رزیڈنٹ بحکم نواب گورنر جنرل قید ہوکر قلعہ الہ آباد مین رہے جب نواب گورنر جنرل کلکتے سی قلعۂ الہ آباد مین آئے انکی بھی نظر ثانی ہوئی اونھون نے عرض کی ہمارا عیسی معصوم دو تین برس سی قید ہے بعد استفسار حال قید سے نجات پائی روانہ حج خانہ کعبہ ہوے جب پھر کر آئے مدفون خاک ہندوستان ہوے

خوبی صفات نواب

مورخ کو چاہیے کہ ہر شخص کے صفات جمیلہ اور خصائل رزیلہ بغیر نفسانیت کے لکھے

کسواسطے کہ عصمت صغیرہ وکبیرہ خاص برگزیدگان پرختم ہوئی اور اس جامۂ بشری اور تعلقات امور دنیوی مین جسقدر جرات جس سے ہوسکے غنیمت ہی ازانجملہ نواب معتمد الدولہ کی علو نسب پدری وشرافت سیادت وحسن لیاقت اور مروت خاص اور جود وہمت خاص اور سیر چشمی اور زہد وتقا پروری بہت غنیمت تھی اور سخاوت جسمین ہر عیب پوش ہوتی ہی السخی حبیب اللہ آیا ہے۔

ورود لارڈ کمبرمیر کمنڈر انچیف بہادر یعنی سپہ سالار فوج اور مرزا کیوان جاہ بہادر کا مع نواب معتمد الدولہ بہادر استقبال کو جانا

جب خبر آمد آمد لارڈ کمبرمیر بہادر یعنی کمنڈر انچیف ہوے شاہ عالم پناہ نے حسب دستور قدیم واسطے استقبال کے مرزا کیوان جاہ بہادر اپنے ولیعہد کو بہت عظمت کے شان سے جیسا کہ چاہیے مع ارکان دولت اور وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ بہادر کو اونکے ساتھ کیا چنانچہ حسب دستور رحمت گنج تک تشریف فرما ہوئے لارڈ صاحب بہادر نے ملاقات اونسے اوسی عزت وتوقیر سے کی جیسا ولیعہد کیواسطے ہوتا ہے پیش آئے اوسی تقریب ماضیہ سے آج تک اولاد بہادر موصوف زمرۂ شاہزادون مین شمار کیجاتی ہے چیف کمشنر بہادر یا جب دربار نواب گورنر جنرل بہادر ہوتا ہی اونکی اولاد بھی مثل اور شاہزادون کے جو خاندان شاہی مین سے طلب ہوتے ہین اور شمار کیے جاتے ہین اور لارڈ صاحب بہادر بھی مثل شاہزادونکی ہمہ وجوہ پیش آتے ہین اگرچہ صلب سے بادشاہ نصیر الدین حیدر کے نہین ہین مگر اس سلطنت مین امور سلطنت منظوری سرکار خجستہ مرضی اور تجویز حاکم وقت پر منحصر رہی ہی جسے جو قرب ومنزلت سرکار شاہی سے ہوئی اوسیطرح گورنمنٹ عالیجاہ نے بھی جاری رکھا اور ایسا امر نواب آصف الدولہ بہادر کے بھی عہد دولت مین ہوا ہے کہ جب نواب نے سرجان شور صاحب گورنر جنرل بہادر سے مرزا وزیر علیخان کو اپنا بیٹا قرار دیا اونھون نے ارشاد نواب کو صدق سمجھکر بطیب خاطر قبول ومنظور کیا تھا اگر کچھہ شک ہوتا اور نواب کے ارشاد کو خلاف سمجھتے تو البتہ از راہ فہمایش درخواست کرتی کہ ہماری سرکار متکفل ومعین سلالۂ خاندان سرکار زمان نواب شجاع الدولہ سے رہی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہ ریاست آبائی غیر محل مین ہم گوارا کرینگے چنانچہ بعد انتقال نواب آصف الدولہ بہادر کے مسند نصاحب رزیڈنٹ تشریف لائے مرزا جنگلی صاحبزادہ نواب

مرزا کیوان جاہ بہادر

Kayvan Jah.

نواب وزیر مرزا بہادر

Nawab Vazeer Mirza.

شجاع الدولہ بہادر کے بنگالہ جو مسند نشینی آبائی تشریف لائے تھے نواب بہو بیگم صاحبہ نے
نواب ناظر محمد جواہر علیخان سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ اسوقت میری آنکھوں میں جہان تاریک
ہو رہا ہے جسے تم مناسب سمجھو مسند نشین کرو صاحب بہادر نے سب حاضرین کے سامنے
با واز بلند ارشاد کیا کہ جسے وہ مقرر کر گیا ہے وہی ہوگا اوسوقت جناب موصوفہ نے جواب باصواب
سنکر نواب ناظر سے فرمایا کہ دوشالہ جو نواب مرحوم کے پلنگ پر رکھا ہے مرزا وزیر علیخان کو اوڑھا
پس شلک سلامی توپ ہوئی ارکان دولت نے نذرین دین مرزا جنگلی پابوس ہو کے اپنے
گھر آئے بعد اسکے جب مرزا وزیر علیخان سے حرکات خلاف واب ریاست ہوئیں اور ارکان دولت
خائف و ترسان ہوئے بنا ہے خلای مسند نشینی ہوئی جب سر جان شور صاحب لکھنؤ تشریف
لائے اور یہ حال سب ارکان دولت سے سنا فرمایا کہ ابطال نبوت مرزا وزیر علیخان کا ہمین
کیونکر یقین ہو آخر نواب بہو صاحبہ اور نواب ناظر محمد تحسین علیخان سے اسکی تحقیق اور تصدیق
اور شہادت جمیع ارکان دولت کو ٹھی بی بی پور میں ہو چکا مسند نشینی سے خارج کیا اور حق
بحقدار پہونچا اسکی تصریح اپنے مقام پر آویگی خلاصہ نواب معتمد الدولہ بہادر مع مرزا کیوان جاہ
بہادر داخل لکھنؤ ہوے اور بادشاہ سے سب احوال ملاقات عرض کیا اسکی تحریر دفتر
شاہی مین موجود ہے +

خلاصہ جب لاٹ صاحب سے ملاقات ہوئی نواب نے ازراہ آداب اپنے ہاتھی کو پیچھے
رکھا لاٹ صاحب نے ازراہ عطوفت فرمایا ہمارے ہاتھی کے برابر رہو فقرا و مساکین نے
ہر طرف سے ہجوم کیا نواب نے دونوں طرف یکشت روپیہ پھینکنا شروع کیا لاٹ صاحب نے
منع کیا تامل ہوا اتفاقاً بعد چند قدم کے دو لڑا موتیونکا جو نواب کے گلے مین تھا ٹوٹ کر اوسکے
موتی نواب کے دامن مین گرے نواب نے اون موتیون کو فقرا پر پھینکا لاٹ صاحب نے چاہا کہ
تھوڑا ٹھہر جائین تاکہ لوگ زمین سے اونکو چن لین نواب نے عرض کی یہ موتی از خود راہ
خدا مین انکی قسمت سے گرے ہین جانے دیجیے اس سے غرض نمایش اپنی جود و ہمت کی تھی
یہ بھی معمول تھا جب باغ جاتے تھے گھوڑے پر جو ملازم ساتھ باغ تک پہونچا اوسے اشرفی
ملتی تھی موسم برسات مین اکثر صاحبات محل باغ مین کئی دن تک رہتے تھے دونون وقت

سبکو کہانا بے تکلف ملتا تھا بازار کو بھی حکم ہوتا تھا جسکی دوکان یا خوانچہ مین جو شے ناکول رہ جاتی تھی خرید نواب ہو جاتی تھی ایک زمانہ یہ بھی گذرا کہ مہمان و ولنسرا ے شاہی مین تین دن سی زیادہ نہین رہنے پاتا تھا تاکید سوار رہو جاتا تھا طعام مہمانداری باجارہ ہو لیا تھا۔

میر عبدہ علی دلی کے رہنے والے انکے بزرگ عالیخاندان تھے مفلس پریشان حال ہوکر لکھنؤ آئے ناموری بزرگون کی دھری رہی نواب کی جو دوہمت سے طریقہ منشیگری اختیار کیا خود کہتے تھے کہ مین نے گیارہ برس کے عرصے مین خود نواب کے ہاتھ سے جودہ لاکھ روپیہ پایا جسے کچھ شک ہو اوسکا حساب خرچ میرے پاس ہے اور جو اونکے متوسلین سے پایا اوسکا حساب نہین انکا صرف عیش و تعیش و ازدواج و عمارت مین کیا کچھ غربا ی مومنین کو بھی دیا آخر ازدواج اور ون کے پاس گئی مکان ٹیٹمنی گنج مین وسعت سی تھا مرزا عالیجاہ وزارت جاہ نے مول لیا آخر مر گئے +

پشمینہ عمدہ جو حضرت خلد مکان کے عہد دولت مین کشمیر سے آیا پھر اوس قیمت کا نپایا گزہ رومال و دوشالے پانچ ہزار کی قیمت کے چنانچہ نواب نے بھی بہت سے خریدے ایکدن اوسمین کا دوشالہ اوڑھے اصلاح بنواتے تھے خاص تراش بہت غور سی دیکھنے لگا نواب نے کہا تو کیا دیکھتا ہے عرض کی حضور کی بدولت غلام کو دوشالے نصیب ہوے مگر یہ ایسا ہے کہ آدمی اسے دیکھا کرے وہ دوشالہ اوسیکو عنایت کیا +

ایکدن اوسکے ساتھ کے دوشالے کو اوڑھکر گھوڑے پر سوار ہوے گھوڑا تیزی کرنے لگا دوشالہ نواب سے سنبھل نسکا چھوٹے خان چابک سوار ملازم پاس کھڑا تھا اوسے پھینک دیا اوسنے توشہ خانہ مین سپرد کیا دوسرے دن نواب نی دوشالہ اوڑھنے کو مانگا خواص نے وہی دوشالہ دیا فرمایا کہ یہ اوسیکے ساتھ کا ہے عرض کی وہی کل کا چھوٹے خان سے ملاہے فرمایا مین تو اوسے دیا تھا یا رکھنے کو دیا تھا پھر اوسے عنایت ہوا آخر زمانے مین ایک وزیر اعظم نے اپنے رفیق محرم راز سے کہا دوشالے پٹکے کمر کے میری ہین ایک تم لو دوسرا میرے واسطے رہنے دو اوسنے بعد استعمال کے تیس روپیہ پر بضرورت بیچا نواب کا دوشالہ بعد استعمال کے بارہ سو روپے کو ایک مہاجن نے مول لیا فکر یہ ہے کس بقدر ہمت اوت

اسیطرح کلو خدمتگار کی بیٹی کی شادی کو اعظم علیخان سے لاکھ روپیہ دلوائی اونھون نے اوسکے دینے مین کچھ تامل کیا منتظر حکم ثانی رہے پھر فرمایا اوسکے سوا کچھ تم بھی اپنی پاس سے دو اونھون نے بھی دس ہزار اپنے پاس سے دیے +

پہلی نیابت نو مہینے کی مدت مین محمد خان خدمتگار کے پاس چالیس ہزار روپیہ حسب خاص کلی تھا اوسنے عرض کی ایک چکلہ دار علاقہ قید ہے کہتا ہے اگر مین قید سے نجات پاؤن دس ہزار روپیہ دونگا فرمایا جو تمھارے پاس ہے اوسے پہلے لے لو پھر اوس سے لی لینا +

کسر نفسی اپنی ایکدن یہ دکھائی تامجان پر سوار میر اسد کے مکان سے گذرے اور سب پیادہ ساتھ تھے میر اسد نے کہا حضور یہ سنگجی اپنی دوکان مجھے نہین دیتا دیوار میرے مکان کی کج ہوتی ہے فرمایا سنگجی تم اپنی دوکان کی قیمت ہمسے خاطر خواہ لو اوسنے عرض کی حضور تھوڑا توقف فرمائین تو مین عرض کرون یہ کہکر وہ دوکان سے ایک ٹکیی مسمی ٹوٹی کناری کی لاکر عرض کی یہ امانت حضور کی چودہ ٹکے پر میرے پاس موجود ہے فرمایا سچ ہے اور ٹکیی کو لیکر تامجان پر رکھ لیا دوکان نذر نواب کی ایک پیسا نہ لیا اوٹھ گیا +

منشی مسعود بخشیگری مین تھے منشی ظہور الدین اپنے بیٹے کی شادی کی عرضی کی فرمایا توفیر کا ستر ہزار روپیہ تمھارے پاس ہے لو باقی لاکھ پھر لینا +

اسیطرح میر نیاز حسین داروغہ دیوانخانہ کے بیٹے کی شادی مین لاکھ روپیہ دیا

شادی امین الدولہ آغا علیخان و سید علیخان نظام الدولہ

نواب امین الدولہ آغا علیخان بڑے بیٹے نواب کی نسبت مرزا شاہ میرخان کی بیٹی مسماۃ نواب بی بی سے ٹھہری اونھون نے بطیب خاطر قبول و منظور کیا نواب نے اپنا عزیز سمجھا مقرب خاص بادشاہ کیا کئی برس تک نسبت رہی بہت سی رسومات ہندوستانی ہندو آپ نے اپنی علو ہمت سے لکھا روپیہ صرف کیا مرزا شاہ میرخان کو طمع نفسانی زیادہ ہوئی یعنے مثل نواب روشن الدولہ نظامت کسی چکلے کی لیکر خوب گلچھرے اوڑائیے اور جسقدر زر تحصیل کیا جائے چاہیے کہ نواب کے وسیلے سے معاف ہو جائیگا نواب نے دوستانہ سمجھایا کہ آپکے کارندے روپیہ سرکار کا کھا جائینگے آپ سے بین مروت کرونگا نقصان سرکار مین میری

بدنامی ہوگی یہ نہ سمجھے بلکہ خفا ہوے چاہا کہ بیٹی کی نسبت چھوڑ الین اسی خیال مین اپنی سراسیمگی سے کنوئین مین گرا دیا نواب انکی بازدید کو گئے نواب صمصام الدولہ نے بہت سمجھایا کچھ خیال مین نہ لائے ایکدن باخفا مع اپنی بی بی فاطمہ بیگم اور دوسری بی بی مسماۃ آبادی کو لیکر کانپور گئے وہان سے کلکتے پہونچے بادشاہ نے انکی بیٹی کو بلواکر نواب مبارک محل کے سپرد کیا فرمایا تم اسے اپنی بیٹی سمجھکر بیاہ کردو +

مرزا شاہ میر خان نے نواب گورنر جنرل سے شکایت نسبت کی کی صاحب ریذیڈنٹ کی تحریر سے حقیقت حال معلوم ہوچکی تھی شنوائی نہوئی مرزا شاہ میر خان اوسی اپنی وحشت مزاج سے چار ہزار روپیہ کرایہ جہاز دیکر روانہ لندن ہوے وہانسے بھی ناکام ہوکر مصر مین آے بعد چند مہینے کے مر گئے وہین دفن ہوے دو ممتوعہ آبادی بھی وہین مر گئی اوس سے ایک بیٹی کسی ترک کے ساتھ اونکے بیٹون کے پاس آئی اوسکا بھی سرکار سے وثیقہ ہوگیا +

جب فاطمہ بیگم صاحبہ نے یہ حال دیکھا اپنے باپ مرزا محمد تقی خان کو خط لکھا کہ آج انکا قصد لندن ہے مین نے بہت اطاعت کی اب خدا کیواسطے مجھے آکر لیجیے نواب معتمد الدولہ نے بیس ہزار روپیہ خرچ کو دیئے اور بادشاہ نے خط نواب گورنر جنرل کو لکھا نواب موصوف نے بہت خاطر کی اپنی بیٹی کے پاس لیگئے اونھین سے آئے مرزا شاہ میر خان اودھر روانہ ہوے +

نواب مبارک محل نے حسن باغ مین بہت دھوم دھام سے شادی کی لیکن مرزا شاہ میر خان کے ناگوار خاطر سے جیسا چاہیے ویسی شگفتگی خاطر نواب نے کی اگرچہ بہت کچھ صرف ہوا +

دوسری شادی نظام الدولہ سید علیخان کی نواب روشن الدولہ کی بیٹی سے ہوئی فی الحقیقت اوس سے زیادہ تر تکلف تمام ہوئی اسواسطے کہ طرفین سے مقابلہ جود و ہمت کا تھا آغا علیخان کی شادی مین کثرت مہمانی محلات معلی و امرا کھانا بروقت نہ پہونچا اوزان اسکا اہتمام بھی مشکل پڑا اس جہت سے نقد تورہ بندی ہوئی اقل قلیل سات روپے سے ایک سو اکاون روپیہ تک تقسیم ہوے سوای کشتی مصالحہ پان ڈلی الایچی تماکو کے اور وقت رخصت محلات شاہی

اور امرا کو کشتیان لباس سرا و کر ما دین ادنی خرچ یہ ہی کہ حقہ مدارید جو ایک پیسے کو بکتا ہی پندرہ ہزار روپیہ کا صرف ہوا اور مصالحہ وغیرہ کا انبار تھا مثل انبار لکڑی کے جن میں بیسون ملازمین محل کے ہاتھ سی فقط ارباب نشاط کو جو روپیہ تقسیم ہوا بجا ہ خنا ہاتھ کالی ہو گئی تھے اور روشنی ٹھاٹھ بندی اور تکلف نقار خانہ اور اوسکے روشنی قابل تماشا تھی صبح کو براتی سارے سب لباس سرخ پہنے ہوے تھے راہ مین چوک مین فقرا و مساکین کو سواے نواب کے میر روشن علی وغیرہ بھی روپیہ دونون طرف پھینکتے تھے۔

اب ایک امر جود و ہمت کا یہ ہے کہ روز برات شادی آغا علیخان نواب روشن الدولہ نے شربت پلائی حسب دستور کی جب نوبت شربت نواب تک آئی نواب نے اپنی جیب سے اشرفیاں نکالین نواب روشن الدولہ نے عرض کی کہ آج ہم شربت پلائی مین امتحان جود و ہمت وزیر اعظم کرتے ہین نواب نی فرمایا ہمنے سوا لاکھ روپیہ جو تمھاری نظامت مین باقی ہین ہمنے اس شربت پلائی مین دیے نواب روشن الدولہ آداب بجا لائے جب بادشاہ نی از روے پرچہ اخبار نواب سے پوچھا عرض کی حضور روشن الدولہ نے اسی پر قناعت کی اگر کچھ تامل کرتے مین زر تحصیل دو تین سال کا بھی دے دیتا تب تاثیر وقت اس نادی کو دیکھیے کہ جب وزیر اعظم نے عرض کی اسقدر غلام نے حضور کی بدولت ۔ لاکھ کمائے ہین حاضر ہین فرمایا ایک لاکھ اسمین سے اپنی تعمیر عمارت کو لے لو باقی داخل خزانہ کرو۔

حسن تدبیر نواب سے تقرر سفیر شاہی کا کلکتہ مین اور وثیقہ صاحبان محل وغیرہ

نواب نے اتنی مدت مین جو تدبیرین یاوری اقبال سے بن پڑی ہر چند بعض مقربان خاص اپنی حسن سافی اور دور اندیشی پر نازان تھے لیکن نواب کو ملکہ راسخہ ہو گیا تھا اور خوش نیتی سے اونکی زر تحصیل ممالک محروسہ کسی وزیر اعظم کے عہد دولت مین نہ آیا تھا فی الحقیقت یہ امر تعلق بہ نیت حاکم ہوتا ہے از انجملہ بعد تفضل حسین خان عہدہ سفارت کلکتہ سے موقوف ہو گیا تھا چنانچہ نواب نے پہلے دیوان ولی بیگ کو ہزار روپیہ درماہہ پر مقرر کر کے بحیلہ خرید و فاشیا کلکتہ بھیجا اور دو ہزار روپیہ ڈالی میوہ تر و خشک کے یومیہ مقرر کیے کہ صاحبان خاص کو بھیجا کرین انھون نے بموافقت عمائد سرکار ایک مرتبہ دربار معینہ نواب گورنر جنرل مین ملازمت بھی حاصل کی

کہ یہ شاہ اودھ کیواسطے خرید فرمایشات کو آئے ہین خلعت پنج پارچہ بخاطر بادشاہ ملا گیا ایسے غبی تھے کہ وہان تماشا بینی و شراب خواری مین سب بھول گئے اشرف علیخان جو وزیر اعظم مرزا جہانگیر شاہزادہ کا ہوا تھا ستار خوب بجاتا تھا وہ اونکا مقرب خاص ہوا تھا غرض کئی مہینے رہ کر ناکام پھر آئے۔

بعد اسکے نواب کی یاوری اقبال سے صاحبان صدر نے باستصواب سرکارین بطیب خاطر سفارت سفیر شاہی قبول کی جس سے فرط اتحاد دولتین ظاہر ہوا چنانچہ خطوط صدر سے اسکا احوال معلوم ہوا اسکا قصہ تحریرات کا بہت طول ہے مختصر یہ ہے کہ جنت آرامگاہ چاہتے تھے کہ منشی مرزا جعفر اسکے بھائی میر منشی مرزا باقر رزیڈنٹی کو بسر رشتہ سفارت روانہ کلکتہ کرین لیکن یہ سب امور درستی ریاست محول تشریف آوری نواب گورنر جنرل تھی اس جہت سے تامل کیا گیا تھا فی الحقیقت سفیر کے بھیجنے سے مطلب براری مقدمات سرکار کی بسہولت متصور تھی اسکی بہ نفسہ سرکار کی جز رسی کرنے سے اور عدم معتمد سے بہت سی خرابیان ہوئین خلاصہ مفتی محمد خلیل الدین خان جو پیشتر سے ملازم سرکار تھے بموافقت نواب معتمد الدولہ بلکہ اونکے دوست و خیر خواہ تھے اور مقبول سرکار انگریزی بیس ہزار روپیہ دیکر روانہ کلکتہ فرمایا جب صاحبان صدر سے بخوبی راہ و رسم ہوا خلعت سفارت سے سرفراز کیا کلکتے مین جھالردار پالکی ہندوستانی بردوان کی راجہ سے منگوا کر دی اور بپاس خاطر بادشاہ قبل از بھیجنے خط سفارت کے خلعت دیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہمنے محض نظر بحسن لیاقت اور عزت خاندانی کے منتظر خط کے نرہے خلعت دیدیا۔ سفیر شاہی کے واسطے تین سو روپیہ کرایا بابت کوٹھی کے گورنمنٹ سے مقرر ہوا اور پانچہزار ماہواری سرکار شاہی سے اور ہر وقت ضرور کار جسقدر چاہین ساہ جی کی کوٹھی سے اجازت تھی اونھون نے بہت سے کام سرکارین کے اپنی خیر خواہی سے کیے از انجملہ جب لڑائی پیگو کی درپیش ہوئی گورنمنٹ کو ضرورت روپے کی ہوئی بادشاہ سے عرض حال کر کے ایک کرور روپیہ بطریق قرض متوبہ دلوایا رزیڈنٹی سے روپیہ کشتیون پر بار ہو کر کلکتے گیا صاحبان عالیشان رزیڈنٹی مین اوسکے جمع مبلغ خطیر کے دیکھنے کو آتے تھے دس لاکھ بحساب دو دو لاکھ اٹھنین سے بہو بیگم صاحبہ کا زر توفیر بائیس لاکھ گورنمنٹ مین جمع تھا

نواب گورنر جنرل نے رزیڈنٹ کو لکھا کہ یہ مال بادشاہ سے انھین دیدو صاحب نے اوسکو دینے مین تامل کیا کہ خلاف تحریر وثیقہ ہوتا ہے پھر حکم آیا کہ مطابق ہمارے حکم کے عمل مین لاؤ چنانچہ وہ روپیہ داخل خزانہ شاہی ہوا ۔

اسی پر بناے وثیقہ ہوئی کہ بحساب فیصدی پانچ روپیہ ملیگا اور موافق اسی نرخ کے ہمیشہ تغیر نہوگا اور وثیقہ مفصلہ نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن بحفاظت و حمایت سرکار جاری رہیگا بظاہر یہ وثیقہ بہو بیگم صاحبہ یہ وثیقہ بھی موجب خفت ثانی ہوا بلکہ ہر سلطنت مین اسی سنت سنیہ کی ترقی ہوتی گئی اور صاحبان صدر نے بسبب ضرورت درپیش لڑائی اسے بلا اکراہ قبول کیا لیکن بہو بیگم فہمیدہ مشیران خاص سے دو ثلث وثیقہ بعد وفات صاحبات محلات علی بواسطہ بالیقین جو مجاورین او زائرین نجف اشرف و کربلاے معلی مقرر ہوا اوسکی تقسیم مین وہان بہت سی خرابیان پڑین کہ علماے دین کے اختیار سے تھا اگر مثل وثیقہ حضرت فردوس منزل بقید لکھنؤ ہوتا تو شاید اس سے بہتر ہوتا یا اوس روپیہ سے لکھنؤ سے زائرین و حجاج کا زاد سفر ہوا کرتا جب بھی امن کا ہونا لازم تھا ۔

تفصیل وثیقہ

ماہواری

نواب مبارک محل صاحبہ ماہواری [illegible] ، نواب ممتاز محل صاحبہ [illegible] ، سلطان مریم بیگم صاحبہ [illegible] ، نواب سرفراز محل [illegible] ، ملازمان و متعلقان مع اسامیہاے سرفراز محل صاحبہ [illegible] امام بارہ نجف اشرف [illegible] ماہواری ، نواب بیگم خاص محل نواب معتمد الدولہ [illegible] ، عالیہ بیگم دختر نواب [illegible] ، نواب معتمد الدولہ [illegible] ، نواب امین الدولہ آغا علی خان [illegible] ۔

نقل تحریر وثیقہ

یہ وثیقہ عہد و اقرارنامہ فیما بین سرکار عظمت آثار ظل سبحانی ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ اور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہما در باب ارسال مبلغ کے جو جناب بادشاہ ذیجاہ ممدوح نے بطریق قرض سرکار کمپنی انگریز بہادر کے

سپرد کیا ہے اپنے ہاتھ سے جناب بادشاہ والا جاہ معظم الیہ نے معرفت مارڈونٹ کلس صاحب
بہادر جانشین دربار معلی جناب معظم الیہ نے سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے بموجب
اختیار کے جو جانب ستی الجواب نواب مستطاب معلی القاب بہ نوئیان عظیم الشان مشیر خاص
حضور فیض معمور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان اشرف الامرا ولیم پٹ لارڈ امہرسٹ گورنر
جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہندستان صاحب
مشیری الیہ اجلاس کونسل مین مفوض ہے ذریعہ توثیق پایا گیا +

دفعہ اول جناب بادشاہ نے مبلغ ایک کروڑ روپیہ بطریق قرض ابدی سرکار شوکت مدار
کمپنی انگریز بہادر کو دیا ہے منافع اوسکا پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہوتا ہے تاریخ غرہ محرم ۱۲۴۱ھ
مطابق ۱۷ اگست ۱۸۲۵ء سے اشخاص مرقومۃ الذیل کو بہ تفصیل ماہواری دیا جائیگا اور اگر
سرکار کمپنی انگریز بہادر مین شرح منافع فیصدی پانچ روپیہ سے کم یا زیادہ ہو جاوے منافع اس مبلغ کا
سے صد سالانہ پانچ روپیہ سے کم و بیش نہوگا +

دفعہ دوم یہ روپیہ واسطے ہمیشہ کے قرض ہے کسی صورت سے والیان سلطنت اودھ
اختیار استرداد مبلغ مذکور نہیں رکھتے اور نہ کسی طرح کی مداخلت اوس منافع مین رکھینگے +

دفعہ سوم سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمے لیا ہے کہ زر منافع مذکور کا دینا بہ
اشخاص مسطورۃ الذیل کو بعنوان مفصلہ ذیل ابدا آمد نسلا بعد نسل جہان رہین وہان کے
سکہ مروجہ سے بے کم و کاست ملا کریگا +

دفعہ چہارم سرکار انگریز ہمیشہ کفیل عزت و آبروی مشاہرہ داروں کے اس منافع کی
اور حافظ اموال قبیل مکانات اور باغات بخشیدہ بادشاہ ذیجاہ دام ملکہ کے یا خریدہ اونکی
تعمیر کی ہونگے ہاتھ سے حکام و متعینان سے رہیگی اور اشخاص مذکور جس شہر و دیار مین ہونگے
اونھین وہین مشاہرہ بھیجا جائیگا -

دفعہ پنجم قرار دیا جناب بادشاہ اودھ نے اپنی طرف سے اور مارڈونٹ کلس صاحب
اوسنے سرکار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے لکھکر صاحب ریذیڈنٹ موصوف نے اوسکی
ایک نقل انگریزی و فارسی مین اپنے مہر و دستخط سے حوالہ بادشاہ معظم الیہ کی اور مطابق اسکے

ایک نقل مزین بمہر بادشاہ ممدوح نے اور صاحب ممدوح اقرار کرتے ہین کہ موجب اوسکے وثیقہ مزین بمہر و دستخط نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا رایٹ انربل ولیم بنٹنک لارڈ ولیم گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل مین حاصل کرکے حوالہ شاہ اودھ کرینگے اور وثیقہ دستخطی و مہری اپنا پھیر لینگے مقام شہر الہ آباد بتاریخ ـــ انگریزی

درماہہ خادمان امامباڑہ نجف اشرف بموجب تفصیل علیحدہ ماہواری ابدالاباد مشاہرہ بوساطت اوس شخص کے جسے تولیت امامباڑہ مذکور حضور بادشاہ فیجاہ تفویض کرینگے دیا جائیگا اور تغیر و تبدل اسامی عملہ مذکور بموجب کہنے صاحب تولیت کی منظور ہوگا

نواب عفت مآب مبارک محل صاحبہ ـــ ماہواری حین حیات تک درماہہ نام جناب عفت مآب کو پہونچیگا اور مابعد کیواسطے ہر شخص و ہر امر کیواسطے جو وصیت کرینگی بقدر ایک ثلث مشاہرہ تک قبول کیا جائیگا اور دو ثلث مابقی مشاہرہ و بانسبت کی مقدار وصیت ایک ثلث سے زیادہ دونون ثلث رہین یا وصیت نکرین اور سب مشاہرہ باقی رہے نصف نجف اشرف اور نصف کربلاے معلی مجتہد اور مجاوران آستان کو ابدًا موبدًا پہونچایا جائیگا کہ اوسکا ثواب عائد حال فرخندہ مآل جناب بادشاہ ہو ۔

سلطان مریم بیگم بموجب عنوان مفصلہ ذیل مشاہرہ نواب مبارک محل صاحبہ کا اور مشاہرہ سلطان مریم بیگم صاحبہ کا بھی حین حیات تک پہونچا کریگا اور مابعد کے واسطے اوسی طریق سے عمل مین آئیگا ۔

ممتاز محل صاحبہ سرفراز محل صاحبہ بشرح صدر ملازمان اور اسامی سرفراز محل بموجب تفصیل علیحدہ نسلًا بعد نسل دیا جائیگا اور مشاہرہ فوتی لاوارث شامل نذر نجف اشرف اور کربلاے معلی کیا جائیگا ۔

نواب معتمد الدولہ بہادر یہ مشاہرہ ہمیشہ نواب موصوف کو نسلًا بعد نسل جاری رہیگا اور مابعد کیواسطے جو نواب موصوف بیٹے اور بیٹیون اور جورؤن اور اپنے متوسل کیواسطے وصیت کرینگے بموجب سہم موجب وصیت کے نسلًا بعد نسل دیا جائیگا اور اگر ایسا اتفاق وصیت نہو مشاہرہ ورثہ شرعی کو اونکے حسب تقسیم میراث موجب مذہب اثنا عشریہ نسلًا بعد نسل

دیا جائیگا اور درماہہ جو واسطے بی بی اور ایک بیٹی کے اونکی حسب تفصیل ذیل پر بابت
منافع اوس روپیہ کے جو مقرر کیا نسلاً بعد نسل وہ بھی جدا جاری رہیگا اور آئندہ نواب
موصوف اونکے واسطے مشاہرہ سے وصیت کرنے والون کو جدا نسلاً بعد نسل دیا جائیگا
اور اسیطرح اگر اتفاق وصیت نہ پڑے ان تینون شخصون کو بھی موافق حصہ شرعی میراث
اس مشاہرہ نواب مذبور سے بھی حصہ نسلاً بعد نسل دیا جائیگا ۔
نواب بیگم اہلخانہ نواب معتمد الدولہ بہادر ا ۔ ماہواری حین حیات تک انھین ملیگا
اور بعد انتقال کے ورثہ شرعی کو اونکے بموجب تقسیم میراث حسب مذہب اثنا عشریہ نسلاً بعد نسل
پہنچا جائیگا نواب عالیہ بیگم بیٹی نواب موصوف ا ۔ ماہواری بشرح صدر رکین الدولہ
بڑے بیٹے نواب موصوف ا ۔ ماہواری بشرح صدر تحریر غرۂ محرم ۱۲۴۱ھ ہجری
مطابق ۱۷ اگست ۱۸۲۵ء

روبرو نوئیان عظیم الشان مشیر خاص
معتمد بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان
اشرف الامرا لارڈ امہرسٹ گورنر جنرل
بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ کمپنی
انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند ۱۸۲۳ء

اس وثیقہ پر یاروں کا حاشیہ بھی بعض سرکار مین لگایا گیا مثل وثیقہ نواب مبارک محل
یعنی وصیت نامہ مہری بیگم صاحبہ کلکتہ سے آیا صاحب رزیڈنٹ کے پاس چنانچہ گنس صاحب
نے خلاف سررشتہ سمجھکر چاہا کہ بعد تحقیقات بیگمصاحبہ سے دریافت کرکے جاری کرین کہ آپنی
معرفت ہماری روانہ صدر کیون نکیا منشی زین خان جی صاحب کا بڑا معتمد تھا اوسنے
بموافقت اپنے کہ پیشتر سے موافق ہو چکا تھا اوسنے صاحب کو سمجھایا کہ آپ بموجب حکم صدر کے
تعمیل کیجیے اس تحقیقات سے آپکو کیا حاصل ہوگا سوای دوسرے معتمدین بیگم صاحبہ یہ کہتی ہین
کہ وصیت نامہ مصنوعی سے اکثر حقدارون کے حق تلف ہوگئے بیگمصاحبہ لاعلم رہین مولوی
علی حسن بلگرامی جو موجد اس تحریر مصنوعی کے ہوے تھے اونکی تنخواہ سو روپیہ کی اسی ثلث
وصیت سے بموافقت عملہ گورنمنٹ علیحدہ ہوگئی واللہ اعلم ۔

مولوی خلیل الدین خان سفیر کلکتہ کو بادشاہ نے چھ ہزار روپیہ سال کی جاگیر مع فرمان
عنایت کی تھی جب اعتماد الدولہ نائب ہوئے ضبط سرکار ہوئی حضرت فردوس منزل نے انھین
مہتمم عدالت کیا تھا شرف الدولہ کی ناموافقت سے خانہ نشین ہوئے پھر حضرت جنت مکان نے
پانسو روپیہ درماہہ کیا صدر امانت دی پھر اخبار ملکی بلاحضور عالم کے عہد دولت مین تخفیف مین
آئے جب عملداری سرکار ہوئی چیف کمشنر نے سب انکا احوال حسن خدمت کا لکھا نواب گورنر جنرل
نے بعد دریافت حقیقت حال سو روپیہ کا پنشن تا دوام حیات اور بعد انتقال ایک پشت تک برقرار
رہیگا چنانچہ مولویصاحب نے بعد چوہتر یا پچھتر برس کی عمر مین ۲۸ اکتوبر ۱۸۶۱ء مطابق بست ہفتم
جمادی الاول ۱۲۷۸ھ روز دوشنبہ انتقال کیا

انتقال حضرت شاہ زمن

حضرت شاہ زمن جواد و کریم النفس و صاحب معرفت نسبت بخدا رکھتے تھے یہ صفات ذاتی
نواب آصف الدولہ مرحوم کو یا اس خاندان مین انپر ختم تھے جب تک اپنے ہوش و عقل مین
رہے لیکن از بسکہ متحمل مشقت انتظام سلطنت کے نہو سکے رتق و فتق مہمات سلطنت کو اعتماد
کلی سمجھکر اور بنی فاطمہ جانکر سپرد نواب کیا تھا اور تقریبا نصف اندوختہ جمع خزانہ جنت آرامگاہ
تعمیر موتی محل شاہ منزل نہر بابین فرح بخش و بارہ دری امام بارہ نجف اشرف تماشاے جشن
و جلوس شاہی وغیرہ مین صرف کیا سوای آمدنی ممالک محروسہ یا جسقدر تھوڑا بہت آپ بھی
جمع کیا تھا یہ سب صرف ہوا نواب نے اپنی کاربراری سمجھکر عمداً بادشاہ کو غافل کر دیا تھا حالانکہ
بادشاہ کی ظاہری قوی بہت بردست تھی جوان کشیدہ قامت پانچ چار برس کے عرصہ مین کثرت مشروبات سے
ضعیف و نحیف ہو گئے تھے اسی غفلت سے جتنی داب دستور قدیم تھی سب ابتر ہو گئی تھی بادشاہ ایجاد امر مین
اور روش سلیقگی اور آراستگی کوٹھی انگریزی مین بے مثل تھے بدپرہیز تھے حکیم ملازمین کیا کرین
آخر مبتلای مرض اسہال ہوئے بادشاہ بیگم مع اپنے نواسیون کے دیکھنے کو تشریف لگئین کوئی
بات نہ کی دوشالہ اپنے مونھہ پر لیلیا آخر خاص کمرہ موتی محل مین پچھلے پہرے شب سہ شنبہ
۲۷ ماہ ربیع الاول ۱۲۵۳ھ روز دیوالی مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۸۳۷ء روح پر فتوح ریاض جنت کو
گئی پیدایش ۱۱۸۹ھ اس حساب سے ۶۵ برس سے زیادہ نہ تھے اور کئی مہینے پیشتر سے مشروبات

منہیات سے اجتناب کلی کیا تھا وقت عصر امام باڑہ نجف اشرف مین دفن ہوے جنازہ
بڑے جلوس سے اوٹھا فوج ارکان دولت عزیز اقربا ساتھ تھے منٹ گن یعنی بعد دقیقہ کے
توپ انگریزی موافق دستور انگریزی بتعداد سن چلتی رہی +

صاحبان رزیڈنٹ ۱ کرنل جان بیلی صاحب بہادر ۲ استیرچی صاحب بہادر
۳ جنرل ریپر صاحب بہادر ۴ جان منٹن صاحب بہادر ۵ ہاردنت رکٹش صاحب بہادر
نائب وزیر اعظم نواب معتمد الدولہ دیوان راجہ دیا کرشن مہاراجہ نول کرشن
افتخار الدولہ میوارام جو مسلمان ہوکر روانہ کربلای معلی ہوے بعد مجاورت چند سال
ماہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ ہجری مطابق ۱۸۶۷ء انتقال کیا +

اہالیان مستعار قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی نواب ناظر محمد آفرین علیخان +
تقسیم ممالک محروسہ حضرت خلد مکان اہلکاران مجموع دو سو لک ایک کرور متعلق مرزا حاجی
سی لک متعلق محمد آفرین علیخان نو سو لک متعلق نظامت منتظم الدولہ سی لک ظفر الدولہ
کپتان فتح علیخان سے لک محمود آباد دس لک دیہات لکھنؤ وغیرہ سی لک +
سوائے محصول پرمٹ وسائر گنجیات چھاپہ و عدالت و چبوترہ و جرمانہ وغیرہ +
تعداد فوج سات ہزار سوار مع ترکسوار جلوس سواری اکتالیس پلٹن تلنگہ نجیب
سوائے ہر سہ توپخانہ آمدنی ممالک محروسہ مع افزایش ایک کرور اسی لاکھ جب جاگیر
بیگم صاحبہ محسوب ممالک محروسہ ہوئی + مدت سلطنت مع وزارت ۱۳ سال ۹ مہینے ۵ دن

احوال نواب شمس الدولہ بہادر مرشدزادہ جنت آرامگاہ

نواب شمس الدولہ مرزا احمد علیخان مرشدزادہ جنت آرامگاہ مرتبہ دینداری و ورع و تقوی
و صلاحیت مزاج مین برکت صحبت حکیم مرزا ظفر علیخان بہتر اپنے بھائیون سے تھے
بسبب سقاہت کبھی انگریزی پوشاک مثل بھائیون کے نہین پہنی اور مکان قدیم حسن باغ
بوضع ہندوستانی ہا کوئی کمرہ انگریزی بھی نہ بنوایا اور جمعیت ملکی و مالی تاحین حیات
جنت آرامگاہ انکی حیثیت بحال رہی اور انصرام کاروبار نیابت باجازت و تجویز نواب گورنر
جنرل بہادر بموجب درخواست جنت آرامگاہ کرتے رہے کسواسطے کہ نیابت انکی نواب

محتشم الیہ ذی بطیب خاطر بلا اکراہ قبول کی تھی اس سبب سے نواب کو یقین واثق تھا کہ بروقت خاص مین مسند نشین وزارت ہونگا اس جہت سے تدبیر ظاہری و بنیا سازی کے موافقت عمانہ رزیڈنٹی سے نکی جیسا پیشتر اسکے بیان کیا گیا اور اس مرگ ناگہانی سے نتیجہ تھا اور جتنے امور ریاست تھی محول نواب گورنر جنرل کے آنے پر تھے در دولت پر جب آنے داخل بارہ دری نہو سکے کرنل بیلی صاحب نے پہرے کو حکم دیا تھا کہ بغیر ہمارے حکم کے کوئی آنے نہ پائے چنانچہ جب مسند نشین ہو چکے سب بھائیونکو طلب کیا انسے پہلے نذر دلوائی نواب بارہ بانع ہوکر دولتسرا مین آئے فخر الدین احمد خان مرزا جعفر نے کس بشاشت سے تہنیت مبارکباد سے نذر دی یعنی فقط ہماری عمر قمری سے اور شفقت دراز سے حق ہمر کر قائم ہوا اور دل مین اپنے بہت خوش تھے کہ خلعت نیابت ہمارا منتظر ہے تقدیر ہنستی تھی کہ تمھارا خلعت آخرت موجود ہے اسی تمنا مین دنیا سے ناکام گئے +

غرض جب خبر داخلہ لارڈ ماہرا صاحب کا نپور سے آئی جناب عالی بڑے جلوس سواری سے بعد نماز جمعہ سوار ہوے اوسکے بعد نواب شمس الدولہ بکمال تکلف جلوس سواری سے سوار ہوے جب کانپور سے مراجعت کی جناب عالی نے باب نیابت مین فرمایا کہ جسطرح حین حیات جنت آرامگاہ مین مصروف و متوجہ انصرام کاروبار ریاست رہتے تھے اسیطرح اپنے عہدۂ قدیم پر قائم رہین مجھے بطیب خاطر منظور ہے ایسا قوت بازو و شریک ہمی ریاست دوسرا انسے زیادہ کون ہوگا اور مین بہرحال انکی پاسداری اور رعایت ملحوظ خاطر رکھونگا نواب گورنر جنرل نے بھی اسے بہت مستحسن جانا تھا بلکہ دوستانہ بھی سمجھایا تھا مگر نواب کو وسوسہ ہائے مضمون خیالی ایسے ذہن نشین ہوے تھے نہ مانا عذرات بارد بیان کیے اور یہ امر بھی بغیر تالیف کے نہوا تھا مگر بوقت آخر مایوس ہوکر مثل جنت آرامگاہ قیام بنارس اپنے واسطے بہتر سمجھا اور قیام لکھنو نامناسب جانا بتسلط تام نواب معتمد الدولہ اور غفلت رئیس کی سنتے تھے اپنی صحبت مین فرماتے تھے اپنی غلط فہمی کو اور تاسف کرتے تھے کہ مین یہ نجانتا تھا ہرچند اس امید موہوم مین بھی اپنی خود رائی سے بہت کچھ صرف کیا دلالون کا فائدہ ہوا ہندوستان اسی نفسانیت وطمع خام دنیا سے خراب ہوتا چلا آیا ہے +

روانگی نواب سمت بنارس

غرض جب ان نواب روانہ بنارس ہوے پہلے حاضر حضور جناب عالی ہوے نذر دی خلعت فاخرہ رخصت ملا وہان سے قبر جنت آرامگاہ پر فاتحہ پڑھکر سوار ہوے کثرت لشکر و ملازمین ہمراہ رکاب تھی پانچ کمپنی انگریزی حفاظت راہ کو ساتھ تھی اور اس جانے مین بھی ۷ لاکھ روپیہ صرف کیا تھا جب اجازت جناب عالی سے ملی تھی کسواسطے اور بھائی مثل نواب جلال الدولہ مہدی علیخان حسین علیخان باخفا لکھنؤ سے نکلے ہین چنانچہ ایکدفعہ کلب علیخان تبدیل لباس کرکے نکلے تھے گنگا کے گھاٹ سے بذلت پکڑ آئے تھے اور دو کرور روپیہ کو نقد و جنس سے روانہ ہوی تھے اوسمین ضبطی مال راجہ مہرہ بھی انھین کے پاس تھی جب اوسکے واسطے عرض کرتے تھے جنت آرامگاہ فرماتے تھے اپنے پاس رہنے دو یہ نہ فرمایا کہ تمہارے لو جناب عالی نے اپنی سیرچشمی اور نواب گورنر جنرل بہادر کے سمجھانے سے اوسکے دعوی سے ہاتھ اوٹھایا تھا اس سفر مین نقصان بہت ہوا ایمین کشتی بار اسباب کی مرزا محب علی داروغہ دریاے گومتی سے روانہ ہوی تھی لٹیرون نے پہ دون مین تھلی اشرفیون کی بجاے روپے کے پائی تھی ۔

غرض جب داخل بنارس ہوے رئیس اور رعایاے شہر انکا جاہ و حشم دیکھکر بہت خوش ہوے کہ ایسے رئیس نامدار صاحب مقدور کے رہنے سے باعث مزید آبادی شہر ہوگا اور فی الجملہ رفاہ غربای شہر بھی متصور ہے لیکن نواب نے ازراہ تخفیف جتنے ملازمین خاص عام مع شاگرد پیشہ یعنے جو لکھنؤ کے تھے برطرف کردیا سواے حکیم مرزا مظفر علیخان اور حاجی مرزا بہادر علی کے کہ جو سمجھے لہ ان سب کا اپنے پاس رکھنا گویا ہر شخص اخبار نویس لکھنؤ ہے اور مصارف لابدیات مین بھی جزرسی کی الاضیافت و مہمانی صاحبان عالیشان آیندہ روندین یا اونکی خرید اسباب مین بہت اپنا نقصان کیا اموری سے بھی اور یکجا امید موہوم بھی سرکار جناب عالی سے اپنی تنخواہ کے پچیس ہزار ماہواری کے طالب رہے جو جنت آرامگاہ قیام بنارس مین پاتے تھے مگر ساڑھے ستر ہزار ... لی برقرار رہے ۔

بعد قیام کئی برس کے عظیم آباد تشریف لیگئے نواب مبارک الدولہ نواب جنگلی کے بیٹے سے اپنی بیٹی مسماۃ مغل صاحبہ کی شادی کی دوسری بیٹی بڑہانی بیگم کی شادی شوکت الدولہ

مرزا اسید وجب کی بیٹی سے بنارس مین کئی برس مہینے مین ہزار روپے سادات و مومنین کو معرفت بحکم مرزا ظفر علیخان کی تقسیم کرتے تھے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ اگسٹس بروک صاحب بہادر رزیڈنٹ سے کچھ صورت خلاف ہوئی قصد روانگی کلکتہ کیا کئی مہینے تک کرایہ بجرے اور کشتیون کا دیا خود بھی کئی دن تک بجرے مین جا کر رہے آخر منشی غلام قادر خان ملازم قدیم گورنمنٹ اکثر امور عظیمہ مین انفصال کو جایا کرتے تھے صاحب رزیڈنٹ کیطرف سے سمجھا کر کہ گئے بعد بہت سے نشیب و فراز فہمایش کے سفر سے باز رکھا بہت زیرباری ہوئی +

روانگی نواب سمت کلکتہ بعزم زیارت اور منع کرنا نواب گورنر جنرل کا

کئی برس تک نواب بعزم بالجزم عتبات عالیات کربلای معلی نواب گورنر جنرل سے طالب رخصت ہوے آخر اجازت بہر صورت ہوئی بنارس سے مع صاحبزادہا و جناب علیا و مصاحبین ملازمین او متوسلین کمال شان و شوکت سے بسواری پنس و بجرہ و کشتی روانہ کلکتہ ہوے اور اسباب جو فضول تھا اوسکا نیلام کئی مہینے پیشتر سے کر دیا تھا نواب گورنر جنرل نے ابتدا روانگی بنارس سے تا ورود کلکتہ جتنا لوازمہ مہمانی اس خاندان عالیشان کا تھا بحفظ مراتب کیا تھا اور جا بجا شہر مین حکام کو حکم رسد رسانی و حفاظت راہ کا پہونچایا تھا اور ہر شہر اور چھاونی مین گیارہ توپ سلامی کی چلتی تھی اور صبح و شام نواب کی بھی توپ چلتی تھی مگر زیر چنڈ نگر فراس ڈانگا لگان ہوا سارجن آکر منع کر گیا توپ کو جب مرشدآباد مین لگان ہوا تھا وہان کے بندگان عالی متمنی ملاقات ہوے تھے مگر نذر نہ دونگا نواب نے جواب دیا سجان الله نواب مبارک الدولہ نے نواب امیر الدولہ ہمارے نائب کو نذر دی تھی کسوجہ سے اب عذر ہے اس جہت سے ملاقات نہوئی +

جب ہوگلی مین لگان ہوا اشترلنگ صاحب بہادر سکرتر اعظم مع کئی مصاحبان نواب گورنر جنرل بہادر کی استقبال کو آئے بہت عزت و احترام سے داخل کلکتہ ہوے منادی شہر مین ہوئی کہ نواب مہمان سرکار کمپنی انگریز بہادر کی ہین انکے ملازمین حکم عدالت اور احکام توانین سے بری ہین صاحب پولس انکے سپاہیون سے مزاحمت اسلحہ نکرے کئی کوٹھیان کرایہ کی لین بہو بازار مین او نہین اوترے +

دوسرے دن نواب مع صاحبزادون ناظم الدولہ اقبال الدولہ امین الدولہ مبارز الدولہ بہادر نواب گورنر جنرل کی ملاقات کو گئے حسب دستور نواب کو کشتیان لباس فاخرہ و عمدہ کی دین ناظم الدولہ کو تلوار ولایتی باقی صاحبزادون کو الماس کی انگوٹھی اور ساعت طلائی اور بپایس خاطر بادشاہ اودھ سیدان رخصت کیا اور عتبات کے جانے مین فرمایا ملک عراق مین سلطنت غیر ہے ہماری سرکار کو چندان مداخلت نہین اور آپ کا ارادہ وہان جانے کا ہے ہمین خوف یہ ہے کہ مبادا وہان کوئی امر خلاف آپکے سرزد ہوا ور ہمسے اوسکی حمایت نہو سکے اس صورت مین ہمارے واسطے سراسر بدنامی اور موجب سبکی کا ہوگا اگر ملازمین اپنا نائب الزیارت کسیکو بھیجین تو غالب ہے خلاف مذہب ملت کے بھی آپکے نہوگا۔

ظاہرا سبب تاکید نواب معظم الیہ کا مزاحمت سفر مین یہ تھا کہ حضرت خلد مکان نے نواب معتمد الدولہ کے سمجھانے سے محبت نامہ اس باب خاص مین بھیجا تھا کہ نواب شمس الدولہ کا کلکتہ جانا اور وہان رہنا اور عتبات جانا بی اجازت و مرضی ہمارے ہوا ہے یہ باعث برہمی اور بی عتنائی ہماری سلطنت او رموجب توحش رعایا متصور ہے اگر آپ برادر عزیز کو جلد رخصت فرمائیے تو باعث اطمینان اور مزید اتحاد و خلوص محبت ہوگا ہم نہین چاہتے کہ وہ ملک غیر مین جاکر بود و باش اختیار کرین۔

نواب گورنر جنرل نے اوسکا جواب بھیجا کہ نواب شمس الدولہ آپکے بھائی ہمارے مہمان ہوے اس جہت سے بہرحال تعارفات ظاہری اہالی سرکار کو منظور ہوے لیکن محض بپاس خاطر آپکے ہمنے اوسیدن سمجھا کر رخصت کیا۔

حضرت بیگم صاحبہ خاص محل اور مرزا عباس اونکے بھائی کو بہ شیر و صلاح کار تھے بہت ناگوار ہوا کہ ہمنے لکھا روپیہ اپنا برباد کیا نہ دین کے ہوے نہ دنیا کے اگر بعد چند روز قیام اس شہر کے جاتے تو مضایقہ نہ تھا بہرحال اب فکر یہان کے قیام کی موافق قانون نکالا چاہیے بی بی کالو تاجر کی ہندوستانی بیگم صاحبہ کے پاس آتی تھی اوسنے اپنے صاحب سے یہ ماجرا بیان کیا وہ اوسیوقت جرنیلی ڈاکٹر قلعہ کو نواب کے پاس لے آیا ڈاکٹر نے نبض او ذبان نواب کی دیکھکر چٹھی اس مضمون کی لکھکر دی کہ ہمنے احوال مزاج نواب دریافت کیا لہذا ہماری تشخیص مین یہ ہے کہ

اگر نواب جلد مراجعت یہاں سے کر جاینگے کچھ عجب نہین کہ کسی مرض مزمنہ مہلکہ مین بسبب ضعف
قویٰ گرفتار ہو جاوین اور باعث انکی ہلاکت کا ہو نواب نے وہ سارٹیفکیٹ ڈاکٹر کا بلف اپنے
محبت نامہ صاحب سکرٹری کے پاس بھیجدیا اور یہ بھی مندرج کیا گیا کہ ہمارا قیام نواب گورنر
جنرل کو حصار کلکتہ مین منظور نہو تو ہم بیرون احاطہ چند روز کیواسطے مکان لیکر رہین انشاء اللہ
بعد رفع خستگی راہ ہم روانہ بنارس ہو جاینگے +

خلاصہ دو گھنٹے کے عرصہ مین حسب تکلف قانون مروجہ یہ سب مرحلہ طے ہوا بیس ہزار
روپیہ اسمین صرف ہوا سکرٹری صاحب نے نواب گورنر جنرل کو سمجھا دیا چنانچہ ایک بڑی کوٹھی
موچی کھولی مین پہلے بکرایہ لی پھر اوسے ستر ہزار کو مول لیا کلکتہ خوب تمام تجارت ہر شی کا ہے

انتقال نواب ناظم الدولہ و نواب شمس الدولہ و مرزا عباس و مراجعت بیگم صاحبہ از بنارس

کئی مہینے کے بعد نواب ناظم الدولہ بڑے بیٹے نواب کے بہت صاحب حسن و جمال انمین
سب سے زیادہ رفیق پرور تھے بسبب تعیش شباب جوانی و امارت عارضہ جوانی مین گرفتار تھے
کلکتے مین پرستان سمجھکر پریون سے ہمکنار ہوتے تھے اس جہت سے مادہ فاسد نے عود کیا تھا
اور فساد غذا بے وقت بھی اکثر ہوتا تھا دفعۃً درد گردہ مین مبتلا ہوئے ڈاکٹر صاحب نے
تکمید بوتل کو کہا لیکن کچھ فائدہ نہوا فصد کو نامناسب جانا آخر اسی شدت مرض سے انتقال کیا
ماں باپ پیاس مرگ ناگہانی سے بڑا صدمہ عظیم ہوا جہان نظر مین تیرہ و تار ہو گیا دوسری
کوٹھی جو اوسی کوٹھی کے برابر تھی دفن کیا اوسے بھی مول لیا تھا +

اوسی سال نواب شمس الدولہ بھی متحمل درد جگر نہو سکے مستسقی ہو کر انتقال کیا اوسی کوٹھی مین پہلو
اپنے صاحبزادے کے دفن ہوئے بیگم صاحبہ کو عجب صدمہ روحانی ہوا نواب نے اپنی حیات مین
اقبال الدولہ کی شادی ٹیپو سلطان کی پوتی سے کی تھی جب صاحب سکرٹری سے گفتگو بابت تنخواہ
کامل کے ہوئی جواب پایا کہ اب کچھ کم ہو کر ملیگی بیگم صاحبہ نے قبول نکیا ہر چند صاحب سکرٹری نے
سمجھایا نمانا اس برہمی کے باعث فقط مرزا عباس ہوئے اس ثلث قیام مین لکھا روپیہ صرف ہوا
و اولادین کا بھلا ہو گیا +

اتفاقاً بعد کئی مہینے کے عارضہ دق سل سے مرزا عباس بھی مر گئے سپرد خاک کلکتہ ہوئے

مالک زمین نے جھگڑا کیا آخر قبر سے نکالکر دوسری جگہ دفن کیا آخر بعد ان سب مصیبت اور جدائیوں کے بیگمصاحبہ پریشان ہوکر بنارس پھر آئین حکیم مرزا ظفر علیخان مرزا عباس سے برہم ہوکر نواب کے حین حیات مین لکھنؤ چلے آئے تھے

بیگمصاحبہ کا لکھنؤ آنا پھر جانا بنارس کو انتقال کرنا سرکار شاہی سے تنخواہ کا ہونا

جب حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوے بادشاہ بیگمصاحبہ کو عزیز و اقربا کی بہلی پرورش اور پاس خاطر ملحوظ رہتا تھا اس خیال سے کہ نواب معتمد الدولہ کی تسلط سے اقربای شاہی کے واسطے بہت سی صورت خلاف ہوئی تھی اوسکے عوض سب سے حق صلہ رحمی بجا لائین از انجملہ حضرت بیگمصاحبہ نے جب عرضی تہنیت جلوس و نذر بھیجی شقہ خاص بکمال محبت بھیجکر بلوایا بیگمصاحبہ مع اپنے صاحبزادون کے تشریف لائین حسن باغ مکان قدیم مین اوتریں اور بادشاہ اور بیگمصاحبہ نے بہت اونکی پاسداری کی صاحبزادے بھی وقت دربار جایا کرتے تھے اور بعد انقلاب نواب معتمد الدولہ کئی مہینے تک یہ معمول رہا کہ جتنے اقربا ے قریب تھے جنسے بیگمصاحبہ کو پردہ نہ تھا ہر صبح پہلے محل مین بیگمصاحبہ کے سلام کو جاتے تھے اتفاقاً اونھین دنون راجہ اودت نراین بنارس بھی شہر مین آئے تھے پہلے زمان نواب معتمد الدولہ مین بھی آئے تھے انکی نذر دینے مین تامل کیا تھا حالانکہ اونکے بزرگ مہاراجہ چیت رای دیوان وقت وزارت کے نذر دے چکے تھے اور اس زمانہ مین نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم تھے اس سبب سے بادشاہ سے ملازمت نہوئی پھر گئے تھے اب زمانہ نواب اعتماد الدولہ کا ہوا تقریبات ملازمت ہوے خلعت فاخرہ پایا خلاصہ بسفارش اعتماد الدولہ حسب خواہش راجہ بادشاہ نے بیگمصاحبہ یعنے اپنی چچی سے فرمایا آپ اپنے قدیم مکان حسن باغ مین تشریف رکھیے بنارس مین رہنا بیکار ہے اور قیمت ان کی سب املاک مجھے دیجیے آپکا مشاہرہ بھی ہو جائیگا بیگم صاحبہ نے قبول نکیا کسواسطے کہ وہانکی املاک مین صرف کثیر ہوا تھا اور زمین رمنہ وغیرہ سے محاصل بھی تھا آخر بد دماغ ہوکر مع صاحبزادون کو پھر گئین بعد کئی مہینے کے انتقال کیا۔

بعد اسکے بیٹون نے ترکہ مادری آپسمین تقسیم کر لیا اور نواب شمس الدولہ نے کلکتے مین بیٹے کر چھ لاکھ روپے کے نوٹ سرکاری خرید کر لیے تھے وہی آج تک اونکی بقای بسر اوقات

امارت ہے اگرچہ بعض اولاد ناظم الدولہ محتاج نان شبینہ ہے کچھہ لکھنؤ مین خیرات جو سرکار سے مقرر ہوئی ہے کچھہ اونکو بھی برعایت سفارش ملتا ہے اور سرکار شاہی سے منتظم تینون صاحبزادون کیواسطے دو ہزار چارسو روپیہ کا مواجب ملتا ہے معرفت صاحب رزیڈنٹ اب شاید گورنمنٹ سے ملتا ہو +

نواب اقبال الدولہ کا لندن جانا وہانسے قیام بغداد اور بالاجمال احوال امین الدولہ ومبارز الدولہ

بعد انتقال حضرت خلد منزل جب مقدمہ مناجان و بادشاہ بیگم صاحبہ تمام ہوا اور سلطان الزمان محمد علی شاہ تخت نشین ہوے نواب اقبال الدولہ تیسرے بیٹے نواب شمس الدولہ کے پاس چھہ یا سات لاکھہ روپیہ مجموع تھا بڑی کفایت و جز رسی سے جمع کیا تھا محض بخیال امید موہوم بے سمجھے اپنی اولوالعزمی سے ارادہ لندن کا کیا ایک میجر صاحب بھی شریک شورا ہو گئے تھے اونکو اپنے وطن جانا اونکی معیت سے منظور ہوا کچھہ سبز باغ دکھایا کہ آپ پارلیمنٹ مین ادعای ریاست پیش کیجیے مستحق ریاست آپ ہین کہ آپکا باپ نائب کاروبار ریاست تھا خلاصہ اس تمنای دلی سے پہلے کلکتے گیے نواب گورنر جنرل سے ملاقات ہوئی اقبال فرنگ ایک کتاب تصنیف کی تھی جسمین تعریف گورنر جنرل اور ممبران کونسل و رعوبی انتظام ممالک محروسہ سرکار کمپنی لکھی تھی چھپوا کر کلکتے مین نواب گورنر جنرل کو دی اوسمین دوسرے صفحہ مین ترجمہ انگریزی بھی تھا روانہ لندن ہوے اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ نواب اقبال الدولہ مع اصحاب قلیل لندن پہونچے اکثر صاحبان جلیل الشان سے ملاقات ہوئی ایک عرضی دربار سلطنت صاحبان کورٹ آف ڈایرکٹرس کو دی کہ میرے باپ نواب شمس الدولہ تھے مین اونکا بڑا بیٹا ہون ازروے استحقاق اور آپکے انصاف سے مین سزاوار ریاست اودھ ہون بعد تنقیح جواب شافی یہ ملا کہ تمھارا بڑا بھائی امین الدولہ بنارس مین ہے پہلی بسم اللہ غلط اور باب ریاست مین ایسا ہونا مناسب وقت سمجھا گیا یہ احوال اخبار کلکتہ مین بھی چھپا +

غرض نواب اقبال الدولہ بعد اصراف بیجا و سیر و سیاحت لندن شہر پاریس ملک فرنس ہو کر

مصر سے مشرف بحج کعبہ ہوئے دنیا کو دہین چھوڑا راہ دین اختیار کی بغداد مین آکر مقیم ہوئے
کنارہ دریا عمارت عالیشان بنوائی ہے اکثر پنجشنبہ کو زیارت کاظمین جاتے ہین اکثر اقربا
ورؤسای لکھنؤ وہان جاتے ہین مہمان اونکے ہوتے ہین پاشا بغداد بالیوز کمال عزت و
احترام سے پیش آتا ہے بحکومت وہان رہتے ہین بنارس سے بی بی کو بلوا بھیجا تھا ایک
حکیم کو داروغہ کر کے چھوڑ گئے تھے جو شہر سے بی بی کو آکر لیگئے بصرے مین کنار فرات
حکیم جی کا بندوق سے باتہام شکار کیا مرزا جلال الدین حیدر انکا بیٹا بہت صاحب لیاقت
تھا بعارضہ چیچک سے مرگیا بڑے تجمل سے جنازے کو اوٹھایا پاشا اور بالیوز اور امرا تشیع
جنازہ مین تھے نواب تبدیل ہوا کو حمام علی کو گئی ہوئے تھے شہر حلب مین چار منزل بغداد سے
ہے اس حادثہ جانکاہ سے بڑا صدمہ روحانی ہوا کہ نام و نشان مٹ گیا بعد اسکے خاص محل نے
بھی انتقال کیا پھر آج تک کوئی اولاد نہین سنی نقد و جنس جتنا تھا اوسے گورنمنٹ کو
لکھ دیا وصیت کا احوال نہین سنا بعد اس انقلاب ہندوستان کے پھر تشریف فرماے لندن
ہوے سنتے ہین کہ سرکار سے دو ہزار پانسو ماہواری مقرر ہوگیا ہے مختیر سرکار ہین اور
تقسیم و ثلث نواب مبارک محل وغیرہ کی انھین کے اختیار سے ہوتی ہے البتہ نسبت
قدر دو سکے اونکے بہت سے صفات ہو گئے ہین مگر کیا فائدہ یہان سے تو بنیاد سلطنت
بیخ و بن سے جاتی رہی +

نواب امین الدولہ انکے بڑے بھائی مع اولاد ناظم الدولہ مقیم بنارس ہین جب
اونھون نے نامنظوری سرکار کا احوال نسبت اقبال الدولہ سنا اپنے بھانجے پر افسوس
کرتے تھے اب اونھون نے بھی انتقال کیا +

نواب مبارز الدولہ عرف آغا صاحب چھوٹے بھائی بعد انتقال اپنی مان کی لکھنؤ آئے
کچھ لکھنؤ کے ذات شریف ملازم تھے ایک کوٹھی جنرل مارٹن کی کوٹھی کے قریب کنارہ
مول لی کچھ دن تعیش کھولا لاکھ روپے کا ایک نوٹ تصدق سر کیا جسکے بیچنے سے کچھ
نفع ملازمین کو بھی ہوا بعد اسکے متنبہ ہوکر اپنی خبرداری کی اور سوای گاہ گاہ ملاقات
صاحب ریذیڈنٹ کی سب ملاقات ترک کی اس ہنگامہ فساد لکھنؤ مین خدا نے بچایا روانہ

کلکتہ وہان سے مشرف بزیارت عتبات عالیات ہو کے بعد مراجعت کرکے بمبئی پہونچے انتقال کیا ایک بی بی خاص محل نواب محمد علیخان کی بیٹی نواسی جنت آرامگاہ کی لکھنؤ مین تھی اونکے پاس اونکا بیٹا مختلف البطن تھا ایک بی بی غیر طبعی ساتھ تھی اوسنے دعوی مہر سرکار مین کیا اونکے نوٹ گورنمنٹ اوسے ملے بموجب وصیت مرحوم جب یہ بی بی داخل بنارس ہوئی ایک ورنڈی مغفور کی تھی اوسے زہر دیا ولیم صاحب بی بی کے سگے بھائی ذی طمع دنیا اپنی بہن کو زہر دیا نقد و جنس کئی لاکھ روپیہ کا عدالت دیوانی مین قرق ہوا بی بی نے دعوی مہر کیا ہے دیکھا چاہیے کسے ملتا ہے وہ بھی لکھنؤ مین مر گئین بعد مین سنا کیا ہوا روپیہ کے امین تھے اپنے حین حیات مین کیون نہ کیا وگرنہ اسی طور سے ہر باد غیر مستحق کو پہونچتا ہے ؀

مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ

مختصر احوال مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر شاہزادہ دومی حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی یہ ہے کہ یہ اپنے باپ کے زمان سلطنت مین بر وقت یورش لشکر کشی اکثر سپہ سالار لشکر ہو کر جایا کرتے تھے چنانچہ مرزا محمد شفیع خان نے بھی اپنے امیر الامرائی مین بعد رحلت نواب نجف خان کے اسی شاہزادے کو سپہ سالار لشکر کیا تھا جب محمد بیگ خان ہمدانی سے مقابلہ کیا تھا اور غلام قادر روہیلے نے بھی پہلے اسی شاہزادے کو سالار لشکر کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور خود خلعت امیر الامرائی لیکر انکی خواصی مین بیٹھکر اپنے گھر لا کر قید کیا ؀

حقیقت حال غلام قادر یہ ہے کہ پہلے اسنے منظور علیخان نواب ناظر کو موافق کرکے شرف ملازمت بادشاہ اور بند و بست قلعۂ مبارک چاہا بادشاہ نے نواب ناظر سے ارشاد کیا کہ مین نے اسکے باپ کو مار ڈالا ہے اسکا اسطرح سے آنا اچھا نہین عرض کی حضور مطمین رہین کیا اوسکی مجال ہے جو نظر بد سے حضرت کو دیکھ سکے غرض جب وہ داخل قلعہ ہوا اپنا بند و بست اور انتظام بخوبی کرکے حاضر حضور بادشاہ ہوا اور گستاخانہ کہا کہ تم اب تخت شاہی سے اوٹھو بادشاہ نے بچشم پر غضب فرمایا ای ملعون تو مجھے نہین اوٹھا سکتا ہان مگر کوئی میرا ہم چشم آوے تو کیا مضایقہ غرض یہ جا کر بیدار بخت احمد شاہ بادشاہ کے بیٹے کو لایا اور اونھین

تخت پر بٹھا دیا بادشاہ تخت سے اوتر کر مسند پر بیٹھے بعد اسکے اونسے قید کرکے نور محل بھیجدیا اوسکے بعد اوسنے حسب الحکم بیدار بخت اکثر شاہزادون کی آنکھ مین سلائی غوسی گرم کرکے پھروا دی جب نوبت بادشاہ پہونچی پہلے انکی ایک آنکھ چھری سے نکال ڈالی بادشاہ نے اوسے مان کی نکالی دی اوسنے دوسری آنکھ بھی نکال لی کہتے ہین کہ بعد جلوس تخت نشینی کسی کحال سے بادشاہ نے چشم کو اس تکلف و خوبی سے بنایا تھا کہ غیر شخص کو امتیاز مطلق چشم کو نا ہوتا تھا +

الغرض مرزا سلیمان شکوہ نے اوسی قید مین اپنے خواص شکرو کو عامل فرید آباد کے پاس بھیجا وہ مہاجی سیندھیہ کیطرف سے وہان کا عامل تھا کہ وہ مشروحہ احوال کو رنگی غلام قادر اور خرابی سلطنت مہاراج کو لکھے عامل نے عذر کیا کہ اگر شاہزادہ شقہ خاص اس باب مین عنایت کرین تو مین البتہ وہ شقہ مہاراج کو بھیج سکتا ہون اور بے سند مین نہین لکھ سکتا شاہزادے نے جب یہ سنا محمد مراد جو غلام قادر کیطرف سے اونپر متعین تھا اوسی موافق کرکے کاغذ و دوات و قلم طلب فرمایا وہ مرد بہشتی اپنی مشک مین چھپا کر لے آیا شاہزادے نے شقہ خاص دستخطی مہاجی سیندھیہ کو متضمن ظلم ستم لکھکر اوسی خواص کو مع شقہ عامل کے پاس بھیجا جب شقہ مہاجی کے پاس پہونچا اوسیوقت ملہار راؤ اور راجہ ہمت بہادر راجہ علی بہادر کو مع فوج قاہرہ تسخیر شاہجہان آباد و استیصال غلام قادر کو یلغار روانہ کیا +

جب فوج پہونچی محاصرہ قلعہ کیا طرفین سے توپ چلنے لگی فوج غلام قادر ایک کوٹھہ بارود اور گولہ کا کھو لکر چاہا باہر لیجائے اتفاقاً کسی سپاہی کی بندوق کے توڑے کا گل وہان گرا کوٹھہ ہوای آسمانی ہوگیا پتھر اور آدمی جو قریب تھے مثل پتنگون کے آسمان مین اوڑتے رہے یہ پہلا شگون بداقبالی ہوا آخر بعد کئی دن محاصرے کے غلام قادر قلعہ سے بھاگ کر پار دریا جاکر مع لشکر رہا اور مرزا اکبر شاہ اور مرزا محمد سلیمان شکوہ اور کئی شاہزادون کو مقید اپنے ساتھ لیگیا +

فوج جسنے محاصرہ قلعہ کیا تھا بجای خود متحیر تھی کہ کیونکر داخل قلعہ ہو ہر طرف سے دروازے بند تھے عورات محل نے گھبرا کر مرزا کام بخش نجیبالہ چھوٹے بیٹے مرزا محمد سلیمان شکوہ کو

بڑھا کر فوج کو پکارا کہ قلعہ مین کوئی نہین ہے تم چلے آؤ فوج نے گولہ گڑھ کی پھاٹک پر مارا
داخل قلعہ ہوئی محلات مین ہر طرف شور قیامت برپا تھا ہر طرف سے صدای داد و بیداد
والغیاث بلند تھی امرای مرہٹہ اور افسران فوج نے پہلے تجسس کیا کہ اگر کوئی شاہزادہ اولاد
شاہ عالم سے ملے تو ہم اوسے اپنا سالار لشکر مقرر کرین چنانچہ اسی شاہزادے کو اپنا سپہ سالار کیا
اور نو محلہ مین بادشاہ کے پاس بھیجا جہان نابینا کیا تھا اوسوقت تک اونھین آب و طعام
کچھ نہ دیا تھا بیہوش غش مین پڑے تھے فقط قوت بادشاہت سے جیتے رہے تھے ور اتنی طاقت
اونمین نہ تھی کہ زبان سے پانی پینے کو مانگ سکین لوگ اشارے سے سمجھے کپڑا پانی سے تر
کرکے اونکی حلق مین قطرے پانی کے نچوڑے زبان تر ہوئی فی الجملہ حرکت بات کی ہوئی
فرمایا مرزا اکبر شاہ کو بادشاہ کرو لیکن امرای مرہٹہ اسپر راضی نہوے بادشاہ کو اوسی حال سے
جس پلنگ پر تھے دیوان خاص مین اوٹھا لائے اور تخت پر بٹھایا توپ سلامی کی چلی سب
آداب و لوازمات سلطنت بدستور جاری ہوگئے گویا از سر نو سلطنت قائم ہوئی اور اسی جلوس مین
سند وزارت اور خطاب عالیجاہ مہاجی سیندھیہ کو عنایت فرمایا چنانچہ خود فرماتے ہین ؎
مادھوجی سیندھیہ فرزند جگر بند من ست ۔ آصف الدولہ و انگریز کہ دلسوز من اند ۔ چہ عجب گر
بنمایند مددگاری ما ۔ غرض تا حین حیات بادشاہ مرزا محمد اکبر بادشاہ کار فرمای و لیعہدی
و صاحب دستخط رہے تعجب ہے کہ اس شدت سختی و مصیبت بے کھانے اور پانی کے جیتے رہے
الغرض سب امرای مرہٹہ شاہ عالم کو تخت پر بٹھا کر رخصت ہوے بادشاہ نے محمد اکبر شاہ
سے فرمایا تم جاکر بیدار بخت کا سر لاؤ جب یہ نو محلے مین گئے دیکھا کہ وہ قران پڑھ رہے ہین
حکم دیا انکا سر کاٹ لو پھر اونکے دوسرے بھائی کا بھی سر کاٹ کر دونو سر بادشاہ کے
سامنے لائے فرمایا انہین نو محلے مین گڑوا دو بعد اسکے فوج قاہرہ پار دریا کے اوتری اور
طرفین سے توپ چلنے لگی کسواسطے کہ غلام قادر مع فوج پار دریا کے پڑا ہوا تھا آخر ہر طرف سے
فوج کو گھیر لیا رسد غلہ بند کی بعد کئی دن کے جب فوج فاقہ سے مرنے لگی میرٹھ کو بھاگی
فوج نے تعاقب کیا نائرہ جدال و قتال گرم ہوا لیکن امرای مرہٹہ کو فکر شاہزادون کے
لینے کی پڑی کہ قبضہ دشمن سے کسی حکمت سے نکالین کسواسطے کہ وقت رخصت بادشاہ نے

بتاکید فرمایا تھا کہ خبردار لڑائی مین مرزا محمد اکبر شاہ کو کسیطرحکا آسیب پہونچنے پائی اسواسطے غلام قادر سے بحیلہ صلح و عفو جرائم کے اقرار سے شاہزادون کو لے لینا اوسکے بعد معرکہ آرائی شروع کرنا غلام قادر نے بامید موہوم عفو جرائم سب شاہزادون کو حوالہ کیا الا محمد سلیمان شکوہ کو نہ چھوڑا چنانچہ جب محمد اکبر شاہ داخل فوج مرہٹہ ہوے چلے طرفین سے پھر توپ چلنے لگی آخر فوج روہیلہ کو شکست ہوئی سپاہ ہر طرف بھاگی غلام قادر بھی بھاگا اتفاقاً اسکے گھوڑے کی پیٹ مین گولہ لگا گھوڑا ولایتی تھا چار قدم چلکر گر پڑا غلام قادر پیادہ ہو کر بھاگا لاکن اصل اصول جو جواہرات عمدہ تھا اوسکی کمر مین تھا جب کسی بستی مین پہونچا اتفاقاً ایک سقہ اودھر سے چلا آتا تھا اسکا پرسان حال ہوا اسنے سب اپنی کیفیت بیان کی اوسنے کہا حضور میرا گھر حاضر ہے بہت حفاظت سے آپ رہینگے یہ اوسکے گھر گیا اوسنے ایک کوٹھری مین بٹھا کر قفل کر دیا سپاہ مرہٹہ اسکی تلاش مین ہر طرف پھر رہی تھی اوسنے کہا اگر مین بتا دون کیا دوگے سبھون نے بہت کچھ دینے کا اقرار کیا آخر وہ بہشتی فوج کو اپنے گھر لیگیا قفل کھولکر غلام قادر کو دکھا دیا اور کہا یہ وہی حرامزادہ ہے جسنے میرے باپ کو بیگناہ مار ڈالا ہے فوج نے اوسے لوہے کی سلاخون کے پنجرے مین بند کیا چھکڑے پر رکھکر بادشاہ کے سامنے لائی کہ یہ نمک حرام حاضر ہے فرمایا تمھین اختیار ہے فوج ہر روز اسکا ایک بند اعضا کاٹ کر تشہیر کیا کرتی تھی جب خود ایک مضغہ رہگیا ہاتھی کے پاؤن مین رسی باندھکر تشہیر کیا جہنم واصل ہوا ایسا بھی انتقام دنیا مین بہت جلد کم ہوتا ہے

جب فوج روہیلہ بھاگی مرزا محمد سلیمان شکوہ تن تنہا میدان قتال مین تماشاے قدرت کاملہ خدا کو تحیر دیکھ رہے تھے کہ دفعتہً راجہ ہمت بہادر مثل ہماے اقبال پہونچے انھین پالکی پر سوار کر کے لائے مرزا محمد اکبر شاہ کے ہاتھی پر سوار کر دیا اور بعد فتح داخل قلعہ مبارک ہوے ؎

بعد اس معرکہ اور سانحہ عجیب کے دوسرے برس مرزا محمد سلیمان شکوہ کو از بسکہ تکلیف لا بتاا از حد ہونے لگی اور بعد اس برہمی و غارتگری کے سلطنت بھی برائے نام باقی رہی جسنا نہ زاد داروغہ و خواصان بادشاہی شاہزادون سے موافق و ہمراز ہوے اور ارادہ وہان سے

ہجرت کا کیا چنانچہ اونھون نے کئی گوجر نوکر رکھے اور ایک گھوڑا سواری کا اونکی ساتھ
کرکے پار دریا کے اوتار دیا شاہزادے شب تاریک مین کمند ڈال کے اوس فصیل یا بند قلعہ سے
اوترے ایک گوجر کی پیٹھ پر سوار ہو پار دریا کے آئے اور اوس گھوڑی پر سوار ہو تیس کوس
تک یلغار چلے آئے پہلے داخل رامپور ہوے فیض اللہ خان رئیس رامپور نے سنکر استقبال
کیا بعد شرف ملازمت خیمہ مین اوتارا اور موافق اپنے مقدور کی پیشکش کیا جس سے فی الجملہ
سامان بیابانی شاہانہ درست ہوگیا بعد اسکے مرادآباد ہوکر بعد طے منازل داخل صوبۂ اودھ
ہوکر فتح گنج لکھنؤ سے تین کوس پر خیمہ کیا جب نواب آصف الدولہ کو خبر پہونچی اپنے
حاضر ہونے کا عذر کیا اس جہت سے کہ مرزا جوان بخت بڑے بیٹے شاہ عالم کی لکھنؤ مین
بعض حرکات خلاف سے اونکا قیام شہر مین مصلحت نہ تھا آخر بصلاح نواب گورنر جنرل
وارن ہسٹنگ صاحب بہادر قیام بنارس جا کر کیا تھا نواب نے بسبب اپنی ناراضگی کی چاہا کہ
وجہ معینہ شاہزادہ موصوف کو موقوف کردین لیکن نواب معظم الیہ جو وقت داخلہ لکھنؤ
شریک استقبال و معین ہوے تھے ہر چند نواب نے عذر کیا کہ وجہ معینہ بشرط قیام لکھنؤ
تھی وگرنہ اسیطرح شاہزادے دلی سے آیا کرینگے ہر ایک کی پیشکش مین یہ تمام میرا محاصل
ممالک محروسہ دعوت و پیشکش مین صرف ہو جائیگا نواب محتشم الیہ نے سمجھایا کہ اونکا آپکی
شہر مین آنا اور یہانسے جانا میری صلاح سے ہوا ہے مناسب حال نہین او خلاف آپکی
ہمت کے ہے آیندہ جب ایسا اتفاق ہو آپ سمجھ لیجیے گا اس جہت سے نواب کو
رونق افزائی مرزا محمد سلیمان شکوہ مین تامل ہوگیا تھا۔

غرض تین مہینے تک فتح گنج مین جمعیت پانچ ہزار سوار و پیدل شاگرد پیشہ وغیرہ مقیم خیام
رہے اور نواب بھی عذر کرتے رہے کہ فدوی خلاف عہدنامہ جو سرکار انگریزی سے ہوا ہے
بے صلاح نواب گورنر جنرل حاضر حضور نہین ہو سکتا آخر اکرام اللہ خان بھائی تفضل حسین خان
نائب کے جو شریک مصلحت شاہزادہ ممدوح تھے اونھون نے خان موصوف کو موافق کرکے
نواب گورنر جنرل کارنوال صاحب کے ڈر سے سمجھا کر اجازت ملاقات دلوائی نواب نے فتح گنج
جا کر استقبال کیا شاہزادے ہاتھی پر سوار ہوے نواب حسب دستور وزیر اعظم خواصی مین بیٹھا۔

مونچھیں ہلاتے ہوئے بڑے تجمل سے داخل شہر ہوئے ٹیڑھی کوٹھی نو تعمیر جنرل مارٹین
اوترے چھ ہزار روپیہ ماہواری مصرف باورچیخانہ سرکار جناب عالی سے مقرر ہوئے جب
نواب سعادت علیخان مسند نشین ہوئے اور دولتخانہ قدیم کو چھوڑکر فرح بخش جنرل
موصوف کو مول لیکر رہنا اختیار کیا اور منظور آبادی شہر جدید ہوئی ہمسایہ شاہزادے کو
خلاف داب شاہی سمجھکر کوٹھی بخشی امل صاحب کمنا ردریا ہمسایہ رزیڈنٹی بمعاوضہ
ٹیڑھی کوٹھی شاہزادے کے رہنے کو دی +

خلاصہ شاہزادہ ممدوح سنہ ۱۲۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۸۶ء عہد دولت نواب آصف الدولہ سے
کہ وہ زمان گورنری لارڈ کارن وال بہادر تھا تا سنہ جلوس نصیر الدین حیدر شاہ زمان
کمال اعزاز و احترام سے لکھنؤ مین رہے نواب سعادت علیخان و نواب غازی الدین حیدر خان
بہادر سنہ ۱۲۳۳ ہجری تک بطریق وزارت حسب دستور وزیر اعظم قدیم پیش آیا کیے شاہزادے کو
نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے جب غازی الدین حیدر خان بہادر باتصواب و حکم صاحبان صدر
والاقدر تخت نشین ہوکے بادشاہ ہوئے شاہزادہ ممدوح سے طالب ملاقات مساوی
برادرانہ ہوئے شاہزادے نے منظور نکیا آخر بحکم صاحبان منٹو صاحب رزیڈنٹ نے میر منشی
باقر علیخان کو شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ سابق ازین والیان اودھ وزیر تھے باداب وزارت
حضور مین حاضر ہوکر نذر دیتے تھے خلعت پہنتے تھے اب بحکم صدر بادشاہ ہوئے حضور انسے
ملاقات مساوی فرمائین اور تواضع و تکریم طرفین سے مساوی عمل مین آئے شاہزادے نے
جواب دیا بہت اچھا اگر مین ملاقات کرونگا اوسی طریق سے پیش آونگا منشی نے
تبلیغ رسالت کیا اور پھر آکر عرض کی فدوی کو حکم قطعی صدر سے آیا ہے کل شاہ اودھ
اور فدوی ملاقات حضور کو آوینگے اور حضور کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ کبھی ملاقات نہوگی

غرض شاہزادے کو یہ امر ناگزیر بہت ناگوار خاطر ہوا افسردہ ہوئے باغ مین تھے اوسیدن
دولتسرا آئے صبح کو شاہ اودھ مع رزیڈنٹ بڑے تجشام سے آئے مرزا کام بخش انکے
بیٹے بہت ہوشیار و صاحب فہم تھے شاہزادے کو ایک کمرہ سر راہ مین بٹھایا چلمن چھوڑدی
باہر دو رویہ ملازمین دست بستہ کھڑے ہوئے جب شاہ اودھ تاج شاہی سر پہ لباس شاہی

۳۴۰

پہنے مع امراو ارکان دولت روبروی مکان خاص تشریف لائے یکبار نواب ناظر نے چلمن اوٹھائی حسب دستور شاہی پکارا اہل دربار خبردار ہوجاؤ حضور پر آمد ہوتے ہین شاہ اودھ نے موافق اپنی عادت قدیم ایک ذرا خم ہوکے سلام کیا وہ ہاتھہ خود اوٹھا اودھر چوبدار نے اپنے دستور سے پکارا کہ صاحب عالم و عالم پناہ سلامت شاہزادی نے جواب سلام شاہ اودھ کو بشکل طریقہ اسلام دیا فقط یہ کیا کہ دہنے ہاتھہ مین شاہ اودھ کا ہاتھہ بائین مین رزیڈنٹ کا ہاتھہ لیکر اپنے مکان دیوان خاص مین ایک ڈنگل پر شاہ اودھ کو اپنے پہلو بٹھا کر صاحب رزیڈنٹ سے فرمایا کہ جو خوشی سرکار کمپنی کی تھی ہنے کی اب مختار محل قریب مرگ ہو رہی ہے مین اوسے حالت سکرات مین چھوڑکر آیا ہون اسوقت دنیا میری نظر مین تیرہ و تار ہے اس جہت سے فرصت نہین انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی یہ کہکر اوٹھہ کھڑے ہوے کشتیان منگوائین شاہ اودھ نے ایک رومال شالی کشتی سے اوٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا پھر اوسیطرح اوسی مکان خاص تک آکر رخصت کیا خود اوسی طریق شاہی سے داخل ہوے +

شاہ اودھ اس طریق ملاقات سے بہت کبیدہ خاطر ہوے کہ میرے طور پر نہوئی فقط نذر و خلعت مین فرق ہوا باقی سب طریق شاہی قدیم بدستور رہا پھر اوسدن سے نصیر الدین حیدر کی شادی تک صورت ملاقات نہوئی جب شاہ اودھ کے مکنون خاطر یہ ہوا کہ اب مین بادشاہ ہوا ہون چاہیے کہ میرے بیٹے کی شادی خاندان تیموریہ مین قرار پاوے جناب نواب معتمد الدولہ کو حکم دیا کہ بہر صورت مرزا محمد سلیمان شکوہ کو راضی کیا چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کرین نواب معتمد الدولہ نے رفیق الدولہ میر گلزار علیخان مختار کار شاہزادہ کو بطمع دنیا راضی کیا مختار نے نوازش محل خاص محل شاہزادہ کو موافق کیا جسے مداخلت مزاج بہت تھی اونہنے شاہزادی کو بہر صورت راضی کیا چنانچہ اس حسن سعی بیرونی و اندرونی سے شادی قرار پائی بڑی دھوم اور تکلف شاہانہ ہر امر مین ہوا کہ موجب کمال مسرت و خوشی شاہ اودھ کا ہوا سات ہزار ماہواری ہزار بروقت شادی اور پانچ ہزار ہنگام ملاقات مساوی اضافہ ہوکر مجموع بارہ ہزار پیشکش شاہزادی کو مقرر ہوی جب نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوے اوسی سال جلوس مین شاہزادی سے ناموافقت ہوئی اسکا سبب یہ ہوا کہ سرفراز محل شاہزادہ موصوف کی

ایک لڑکی بانسخان کلانوت کی لیکے اپنی فرزندی مین مثل بیٹی کی پرورش کی تھی جب وہ جوان ہوئی ہم مرتبہ بیگمات ہوکے مشہور صاحبزادی شاہزادہ ہوئی اوسکا نام قمر چہرہ تھا جب نصیر الدین حیدر نے شہرہ اوسکے حسن و جمال کا سنا اوسکی خواستگاری کو اعتماد الدولہ میر فضل علی نایب کو شاہزادی کے پاس بھیجا کہ اگر حضور اوسکا نکاح مجھسے کرین تو مین پانچ ہزار ماہواری سوا وجہ معینہ سابق پیشکش کرونگا شاہزادی نے موجب بدنامی سمجھکر قبول نکیا بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا آخر ایکدن شاہزادی کے محلات اپنے باغ جاتے تھے ایک کٹنی کو محل مین کسی حیلہ سے بھیجدیا تھا عین سواری مین وہ کٹنی اوس لڑکی کو پینس مین سوار کرکے نواب سلطان محل خاص محل بادشاہ کے محل مین لیگئی جب شاہزادی کو یہ خبر ہوئی اوسیوقت رزیڈنٹ سے یہ ماجرا کہلا بھیجا صاحب نے بادشاہ سے اطلاع کی کہ یہ امر سراسر موجب بدنامی و فساد کا ہے اوس اسامی کو ابھی سوار کرکے بھجوا دیجیے بادشاہ سے کچھ بن نہ پڑا اوسیوقت اوسے سوار کروادیا اور صاحب سے کہلا بھیجا کہ یہ مجھپر اتہام ہے وہ سلطان بہو کی ملاقات کو محل مین آئی تھی شاہزادے نے بموجب ایماے صاحب خواجہ سرا اور سپاہی بھیجکر اوسے بلوا لیا اور پانون مین بیڑی ڈالکر قید کیا +

الغرض اس امر سے شاہزادی کو لکھنؤ مین رہنا بہت شاق و ناگوار گذرا آخر کرنل کارتن صاحب رئیس کاس گنج کو بلوا بھیجا کسواسطے کہ اونکی پوتی شاہزادے کے بیٹے سے منسوب تھی اونکی صلاح و مشورے سے اونھین ساتھ لیکر کاس گنج جا رہے کہ عملداری سرکار ہے اب وہ پانچ ہزار جو غازی الدین حیدر نے عوض ملاقات مسادی مقرر کیے تھے موقوف ہوگئے سات ہزار ماہواری چھہ ہزار توسط انگریزی قدیم ہزار روپے جو بوقت داخل عہدنامہ ہوے تھے خزانہ سرکار سے ملنے لگے +

غرض وہ قمر چہرہ جو قید تھی کرنل صاحب کے بیٹے کے ساتھ بھاگ کر اور پہونچی شاہزادی کو یہ امر اوسسے بھی زیادہ ناگوار گذرا کاس گنج سے اکبرآباد مین رہنا اختیار کیا تا دم حیات وہین رہے آخر شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۳ ہجری یوم سلخ روز یکشنبہ مطابق فروری سنہ ۱۸۳۸ء انتقال کیا مقام سکندرہ مین مقبرہ محمد جلال الدین حیدر اکبر بادشاہ کی جو شہر سے تین کوس ہے دفن ہوئین کل من علیہا فان

شاہزادے کے بیٹون مین بڑے مرزا مظفر بہادر تھے ایک مرتبہ اپنی اولوالعزمی سے لکھنؤ سے ملک راجپوتانہ مین گئے قاضی محمد صادق خان تخلص اختر نواب معین الدولہ عنایت علی وغیرہ اکثر شرفای لکھنؤ بھی ساتھ تھے بہت سے ہاتھ پانون مارے کچھ کچھ مہر راجہ سے پیشکش ملی بعد کئی برس کے سرگردان ہوکر پھر آئے رفقاے سفر اپنی تلاش معاش کو ہر طرف چلے گئے آخر مرزا محمد سلیمان شکوہ نے سو روپے مواجب اونکے واسطے مقرر کر دیا خانہ نشین ہوے جوان خوش شرف تھے سیلی بیگم منجملہ ازواج جنرل مارٹن اونسے عقد شرعیہ کیا بعد انتقال کے یہی بی بی جنرل اوسی مکان مین تاحین حیات رہے جب دونون مرگئے مکان زمین بلند پر تھا کسی وکیل نے نیلام مین مول لیا +

دوسرے بیٹے شاہزادے کے مرزا کام بخش مدت عمر تک مہتمم کاروبار اپنے باپ کے رہے شاہزادے فقط اپنی عیش و عشرت و کثرت ازواج مین رہتے تھے سیاہ و سفید کے یہ مالک تھے جب مرگئے امام باڑہ آغا باقر خان مرحوم مین دفن ہوے انکے بیٹے چار تھے مرزا حیدر شکوہ مرزا ہمایون شکوہ دو اور تھے یہ دونون مشرف بزیارت کربلاے معلی ہوے طہران مین شاہ ایران کے پاس رہے مرزا حیدر شکوہ بھی صاحب عزم تھے جب بعد انتقال مرزا محمد سلیمان شکوہ اکبرآباد سے لکھنؤ آئے بسفارش جنرل لو صاحب و میر منشی التفات حسین خان مجموع ہزار روپیے ماہواری متعلقان مرحوم کو سرکار حضرت فردوس منزل سے مقرر ہوئی اوسمین سے چھ سو مرزا حیدر شکوہ لیتے تھے چار سو اور سب پر تقسیم کرتے تھے اس چھ سو مین انکی بھی بعسرت گذرتی تھی انھون نے زمین امام باڑہ آغا باقر خان کو سرکار سے لے لیا تھا کسواسطے کہ وہ کھدکر داخل حصار قلعہ مچھی بھون ہوگیا تھا اس جہت سے کہ اونکے باپ وہان دفن تھے پھر اپنی بی بی کو حوض امام باڑہ مین دفن کیا کہ وہی جگہ قبور سے خالی تھی اس امام باڑے مین غاصبون نے اپنی بدنفسی سے پرانی قبور کو خالص کرکے اوپر حسب مرضی اپنی لیکر دفن کرتے تھے وجہ غضبی کی یہ ہے کہ آغا باقر خان عمو آغا اسمعیل لاور جنگ کے تھے نواب شجاع الدولہ کے عہد دولت مین رسالدار پانچ ہزار سوار کے تھے مگر عبدالرحمان خان قندھاری بھی پہلے انھین کے رسالے مین تھے اس جہت سے کہ وہ ولایت اصفہان کے تھے یہ قندھار کے

آغا باقر خان آغا اسمعیل کے کارفرما تھے انکی شادی مرزا حسن علی کی بیٹی سے ہوئی تھی جنکی املاک وسیع خاص فرنگی محل مین تھی آغا اسمعیل نے عمو سے کہا تم قریب مسافرخانہ ایک امام باڑہ بنواؤ یہان جوڑی والیان بیتی تھین اونسنے بہت سے مکان لیکر امام باڑہ بنا اوس زمانہ مین سوای آغا ابوطالب خان کے امام باڑہ کے دوسرا امام باڑہ شہر مین نتھا آغا اسمعیل کو نواب شجاع الدولہ نے کالپی کا عامل کیا تھا اس جہت سے کہ یہ صاحب سالہا مین سرکش انسے دبے گئے آغا باقر خان جب لکھنؤ سے گئے وہان تبریدین انھین زہر دیا وہین قریب سرای کالپی دفن ہین آغا محمد شریف اونکے بیٹے صغراسن تھے اشرف النسا خانم انکی مان خائف ہوکر گھر سے باہر نہین جانے دیتی تھین آغا باقر خان جب تک جیتے رہے انھین اپنا آقازادہ سمجھا کیے مجلس بطور اہل ایران امام باڑہ مین ہوتی تھی سب مغلیہ جمع ہوتے تھے آغا محمد شریف کو بھی اپنی نمود کیواسطے مجلس مین اپنی ساتھ لاتی تھے نذر نیاز امام باڑہ کی جمعہ کو اشرف النسا خانم کو آتی تھی مومنین بڑے آدمی امام باڑہ سمجھکر دفن ہونے لگے صاحب مقدور تھے اپنی حیات تک کچھ بابت دفن نہ لیا جب وہ مرگئے آغا فتح علی اونکے بیٹے مفلس بھی ہوگئے بہت کچھ قبر پر لینے لگے اونکے دو بیٹے ہوے پھر تو دروازہ لینی کا کھل گیا اور حرمت و احترام امام باڑہ کا جاتا رہا آخر انجام یہ ہوا کہ داخل حصار قلعہ ہوا مرزا حیدر شکوہ نے اپنی تجویز سے ایک بنگلہ ٹین کا بنوا کر نصب کردیا اور اونکی باپ یہان دفن تھے اس جہت سے لیا مرزا حیدر شکوہ اس ہنگامہ فساد مین بیلی گارد مین بحفاظت سرکار رہے جب نجات پائی گورنمنٹ مین اپنی عسرت حال ورا طاعت حکم سرکار مع خطوط لارڈ کارن وال بہادر سرکار مین پیش کیا چیف کمشنر نے ولایت بھیجا وہانسے پانسو روپے اور اضافہ ہوے وہ سب ہزار مع اوس ہزار روپے قدیم تقسیم ہوا مرزا حیدر شکوہ عازم عتبات عالیات ہوے بعد اسکے روانہ مشہد مقدس ہوے آخر ماہ صفر ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء انتقال کیا ایک صاحبزادہ پہلے عتبات گیا تھا دوسرا اور ایک صاحبزادی بھی اونکے پیچھے روانہ کربلا ہوئی بڑے صاحبزادے جو اونکو مرزا ولیعہد مشہور تھے داماد سراج الدولہ مین قرضدار بہت تھے مہاجن کے بڑے تھے وہ امام باڑہ بھی اور مکان جو مثل خرابہ قریب مفتی گنج تھا مہاجن کے قرضہ مین نیلام ہوگیا اب وہ سراج الدولہ کی حویلی مین رہتے ہین اس تقسیم رسدی مین وہ بھی

شاہ زمان نصیر الدین حیدر بہادر
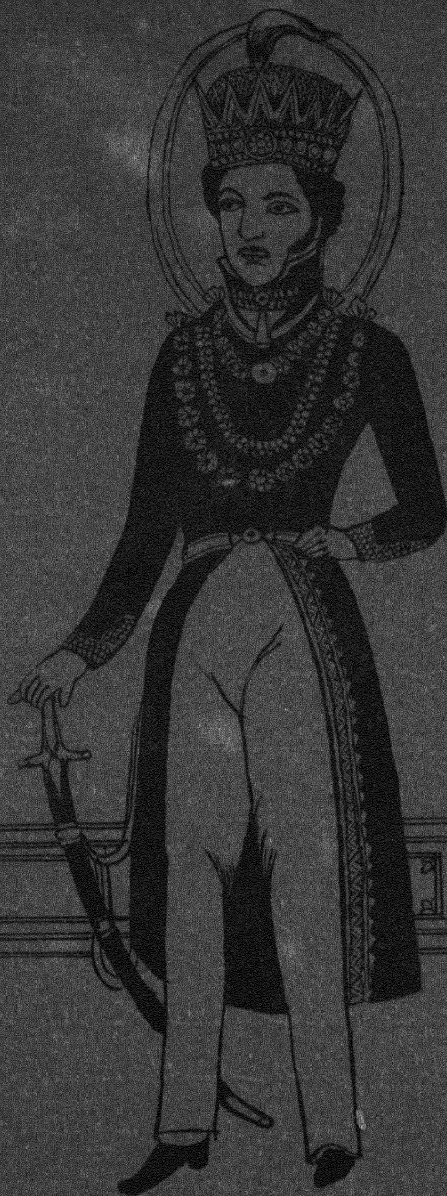
Naseeroodeen Hyder,

ملتا ہے مرزا حیدر شکوہ جیتے ہوتے صاحب اختیار ہوتے اب سبکو سرکار سے بحساب ملتا ہے
مرزا ہمایون شکوہ بھی مر گئے یہ احوال امام باڑہ جو اس مولف نے لکھا جسقدر اپنے بزرگون سے
سنا مندرج کیا بغیر نفسانیت جو او موقت کا قدیم ہوگا اوسے یہ سب حقیقت معلوم
ہوگی یہی وجہ اسکے مقبول ہونے کی ہوئی کہ خون ناحق ہوا اب اسکا ثواب مقتول کیواسطے یا
عذاب جسطرف ہو +

آغا محمد شریف بیٹے آغا محمد اسمعیل کے ناخلف ہوے تماش بین تھے املاک فرنگی محل مین
بائیس حویلی ساٹھ دوکان ایک محلسرا اور بارہ دری امیرانہ تھی ان سبکا کرایہ بہت کچھ
آتا تھا چلن سے چلتے بخوبی بسر اوقات ہوتی مان جب تک جیتی رہی مطیع رہے وہ اسکے
نانا کی بیبیون مین تھی آغا باقر خان نے خواستگاری کی کہ تم جوان بیوہ ہوئی ہو ہرگز قبول
نکیا بہت باعزت و بعصمت بسر کی بھائی اور بہنین مختلف البطن اور بھی تھین سبکو رضامند
رکھا جب مر گئین اپنے بھائی مرزا حیدر علی یک چشم کے امام باڑے مین اپنے باپ کے پہلو مین
دفن ہوئین آغا محمد شریف نے اپنی مان کے مہر مین سب املاک اپنے نانا کی ازروی عدالت لی
باقی سب اولاد کو محروم کیا آخر بعد سب حویلیون کے محلسرا اور بارہ دری کو چودہ ہزار پر مرزا جعفر
کے ہاتھ بیچا محتاج ہوکر مر گئے اوسی امام باڑے مین دفن ہوے اب وہ سب املاک داخل سڑک
شارع عام ہوگئی ہے سچ ہے نام اللہ کا +

جلوس ابو النصر قطب الدین سلیمان جاہ سلطان عادل نوشیروان زمان حضرت شاہ زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی

آمدم بر مطلب کتاب الغرض جب حضرت خلد مکان نے موتی محل جو اب ملک مہاراجہ
دگبجی سنگھ صاحب بہادر کی سی ایس آئی ستارہ ہند ممبر کونسل گورنری ہے اوسکے خاص کمرہ
لب دریا مین شب کو انتقال کیا نواب معتمد الدولہ مارڈونٹ رکٹس صاحب نے ریذیڈنٹ میجر اسمعیل چیچ
برگیڈیر میجر گھچہ تلنگے بیلی گارد سے لیکے آئے اپنے دروازے پر پہرہ کیا کہ کوئی بلا اجازت
داخل نہو صبح کو ۷ بجے بادشاہ بیگم صاحبہ مع صاحب عالم بہادر پینس مین سوار رمنے کے
شیر دروازے سے داخل ہوئین اسکے پیشتر بھی دو مرتبہ حالت بیماری مین عیادت کو آئی تھین

بیہوش تھے خواجہ سرانے پکارکر عرض کی حضور بیگمصاحبہ تشریف لائی ہین آنکھہ کھولکر فرمایا دوشالہ موبھہ پر ڈالدو پھر اوسنے عرض کی حضور کی دونون نواسیان بھی آئی ہین اونھین بنظر حسرت دیکھکر پھر کسی سے بات نکی بیہوش ہوگئے۔

اوسوقت دربار مین اشخاص مشخصہ اور اہلکار حاضر تھے موافق دستور قدیم رزیڈنٹ نے چاہا کہ عہدنامہ قدیم پر کچھہ حاشیہ اور بڑہا دون نواب معتمد الدولہ نے میدان ہوکر اس امر خاص مین بہت گفتگو کی کہ خلاف اس عہدنامہ قدیم کے ایک حرف کم وزیادہ نکیا جائیگا سبب اسکا یہ تھا کہ بادشاہ پر میری خیرخواہی دلسوزی نمک حلالی ثابت ہوکر شاید رفع ملال ماضیہ ہوجاسے دوسرا سبب یہ تھا کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر شاہی کلکتہ مین حاضر حضور نواب گورنر جنرل تھے اونھون نے بروقت اپنی روانگی کے نواب کو سمجھا دیا تھا کہ اگر ایسا اتفاق ہو تو آپ عہدنامہ قدیم پر مستقل رہیے گا کوئی امر جدید نہونے دیجیے گا مین اسکی گفتگو گورنر جنرل سے بخوبی کرلونگا پس کیا عجب تھا کہ اگر نواب سکوت کرتے تو مدات ششم عہدنامہ فردوس منزل کی اوسیوقت پیش کیجاتی فردوس منزل بھی اگر تامل کرتے امر جدید کا تو کچھہ عجب نہ تھا اور اونھین تو خوف یہ تھا کہ اگر مین انکار کرونگا جعفر علیخان میرے بھائی موجود ہین اسی نفسانیت نے سب کو خراب کیا اگر اتفاق ہوتا امر جدید کب ہوتا۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے حاضرین سے ارشاد کیا بادشاہ نے انتقال کیا اور صاحب عالم بہادر اپنے حق وراثت آبائی پر جلوس فرماتے ہین لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اونکی اطاعت وفرمانبرداری اور نمک حلالی مین بدل مصروف رہو اور جناب بیگمصاحبہ سے پس پردہ آکر فرمایا اسوقت جو آپ فرمائین ہم اوسکی تعمیل کرسکتے ہین بعد ایک ساعت جلوس کے ہمارے اختیار سے باہر ہوجائیگا جواب دیا کہ مرزا کو اختیار ہے یعنی بادشاہ کو پس اگر اوسوقت بیگمصاحبہ باب جاگیر سلون مین کہتین بہت استحکام سے اوسکی صورت ہوتی اور یہ خرابیان جو پیش آئین کاہیکو ہوتین خلاصہ جب صاحب رزیڈنٹ صاحب عالم کا ہاتھہ پکڑکر بوجہ حضرت خلد مکان مین سوار کرنے لگے اوسے بنظر حسرت دیکھکر چیخ مارکر روئی صاحب رزیڈنٹ نے فرمایا کہ یہ امر ہمیشہ سے یون ہی ہوتا چلا آیا ہے اسوقت کچھہ آپ اور خیال نفرمائیے وہانسے بارہ دری مین

اور مشیر خاص اور اہلکار ایسے انتخاب زمانہ جمع ہوئے خلاصہ ایک سو کئی طایفے ارباب نشاط
جو سرا پردہ چکلہ تھے ملازم ہوئے نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی دو ورود ہوا
مرزا کیوان جاہ محمد علیخان بہادر بیٹے نواب ملکہ زمانیہ کے بنام نامی بادشاہ مشہور ہوئے
اور نواب سلطان عالیہ جنکا دودھ مرزا فریدون بخت منا جان نے پیا تھا بادشاہ کی بیٹی
مشہور ہوئی انکی شادی نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان کے بیٹے نواب ممتاز الدولہ بہادر سے
ہوئی عنایت باغ مرکان محمد آفرین علیخان رہنے کو ملا نواب ملکہ زمانیہ کی جاگیر ہڑہہ ٹروا
چھبیس لاکھ روپیہ کی عنایت ہوئی نواب فتح علیخان وارث علیخان دونون بھائی بنارس سے
پریشان ہوکر آئے تھے نواب موصوفہ کے بھائی مشہور ہوئے اونکی نظامت جاگیر کی دی
چار برس تک یہ دونون ناظم رہے لاکھون روپیہ زرتحصیل سے اپنی عیش و عشرت دنیا مین
صرف کیا کچھ ہاتھ اوٹھا کر سرکار موصوفہ مین بھی بھیجدیا قاسم خان سگے بھائی رستم کے داروغہ
ڈیوڑھی ہوئے پانسو روپیہ درماہہ ہوا اماما پیاری فیلبانی جسنے نواب سلطان عالیہ کو حالت
شیرخوارگی مین پرورش کیا تھا وہ خاص محلدار ہوئی اوسکا بھی ایک زمانہ ہوا ایکدن سب اقربای
قرینۂ شاہی بادشاہ کے حکم سے نواب ملکہ زمانیہ کو نذر دینے آئے سبہون نے طوعاً و کرہاً نذر دی
مگر جب نواب نصیر الدولہ کی نوبت آئی نواب ناظر سیمنت علیخان کہتے تھے کہ انکی دونون
آنکھون سے مسلسل اشک جاری تھے قدرت خدا کو دیکھتے تھے پھر اوسی خدا نے ایکدن یہ دکھایا
کہ جب خود بادشاہ ہوئے نواب ملکہ زمانیہ کو اپنی سمدھن سمجھکر متواتر بلایا تکرار سمجھکر یہ بھی کنیز
ہمیشہ بعذر علالت کہلا بھیجا تعز من تشاء و تذل من تشاء فی الحقیقت نواب ملکہ زمانیہ نے
اپنی جود و ہمت سے سبکو نہال کردیا اونکی سیرچشمی و خوش نیتی سب بیگمات پر فوق کر گئی مگر
تا عین حیات متمنی اولاد بادشاہ سے رہین اسی نیت سے ہر نوچندی پنجشنبہ ماہ کو درگاہ
جاتی تھین دس ہزار روپیہ دسترخوان نذر و نیاز و انعام جلوس مین صرف ہوتا تھا +

دوسرا محل معرفت بخش علیخان والا کی چھوٹی بیٹی کا ہوا اوسے خطاب مخدرۂ علیا ملا
میان گنج رسول آباد اوناؤ چھے لاکھ کی جاگیر ملی بخش علیخان انکے باپ مشہور ہوئے
خلعت فاخرہ نواب ہوئے ناظم جاگیر و داروغہ ڈیوڑھی ہوے اپنی عالی ظرفی سی بڑا جاہ و حشم دکھایا

تیسرا محل نواب خورشید محل ساکن حسن پور بند ھوا داخل صاحبات محل ہوا پھر اونھین ایکدن اپنا تاج شاہی فرق مبارک سے اونکے سر پر رکھدیا خطاب نواب تاج محل عنایت ہوا مرزا حسین بیگ سواروں مین نوکر تھے انکے باپ مشہور ہوے انکی مان کی سفارش سے نواب گنج اوسیقدر انکی بھی جاگیر ہوئی داروغہ ڈیوڑھی ہوے انکی نئی امارت سیاگری کی ساتھہ ہوئی +

جناب بیگمصاحبہ کی جاگیر سلون نو لاکھہ کی جو معتمد الدولہ نے ضبط سرکار کی تھی اپنی عمداری سے پھر بدستور سابق جاری ہوئی +

چوتھا محل نواب بادشاہ محل ہوا اسکا ذکر بعد اسکے بیان ہوگا مگر بے جاگیر +

پھر نور محل صاحبہ نواب صاحبہ محل ہوئین فقط مواجب بیش قرار +

لالہ رام پرشاد رفیق خاص افتخار الدولہ نے کئی اسامیان صاحب حسن و جمال بہت سے ارباب نشاط سے ہزارہا روپیہ خرچ کرکے جمع کی تھین اون سبکو طلب کرکے داخل محل کیا عیش محل خطاب دیا اسکے سوا کرم بخش کسبی وغیرہ جو موجود کی تھین داخل محل ہوئین اسکی تفصیل کیا بیان کیجاے گھورے میان وغیرہ جو رفیق خاص معتمد الدولہ تھے جب تک وہ قید نہوے مصاحب بادشاہ رہے +

خلاصہ ہر صاحبات محل کے اقربا و متوسلین نو دولت سے جو نان شبینہ کو محتاج تھے جنھین سفید کپڑے چمڑے کی جوتی میسر نتھی ہر محلہ مین جسمین ہر ایک ایک جھونپڑے کچی حویلی مین رہتا تھا ایک قیامت برپا ہوئی تھی پہلے ہر ایک نے اپنے حق ہمسایہ دا اگیا تھا مکان لیکر موافق اپنے مقدور کے عمارت عالیشان بنوانی شروع کی تھی اہلکار و ارکان وہ اپنی آبرو کو اونسے ڈرنے لگے اور ہر محکمہ عدالت مین اگر کوئی متوسل کسی محل کا دھر اگیا سفارش سے بسلامت اپنے گھر ہوپنچا جناب بیگمصاحبہ کے عزیز یا اقارب ملازم جو تہر معتمد الدولہ کیطرح محفوظ رہے تھے ہر ایک خدمات فرا خور پر مامور ہوا +

فیض النسا مغلانی معتمد خاص بیگمصاحبہ و میر فضل علیخان داروغہ جو خوف نواب سے مبشر الدولہ مرزا فدا حسین خان کی فقط حکمت عملی سے ہمزبان منصوبی نواب مین کئی مہینے غیرحاضر رہے

داخل محل ہوچکی تھین ہرچند نواب نے اونکی گرفتاری کی بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی
بن نہ پڑی اور اونکی حفاظت کے بانی مبانی فقط مرزائی موصوف ہوے کسواسطے کہ نواب کو
انپر اعتماد تھا حالانکہ یہ بھتیجے بیگم صاحبہ کے تھے اسیطرح میر فضل علیخان بھی رات کیوقت چھاونی
سنڈیانون سے پکے پل سے ہوسوار ونکے ساتھہ جو صاحب لوگون کو ناکہ سے چھاونی بحفاظت
پہونچاتے تھے اس دھوکے سے داخل ڈیوڑھی ہوے بیگم صاحبہ نے حبشیونکا پہرہ اونکی
حفاظت کیواسطے کردیا پس ان دونون کا اقبال اور ادبار معتمد الدولہ ظاہر ہوا شہر مین خبر عام ہوگئی
جب بادشاہ کے تعیش کی یہ صورت صاحب ریذیڈنٹ نے دیکھی ایکدن محض از راہ دولتخواہی
و دلسوزی بادشاہ کو خلوت مین تہ دل سے سمجھایا کہ یہ اسباب تعیش جو ملحوظ خاطر ہوے ہین
انکا انجام اچھا نہین بلکہ سراسر خرابی اور برہمی اور موجب بدنامی سلطنت ہونگی اور آپسے ضبط
شرب منہیات کا نہو سکیگا جب سرکار مین غفلت ہوگی اہلکارون سے امانت و دیانت و
بجا آوری احکام بصداقت نہوگی ہمارے فرقہ کو جو از راہ حکمت یا موافق عادت قدیم استعمال
مشروبات اور تعیش کا ہوتا ہے ایک ضبط ربط اور خوف حاکم بالا سے رہتا ہے اور اگر مطلق العنان
ہوجائین تو پھر کسی کام کے نہین پس جو شخص پابند ایسے انتظام کا نہو اوسی مشکل ہے فرمایا
جب تمسا ہمارا ایسا دوست ہو اور خیر خواہ تو کیا باک ہے +

خلاصہ بظاہر نواب معتمد الدولہ پر ایسی عنایت فرمائی کہ انھین سب ہر کی ہوشیاری بھول گئی بلکہ ہوس دنیا زیادہ بڑھی پردہ غفلت کا پڑتا چلا اور بیگم صاحبہ کی بھی عنایت ہوئی
تقریباً ستر لاکھہ روپے کا جواہر ہر قسم کا عنایت فرمایا اور الماس باغ بھی مملوکہ محمد الماس علیخان
عنایت فرمایا اور مخاطب بخطاب نواب بھائی ہوے ایکدن جناب خانصاحب نے نواب سے خلوت مین
عرض کیا کہ ایسے وفور عنایت شاہی سے مقام خوف کا بھی احتمال ہوسکتا ہے اور دنیا دام
فریب ہے ہرچند صاف نامہ حضرت خلد مکان کا ہے لیکن مواخذہ حال البتہ باقی ہے مآل اندیشی
ضروری ہے فرمایا تمھاری فہم و فراست سے ایسا تصور بعید ہے اگر مزید عنایت فی الحقیقت ہے
تو بعید در السعد اپنے نفع کو چھوڑنا نچاہیے اور اگر از راہ فریب ہے تو اسی سے اسکا
مقابلہ آسان ہوجائیگا +

ایکدن صاحب ریذیڈنٹ نے جو حقیقت میں دوست نواب کے تھے کمال دلسوزی سے سمجھایا کہ ہمارے نزدیک تمھارا کنارہ کش ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے اور یہ سب عنایت شاہی کو دام فریب سمجھو نواب نے اونکی موافقت پر بھروسا کیا اپنی طمع نفسانی سے ہاتھہ نہ اوٹھایا کروڑ روپیہ کی جسکی املاک شہر میں ہو دو کروڑ روپیہ کا نقد و جنس کا گھر پچیس ہزار ماہواری حفاظت گورنمنٹ واہ پھر دنیا کو نہ چھوڑے +

لارڈ کمبرمیر صاحب بہادر کا آنا نواب کا قید ہونا اور سوانحات شہر

الغرض جب لارڈ کمبرمیر کانپور سے عازم لکھنؤ ہوے حسب دستور نواب معتمد الدولہ مرزا کیوان جاہ بہادر مع ارکان دولت رحمت گنج تک استقبال کو تشریف فرما ہوے ناکہ تک جا کر بادشاہ نے استقبال کیا طرفین سے حسب دستور معمول ضیافت ہوئی ایکدن نواب نے محض دریافت استمزاج بادشاہ باب نیابت میں صاحب بہادر سے بذ صاحب ریذیڈنٹ تخلیہ کروا دیا بادشاہ نے مشورہ خاص عزل نواب میں اور خوف حمایت نواب صاحب ریذیڈنٹ سے فرمایا کہ اگر میں گرفتار کرونگا احتمال اپنی سبکی و توہین کا ہے مبادا کوئی صورت خلاف پیش آمدے کسواسطے کہ افسران فوج اونسے موافق ہیں جنرل بہادر نے فرمایا کمال دلجوئی سے کہ آپ کو بہر صورت اختیار ہے ہم ریذیڈنٹ کو سمجھا دینگے کہ میرے بعد جانے کے جو بادشاہ سمجھتے ہیں اوسکی تعمیل کرنا +

جب لارڈ صاحب وانہ مہم قلعہ بھرت پور ہوے روز شنبہ پہلے صحبت جاے یابی ہوئی اوسکے بعد تخلیہ میں بادشاہ نے صاحب ریذیڈنٹ سے کہا کہ میں نواب کو موقوف کیا چاہتا ہوں اس نمکحرام سے بہت تنگ ہوں اور میر فضل علی کو نائب کہ بیگم صاحبہ کا ملازم قدیم اور معتمد ہے صاحب نے کہا وہ آپکا نوکر ہے بہر حال آپکو اختیار ہے اور اگر ہم گرفتار کرینگے اونکی کفالت و حمایت و حفاظت ہمپر لازم ہو جائیگی کہ اہل وثیقہ ہے پھر فرمایا افسران فوج موافق ہیں احتمال کشت و خون کا ہے مبادا مجھے بدنامی ہو لہذا مناسب ہے کہ تم اوسے گرفتار کروا دو میری غرض یہ ہے کہ عہدے سے موقوف ہو کر میرے شہر سے نکل جاے + جواب دیا بعد ہمارے جانے کے کسی حیلہ پیام سے ہمارے پاس بھیج دیجیے گا صاحب ریذیڈنٹ نے میجر اسمٰعیل بیچ کو حکم دیا

کہ دو کمپنی بدلی جو آج آئی ہین اونھین زیر کوٹھی ضیافت طیار رکھنا غیندر ذرا اسکے پیشتر
بادشاہ بیگم صاحبہ ظفرالدولہ سے تخلیہ ہوتا تھا کچھ راز نہانی کھلتا نہ تھا مگر قرینے سے سب
جانتے تھے کہ یہ کونسل خاص عزل نواب بابن ہوتی ہے خلاصہ وسدن وفور عنایت کا خاتمہ تھا
بعد اسکے جب محلسرامین تشریف لیگئے ارشاد کیا نواب بھائی تم ابھی صاحب رزیڈنٹ کی پاس
جا کر کہو جو ہمنے کہا تھا اوسکا جواب بار لگا ہے رخصت ہوے چند قدم چلے تھے پھر یاد فرما کر
ایک گلوری پان کی اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی نواب نے اشرفیان نذر کی گذرانین
آداب بجالائے اوسوقت تک نواب کو کسیطرح کا کھٹکا نہ تھا جب باہر جلو خانے مین سوار
ہونے لگے سبحان علی خان وغیرہ خیر خواہون نے احوال انتظام رزیڈنٹی بیان کیا یہ سنکر
کچھ ملتفت نہوئے جب قریب جیلی گارد پہونچے ہرکارۂ اخبار جو رزیڈنٹی مین خبر کو رہتی تھی
عرض کیا کوٹھی ضیافت کے نیچے خلاف معمول دو کمپنی بدلی کی طیار کھڑی ہین اونھین
بچشم غضب دیکھا جانتے تھے کہ اگر کوئی امر خلاف ہوتا صاحب مجھے کہدیتے ہیچ ہے
لوگون کا یہ خیال خام تھا اگر قلعۂ آہنی مین ہوتے نہ بچتے اور بظاہر نواب نے اپنی عافیت
کیواسطے افسران فوج وغیرہ کو اپنا کر رکھا تھا کہ اسنے دشمن کو خوف تو ہوگا یہ دغدغہ البتہ
ہوا باقی کیا مجال تھی خلاف حکم رزیڈنٹ کر سکتے چنانچہ صاحب نے پیشتر قید کرنے کے
میر منشی سید غلام حسین کو نقیر محمد خان رسالدار کے پاس بھیجا کہ ہم نواب کو قید کرتے ہین
اگر کسی سوار نے تمھارے گھوڑے پر زین باندھا مجرم سرکار تم ہوگے نقیر محمد خان اوسوقت
مرغ کی بازی کی جوڑ دیکھ رہے تھے چپکے گھر مین چلے گئے اسیطرح میڈو خان رسالدار کو حکم قید
پہونچا پھر اسی نے کوتوال کو بھی حکم پہونچایا کہ خبردار انتظام شہر سے اگر کسیطرح کا فساد
ہوا مجرم سرکار ہوگے۔

خلاصہ جب نواب بڑے کمرے مین جا کر بیٹھے بڑے صاحب دوسرے کمرے سے آئے
فرمایا تمھین بادشاہ نے عہدۂ نیابت سے موقوف کیا عرض کی میرا کیا قصور فرمایا
نوکری آقا کی خوشی و مرضی پر موقوف ہے عرض بسماجت کی کہ میرا وسیلہ سوائے دامن دولت
کے نہین ہے بہرصورت مین آپ کا تابع فرمان ہون فرمایا اگر تم ساکت و خاموش رہوگے

البتہ ہماری سرکار تمھاری حمایت کریگی اور اگر کسیطرح کا فساد برپا کروگے ہرگز نہ بچےگی
یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوے میجر صاحب مع گارد داخل کمرہ ہوے نواب سے ولایتی کمر اور
انگوٹھیاں ہاتھ سے لیکر باہر آکر جلوس سواری کو احاطہ سے باہر نکالکر ہاتھی سواری کو منگا
نواب کو پہلو مین بٹھا کر چلے ایک کمپنی اہتمام آگے ایک پیچھے تھی دفعتہ شہر مین غلغلہ برپا ہوا
ہزارون سے کوچہ و بازار کوٹھے بھر گئے اور زبان طعن و تشنیع ہر ایک سے جاری ہوئی خواہ
بالفاظ ذلت خواہ بالفاظ زبان شرفا +
اوسوقت بادشاہ اپنے غلمان خاطر سے بخوف اسکے کیا خیر افی ہو بارہ دری سرا مین
ٹہلنے لگے حکیم مرزا علیخان نے گستاخانہ عرض کیا ایک متنفس خانہ زاد دکیواسطے اسقدر تردد
فرمایا میرا کوئی نہین اس عرصے مین ہرکارہ رزیڈنٹی نے مثل باد صرصر حاضر ہو کر عرض کیا
حکم امام قید ہو گیا یہ سنکر محل مین تشریف لیگئے محل مین ہر طرف تہنیت مبارکباد کی دھوم مچی
دردولت پر مبارکباد کی نوبت ایکطرف شہنا نوازنے غل مچانا شروع کیا نذر نیاز
محل مین ہونے لگی +
خلاصہ جب نواب بیلی گارد کے پھاٹک سے نکلے چپ و راست سے بوچھار خلقت شہر سے
پڑ رہی تھی دولت پور ے تک پہونچنا مشکل ہوا تھا نواب سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے
میر سیف علی رفیق خاص فقط ہاتھی کے نیچے جھول پکڑے چلے جاتے تھے کہ حضور وہ نمک حرام
حق فراموش اسوقت کہان ہین جنھون نے حضور کی بدولت لکھا لوٹ کھایا شجاعان کیے نواب انگشت
شہادت سے منع کرتے تھے غرض کئی گھنٹے مین یہ مسافت راہ طی ہوئی داخل اپنی بارہ دری مین
ہوے خود کھڑے ہو کر جا بجا انگریزی پہرے مقرر کر دیئے میجر صاحب افسران کمپنی کو چھوڑ کر
چھاؤنی چلے گئے چار کمپنی بادشاہ کی متعین ہوئین سارے گھر کو اندر باہر ہر طرف سے گھیر لیا
رات کو پچاس سوار کی روند گرد املاک کے پھرتی تھی ناکجات شہر بہ نظم و نسق و تلاشی و
تحقیقات مسافران آیند و روند پر ہونے لگی ایام بسنت اور ہولی کے تھے تلنگے کبیرہ
کہہ کہکر غل مچاتے تھے فحش نسبت ناموس نواب بکتے تھے نواب بالاخانہ کے کمرہ سرا مین
رہتے تھے سنتے سنتے ناک مین دم آگیا تھا شربت کے گھونٹ پیکر رہ جاتے تھے بعد کئی دن کے

صاحب کمان افسر سے کہا یہ پہرہ جو زیر کمرہ ہے اسکے غل و غش سے مین بہت تنگ آیا ہون صاحب نے بتاکید اونسے غل مچانے سے منع کیا۔

شہر کے قرض خواہون نے بلوہ عام دروازے پر کیا اور اپنی قیمت اسباب و اجرت مزدوری سالہا سال کی داد خواہ ہوے کہ اہلکاران ظالم اور ہر کارخانہ کے داروغہ نے کسیکا ایک کوڑی نہ دی تھی اور نواب سے لیکر آپ کھا گئے تھے اور بعض اقربا نے اسطرح جسکا مال چاہا لے لیا تھا مگر نواب نے سب کو ادا کیا کسواسطے کہ اکثرون نے بڑے صاحب کو بھی عرضیان دی تھین اس خوف بدنامی سے ہر ایک کو ادا کیا شہر مین بہت سے بئیس ہر محلے مین بطلب امانت نواب دھرے گئے خاکروب کی ٹوکرون مین کیسہ زر سفید و سرخ پکڑی گئی اکثر تو دولت و سفارش محلات سے بچ بھی گئے۔

راجہ امرت لال داروغہ دیوانخانہ نے جب نواب کی خبر قید سنی گھبرا کر باہر نکلے کہ بسلامت اپنے گھر پہونچ جاوین ظفرالدولہ کپتان فتح علیخان نے دیکھکر کہا جلد انکو گرفتار کرلو راجہ غالب جنگ کے حوالہ ہوے اونہوں نے اپنے محبس مین بہزار سختی رکھا راجہ کا گھر ضبط ہوکر سب نقد و جنس داخل سرکار ہوا اوسکے دو بیٹون کو قید کیا اور ہر روز تقاضا نقد روپئے کا ہوتا تھا کہ لاؤ آخر اونسے تنگ ہوکر کہا مجھے گھر تک جانے دو تو جسقدر ہے سب حاضر کرون غرض اس حیلے سے مقید گھر آئے ایک حجرے مین جا کر گنگا جل اپنے اوپر چھڑک کر مقتضائے غیرت یہ امر بہت مشکل ہے کہ تلوار سے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کر مرگیا شہر مین ایک غلغلہ ہوا خلاصہ اس عہد دولت مین عجیب و غریب صورت سے انقلاب ہوی جو فقیر محتاج تھے امیر ہوے جو امیر تھے فقیر سے بدتر ہوگئے راجہ امرت لال کے مرجانے سے باقی اورونپر تخفیف عذاب ہوگئی کئی مہینے تک شہر مین ایک زلزلہ انقلاب ہای عملہ شاہی جو نئے برپا ہوی تھے اونکا بہت بھلا ہوا

نیابت میر فضل علیخان اور ترقی جاہ امرای نو دولت

میر فضل علی جب پہلے دلی سے لکھنؤ آئے مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کی ہاتھی پر نوکر ہوے یہ انکا عہدہ آبائی تھا کسواسطے کہ بادشاہ کا فیلبان صاحب منصب ہوتا ہے اور سوای سید کی اور قوم فیلبانی نہین کرسکتا ناسخ شاعر ہندی نے اسی طعن سے انکی تاریخ وفات مین بری بری فحش دشنام داخل کیا ہے

بعد کئی برس کے بسفارش پھوپھی اپنی مسماۃ فیض النسا مغلانی کے ملازم سرکار جناب بیگم صاحبہ ہوئے
پھر رفتہ رفتہ داروغہ ڈیوڑھی ہوئے شروت ونیا وعزت بخوبی حاصل ہوئی بعد اسکے جب
شہر سے نکالے گئے مقیم فرخ آباد ہوئے نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان کے پاس یہ سب
جمع ہوتے گئے تھے نواب سے بہت سی خصوصیت یکجہتی ویکتائی ہوگئی تھی میر فضل علی جب باخفا
داخل لکھنؤ ہوئے وہ بوکالت نیابت منتظم الدولہ اپنی خصوصیت کی جہت سے آئے تھے
اتنا اونھین خیال بھی نہ تھا مگر تقدیر نے اور رنگ دکھایا نواب منتظم الدولہ بھی انسے مطمئن تھے
فرخ آباد سے کانپور مین مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے اونتظم طلب شقہ شاہی ہوی یہان
میر فضل علی نائب ہوگئے بادشاہ ہر امر مین مطیع جناب بیگم صاحبہ تھے اونکے سمجھانے سے
راضی ہوئے بڑے صاحب بھی فرما چکے تھے جسوقت معتمد الدولہ قید ہوئے انھین خلعت
وزارت عنایت فرمایا نواب اعتماد الدولہ بہادر خطاب ہوا حسب دستور بڑے صاحب کے
نذر دینے کو گئے۔

اور دونون ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کا بادشاہ اور بیگم صاحبہ سے بڑا تقرب تھا
بلکہ جناب موصوفہ کو منظور تھا کہ شخص غیر کی نیابت سے ہمین بہت تکلیف ہو رنج ہوتا ہے
سب سے بہتر یہ ہے کہ ظفر الدولہ کو اس عہدے پر مامور کرین انسے زیادہ کون ہمارا خیر خواہ
او معتمد ہوگا یہ بمنزلہ فرزند سلطنت ہین اور آج تک انسے کسیطرح کا خدشہ نہین گذرا بلکہ یہ نیکنام
ہے ہین لیکن جب ریزیڈنٹ سے اسمین استشارہ کیا نظر بحیا نہ زادی قبول نکیا حالانکہ اس
سرکار مین ایسے نائب گذرے ہین مثل محمد ایلچ خان وغیرہ اس جہت سے اعتماد الدولہ کی
قسمت نے یاوری کی +

ظفر الدولہ کے تقرب خاص سے انکے تینون بیٹے تینون داماد حاضر حضور رہتے تھے
ایکدن بادشاہ نے ارشاد کیا تم اپنی اولاد کو خطاب اور خدمات عالیہ سے کیون معزز نہین کرتے
یہ مرد جہاندیدہ عاقبت اندیش تربیت یافتہ جنت آرامگاہ تھے عرض کی انکو تو خانہ زادگی
کیا کم ہے ایسا نہو کہ وفور عنایت سے یہ اپنے احاطۂ غلامی سے باہر ہوجائین اوسوقت اس
پیر غلام و نمکپروردہ قدیم کو باعث حجاب و شرمساری ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے اونھون نے

باعتبار دنیا اپنے نزدیک حجت سے اپنے تئین بری کیا بعد چند روز کے وہی ہوا جو عرض کیا تھا ✦

غرض بادشاہ نے بیٹے بیٹی کو خطاب اقبال الدولہ و خلعت جرنیلی فوج اور تقرب خاص حضوری دوسرے کو مجدالدولہ صاحب سالہ کیا تیسری کو مکرم الدولہ پٹالن بائیسی میر افضل علی و میر احمد مرحوم بڑے داماد آغا حسن عرف مرزا حسنو کو توپخانہ جو اونکے باپ مرزا آغا جان مرحوم کو تھا دوسرے محمد میر موافق اونکی درخواست کے عدالت دیوانی و فوجداری اپیل تیسرے میر علی اکبر میر علی شیر کے بیٹے کو رسالہ او پلٹن بخشی گی ✦

منشی غلام مرتضی روضہ خوان جنت آرامگاہ کے مقبرے مین دس روپیہ قرآن خوانی مین پاتے تھے ازبسکہ ظریف الطبع اور پیشیہ مصاحبت امرای زمانہ مین مشاق تھے اپنے تعارف روضہ خوانی سے داخل صحبت اقبال الدولہ ہوے پھر اپنی چرب زبانی سے اور نمائش اپنی غفلت سے خدمت نیابت جرنیلی دی آپ عیش شباب جوانی مین بڑے شراب پینے لگے منشی جی کا عروج ہوا خوب شہر کو صاف کیا مالامال ہوگئے رستم نگر مین عمارت عالیشان بنوائی پس چندروز مین کچھہ نرہا آپ بھی مرگئے اب اس عہد دولت مین اہلکار منتخب ورگار جمع ہوتے گئے ✦

جب ظفر الدولہ نے دیکھا کہ میری نیابت صاحب رزیڈنٹ منظور نہین کرتے اپنے نزدیک متدین امین دیندار وضعدار صاحب لیاقت بنام نامی نواب امیر الدولہ عیدر بیگ خان کا بیٹا سمجھکر اکبر علیخان کو داخل کاروبار سلطنت کیا اور یہ بھی جانا کہ مثل اونکے سرکار انگریزی سے بری ہین مگر خان موصوف بسستی تقدیر کم گوئی کم رفتاری خبر رسی ذاتی سے اکثر سلطنت مین پوچھے گئے سر سبز نہوے پژمردہ ٹھٹھکر رہ گئے بادشاہ کے نزدیک بھی مجہول مطلق ٹھہرے جو محرک انکی جوہر شناسی کے ہوے تھے اونکے نزدیک بھی عالم بے عمل ہوے اکثر صورت توہین و خلاف شان بھی ہوی خصوصًا آغا مرزا کو کلتاش شاہی کی جہت سے انکا حلم و بردباری مانع ہوئی اوسکی سفاکی و مردم آزاری سے سارا شہر عاجز تھا اوسکی فریاد کوئی نسنتا تھا حتی کہ نواب منتظم الدولہ بھی

مجبور رہتے کئی مہینے تک اکبر علیخان کچھ کچھ کارفرمائی کرتے رہے بلکہ انکی بھی خبر نیابت مشہور ہوئی تھی مثل ابر غلیظ کہ بظاہر خوب برسیگا پھر ایک ہوا کے جھونکے سے جاتا رہا جب نواب منتظم الدولہ آگئے یہ خانہ نشین ہوے ٭

بادشاہکو نواب معتمد الدولہ کا استیصال منظور تھا کہ کسی نائب کی جہت سے جیسا منظور تھا ہوجاوے یہ غیر ممکن تھا سب اہلکار نا کردہ کار ناواقف اسیر غافل اپنی عیش و عشرت مین سرشار یا ہوشیار رہین تو اخذ زر جس طرح سے ہاتھ لگے پھر کوئی بھی صورت نکلے بادشاہ نے رزیڈنٹ سے کہا مین فقط اتنا چاہتا ہون پھر اسکے خلاف بہت کچھ چاہنے لگے پہلے حضور صاحب اختیار تھے پھر کیون از خود بے اختیاری اختیار کی واہ خلاصہ بعض مشیران سلطنت کی تجویز یہ ہوئی کہ مولوی محمد خلیل الدین خان سفیر متعینہ کلکتہ جو دوست خاص اور ساختہ و پرداختہ معتمد الدولہ ہین اونھین شقہ سے طلب کیا جاوے وہ بے شبہ گورنمنٹ مین اونکے مقدمے سے غافل نہونگے چنانچہ بموجب شقہ شاہی خان موصوف آئے خلعت سرفرازی پایا فرمایا اب تم ہماری طرف سے پھر اپنے عہدے پر جاؤ یہ سمجھے کہ سرکار کو استیصال نواب منظور ہے اور حکم کورٹ آف دائرکٹرس سن چکا ہون کہ نواب کو عملداری سرکار مین بسلامت پہونچا دو پھر کیا ضرور ہے مین عبث عبث بدنام ہون عرض کی ابھی اسقدر بعد مسافت سے آیا ہون ابھی پھر جاؤن باعث ہلاکت ہوگا انشاء اللہ چند روز توقف کرکے یہ عذر کرکے بیٹھ رہے ٭

بادشاہ نے چند روز تک مثل بازی اطفال عدالت نوشیروانی بھی دکھائی خود اجلاس فرماکے روبکاری سنکر حکم فرماتے تھے پھر بے بنیاد ہوکر اسکا نشان نرہا جیسے منتخب مقرب خاص ہندوستانی جمع ہوے تھے ویسے انگریز کئی لڑکے انگریزون کے بلباس تکلف انگریزی مثل پیج لندن شاہی یعنی خواص ڈریٹ نامی قوم فرنچ حجام مقرب خاص لاکھون روپیہ کے اسباب کی خرید اسکی معرفت ہوئی کئی برس مین پانچ یا چھ لاکھ کما کر سیدھا اپنی ولایت چلا گیا کئی ولایتی بیبیان ملازم ہوئین وہ محل مین بھی جاتی تھین بال ناچتی تھین حالانکہ صاحبان صدر بھی ایسے اخبار موحش و نامناسب سنتے سنتے تنگ آگئے تھے جانتے تھے کہ سلطنت بازیچہ طفلان ہے

اس عرصے مین راجہ رامدیال بجہ بنی رام مشہور سپاری والہ کو تقرب خاص ہوا خلاصہ جسے جلد تقرب ہوا جلد نتیجہ پایا اس ہوا پہر رفتہ رفتہ سفیر تبلیغ رسالت شاہی صاحب رزیڈنٹ کے ہوے انکا بھی ایک زمانہ مثل نواب پر پشیمان ہوا دربار مثل وزیر اعظم ہونے لگا اور جتنے شہر کے مفتری جعلساز چاپلوس تھے سب جمع ہوے راجہ صاحب کے حکایا دربار صاحب رزیڈنٹ جو حالات مضطرار اور بد اختیاری سے سرزد ہوی خاص و عام پر کھلی یہ سب حالات رکن رکین سلطنت صاحب رزیڈنٹ حسب سررشتہ صاحبان صدر کو تحریر کرتے تھے جب ایسی بازاری ناکردہ کار غیر لیاقت داخل و محیط شورہ سلطنت ہون اور ہر ایک اپنی منفعت کو مقدم سمجھے اور درپے تذلیل دوسرے کے ہو اور نازان اور مغرور اپنے تقرب مستعار پہ ہو اور عیش دنیا سے بھی خالی نہو پہر کس دانای روزگار سے اصلاح سلطنت ہوسکے اور کون صورت انتقام معتمد الدولہ کس طریق سے نکالے پس چند روز مین راجہ صاحب کا بھی مہاجنی ٹاٹ اولٹا اپنے گھر مین مقید ہوے انکے حواشی بھی بہت جلد اپنی حالت اصلی پر آگئے حکیم ظفر علیخان کلکتے مین نواب چیت پور کے وکیل تھے دو سو روپیہ درماہہ ملتا تھا وکالت سے صاحبان دفتر گورنمنٹ سے تعارف تھا بعد سفارت منشی عاشق علیخان راجہ صاحب نے فقط نام سنکر بامور بسفارت شاہی کیا تھا خلاصہ بعد سفارت مولوی خلیل الدین خان جو صاحب بسفارش مامور ہوی نہ وہ عزت گورنمنٹ سے پائی نہ کوئی کام سرکار کے حسب لخواہ کیا حکیم صاحب کی جب تنخواہ بہت چڑھ گئی تھی ناکام رہ کر لکھنو آئے یہان راجہ صاحب قید ہوچکے تھے بعد چند روز کے سپرد خاک لکھنو ہوی +

اس سلطنت کی اودھیرپن مین کرنل لاکٹ صاحب بہادر بھرت پور سے قائم مقام رکٹس صاحب تشریف لائے یکایک کٹس صاحب کو بھی ایکدن شتیراول تشریف آوری معلوم ہوا بادشاہ سے اور سیدن ملاقات رخصتی کی جو گزارش کرنا تھا کردیا اور خود دریاے گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے مہندر نراین جو خزانچی اور انکا صاحب از تھا اوسے استعفا دلوا کر لیے گئے فقط میر منشی سید غلام لمبین جانشی اجل گرفتہ رہگئے جنرل صاحب امداد رکٹس صاحب کمان افسر چھاونی منڈیانون تھے کئی لاکھ روپیہ کا اسباب بیا بائیس گھوڑیاں لائے

جو سواری اور گاڑی سکے تھے بادشاہ کی نذر کیے نیلام نکیا جو اسباب فضول تھا اوسکا اونکے بعد نیلام ہوا اور اکثر اپنے اہل دربار خصوصاً میر بندہ علیخان برادر زوری مین بکار رستے تھے فقط ملاقات کو اکثر آتے تھے اونکو بھی ساتھ سلوک کیا ہیر صاحب جو سر رشتہ دار تھے اونھین بھی پایا اور اکثر و بکو تھوڑا بہت پایا اہلکار سرکار کرنل صاحب کی تشریف لانے سے بہت خوش ہوے کہ انکی بر خاست لکھنؤ سے جب اسسٹنٹ تھے کدورت معتمد الدولہ سے ہوئی تھی رکٹس صاحب معتمد الدولہ سے بہت موافق تھے اب ایسی کوئی صورت استیصال کی نکلے گی معتمد الدولہ کو بھی البتہ صاحب کیطرف سے بخیال غبار سابق کچھہ کھٹکا ہوا تھا مگر اقبال نے یاوری کی بادشاہ کے خلاف مزاج انسے موافقت نہوئی کرنل صاحب نے میر منشی کو تحقیقات بعض امور کو طلب کیا وہ برخصت اپنے وطن مین تھے حالت اضطرار مین معلوم نہین کس اظہار کا خوف غالب ہوا کچھہ بن نہ پڑا سوا اسکے کہ تمنچہ مار کے مرگئے اسمین انکی پردہ دری ہوئی ورنہ افشاء حال سے البتہ سرکار تک خرابی پہونچتی اور بہت سے صاحبان نامی دھرے جاتے کرنل صاحب آشنا سے زبان عربی بھی تھے شاگرد شیخ احمد عرب یمنی صاحب کی سفارش سے مقرب بادشاہ ہوے تھے اونھون نے مطبع سلطانی بھی کیا تھا اکثر کتب طبع ہوئین نواب معتمد الدولہ نے صاحب کا دوست اپنے خلاف سمجھکر روزگار سے موقوف کرکے لکھنؤ سے نکال دیا تھا۔

کرنل صاحب کئی دن تک بہت موافق رہے گاڑی بادشاہ نے سواری کو متعین کردی تھی جب تک دربار سلطانی کا یہ دیکھا اور اہلکار ایسے صاحب لیاقت دیکھے بہت افسوس کیا اور خفا ہوکر گاڑی کو مسترد کیا کوچوان کو ایک اشرفی انعام دیا اور گھوڑے سواری کو صبح و شام سرکار سے آتے تھے اونھین بھی موقوف کردیا اب طرفین سے امور ناگوار شروع ہوے

نواب اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اس عہدہ جلیلہ پر منصوب ہوے انکی غربت سلیم الطبع مروت رفیق پروری مین کچھہ شبہہ نہین شکر خدا بجالائے اور اپنی حالت غربت کو نہ بھولے ہر ایک اپنے دوست آشنا کو جہانتک ہوسکا خدمت کی بعض کو افسران پالٹن تجویز کیا چنانچہ مرزا آغا جان داروغہ کو رخانہ شاہی فقط انکی دوستی کی جہت سے بظلم معتمد الدولہ جیسے بیس قید رہے پہلے کالے مہلخانہ مین رہے کئی برس قلعہ چنار مین قید رہے جسدن انھین خلعت نیابت ہوا

اوسیدن جلوس [illegible] آدمی بھیجکر بلوایا بادشاہ سے خلعت سرفرازی وبحالی روزگار قدیم ہوئی اور
داروغگی درگاہ حضرت عباس علیہ السلام ہوئی کسواسطے کہ بڑا امام بارہ بھی انھین کے
اختیار و اہتمام مین تھا ۔

سبحان علیخان جو میر کونسل معتمد الدولہ ہمراز مقرب خاص تھے کسی طریق دنیا سے انکی بھی
پاس پہونچے داخل شورہ ہوئے اقبال الدولہ اور مقربان بادشاہ جو انکے خلاف تھے بادشاہ سے
عرض کرنا شروع کیا نواب کے پاس بھی وہی سب اصحاب غبار فتنہ پرداز زمانہ جو معتمد الدولہ کے
پاس تھے جمع ہوئے ہین فی الحقیقت خان پیر نے جو صلاح نیک کی ہادی تھے مدد سے بادشاہ کو
جواب با ثواب باب استقلال نیابت مین آیا ۔

میر حسن علی لندنی معتمد الدولہ کی جہت سے نکالے گئے تھے مقیم فرخ آباد ہوئے تھے نواب سے
وہان انسے خصوصیت ہوگئی تھی مسافر لندن زوج بی بی ولایتی انگریزی دان سمجھکر بلوایا در علی
کارفرمائی رزیڈنٹی دی انکی بی بی میر صاحب سے برہم ہوکر رکٹس صاحب کے ساتھ راہی لندن
ہوئی تھی وجہ برہمی کی یہ تھی کہ بی بی کو میر صاحب کے عالم تجرید کا یقین تھا حالانکہ
لکھنؤ مین انکے بی بی پہلی تھی

نواب نے منشی عاشق علیخان کو معاملہ فہم مقدمات انگریزی سمجھکر بسفارت کلکتہ بجائے
مولوی محمد خلیل الدین خان چھ لاکھ روپے واستیصال معتمد الدولہ کیواسطے دیکر روانہ کلکتہ کیا نواب
منتظم الدولہ سے بھی انھین توسل قدیم تھا وہ بھی انسے کام لیا کرتے تھے سبحان علیخان بھی
انسے خوب واقف تھے بلکہ انکی بھیجوانے کے زیادہ تر محرک ہوئے تھے اسواسطے کہ انسے صدور
منفعت بھی متصور تھی نواب منتظم الدولہ نے پہلے دوستانہ اعتماد الدولہ کو سمجھایا تھا کہ اگر تم
سفیر سابق محمد خلیل الدین خان کو موقوف کرکے انھین بھجواؤگے دیکھو بڑی خرابیان پڑینگی
بلکہ تمھارے مقدمات ابتر ہوجاینگے کسواسطے کہ صاحبان صدر کے نزدیک انکا اعتماد وکلی اور
وثوق امانت ودیانت ثابت ہے مجھے اسکا احوال خوب معلوم ہے کہ نواب معتمد الدولہ نے
درباب امانت جواہر انکے اختیار مین رکھی لکھا مگر انھون نے بسبب اپنی صداقت وایمان
کے نمانا آگے انھین اختیار رہے ۔

غرض نواب نے ۲۹ جنوری ۱۸۲۶ء مطابق ۱۲۴۲ھ بارہ پارچہ کا خلعت دیکر روانہ کلکتہ کیا ۲۱ فروری کو وہان پہونچے منشی جی کے ساتھ عطاء اللہ خان کشمیری اور کئی اشخاص مشخصہ اپنا نفع سمجھکر گئے تھے محمد خلیل الدین خان کو فرمان عزل دیا اونھون نے کچھ کم تین لاکھ روپیہ امانت سرکار جو واسطے ضروریات کے انکے پاس جمع تھا دیکر اوسکی رسید انسے لی منشی نے فرمان معصومی گورنمنٹ مین پیش کیا حسب رشتہ منظور رہا مگر دو امر صاحب گورنر نے انسے کہے ایک تو تحریر سرکار مثل دستور سابق بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ہوگی دوسرے خلعت مین پالکی جھالردار کلکتے مین نہین ہے نہ ملیگی حالانکہ سفیر اول کیواسطے راجہ بردوان سے منگوا کر دی تھی۔

بہرحال کئی مہینے تک متواتر احکام شاہی جس باب مین گئے ایک کا سرانجام نہوا اور صاحبان صدر سے صورت اعتماد نکلی جب مایوس ہوئے وہان کے قانون دانون سے رجوع کی اونھون نے حسب رشتہ دو لاکھ کا تمسک انسے لکھوالیا اور مقدمہ کولیت ولعل مین رکھا جب منشی تنگ ہوکر متقاضی اپنے انفصال مقدمہ کی ہوئے اونھون نے زر تمسک انسے طلب کیا اور مستعد نالش سوپریم کورٹ ہوئے اوسوقت منشی نے گھبراکر محمد خلیل الدین خان ہموطن سے رجوع کی بہزار خرابی نصف زر تمسک پر تصفیہ پایا عطاء اللہ خان نے اپنے حق السعی مین پچاس ہزار لیے بیس ہزار بواسطہ لکھنؤ کو دیکر آئے تھے اس عرصہ مین سرکار شاہی سے اونکی نارسائی اور عدم حصول مطلب کی متواتر شکایت سرکار مین گئی اور منظور ہوا کہ انپر بعلت زر امانت سرکار سوپریم کورٹ مین نالش ہوجاے جب منشی جی کو یہ خبر پہونچی مضطر ہوکر مع بقیہ زر امانت سرکار عظیم آباد پٹنہ چلے آئے نالش و گرفتاری عدالت سے بچے مگر بردہ دری بہت ہوگئی لطیفہ یہ ہے کہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کو اونکی گرفتاری کا بھیجا جواب آیا کہ ہمین بہت تعجب ہوتا ہے تحریر حال ایسے امور سے اور بہت بعید ہے کہ ہم ایلچی شاہی کو گرفتار کرین یہ امر ابتدا سے مفہوم ہوا ہے جب ایسے اہلکار رہینگے ایسا ہی ہوگا۔

نواب منتظم الدولہ کانپور مین منتظر طلب شقہ شاہی تھے پہلے یہ خیال تھا کہ اعتماد الدولہ میری وکالت کرینگے یہ خبر نہ تھی کہ خود ہوجائینگے بہرکیف شقہ طلب بھیجا لکھنؤ آسے

شرف ملازمت حاصل ہوئی تکا اہکاران کین سلطنت و ترقی صاحبات محلات معلی اور
ہر ایک کا ہر ایک سے خلاف ہونا اور غفلت دیکھکر بہت حیران ہوئے کہ من درجہ خیالیم
فلک در چہ خیال اور اپنے دشمنوں کا تقرب نواب سے دیکھکر چارہ کچھہ نہ دیکھا سوا اسکے
کہ پھر مراجعت کر جائین وگرنہ ان سب کے ساتھہ میری بات و اعتماد جو گورنمنٹ مین ہے جاتا رہیگا
اور یہ سب مثل حباب بر آب بہت جلد بہہ جائینگے ہر چند نواب نے بسماجت کہا کہ امر نیابت
بحکم بیگم صاحبہ و بادشاہ ہو گیا ہے مین اسکا عذر کیا کرون مگر میری نیابت مین کارفرمائی کیجیے
اور مجھے اوسیطرح سمجھیے منتظم الدولہ کب قبول کرتے تھے اور یہ دماغ تھا کہ اونکے نائب ہو کر
رہتے صاحب رزیڈنٹ سے ملاقات کر کے فرخ آباد پھر چلے گئے اور خدا پر توکل
کر کے بامید انشاء اللہ رہے +

خلاصہ مجموع یہ اس اساس رجبت یا وری اقبال معتمد الدولہ ہوئی جاگتے او ہوشیار
جاگتے اور سوتے مین بڑا فرق ہے یعنی وجہ رس سے بڑا تفاوت ہے پہلے معتمد الدولہ
بازپرس شاہی سے خائف ہو کر بدل متمنی تھے کہ فقط اپنی جان و عزت سے اس شہر سے
چلا جاؤن جو اہلکاران کا یہ حال دیکھا وہ روپیہ جواہر جو عطیہ شاہی ہوا تھا اوسے
اپنا سپر جان و مال کیا ہر طرح سے راہ نجات از غیب پیدا ہوتی چلی چنانچہ انکی سخاوت
ارکان دولت کی تنگ چشمی ان سب کو دشمن جانی اونکے دوست نہانی ہو گئے ع
زر بر سر فولاد نہی نرم شود + یہی کام آیا +

بھیجنا گھوڑے کا بہدیہ بادشاہ حضور شاہ جم جاہ لندن سے

سبب اس ہدیہ کے آنے کا یہ ہوا کہ مولوی خلیل الدین خان بعلم نے اپنی سفارت مین
بہت سے کار نمایان خیر خواہی سرکارین کے کیے جو موجب رسوخ خیر خواہی سرکار شاہی ہوا
از انجملہ حضرت خلد مکان کو باخفا لکھا کہ اگر آپ سے اور شاہ جم جاہ لندن سے اودہ رسم
ارسال ہدایا و تحریر محبت نامہ ہو جائے غالب ہو کہ بہت سی مطلب برآری و لی ذمنت
اور بسہولت متصور ہو سکے گی اور حکام کو بھی اس وسیلے سے لحاظ و پاس آپکا رہیگا مگر اس
ہدیہ کے ساتھہ ایک فرمان اس مضمون کا بنام فدوی آوے کہ زنہار اسکا افشا کسی سے نہو

والا مجرم ہو گئے چنانچہ خلد مکان نے اسے تحسین سمجھا ایک مسہری طلائی بہت پر تکلف اور لکھنؤ کی مغرق لگی ہوئی اور ایک تلوار ولایتی جسے نواب آصف الدولہ مرحوم نے پچاس ہزار روپیہ کو خرید اتھا اوسکا قبضہ مرصع کار ڈاب کمر بہت بھاری اور بعض اسباب تحفہ اور پیٹی تلوار کی جسمین ہزار ہا کا جواہر نصب کیا تھا مع محبت نامہ شاہی باخفا کلکتہ بھیجا وہان سے باخفا معرفت تاجران نامی کلکتہ روانہ ولایت ہوا بسلامت بادشاہ تک گذرا اوسکے ہدیہ بے تکلف و بے منت سمجھکر قبول کیا اور جواب محبت نامہ بکمال تہذیب از آداب و القاب عبارت شوقیہ عنایت ہوا اور آخر مضمون یہ تھا کہ تم سب طرح سے اپنے ممالک محروسہ مین مالک و مختار ہوا ور ایک گھوڑا ولایتی خانہ زادان شاہی سے جسکی قیمت ولایت مین کئی ہزار روپیہ کی تھی مع زین طلائی دامنی مغرق جوڑی تمنچہ قتور کار طلا اور کئی بندوق ساز طلا اور کئی گھڑیان مع زنجیر جواہر نگار مجموع مالیت سب لاکھ روپیہ کی معرفت نواب گورنر جنرل بہادر کلکتے سے پہونچا اوسوقت حسب الحکم نواب محتشم الیہ ہارن ٹن صاحب بہادر ممبر اول سوپریم کونسل نے محمد خلیل الدین خان سفیر شاہی سے کہا یہ کام فقط تمھارا ہے خان موصوف نے اپنے بچاؤ کیواسطے وہ شقہ شاہی دکھایا کہ مین اس تحریر اخفا سے آپسے عرض نکر سکتا بعد اسکے حکم کیا کہ یہ ہدیہ معرفت رزیڈنٹ بادشاہ کو پہونچیگا تم بھی آکے استقبال و سلامی کو لکھنؤ اور سرکار سے بھی تحریر جائیگی +

اتفاقاً یہ ہدیہ عالی اوسوقت پہونچا کہ حضرت خلد مکان انتقال کر چکے تھے معتمد الدولہ مقید اعتماد الدولہ منسوب تھے نواب گورنر جنرل نے پھر اس ہدیہ کیواسطے ولایت لکھا حکم آیا اوسکے جانشین کو بھیجدو چنانچہ رکٹس صاحب گھوڑا مع ہدیہ بڑے تکلف سے لائے سلامی توپ کی ہوئی میر منشی میر غلام حسین فرمان شاہی کشتی نقرہ مین سر پر رکھے لائے ارکان دولت نے نذر دی بادشاہ اپنا مزید اقبال و احترام سمجھکر بہت خوش ہوئے اور اصلی حقیقت جو تھی اوس سے ناواقف تھے کہتے ہین کہ ایکدفعہ نواب آصف الدولہ نے معلوم نہین کیا تھا ایک عرضی بھیجی تھی اوسکا فقط جواب حسب منزلت وزارت آیا تھا سب ارکان دولت نے اپنی نافہمی سے تجویز کیا کہ یہان سے بھی ہدیہ بھیجنا چاہیے اسکا ذکر اپنے مقام پر آئیگا +

انتقال نواب اعتماد الدولہ اور معزولی جنرل اقبال الدولہ وغیرہ

جب محبت نامہ منظوری نیابت نواب اعتماد الدولہ نواب گورنر جنرل ذی جاہ اٹھی ۱۸۴۲ع
مطابق سی ام شہر شوال ۱۲۵۸ہجری آیا موجب کمال قوت اور انکی دشمنون کے باعث تنزل اور
ادبار کا ہوا فی الحقیقۃ نواب فقط اپنی یاوری اقبال سے ایسے آشوب اجتماع ارکان دولت مین
مخالف پایۂ وزارت پر قائم رہے انکی کریم النفس حلیم الطبع صاف باطن فیق پروری قدرشناسی
کچھ شبہہ نہین ہرچند نواب معتمد الدولہ کی عداوت سے بہت سا بخارات دیرینہ جمع ہوا تھا
مگر اتنی حکومت واختیار مین اوسکو دل سے بھلانا بہتر سمجھے اور مقربان خاص جو خلاف سے تھے
متواتر بادشاہ سے عرض کی کہ یہ نمک حرام سے ملگئے ہین نواب معتمد الدولہ نے جب انکی نہایت نیاز دکھی
دیکھی چاہا کہ چھ لاکھ روپئے انکی خانہ بربادی و غارتگری کا دون مگر اونھون نے اپنی علو ہمت سے
قبول نکیا دونون نے ہمت پر کام فرمایا وہ زمانہ بھی سخاوت کا تھا زمان آخر نہ تھا ایک شب
اعظم علیخان معتمد الدولہ سے چھپا کر اپنے بچاؤ کیواسطے معرفت شیخ خیراتی زر دو معتمد نواب کے
حاضر ہوے نذر دی متمنی رفاقت ہوے مگر نواب نے قبول نکیا کہ تمھاری خلاف اور باعث بدنامی
اور میرے واسطے بھی نامناسب ہے دنیا سے نہ تمھین چین ملیگا اور نہ مجھے اور بہر حال
مجھسے مطمئن رہو اور رخصت کیا +

اس مدت قلیل وزارت مین باوجود بیدخلی اور معطلی کے دشمنون کے ہاتھہ سے نواب کو
کروڑ روپیہ کا محاصل ہوا چنانچہ پچیس لاکھ روپیہ معرفت اپنے منشی کے روانہ دلی کیا اور
جب بائیس لاکھ توفیر وثیقہ بہو بیگم صاحبہ بادشاہ کو ازروے حقیت تجویز نواب گورنر جنرل ملا
وہ نواب کو عنایت کیا اس حساب سے گیارہ لاکھ تم لو ۹ لاکھ استیصال معتمد الدولہ ایک اور
صاحب معلوم کو مرحمت فرمایے چنانچہ اسی شخص معلوم نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک
محمد خلیل الدین خان کلکتے سے لکھنؤ نہ آینگے میری تلوار نہ کاٹ سکیگی اسی جہت سے اونھین
طلب فرمایا تاج الدین حسین خان کنبوہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے لاکھ روپئے نواب کو دیئے
اور بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ نواب نے اسقدر روپیہ جمع کیا ہے بادشاہ نے نواب سے
پوچھا عرض کی غلام نے یہ سب تصدق حضرت سے پیدا کیا بادشاہ اس صداقت سے

بہت خوش ہوی اور اپنی علو ہمت شاہی اور مبدء فیض سے پھر کبھی اسکا ذکر بھی نکیا
برخلاف دوسری سلطنت کے نواب کا دیوان خاص اشرف آباد مین رہتا تھا سات لاکھ
اوسے حاصل ہوا تھا اب اوسکے گھر کا بھی نام ونشان نرہا معلوم نہین وہ روپیہ
کہان گیا اور کیا ہوا +

جب اغیار کے کہنے سننے سے نواب کیطرف سے بادشاہ کو تکدر خاطر اقدس ہوا تو جب
رفاہ اغیار ہوا خوب ملائی چکھی چنانچہ ایکدن نواب وقت عصر حاضر حضور بادشاہ تھے
شاہ منزل مین سب ارکان دولت بھی حاضر تھے اتفاقاً درشٹ انگریز قوم حجام مقرب
بادشاہ مخمور نشہ شراب سے حرکات مسخرگی اپنی بیخودی سے بادشاہ کے سامنے کرتا تھا
بادشاہ نے اقبال الدولہ انجم الدولہ سے ارشاد کیا تم بھی پاس سے ہنسو عرض کی یہ بیخودی سے
ہمین گالی دے بیٹھے گا پھر نواب سے ارشاد کیا اونھون نے کچھ اوسے چھیڑا یہ بھی جواب سخت
دیکر بیٹھا بعد اسکے بادشاہ کنار دریا سوار ہونے کو تشریف لے چلے مقربان خاص بھی چلے
درسٹ نے پہلے دست درازی انجم الدولہ اقبال الدولہ کے شملے پر کی دونون نے گھرکا
بعد اسکے اوسنے نواب کی پگڑی پر ہاتھ بڑھایا نواب نے سر اپنا پیچھے ہٹایا اس سبب سے کان سے
پگڑی گر پڑی خدمتگار نے چاہا کہ انتظام الدولہ سے تلوار لیکر اوسے مارے اونھون نے اوسے
ڈانٹا اور آپ بڑھکر بادشاہ سے یہ کیفیت عرض کی بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو چکے تھے
نواب سامنے آئے گستاخانہ عرض کیا خداوندا ہمارے دربار مین کسی مرد آدمی کو نہ لاتے
یہ لونڈونکا دربار ہوگیا ہے بادشاہ نے باکراہ موںھ پھیر کر فیلبان سے اشارہ کیا داخل
فرح بخش ہوی نظر باحتیاط انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر یہ احوال کہلا بھیجا مسٹر جان لو
لندنی سفیر تھے انہنے نہ فرمایا کہ یہ بسفارش نواب ہے مین نواب درہم و برہم جناب بیگم صاحبہ کی
ڈیوڑھی پر حاضر ہوکر یہ حال تو ہین عرض کرکے مرزا سلیمان شکوہ شاہزادے کے مکان مین
رہتے تھے چلے آئے اور بدل عہدہ وزارت سے ہاتھ اوٹھایا صبح کو بادشاہ فرزند راجہ
رام دیال کو بھیجکر طلب فرمایا نگئے پھر انتظام الدولہ کو بھیجا نہ آئے بعد اسکے آپ تشریف لائے
ہاتھی پر سوار دروازے پر کھڑے رہے انتظام الدولہ پھر گئے نواب کو سمجھا کر لے آئے اسلام علیکم

بادشاہ نے اپنی خواصی مین بٹھا فرح بخش مین لائے خلعت کو حکم ہوا عرض کی کوئی امر خیرخواہی نہین ہوا جسکے صلے مین مستحق سرفرازی ہوتا مگر بسبب اس حرکت ناشایستہ کے منظور خاطر اقدس ہی غلام کو ہرگز منظور نہین یہ عرض کرکے چلے آئے صبر کرکے بیٹھ رہے بیگم صاحبہ کی بھی ڈیوڑھی سے آمد و رفت بہت کم کردی اس توہین و خانہ نشینی نواب سے چیت ہے اہلکاران جرنیلی خوب چمکے راجہ رامدیال کا بھی ٹاٹ مہاجنی اولٹ گیا +

جب یہ کیفیت دربار شاہی کی ہوئی بڑی صاحب نے کمال دلسوزی سے بادشاہ کو دوستانہ سمجھایا کہ ایسی توہین و بیدخلی وزیر منصوب سے خرابی سراسر آپ کی سلطنت کی ہوتی ہی مناسب ہی کہ جسکا کام ہو اوسی سے لینا بہتر ہے اور بدا خلت ناکردہ کارون کی اچھی نہین اور صدر سے بھی یہی تحریر آئی کہ تمہارے کام تمہارے ہاتھہ سے خراب ہوئے جاتی ہین بادشاہ بھی کچھہ متنبہ ہوئے مگر کیا فائدہ پیانہ وزارت لبریز ہو چکا تھا آخر اسی آلام و جانی سے نواب نے ۱۹ تاریخ ماہ شوال ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء انتقال کیا غیرت دار کی جی پہ چوٹ صدمہ عظیم لاعلاج پہونچتا ہے پھر نہین بچتا موجب اپنی وصیت کے ایوان کربلای میر خدا بخش مرحوم مین دفن ہوئے انکا ترکہ تینون بیٹون پر تقسیم ہوا دو بیٹیان دلی مین بختین مسماۃ امراؤ بیگم حاجی بیگم ایک چھوٹی بیٹی مختلف البطن مسماۃ جعفری بیگم مقیم شمس آباد مین ہی لکھنؤ مین انکی شادی میر محمد علی کے ساتھہ ہوئی دیہات زمینداری نہ کوٹھی نہ تجارت ہی ایک سرکاری انکے کارندے بڑے ایماندار ہین اور اون دونون بیٹون پر بڑی مصیبت پڑی اس فساد مین لکھا روپیہ کا گھر لٹ گیا بلکہ اب جعفری بیگم کے محتاج ہوگئے ہین باپ کی قبر بھی فی الجملہ ایک صورت سے ہے +

بعد کئی مہینے کے ایسی باد صرصر چلی کہ ورق جرنیلی بھی بادہ ہوائی ہوکر اوڑگیا بادشاہ کو جنرل بہادر سے ایک سوء ظن ہوا سچ ہی نزدیکان را بیشتر بود حیرانی دریا کے کنارے رہنے مین صورت نجات و عافیت ہی دربار سے موقوف ہوئے بہت سی بین صورت توہین کی ہوئین اونکا لکھنا فضول ہے اب بقول ظفر الدولہ بہادر جو بادشاہ سے عرض کیا صادق آیا خلاصہ اسطرح رفتہ رفتہ یہ جتنا کوڑا دربار مین جمع ہوگیا تھا

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان

Hakim Mehdi Ali Khan.

سبب باد صرصر سے اوڑگیا مجموع سلطنت مدت دس برس ہین پانچ برس برابر نواب روشن الدولہ ہے باقی پانچ برس ہین یہ زنگارنگ زمانہ صبح سے شام تک نہ تھی اور شام سے صبح تک نشان نہ تھا جتنا جلد برپا ہوے اوتنے جلد مٹ گئے ✦

نواب منتظم الدولہ کا وزیر ہونا میڈک صاحب کا آنا معتمد الدولہ کا تباہ ہونا

نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان عجب صاحب اقبال صاحب فہم و فراست دیندار تھے ہندوستانی امرا مین اس سلطنت مین دوسرا نہین ہوا جسکی تعریف حکام عالیشان بھی کرتے ہین بس اونھین تک انکے گھر کا خاتمہ بھی ہوا ابتدای خاندان تو معلوم ہی خلاصہ عداوت نواب معتمد الدولہ سے اتنی نظامت خیرآباد سے قبل از پہونچنے دوسرے ناظم کے کس حسن تدبیر سے ممالک محروسہ شاہی سے شاہجہانپور عملداری سرکار مین اسباب رفقا و ملازمین بسلامت پہونچے فوج شاہی کی گرفتاری سے نبچے وگرنہ کیا عجب تھا بعلت تنخواہ فوج یا کسی اور حیلہ سے قید ہو جاتے اسکے سوا اپنی عاقبت اندیشی سے کئی مہینے پیشتر سے جتنا اسباب تھا سب عملداری سرکار مین بھیج چکے تھے اخبار نویس سرکار کو موافق کر لیا تھا اور جب نواب گورنر جنرل لارڈ ایمہرسٹ صاحب بہادر لکھنو سے شیر کے شکار کو بہرایچ تشریف لائے منتظم الدولہ بعد مارڈالنے امرسنگہ قانونگو کی نظامت پر بھی مامور ہو چکے تھے مشہور ہی کہ اوسیکار خطیر انکے ہاتھ آیا تھا اخبار نویس کو موافق کر کے اوسمین سے ایک کوڑی بھی سرکار مین نہ آئی اسباب فضول اگر نیلام ہوا تھا غرض شفقہ خاص در باب سد سانی اور انتظام و اہتمام نواب محتشم الیہ پہونچا نواب معتمد الدولہ نے چاہا کہ انکے کسیطرح کا سامان نہو سکے نارسا ہونگی شکایت نواب گورنر جنرل آئنگی اوسوقت انکا معزول کرنا سہل ہوگا پایۂ محاسبہ مین دھر جاینگے مگر منتظم الدولہ بھی ہم قوم تھی ولی کو ولی پہچانتا ہے اسی اندیشۂ خیال سے تین لاکھ روپیہ کا اسباب عجب جسقدر لکھنو مین مل سکا منگوا کر بازار اپنے لشکر کا آراستہ کر دیا اور کہا جسقدر نہ بکے گا مین لے لونگا اور فوج سوار و پیادہ توپخانہ کو وردی سے آراستہ کیا اور مدت شکار تک ہمراہ رکاب رہے صاحبان عالیشان و رجملہ ممتاز کو خوب موافق ہر طرح سے کر لیا اور بے منت اپنا عرض حال بھی کیا کہ یہ حالت ضیق و بیتابی مین ہون منصوبے کے ہاتھ سے نواب محتشم الیہ نے کمال قدرشناسی و شفقت سے انھین تقویت

وحفاظت جان و مال کی عنایت فرمائی اور محبت نامہ بادشاہ کو انکی حسن خدمت کا بھیجا
ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد +
جب منتظم الدولہ شاہجہان پور پہونچے ایک مہینے تک محلسرا سے باہر نہ آئے جبتک
جواب عرضی مسئلہ نواب گورنر جنرل کلکتہ سے نہ آیا اوسکے بعد بڑے تزک سواری سے
حکام کی ملاقات کو اور با عزت باطمینان رہنے لگے عشرۂ محرم مین سیاہ پوشی موافق مذہب
کے برپا کی مجالس کیے بہت تکلف سے وہان کے رئیسون سے بسبب خلاف مذہب صورت فساد
ہوئی اس جہت سے برخاستہ خاطر ہوکر فرخ آباد مین دو کوٹھی خریدین وہان جا کر رہے بڑی
عزت وحشمت سے کہ موجب رشک بنا ہر روزگار تھا عملداری سرکار مین انکی توپ سلامی
چلتی تھی گھر پر نوبت بجتی تھی جو صاحب عالیشان اودھر سے ضلاع مغرب یا کوہ پر جاتا تھا
خواہ نخواہ انکا مہمان ہوتا تھا کربلائی محمد مرد ولایتی انکا متوسل تھا ۲۲ لاکھ روپیہ دیکر
کلکتے مین تجارت کو بھیجا انکی بدولت وہ فخر التجار ہوے شاہ نے خطاب دیا فتح علی شاہ
قاچار کو اونھی معرفت کچھ ہدیہ تحفہ بھجوایا تھا شاہ نے ایک گھوڑا مشہور نسل کہلا وغیرہ مع
شقۂ خاص بھیجا پھر اونھون نے اپنی ناموری سمجھکر ایران مین کسی جگہہ پل بنوا دیا بس یہ
لیاقت ناموری کس وزیر اودھ نے پیدا کی تھی لیکن باوصف اس ثروت واقتدار وعزت
دنیا کے روز و شب امید وزارت لکھنؤ رہتے تھے اور ہر طرح کی فکر وجستجو سے غافل نہ تھے
ہزار ہا روپیہ کا صرف اسمین بیجا سمجھتے تھے کئی شخص لکھنؤ مین اونکے اخبار نویس تھے خصوصاً
مرزا وصی علیخان کہ ہر روز اخبار دربار وکردار اہلکار لکھتے تھے اونکے معتمدین خانہ کہتے تھے
کہ مدت امید مین اونھون نے کئی لاکھ روپیہ فکر حضور وزارت مین صرف کیا تھا جب اہلکاران کی
نافہمی وغرور پر دستنتے تھے تاسف کرکے رہ جاتے تھے کہ افسوس ان ناکردہ کارون کی جہت سے
کیسی خرابی اوس گھر کی ہورہی ہے انکے بڑے بھائی مرزا ہادی علیخان بانواب منور الدولہ
کے اونمین صفات ذاتی انسے بہت زیادہ تھے اکثر سمجھاتے تھے کہ تمھین اب اس خیال خام
لکھنؤ سے کیا فائدہ شکر خدا کرو اپنے گوشۂ عافیت مین بحمایت سرکار کس عزت سے بیٹھے ہوے ہو
اسکا جواب دیتے تھے کہ جس گھر کی بدولت ہمارا ایسا گھر بنا ہو وہ گھر اب بگڑا جاتا ہے +

خلاصہ جب بادشاہ اپنے خود کردہ اہلکارون سے تنگ ہوی جانا کہ انسے کسیطرح مقابلہ معتمد الدولہ و درستی اصلاح مقدمات سلطنت نہوسکیگی اپنا نفع اور عیش دنیا مقدم سمجھتے ہین اب نواب منتظم الدولہ کو انتقام معاندین سلطنت کیواسطے بلانا چاہیے کہ انتظام ملکی و مالی کرین اسکی یہ صورت ہوئی کہ میان رجب علی قوال صاحب کمال خیال علم موسیقی مقرب بادشاہ تھے اوھون نے عرضی نواب اپنے پردہ قانون سے خلوت مین گذرانی فرین بدستخط خاص ہوئی نظر باصلاح سلطنت کہ مربُسن جہاندیدہ مستغنی تعلیم یافتہ جنت آرامگاہ مقبول سرکار انسے بہتر کون ہے فرمان شاہی روانہ ہوا نواب ۱۷۔ جمادی الثانی ۱۲۴۹ھ ہجری مطابق ۴۔ نومبر ۱۸۳۳ء داخل لکھنؤ ہوئے شرف ملازمت خلعت وزارت پایا خطاب حضور جنت آرامگاہ عنایت ہوا جو کسی وزیر کو نملا تھا منور الدولہ احمد علیخان کو خلعت جرنیلی ٹیڑھی کوٹھی کچہری وزارت ہوے دوسری کوٹھی اوس سے ملحق باہتمام راجہ بختاور سنگہ بائیس دن مین بخوبی طیار ہوکر آراستہ ہوی نواب میان رجب علی کی اس دستکاریسے بہت خوش ہوی اکثر اپنے دربار مین کہتے تھے مین اس شخص کا احسانمند ہون لیکن سوائے شیرین زبانی کے زرنقد سے وعدہ وفا نہوا بی نیل مقصود ہے بلکہ چند روز مین یہ اونسے مخالف ہونے لگی تھے جب حکم نواب پہلی انکے پاس حاضر ہوکر پھر باریاب سلطانی ہوتے تھے بلے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان نواب معتمد الدولہ یہ سنکے کہتے تھے اگر رجب علی میری یہ خدمت کرتا مین لاکھہ روپیہ دیتا سچ ہے انکی ہمت سے کچھہ دور تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ نواب نے جتنے مقرب بادشاہ تھے مثل ممن محمد بخش خواص وغیرہ ان سبکو اپنی عزت جبری کی بہزار ذلت دربار سے نکلوا دیا تھا رجب علی کو نوشتہ تقرب حد سے تھا اس جہت سے کھٹکا رہتا تھا +

غرض نواب متوجہ انتظام سلطنت ہوی اور حکم صاحبان صدر دربار ہائی معتمد الدولہ ور بسلامت بحفاظت سرکار عملداری سرکار مین جانا معلوم ہوچکا تھا بادشاہ سے پہلے عرض کیا تھا کہ بنیاد ابتدا سے بگڑی ہوئی ہی اسکی اصلاح اور اونکا استیصال جیسا منظور ہی اب مشکل ہی مگر جتنا ممکن ہوگا قصور نہوگا اپنے حسن تدبیر سے +

نواب کو خصوصیت معتمد الدولہ سے مہاراج افتخار الدولہ دیوان سے موافقت نہوئی اگرچہ

انھون نے نواب کو نذر دی چندے بدستور رہے آخر معطل ہو کر خانہ نشین ہوے گھر پر
پھرے گئے اور پر آٹھ لاکھ کا محاسبہ نکالا اور مہاراجہ بالکرشن کو دیوان کیا انسے بہت اچھی
رہے تاج الدین حسین خان کو فرقہ خاص سے منتخب کرکے اپنا مقرب و محرم راز بناکر سفارت
رزیڈنٹی پر مامور کیا اونھون نے خواجہ امامی خان اپنے رفیق قدیم کو اپنا پیشدست کیا +
پہلے نواب ان کامون پر متوجہ ہوے جو باعث نیکنامی اور موجب خوشنودی حکام صدر
تھے چنانچہ اپنی حکمت عملی سے بنای دار الشفاے انگریزی و ہندوستانی کی ڈاکٹر اسٹیونسن کو
اختیار انگریزی مرزا علی اکبر بیٹے حاجی حو غائی کو ہندوستانی +
دوسرا چھاپہ خانہ سلطانی لیتھوگرافک یعنی پتھر کا آرچر صاحب کو دیا پانسو روپیہ دیا کرکے
تیسرے لوہے کی پل کی طیاری کی جو زمان جنت آرامگاہ سے رمنہ مین پڑا ہوا تھا سنکلیر صاحب
کے اہتمام مین دیا جنھین معتمد الدولہ نے حضرت فردوس منزل کی موافقت کی جہت سے نکلوا دیا تھا
مگر نہ بنا کچھ نقصان سرکار ہو کر رہگیا وجہ یہ تھی کہ یہ کام مہندس یعنی انجنیر کا ہی نواب کیا جاتی تھی
چوتھے نہر جدید کا اہتمام گنگا سے لانا اٹھائیس کوس کے فاصلے سے راجہ بختاور سنگہ کو دیا
گرکٹ صاحب بخار نار انتگلی کے اسکے کھدوانے پر مامور ہوے ۶ کار بزینہ نیست بخاری
وہ کیا جانین کام مہندس کا کسواسطے کہ زمین لکھنؤ گنگا سے ۲۳ فٹ بلند ہے پستی سے
بلندی پر پانی کا جاری کرنا مشکل ہے دوسرے چاہیے کہ کنارے دونون طرف کی ہی پشت
ہون تاکہ نہر کا پانی صاف معلوم ہو اور پانی شکل کروی ہے اسطرح کے کنارون کو نہ کاٹی کا اوپھون نے
کنارے سیدھے رکھے پانی خواہ نخواہ کاٹیگا یہ وجہ اسکے نقص کی ہوئی دوسرے چھہ لاکھ روپیہ
راجہ کا اسپر صرف ہوا نواب صاحب نے مجرا ندیا راجہ نے کہا مین نے موافق اپنے اعتقاد کے
گنگاجی کو نذر کیا اٹھائیس ہزار بیگہ زمین زد ہت گئی اور مقام پناہ دزد اور درندون کی ہوگئے
جب میجر ڈیوڈسن صاحب آئے اونھون نے بڑا افسوس کیا اسکے نقص پر بادشاہ کو بھی منظور تھا
کہ اسکی تکمیل ہوجاے مگر نہوئی کئی برس تک دفعین تنخواہ ملی سرکار کا نقصان ہوا +
ایک غریب خانہ بنوایا جسمین اپاہج لولے لنگڑے اندھے زن و مرد رہکر مین سرکار سے
پرورش رہی بلکہ اس خرچ کا نوٹ ہزار روپیہ ماہوار یکا بضمانت رزیڈنٹ کر دیا +

افتخار الدولہ مہاراجہ میوارام

Maharajah Mava Ram.

اسکول انگریزی طلبا اور مشتاق زبان انگریزی کیواسطے باہتمام رزیڈنٹ کیا۔
سب سے امر عمدہ یہ کیا کہ رمنہ موتی محل مین رسدخانہ سلطانی بنوایا کپتان ہربرٹ صاحب
اوسکے مہتمم ہوے مولوی اسمعیل سرگروہ طلبا ہوے ہندوستان مین ایسا رصدخانہ کہان تھا۔
اس عرصہ مین خبر آمد میڈک صاحب بعہدہ رزیڈنٹی گرم ہوئی یہ صاحب از بسکہ عالی دماغ
صاحب منش تھے کانپور سے بڑے جلوس اہتمام سے داخل ہوے بمقام کانپور مین سب کے
شاگرد پیشہ کی وردی طیاری وغیرہ سامان مین کانپور سے لکھنؤ تک چار جگہ خیمہ سامان ضروری
پر تکلف سرکار شاہی سے ہوا جب کانپور سے سوار ہوے حکم شلک سلامی توپ دیا اپنے جلوس
سواری مین دو ترپ ترک سوارون کے لائے التفات حسین خان کو اسقدر پیش لیتے آئے میر منشی
کیا مرزا حسن علی بیگ کو عہدہ نظارت دیا اونھین مرزا سلیمان شکوہ سے لیا کہ جو شخص آداب
دربار شاہی سے واقف ہو۔
خلاصہ نواب منتظم الدولہ نے رحمت گنج تک استقبال کیا بادشاہ نے شہر کے ناکہ تک بڑھکر ہو کر
داخل شہر ہوے طرفین سے طریق ضیافت شب و روز ہوا صاحب بہادر متاہل نہ تھے
اس جہت سے زرد کوٹھی کو اکثر صاحب نے عیش منزل قرار دیا اسی خدمت عیش سے اکثرون کا رسوخ
و فائدہ بھی ہوا سواری دربار شاہی مین بڑے جلوس سے جاتی تھی
کرنل گارڈن صاحب مستوفی سرکار کمپنی صاحب بہادر کے درہم باپ تھے قبل از دا خلہ
صاحب ممدوح لکھنؤ آئے تھے نواب نے اونسے بڑا رسوخ پیدا کیا تھا اونکے ملازمین رسالہ
قدیم کو علاقہ دیا تھا اونکی بی بی بیگم صاحبہ بیٹی کسی نواب گجرات کی تھی حسن باغ رہنے کو دیا
مومنہ تھی بڑی دھوم سے تعزیہ داری عشرہ محرم مین کی تاج الدین حسین خان مہتمم مجلس ہوے
پخت طعام بہت تکلف سے مرثیہ خوانون کو خلعت دوشالے روپے فراخور حال دئیے مگر ان
سب خصوصیات و حسن خدمات پر منتظم الدولہ اور صاحب سے موافقت نہوئی یہانتک کہ ممانعت
صاحب سے نواب کا فقرہ سیحوان احاطہ کوٹھی مین نہ آنے سواری مین چھپانہ لگاوین نواب نے
صاحب سے کہا آپ رزیڈنٹ ہین مین سنے حقہ لا ڈ کمبر صاحب کے سامنے پیا ہے کہا حاکم وقت
کو اپنے وقت کا اختیار ہے اسیطرح سے امور خلاف ہوتے چلے گئے اس حقہ کی تلافی نواب نے

کانپور مین کہے کہ جب میڈک صاحب لارڈ بنٹنک صاحب کیطرف سے بادشاہ کی لینے کو آئے
اتفاقاً اوسوقت بادشاہ خوابگاہ مین تھے نواب سر پر ٹوپی دیے حقہ پیچوان پیتے ٹہل رہے تھے
اہتمام کرتے تھے ایسی صورت سے صاحب سے ملاقات کی اونھین بھی اپنے ساتھ پھرانے لگے
جب بادشاہ پاس جانے لگے مندیل سر پر رکھی حقہ ہاتھ سے چھوڑا اپنی شان و شوکت دکھائی
آخر یہ سب منزہ اقبال معتمد الدولہ ہوے +

خلاصہ بعد کئی مہینے کے مقدمہ معتمد الدولہ کی یہ صورت ہوئی کہ بائیس لاکھ روپیہ جو بابت ضمانت
تنخواہ وغیرہ خزانہ رزیڈنٹی مین جمع تھا او مجموع املاک جسکی تعمیر مین ایک کرور سے زیادہ صرف
ہوا تھا دس لاکھ کو محسوب کر کے مجموع بتیس لاکھ پر فیصلہ ہوا باقی دعوی ستر لاکھ کا خارج ہوا
کسواسطے کہ دو مہینے تیرہ دنکا محاسبہ مواخذہ چاہیے تھا باقی بیشتر کا راضی نامہ حضرت خلد مکان کا
انکے پاس تھا بادشاہ کا بڑے صاحب سے خلاف ہونا معتمد الدولہ سے موافق ہونا کام آیا معتمد الدولہ
نے اسکے سوا بہت کچھ خرچ کیا اپنی جان و مال کو بچایا باقی املاک متوسلین و اقربای نواب خالصہ
سرکار ہوئی مثل املاک اعظم علیخان میر اسد وغیرہ +

بہرحال نواب معتمد الدولہ اپنی یاوری اقبال سے لاکھون خرچ کر کے باعزت بسلامت
بحفاظت فوج سرکار مع نقد و جنس دو کرور روپیہ مع عیال اقربا متوسلین بلا زین لکھنؤ سے
روانہ کانپور ہوے بعد سب کے خود روانہ ہوے جوہی کے میدان مین چند روز خیمہ مین رہے
بعد اسکے گرانٹ صاحب کا بنگلہ بائیس ہزار کو نیلام مین خرید لیا تھا او بٹھ گئے پھر بہت سے
بنگلے گرد و پیش کے مول لیے متوسلین نے بنگلے لیے ایک شہر جدید انکی جہت سے آباد ہو گیا
جب تک جیتے رہے ماہواری پچاس ہزار روپیہ کا خرچ رہا میر اسد خود کہتے تھے کہ چھبیس ہزار
ماہواری کی تنخواہ میرے ہاتھ سے تقسیم ہوتی تھی جتنے صاحب کنپ تھے سب سے ملاقات
و مہمانی ہوا کرتی تھی حکام کے پاس آپ بھی اکثر جایا کرتے تھے جو صاحب ہوا کھانے پہاڑ پر
جایا کرتا تھا خیمہ ہاتھی چھکڑے ساتھ جایا کرتے تھے خوراک اونکی سرکار نواب سے ہوتی تھی حلاصہ
انکے رہنے سے آبادی کانپور کی زیادہ ہو گئی لوگ اپنی نادانی و بیخبری سے کہتے تھے کہ جناب
خانصاحب سرکار عقل نواب تھے فقط محرم راز نواب تھے البتہ چنانچہ جب خانصاحب متوسل نواب

اعتماد الدولہ ہوئے نواب نے ایام قید مین ایک خط بہت طول عبارت کا جو انھین لکھا
جن صاحبون کی نظر سے گذرا ہے خوب جانتے ہین ابتدا سے انتہا تک جو عمل مین آیا اور سے
کس الزام واہی سے تحریر کیا ایسی تحریر کا داخل کتاب کرنا خلاف تہذیب تھا ہان مگر ان
صاحبون سکے اقبال مین کچھ شک نہین اور فی الحقیقۃ خوبی صفات ذاتی نہان ہین کچھ
شک نہین مگر رفتار و کردار موافق طینت نواب کے بمجبوری اختیار کیے تھے ہزار ہا روپیہ خرچ ذاتی کا
دوسرا کون دیتا پہلے نواب منتظم الدولہ کے مقرب خاص تھے پھر نواب کے خاتمے نواب
روشن الدولہ پر ہوا +

نواب منتظم الدولہ نے چاہا کہ اپنی حکمت عملی سے راہ مین عملداری شاہی مین زمیندار قافلہ
نواب کو لوٹ لین اتفاقاً یہ خبر رزیڈنٹ کو پہونچی نواب سے کہا بکمال خشم و غیظ کہ جب تک
عیال نواب کانپور پہونچین تم ہماری پاس حاضر رہو جواب یا مجھپر کسی نے اتہام کیا ہے اگر
ایسا گمان ہے مجھے اجازت دیجیے کہ مین اسکا جا کر بندوبست کرون اور آپکے الزام سے
بچون جب یہ عرض کیا رخصت ہوی اسکا سدباب کیا مگر وار خالی گیا +

غرض جس صبح کو عیال نواب روانہ کانپور ہوے ساری خلقت شہر کوچہ و بام پر براہ
جمع تھی بظاہر فرق اتنا تھا کہ جنکو نواب نے شہر سے نکالا اونکے ساتھ پہرے سرکاری تھے
انکے ساتھ پہرہ انگریزی صاحب معرفت کے نزدیک صورت انتقام دنیا ایک ہے
واللہ عزیز ذوانتقام +

بعد اسکے نواب بعد نصف شب محل سے برآمد ہوکر اپنی عمارات عالیشان کو کس نظر
حسرت سے دیکھکر ہر چہار طرف اپنی ثروت امارت مستعار حکومت دنیای دون کو یاد کر کے
کہنے لگے حقا کہ تو ہی تھی حقیقی دنیا و آخرت ہے معلوم نہین ہین نے اپنی حکومت مین کس دل
دردمند کو دکھایا کہ اسوقت سارا شہر سوتا ہی چین سکے اپنے گھر مین اور مین اپنے وطن با لوقت سے
آوارہ وطن ہوتا ہون فاعتبروا یا اولو الابصار یہ کہکر تنس مین سوار ہوے پہرے انگریزی
ساتھ ہوی جب کانپور گورا بارک سے گذرے ہاتھی پر سوار تھے بارک سے گورے نیچے بیبیان
نکلکر مثل فقرا ٹوپی اوتار کر سوال کرنے لگے نواب نے دونون طرف اشرفیان پھنکین لطیفہ ہذ

کہ اگر نواب دفعتًہ نہ مرجاتے پھر بادشاہ سے عہد و پیمان منصوبی وزارت طی ہو چکا تھا خوانخواہ
پھر لکھنؤ مین آتے یہ زبانی ثقات ہی خبر بازار نہین واہ واہ +

وثائق صاحبات محل اور کثرت مصارف شاہی وغیرہ

حضرت شاہ زمان اپنے عہد سلطنت مین حرکات و افعال شباب جوانی سے کبھی فارغ ہوئے
سال بھر کے عرصے مین ہر نئے محل کو دوسرے پر فوق ہوتا تھا اور ان مصارف عیش و
عشرت اور نذور ائمہ معصومین ع اور رسومات نواحداث ابداعی و عزاداری محرم و ایام چہلم و
طیاری امام باڑہ بارہ امام علیہ السلام اور ان سبکی آراستگی اور پوشاک ہندوستانی و انگریزی اور
فرمایشات شاہی اور اخراجات محلات معلی مین جسقدر زر اندوختہ جنت آرامگاہ کس سلیقہ اور
حسن انتظام سے جمع کیا تھا اور جو مصارف حضرت خلد مکان سے بچ رہا تھا سوائے آمدنی
ممالک محروسہ وہ سب صرف ہو چکا تھا یہانتک کہ بگمان دفینہ خزانۂ عامرہ مین جاروب کشی
بھی ہوئی پس مقابل ان اخراجات لاطائل کے اگر گنج قارون بھی ہوتا تمام ہو جاتا جب قلت
روپے کی ہوئی ظفر الدولہ سے طلب خزانہ دفینہ کیا گیا اور اسکا یقین تھا کہ ہمارے مصارف
بیجا سمجھکر بہادر موصوف نے کہین دفینہ کر دیا ہوگا از راہ خیر خواہی ہمسے دریغ کرتے ہین کسواسطے
کہ فقط بادشاہ کا خرچ ذاتی کرور روپیہ سے کم نہ تھا اور کرور روپیہ کا خرچ سلطنت اور ایک کرور
کئی لاکھ کا ملک نہیں یہ حساب تو عقل سے باہر ہے متواتر طلب فرماکے ایکدن جب بہت
تنگ ہوئے ڈرسٹ حجام انگریز کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ مین بہت بُری طرح سے پیش آونگا بہادر
موصوف اس کلام نامناسب کے کب عادی تھے بمجبوری مستعد مرگ پر ہوکر جواب دیا کہ پیشکر
اوس شخص سے بھیجیے گا جسے کل آپ جیتا پائیگا یہ کہکر اپنے گھر مین گئے سو دۂ الماس یا انگوٹھی
اوسکی اپنے پاس رکھ لی کہ بروقت خلاف اُسے کھا جاؤنگا مگر قضا نہ تھی اور صداقت نمک حلالی
سینہ سپر ہوئی بادشاہ نے بھی تامل کیا فقط دھمکی تھی چنانچہ جب ظفر الدولہ کا انتقال ہوا
حضرت جنت مکان اور ملکۂ آفاق کو بھی ایسا خیال خام دفینہ کا تھا اس خیال سے کہ حضرت
فردوس منزل کوٹھی کوٹھی سے کچھ کم پچاس لاکھ بچا بچایا دیا تھا اس جہت سے یقین تھا کہ
کہین پوشیدہ کیا ہوگا پس چاہا کہ انکا گھر ضبط کرین پہرے پہلے بھیج چکے تھے بہادر موصوف

اپنے فہم سے مجد الدولہ اپنے دوسرے بیٹے کو کہا تھا کہ تم دربار مین رہنا مین جانتا ہون کہ
میرے گھر پر پہرے آئینگے کسواسطے کہ اگر تم گھر مین ہوگے بادشاہ تک نہ پہونچ سکوگے اتفاقاً
جنرل کالفیلڈ صاحب بالاخانہ رزیڈنسی پر وقت صبح ٹہل رہے تھے انکے گھر پر شور وغل دیکھکر
چپراسی سے پوچھا عرض کی ظفر الدولہ مر گئے اونکے گھر پر پہرے بادشاہ نے بھیجے ہین او سیوقت
بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ جو تمھارے گھر کا قدیم خیرخواہ نمک حلال ہوا وسکے عیال کی سزا یہی ہے
یہ سنکر کہلا بھیجا ہمنے اونکے گھر کے انتظام کو پہرے بھیجے ہین بس اس خوف سے انکا گھر ضبط
ہونے سے بچ گیا حالانکہ مدت عمر تک یہ کبھی صاحب رزیڈنٹ سے واقف نہوے تھے مگر اونکو
سب احوال انکا معلوم تھا کہ اس سلطنت مین یہ یکتا ہے +

غرض پہلے وثیقہ نواب ملکہ زمانیہ کا موافق عہد و میثاق ولیعہدی چودہ ہزار ماہوار یکا ہوا
دوسرا نواب تاج محل صاحبہ نواب مخدرہ علیا فی چھہ ہزار ماہواریکا سوای جاگیرات اسکا بیان فرد
تفصیل مین آئیگا جو تھے بادشاہ محل کے بانی مبانی محض اپنے رسوخ کیواسطے نواب منتظم الدولہ
ہوے اونھین اپنی بیٹی کیا آغا محمد اونکی مان کی آشنا کو اپنا مقرب کیا وہ اس محل کے پدر مصنوعی
ہوی انکا بھی چندروز شہر مین فروغ رہا دخل ہو گیا چار لاکھ کے نوٹ اس محل کو وثیقہ کیواسطے
عنایت ہوے باقی اور نہ ملنے پائے تھے کہ رغبت شاہی کم ہوگئی دوسرے محل کا ستارہ چمکا
جب بادشاہ کا انتقال ہوا حضرت فردوس منزل نے باشتی وہ نوٹ لیکر دو ہزار ماہواری کی
تنخواہ مقرر کر دی تھی بعد چند روز کے جب وہ مر گئین تنخواہ ضبط سرکار ہوئی اونکی ماں در گرامی تباہ
و پریشان رہی والد ماجد رہے کربلاے معلی ہوے کئی برس کی مجاورت کے بعد
وہین انتقال کیا +

جواہرات بیش بہا اسباب تحفہ جو ہر محل کو عنایت ہوا اوسکا حساب نہین ظفر الدولہ اکثر
اپنی صحبت مین کہتے تھے کہ اگر نواب معتمد الدولہ وزیر اعظم اور نواب قدسیہ محل حیتی رہتین
ان دونون کے اخراجات سے غالب ہے کہ سلطنت اودھ بک جاتی فضلنا بعضکم علی بعض
بسم اللہ بیگم بنت غریب نواب بادشاہ محل کی پیش خدمتون مین نوکر تھی دفعتہً میل کلی شاہی
اس جانب ہوا انکی ترقی جاہ و حشمت سب سے بڑھکر ہوئی اور انھین پر خاتمہ محلات بھی ہوا

انکا خطاب مخدرۂ زمان مہد علیا بلقیس دوران ملکۂ آفاق قدسیہ سلطان بانو بیگم صاحبہ ہوا
اس سرکار عالیہ مین شرفا و نجبای شہر مرد و زن بہت بمواجب فراخور حال نوکر ہوی ہر ایک
ہر سیلے سے موافق اپنی قسمت کے حد سے زیادہ ہوا آتو جی جو بی بی جنید روزہ مان سنگہ سیدی
کی تھین بہت ہوشیار و جہاندیدہ محل مین اوسکا اختیار کلی ہوا آقا درعلیخان اوسکا چیلہ تھا
داروغۂ ڈیوڑھی ہوا مرزا حسین بیگ جسطرح پہلے نواب تاج محل کے باپ مشہور ہوی تھے اس زمانہ مین
انکے باپ تاجان مشہور ہوی نواب منظفر الدولہ خطاب ملا انکے غرور و نخوت اور بانکپن کی کچھہ
انتہا نہ تھی بہار علیخان نواب ناظر ہوے جب تاج الدین حسین خان اور انسے فساد ہوا تو قوت علیخان
ہوے ان سبکی متوسلین اور اہلکارون کا بڑا زور و شور ہوا اگر ان سبکی سرگذشت حقیقت حال
لکھی جای ایک کتاب ہو جای بیگم صاحبہ کے ہر کارخانہ مین لوٹیرے جمع ہوی تھے خوب لوٹتی تھی
مگر جسطرح ہر ایک کا نشو و نما ہوا اوسیطرح ایک ہوا کے جھونکے سے جڑ پیڑ سے اوکھڑ کر جاتی رہے
فی الحقیقۃ بادشاہ کو محل موصوفہ سے ایک حالت تعشق و بیخودی ہوگئی تھی انکا وثیقہ بھی سب سے
زیادہ منظور تھا چنانچہ بیس لاکھہ داخل خزانۂ رزیڈنٹی ہو چکے تھے اور بیس ہزار ماہوار اسکا وثیقہ
منظور تھا اس عرصہ مین اجل نے امان ندی وہ روپیہ سرکار مین پھر آیا کچھہ کم چار برس کے عرصہ مین
چار کرور روپے سے زیادہ خرچ ہوا تھا +

میڈک صاحب کا لکھنؤ سے جانا جنرل لو صاحب کا آنا

القصہ جب صحبت نواب منتظم الدولہ و صاحب رزیڈنٹ بہت بے لطفی سے گذری اور
دیر و تخریب و گرفت ایک دوسرے کے ہوے اس عرصہ مین نواب گورنر جنرل لارڈ ولیم
کونٹینٹنگ بہادر رونق افروز لکھنؤ ہوے نواب نے اپنی حسن رسائی سے موافقت مع نیا کپتان
بنسن صاحب وغیرہ مصاحبان نواب محتشم الیہ سے پیدا کی اور حقیقت حال و عدم التفات
صاحب رزیڈنٹ اور نفسانیت انکی نسبت نواب بخوبی کھل گئی مناسب وقت سمجھکر تبدیلی
صاحب ممدوح مکنون خاطر ہوئی صاحب موصوف بھی بہت عالی دماغ نازک مزاج ایام شباب مین
تھے اپنا رہنا خلاف مزاج سمجھکر شدت گرمی مین جس کی نسبت راہ خیرآباد سیتاپور ڈاک مین روانہ ہوے
شملے پہونچے نواب گورنر جنرل مقدمات لکھنؤ اور اصل حقیقت سے واقف ہو چکے تھے صاحب کو

رزیڈنٹی نیپال پر مقرر کیا چنانچہ بعد برسات صاحب بہادر کانپور سے سیدھے نیپال تشریف لیگئے بعد کئی مہینے کے برخاستہ خاطر ہوچکے تھے بعذر ناموافقت آب ہوا روانہ کیمپ ہوئے جب وہانسے پھر کر آئے دوسرے گورنر جنرل بہادر کے سکرٹر اعظم ہوئے۔

کرنل جان لو صاحب بہادر رزیڈنٹ گوالیار تھے حسب الحکم نواب گورنر جنرل لکھنؤ تشریف لائے پہلے کوٹھی دلکشا مین اوترے اوسکی صبح بادشاہ نے استقبال موافق معمول کیا تعارفات قدیم طرفین سے ہوئے صاحب ممدوح مرد سپاہی تھے تکلفات ظاہری جسطرح میڈک صاحب نے اپنی نمایش شان وشوکت کو کیا تھا اوسکو نیز اوسے موقوف کرکے قبل از ورود لکھنؤ اس باب خاص مین ممانعت کردی تھی بعد اسکے یہی دستور معینہ پر صاحب رزیڈنٹ کے داخلہ کا رہا۔

معزولی نواب منتظم الدولہ اور فرخ آباد جانا

نواب منتظم الدولہ اگرچہ گرم وسرد ونشیب وفراز زمانہ حالت غربت اور امارت دونون دیکھ چکے تھے اور اس مدت قلیل اپنی منصوبی مین بہت سے امور سلطنت کے اصلاح اور رونق اور بلند نامی کچھ خزانہ بھی جمع کر دیا تھا لیکن ازبسکہ سن شیخوخت سے حرارت طبعی ونیز عہدے سے بڑھ گئی تھی اپنے غرور حشمت وجاہ اور بیباکی سے الفاظ نامناسب نسبت صاحبات محلات معلے اور جناب بادشاہ بیگم صاحبہ زبان سے جاری ہونے لگے بظاہر خصومت اعتماد الدولہ ہوگئی تھی اور اپنے غرور وثروت سے کسی سے آشتی وموافقت بھی نہوئی اور انکی اور سب سے زیادہ نواب ملکہ زمانیہ سے سب سے زیادہ ناموافقت ہوئی خصوصًا رفتار وکردار وارث علیخان اور فتح علیخان سے سوای بادشاہ محل سے کہ اونھین خود برپا کیا تھا اس جہت سے سب کے سب دری تخریب ہوگئے اسواسطے کہ ہر ایک کی جاگیر بادشاہ کو سمجھا کر ضبط کی تھی پس جب ایسے امور نسبت صاحبات محلات سرزد ہوئے نواب گورنر جنرل کو بھی باعث استعجاب ہوا چنانچہ صاحب رزیڈنٹ کو بہت تصریح سے تحریر فرمایا تھا کہ نواب نے صاحبات محل کو کیون اسقدر ناراض کیا اور سب امر عمدہ یہ تخیلہ مین آیا اور اپنی قدر ومنزلت پر قناعت نکرکے امور عالیہ سلطنت اونکی دماغ مین سماگئی اوسکی صورت یہ ہوئی کہ بادشاہ نے فقط انکی تحریک سے بالمشافہہ جنرل لو صاحب سے بیان کیا ابطال ثبوت مرزا فریدون بخت عرف منا جان کو

ہرچند جنرل صاحب نے اسمین بہت سی جرح کی اور باطن مین فہمایش دوستانہ تھی بادشاہ نے بادشاہ بیگم صاحبہ اور اونکے دباؤ سے اتنا سکوت کیا پس حسب سررشتہ تحقیق وتصدیق خود بادشاہ صدر رپوٹ ہوا اسکا جواب صاف بھی آچکا اس سی غرض باطنی نواب یہ تھی کہ حسب طرح نواب آصف الدولہ مرحوم نے بیٹا مرزا وزیر علیخان کو اپنے نام نامی سے اظہار کیا تھا اور صاحبان صدر نے منظور ومقبول کیا تھا اگر باستصواب سرکارین عالیین سے متبنا ی علی احسانخان پسر محمد علیخان میرے پوتے کی بھی قبول ہوجاوی تو بطریق سہل بے منت انتقال سلطنت میرے خاندان مین ممکن ہوگا دوسری خواہش مستاجری تمام ممالک محروسہ کی بابت سالہا صدر مین کی تھی صاحبان صدر نے منظور نکیا یا رادہ جنت آرامگاہ مستاجری ممالک محروسہ سرکار کمپنی کا تھا وہ ہوا اونھون نے اوسی ارادی سے ازراہ قناعت درخواست خود ملک اودھ کی کی تھی اس سخن کو جو لوگ جانتے ہین جانتے ہین چنانچہ بعد معزولی نواب منتظم الدولہ بادشاہ نے عزل نواب مین بہت سی شکایت نواب گورنر جنرل کو لکھی جنمین اس امر کی بہت شکر گزاری مندرج فرمائی تھی کہ مین بازان عدم منظوری مستاجری ممالک محروسہ کا اپنی ہون وگرنہ اُنکی حکمت عملی سے یہ ملک قلیل بھی میرے قبضۂ اختیار سے جاچکا ہوتا خلاصہ صاحبان اولوالعزم سے وقوع ایسے امور کا مقام تعجب نہین ہے ایسے بہت سی انقلاب شاہجہان آباد مین ہوے ہین اگر واسطہ صاحبان عالیشان نہوتا تو اس سے زیادہ یہان ہوتا۔

غرض جو لوگ اپنی گھات مین منتظر ایسے وقت کے ہو رہے تھے اور نواب کے محرم راز اس تہ کار سے خوب واقف تھے بادشاہ کو انکے اسرار نہانی سے آگاہ کیا اور اپنی خیر خواہی ظاہر کی ان اسباب سی مسند وزارت جھٹ پٹ اولٹ گئی پہلے بادشاہ نے انسے دیوثی اختیار کی اور احکام خلاف نواب شروع کیے ازانجملہ ایکدن نقالان بیباک نے باشارہ بادشاہ اکثر نقلین بطور مضحکہ ومسخرگی روبروی بادشاہ شروع کین ایکدن بادشاہ نے بہت خوشی سے دوشالے کا حکم نقالون کے دینے کا نواب سے فرمایا اونھون نے بہت کم قیمت دیا انھون نے جھلا کے اوس دوشالے کو بادشاہ کے سامنے رکھکر آپس مین کہنے لگے کہ یہ تبرک ہی اس جہت سے اسپر کلمۂ لا الہ الا اللہ لکھا ہوا ہے دوسرے نے کہا

نگہ محمد رسول اللہ نہین لکھا جواب یا کہ یہ حضرت کے زمانے سے پیشتر کا ہے بادشاہ بہت خوش ہوے اور اوسے بدلکر نواب سے بہت بھاری دوشالہ دلوایا خلاصہ ایسے امور سے نواب کی موجب شکستہ دلی کا ہونے لگا اور معتمدین نواب جو تھے اونھون نے صفت منافقی وتمامی اختیار کی تھی چنانچہ ایکدن چاہ پانی ودلکشا مین تھا بعد الفراغ بادشاہ صاحب رزیڈنٹ ایک گاڑی مین مثل قران السعدین برج شرف مین طالع ہوکر چلے اوسوقت تخلیہ مین بالمشافہہ جو کچھ عزل نواب مین منظور خاطر تھا بیان فرمایا گویا اجازت فہوائی بخیال اونکی سفارش جنرل لو صاحب بھی باطنین اونکی سخت گوئی سے تنگ رہتے تھے +

دوسرے دن رات کو نواب ٹیڑھی کوٹھی مین دفعتہً محصور سپاہ سلطانی ہوگئے اوسیوقت دونون خوانین سبحان علیخان و تاج الدین حسین خان حاضر حضور تھا قافی ہوکر دولتخواہی و نمک حلالی اپنی شیرین زبانی سے عرض کرنے لگے مطابق اوسکے احکام سلطانی جاری ہونے لگے +

اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جب ادبار آتا ہے پہلے عقل زائل ہوجاتی ہے جب اکثر امور بادشاہ سے خلاف طریق شاہی و عدل گستری و غفلت و نافہمی کے سرزد ہونے لگے جنرل لو صاحب نے اخبار موحش سنکر معرفت تاج الدین حسین خان سفیر شاہی ایک پرچہ لکھکر بھیجا جسمین بہت سے کلمات سوء ادب نسبت بادشاہ خلاف قانون مندرج تھے کہ ہمین تمھاری اس فہم و فراست و عقل و دانش سے بہت تعجب ہوتا ہی کہ تمسا عقیل و فہیم و مقرب و مدار المہام بادشاہ ہو اور بادشاہ کو ایسے امور ناشایستہ سے سمجھا کر باز نرکھے شاید تم اسکے مآل کار و انجام کو نہین جانتے اگر یہی صورت رہی تو تم مفت بدنام ہوجاؤگے ہم از راہ دوستی تمھین سمجھاتے ہین جب یہ تحریر نواب کو آئی اوسیوقت ایک رقعہ اپنے دستخط خاص سے صاحب کو لکھا کہ آپکا ارشاد سراسر بجا ہے مگر مین ہر طرحسے مجبور ہون ہر طرحکے نشیب و فراز دنیا سے بادشاہ کو سمجھایا اور امورات نامناسب کا انسداد چاہا بادشاہ اپنے کردار ناشایستہ سے ہرگز باز نہین آتے مین کیا کرون فی الحقیقہ ایسا شخص قابل سلطنت کے نہین ہوتا یہ لکھکر جناب خان کو اپنا محرم راز سمجھکر دیا کہ اسے صاحب کو دکھاکر پھر میرے پاس لاؤ

خان والاشان ایسا وقت سند کامل کا خدا سے چاہتے تھے اوسیوقت اپنے گھر سے
ایک ڈولی زنانہ مین سوار ہو کر حاضر حضور شاہی وہ رقعۂ خاص دکھایا اور اپنا رسوخ و
خیر خواہی ثابت کی پس یہ صورت غضب سلطانی کی نواب کیواسطے ہوئی خان والاشان
اس کو وہ کنی اور عرق ریزی کو اپنا وسیلۂ عہدۂ وزارت سمجھے تھے اوسکی صورت یہ ہوئی
کہ بادشاہ نے اوس تحریر جنرل لو صاحب کو اور کلمات سو ادب نسبت اپنے دیکھکر لوگون کے
سمجھانے سے اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا کہ مین اسے روانہ صدر کرونگا صاحب نے خان سے کہا
کہ ہماری تحریر کو کسی حیلہ سے ہمارے پاس لے آؤ جب بادشاہ سے خان نے طلب کی فرمایا
لیجاؤ مگر پھر لے آنا خبردار جب صاحب کے پاس تحریر آئی پھاڑ ڈالی الا خان نے بادشاہ سے
عرض حال کیا بس یہ سنتے ہی آتش غضب سلطانی مشتعل ہوئی کلمات سخت ارشاد فرمائے پھر
بہار علیخان نواب ناظر نواب قدسیہ محل سے خاص دو دولت پر بہت کچھ ہوا تا اینکہ پگڑی سر سے
اوتاری گئی آخر کو حکم شہر بدری کا ہوا کانپور گئے اس صورت سے دونون طرف سے گئے
اسکے سوا دونون خوانین مین جیسی موافقت تھی بعض اسباب سے اوس سے ناموافقت
ہو گئی خان بزرگ نے بادشاہ سے عرض کر دیا تھا کہ ہماری خاص قوم کو حضرت کبھی ارادہ
ایسے عہدۂ جلیلہ کا نفرمائیگا +

نواب منور الدولہ جرنل تھے ہر وقت حاضر حضور رہتے تھے اکثر اونسے فرماتے تھے
کہ تمھارے باپ نے میرا ناک مین دم کر دیا ہے منور الدولہ جب منتظم الدولہ سے کہتے تھے
کہ آپ کی طرف سے بادشاہ بہت بدگمان ہو گئے ہین خدا خیر کرے اب فارغ رہنا چاہیے
اسکا جواب دیتے تھے کہ تم لڑکے ہو اگر بادشاہ مجھے وزارت سے موقوف کر دینگے اونکی
سلطنت بھی مٹ جائیگی بس انھین باتون سے بادشاہ کا انتقال سلطنت ثابت ہوتا ہے
مگر اجل نے بادشاہ کی جلد پردہ پوشی کر دی ورنہ انجام کار کی پہلی تدبیر ہو چکی تھی
خلاصہ وہ صبح روز زوال نواب عجیب و غریب تھی کہ بنگلہ خسخانہ مین نواب تن تنہا
ولایتی آگے رکھے مسند پر بیٹھے تھے اور ہر گھونٹ حیوان سے آہ سوزان درد جگر سے
نکال رہے تھے بہاؤ الدولہ مرزا ابو طالب خان اپنی جگہ متشوش و متوحش منور الدولہ سلح

اونچی بنے بیٹھے تھے رفقا خاص برادر اپنے مقام پر مسلح صاحبات محل مجلسرا مین سراسیمہ
پریشان حال گویا بند زندان مین تھے جو بار سلطانی کو مسدم احکام بادشاہ لاتے تھے لہذا ب
باواز بلند بغضب جواب دیتے تھے بس سبکو یقین ہو گیا تھا کہ بے کشت و خون یہان سے
صورت نجات نہین معلوم ہوتی اس عرصہ مین نواب منورالدولہ نے آکر عرض کی کہ آپ کیون
یہان بیٹھے غم و غصہ کھاتے ہین زنانی سواریان جاتی ہین آپ بھی پردۂ عصمت مین سوار
ہو جایے اوسی صورت سے نواب بسلامت اپنے دولتخانہ چلے آئے بہت تعجب ہے نواب
کے فہم و فراست سے کہ بادشاہ سے ایسے مطمئن ہو گئے تھے کہ اپنا گھر چھوڑ کر اونکا
گھر آباد کیا تھا +

نواب کے گھر پر مفسدون کے بہکانے سے ازراہ تذلیل شہر کے مہاجن قرضخواہ
وغیرہ نے ہجوم کیا اور جانتے تھے کہ بعلت زر قرضہ نسبت خلاف پیش آئین اور الفاظ
رکیک و فحش اپنی زبان سے غل و شور مچا کر کہہ رہے تھے لیکن اگر دشمن قوی ہو تو نگہبان
اوس سے زیادہ قوی ہوتا ہے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نواب بسلامت اپنے گھر
پہونچے ان سب حشرات الارض نے در دولت پر ازراہ دادخواہی ہجوم کیا اوس وقت
رزیڈنٹ نے بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ نواب خیرخواہ اور متوسل سرکارین اور نمک خوار قدیم
سرکار عالی اور صاحب عزت و قدر و منزلت ہین اور سرکار کا مطالبہ واجبی ہو اوسکا ذمہ
نیازمند کا ہے عوام اہل بازار کو ممانعت ہو جاے کہ بطمع کے تقاضاے سخت سے ہاتھ
اوٹھائین غرض بعد از خرابی بصرہ جو کچھ برا بھلا سننا تھا سنکر نجات ملی اسپر بھی مفسدین
حاسدین منافقین نے نواب سے تین لاکھ روپے جعل و جبر بازی سے دھا کر لیے اور
آپسمین رسدی تقسیم کیے جب صورت نجات پائی لیکن جب نواب فرخ آباد جانے لگے
کہتے گئے خدا چاہے تو ہم بھی دو چند اسکا لینگے چنانچہ جب پھر آئے دو چند سے لیا +
بعد ایک مہینے کے فرخ آباد پہونچے مگر باوصف ان سب خرابی اور ذلتون کے دنیا کے
دون سے ہاتھ نہ اوٹھایا پھر مترصد وزارت رہے اور بدستور سابق صرف اخراجات بر خرچی
کرنے لگے چنانچہ ایک عجیب نقل برمحل حسب حال طمع دنیا روبرو نواب گذری کہ کئی برہمن

فرخ آباد مین جو حاجی یا زوار روانہ کربلاے معلی ہوتا تھا خواہ وہان ہو جاتا تھا سرای سے
نواب بلوا کر ہر ایک کو بقدر حال دیا کرتے تھے اتفاقاً حکیم سید یوسف کی بی بی کی ساتھہ
ایک ضعیفہ بھی گئی تھی اوسے بھی زوار اپنے ساتھہ نواب کے گھر لیگئے سبکو نواب اپنے
ہاتھہ سے جو کچھہ دینے لگے اوس ضعیفہ کو بھی پچاس روپئے دینے لگے کہنے لگی مین کیا کرونگی
جب لکھنو سے چلی تھی پانچ ٹکے پیسے میرے آنچل مین بندھے تھے وہ اب تک ویسے بندھے ہین
جس خدا نے یہان تک پہونچایا ہے کیا کربلا تک نہ پہونچائیگا نواب نے متنبہ ہو کر اپنا
موہنہ اوس سے پھیر کر رفقا سے کہا آفرین ہمت پر اس زن پیر کی وای ہمارے حال پر
کیا نفس امارہ شوم ہمارا ہے +

نیابت نواب روشن الدولہ و انتقال نواب قدسیہ محل اور بادشاہ بیگم صاحبہ سے بادشاہ کا ناراض ہونا

۱۲۴۸

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان بہادر عرف مرزا جھو بیٹے نواب اشرف علیخان کے
بعد انتقال حضرت خلد مکان اپنی فضول خرچی اور فی الجملہ جود و ہمت سے پریشان حال
خانہ نشین تھے اور بعسرت بسر کرتے تھے اور دربار شاہی مین بسبب خصومت معتمد الدولہ
اور اونکی خیر خواہ و قرابتی کے ہونے سے بچاتے تھے ہر چند راجہ بختاور سنگھ اپنی ہمت سے
کچھہ خدمت کرتا تھا اور بادشاہ سے کسیکی جرأت انکے واسطے نہو سکتی تھی ہر چند اونھون نے
بھی معتمد الدولہ سے اکثر سمجھا کر کہا تھا کہ اسقدر بے اعتنائی صاحب عالم سے مناسب حال
نہین اسکا انجام کیا آپ نہین جانتے وہ کہتے تھے کہ وہ مجھسے کبھی بدل صاف نہونگے
جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی علو ہمت و نیکنامی سمجھکر انھین بلوا بھیجا اور پانسو
روپئے درماہہ مقرر کر دیا کہ تم میرے پاس آیا کرو بلکہ بدل منظور تھا کہ بادشاہ سے انکی صفائی
کروا کر بدستور سابق بطریق مصاحبت مثل منور الدولہ یہ بھی حاضر رہا کرین مجھے انتظام
کار وبار سے فرصت ملجائیگی البتہ یہ پیشتر مصاحبت مین منور الدولہ سے زیادہ تھے غرض انکی
مساعدت تقدیر سے جب منتظم الدولہ موقوف ہوے بادشاہ نے خان پیر سے باب
وزارت مین پوچھا عرض کی کہ غلام کے نزدیک اس پایۂ عظیم وزارت کا کوئی متحمل نہوسکیگا

نواب روشن الدولہ بہادر

Roushunoodoulah.

سوا روشن الدولہ کے اسکا سبب ظاہر تھا کہ بانی مبانی عزل منتظم الدولہ اخوی مقامی
ہوئے تھے جسطرح بیان کیا گیا روشن الدولہ کا جیسا حال ہی ہم خوب جانتے ہین بس
ہمارے سوا دوسرا کون انکے کاروبار کریگا کہ اسکے سوا دوسری تحریک پیچ وتہ عصمت سے ہوئی جناب
بادشاہ بیگم صاحبہ ذو معرفت امامی بیگم مادر گرامی حسین علیخان اور نواب قدسیہ محل صاحبہ نے
بسبب سفارش آتوجی مختار اور عقل کل محل موصوفہ نے چنانچہ پہلے امتحانا امتزاج بادشاہ کیواسطے
ایک عرضی روشن الدولہ کی وقت شب خلوت مین بادشاہ کو گذرانی بعد ملاحظہ
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے روشنی شمع مین جلا دیا یہ سمجھین کہ خاموشی نیم رضا ہی بعد اسکے
خلوت مین بسواری زنانہ حاضر حضور ہوئے یہ زمانہ آخر منتظم الدولہ سے روشن الدولہ بھی خائف
و ترسان حاضر ہوے تھے +

خلاصہ جب اسطرح سے اسباب جمع ہوے اور اقبال نے بھی یاوری کی روشن الدولہ نے
اپنی جودوہمت سے اندرون و بیرونی کو راضی اور موافق کرلیا حاضر ہوے فقط خلعت
سرفرازی پایا تلافی غبارات دیرینہ کی ہوئی کئی مہینے تک احکام عظام بجا لاتے رہے
آخر بہ شہر جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء خلعت سرفرازی سے بوزارت سرفراز
ہوے حسب دستور جنرل لو صاحب کے پاس نذر کو گئے کمال دردِ دل سے فرمایا ہمین بہت تعجب ہے
کہ تمنے وزرای ماضیہ کا حال بخوبی دیکھا ہے اور چشم دیدہ و دانستہ اس عہدہ مستعار کو
اختیار کیا ہے عرض کی حترا کیا کرتا اب میرا حال خانہ نشینی مین حد سے گذر چکا تھا
نہ سرکار سے کچھ مقرر تھا نہ مال دنیا میرے پاس باقی تھا اور نہ کسی سے قرض مل سکتا تھا
بہر صورت سامنا موت کا تھا مین نے اس خیال سے اختیار کیا کہ اب نواب وزیر اعظم
مشہور ہو کر مرے تو بہتر ہے +

غرض رفتہ رفتہ نواب کا اختیار کلی ہوا اور خزائن صغیر و کبیر کنفوہ محیط دائرہ وزارت
ہوا اور دربار شاہی کی وہی صورت ہوئی جو زمان معتمد الدولہ مین تھی اور حضرات لکھنؤ کا
گھر مورد صحبت خاص و عام ہوا اور ان سبکو بغرابانیہ خیرات و رفیق پروری اور عیش بنگلی بھی رہے
نواب جو گروہ اور تعلیم یافتہ عادی اپنے امورات ماضیہ کے تھے وہی رفتار و کردار سب ہونے لگے +

تاج الدین حسین خان لکھنؤ سے چار لاکھ روپیہ نقد کانپور لائے اپنی املاک مین رہے ازبسکہ اونکے بھی دماغ مین بوی وزارت کا کچھ اثر خام ہو چلا تھا اکثر صاحبان عالیشان سے ملاقات بھی تھی وہ سب روپیہ مہمانی دعوت و تواضعات حکام عظام از راہ خوشامد بامید موہوم اور صرف عزاداری جناب سید الشہدا مین بھی تمام ہوا اور پھر فرخ آباد جاکر نواب منتظم الدولہ سے اپنی صفائی کر کے خلعت سرفرازی لیکر چلے آئے یہ کام انھین صاحبون سے بن پڑا ہے *

سبب انتقال نواب قدسیہ محل صاحبہ مختصر یہ ہے کہ حضرت شاہ زمان کو باوجود حالت تعشق و بیخودی کے اونکی عیاری و کید عظیم سے موافق قران کے راجہ غالب جنگ مہتمم دیوانعام کے کہنے سننے سے کچھ کچھ مظنہ فاسد ملکہ خاطر اقدس ہونے لگا اور مقدمہ حمل مصنوعی قرین صدق ہو گیا اور بہت سی پردہ دری ہونے لگی اس جہت سے بے اعتنائی ظاہری شروع ہوئی چنانچہ بعد انقضای ایام چہلم امام علیہ السلام بیگم صاحبہ بنا بر تفریح طبع موسم برسات مین کوٹھی دلکشا مین تشریف لیگئیں اوسکے بعد وقتفاً بادشاہ باغ مین اپنا مہمان کیا چار دن تک وہان بھی افسردگی رہی طرفین کا غنچہ دل نہ کھلا ایک رات بادشاہ از راہ چشم نمائی باہر بارہ دری مین خواب راحت فرما کے صبح کو بیگم صاحبہ کے پاس تشریف لائے زبان ہزار شکوہ شکایت سے کھلی کہ میری شرط اول ملکات سے بجای بای بسم اللہ یہی تھی جسے حضرت نے منسوخ کیا مین نے عرض کیا تھا کہ اگر اسکے خلاف ہوگا یہ صورت مصحف ہستی سے مٹ جائیگی معلوم ہوا کہ حضرت کی خوشی اسی مین ہے فرمایا ہمنے ایسا کسیکو ثابت قدم نہین دیکھا عرض کی اب حضرت دیکھ لینگے غرض ان باتون سے کبیدہ خاطر ہو کر بادشاہ باہر تشریف لائے بیگم صاحبہ ازبسکہ سخن پرور غیور نازک مزاج تھین پسی ہوئی سنکھیا جو کئی مہینے پیشتر سے اپنے روز بد کیواسطے زیب ہیکل گلو کر رکھا تھا نوشجان فرمایا اوسپر آب شورہ لیمون کا شربت مرگ سمجھکر پیا اوسکے بعد چند دانہ بھونے بھٹے کے کھائے دفعۃً قی خونی آئی اوسمین کئی ٹکڑے کلیجے کے تھے بمجرد اسکے ایک قیامت برپا ہوئی بادشاہ گھبرا کے تشریف لائے بمجرد دیکھنے بادشاہ کے بیگم صاحبہ نے اشک حسرت و یاس کے برسائے بادشاہ نے فرمایا

اے بانوے باوفا آخر تمنے اپنا کام تمام کیا عرض کی جو کہتی تھی وہی دیکھا یہ کہکر رونے لگین
حضرت زیادہ بیقرار ہوئے آخر گھبرا کر بےصبری سے جلد والی کوٹھی جہنہٹ تشریف لیگئے
اوسیوقت لباس سیاہ پہنا اور ترک لذات و راحت و آرام کیا سب ارکان دولت بھی
سیاہ پوش ہوئے دوسرا محرم مصنوعی ہوا +

نواب روشن الدولہ حکیم مرزا علیخان اور اطبای حاذق جمع ہوئے ہزار دن تدبیرین کین
مگر جان نہ بچی [illegible] ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۰ ہجری روز چہارشنبہ مطابق ۱۲ اگست سنہ ۱۸۳۴ ع
چوبیس برس کے سن مین انتقال کیا رات کو جنازہ بڑی دھوم و جلوس شاہی سے اوٹھا
ارکان دولت اقربای شاہی سب سیاہ پوش تھے ملازمین سب خاک بسر تھے باغ جو نمونہ
بہشت تھا ماتم سرا ہو گیا تھا کربلا جو نو تعمیر مین برابر مقام سادات شہدا دفن کیا چہلم تک سب
سیاہ پوش رہے روز سوم بادشاہ مع جرنل لو صاحب بخاطر بادشاہ کربلا تشریف لے گئے
مگر صاحب باہر رواق مین رہے اندر حرم مین ضریح کے پاس نہ گئے پھر روز چہلم فقط بادشاہ
تشریف لیگئے تربت پر فاتحہ پڑھکر بہت روئے باہر خیمے مین آکر تبدیل لباس فرما کر محلسرا
دوسری مین جو پہلوی بارہ دری تھی تشریف لائے جتنا کارخانجات و عملہ تھا سب بدستور
رہا جب صبح کو بادشاہ بیدار ہو کر بیٹھتے تھے عورات ملازمین مرحومہ حاضر ہوتی تھین آتو جی
کچھ باتین دل بہلانے کی کرتی تھین بادشاہ اپنی صحبت ہمدمی یاد کر کے دم بخود رہکر باہر
تشریف لاتے تھے غرض صدمہ عظیم لاحق ہو گیا تھا +

جناب بادشاہ بیگم صاحبہ کا احوال بالاجمال یہ ہے کہ جب بیقراری اور لباس سیاہ کا
حال سنا بمقتضای جوشش محبت مادری بیتاب ہو کر بے لباس سیاہ تشریف لیگئین کلمات
تشفی و ماتم پرسی کے ارشاد فرمائے کہ خدا تجھہ دولہ کو سلامت رکھے ایسی سو عروس تیری
خدمت مین آئینگی بادشاہ ان باتون سے نمک بر جراحت ہوئے اور شکایت عدم
سیاہ پوشی کی فرمائی کہ اگر آپ کو مجھسے محبت دلی ہوتی میری شریک ماتم ہوتین مگر آپ کو
وفات میر فضل علی کا صدمہ کم ہوا تھا اسکا جواب دیا کہ مین لباس ماتم فقط عزاداری جناب
سید الشہدا علیہ السلام کو پہنتی ہون نہ غیر کیواسطے مین خوب جانتی ہون کہ معاندین سلطنت نے

تھین مجھسے منحرف کردیا ہے ان باتون سے بیگم صاحبہ کبیدہ خاطر ہوئین پس
شروع شاہی خلاف یہ ہوئی حریف اور مخبرون نے اسپر بھی لون مرچین لگا کر تیز کرنا
شروع کیا آخر حکم قطعی شاہی ہوا کہ بیگم صاحبہ مکان ملحق بیت السلطنت سے الماس باغ مین
جا کر رہین بیگم صاحبہ نے جواب دیا کہ یہ عطیہ میرے شوہر کا ہے تمھارا عطیہ ہوتا تو مین خالی
کر دیتی پھر بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ پچیس ہزار روپیہ لیجیے اور جس مکان کو پسند کیجیے وہان
جا کر رہیے اسکا جواب یہ دیا کہ جاگیر سلون میرے شوہر کی دی ہوئی ہے وہ مجھے ملے
مین اودھ جاؤن آخر بادشاہ نے جنرل لو صاحب کی وساطت تصفیہ کیا کہ بیگم صاحبہ مع
نقد و جنس یہان سے اودھ جائین اور تنخواہ اونکے واسطے آپ تجویز کرین مین مقرر کر دون
صاحب نے جواب دیا یہ امر خانگی ہے ہمین سواے امور سلطنت کے حکم مداخلت کا نہین ہے

بعد اسکے حکم شاہی سے مزدور رنڈی مرد جتنے عمارت کے تھے کوٹھے پر چڑھکر کلمات
فحش بآواز بلند نسبت جناب موصوفہ کہنے لگے جناب نے سبکو حکم دیا کہ رہنا کوئی ادھر سے
جواب نہ دے اسکے بعد ہنڈیان پُر از کثافت محل مین پھینکنی شروع کین بیگم صاحبہ مجبوری کا
بارہ امام مین جا کر رہین اور دن رات تلاوت قرآن و عبادت خدا مین مشغول رہتی تھین
لونڈیان کثافت کو پانی سے دھو ڈالتی تھین بعد اسکے حسب الحکم شاہی غلام یحیی خان
ظفر الدولہ سمجھانے کو آئے کہ پچیس ہزار روپیہ لیجیے اودھ چلی جایئے فرمایا مجھے تمھاری کہنے کا
اعتبار نہین اگر صاحب رزیڈنٹ اسکے واسطہ ہون اور میری جاگیر مجھے ملے تو البتہ اودھ
جاؤن جب یہ صورت ہوئی اور زبان طعن و تشنیع خلائق حد سے گذری کہ بادشاہ نے
خوب حق مادری ادا کیا بادشاہ برہم ہو کر دولتخانہ قدیم مین تشریف لیگئے کہ جب تک
بیگم صاحبہ نہ جائینگی مین فرح بخش مین نہ آؤنگا ۔

اتفاقاً جنرل لو صاحب بضرورت ملاقات لارڈ کونڈ ش بنٹنک کے کلکتہ جانے لگے بادشاہ نے
اسی باب خاص مین محبت نامہ صاحب جانشین کو دیا کہ حسب مرضی میرے تصفیہ ہو جاے
وہان سے بھی وہی جواب آیا عدم مداخلت کا جو صاحب نے کہا تھا بعد اسکے بادشاہ نے
تنگ آکر غالب جنگ و شیو دین سنگھ کو حکم قطعی دیا کہ بہر صورت تم کسیطرح کا لحاظ نکرنا

ہمارے حکم کو مقدم سمجھکر مکان خالی کروادو پہلے اونھون نے گیارہ ملازمین بیگم صاحبہ کو
مع کشن چند اموودی کے قید کرکے ٹیڑھی کوٹھی بھیجدیا۔

۲۰ ذیحجہ ۱۲۵۰ ہجری مطابق ۱۵ اپریل ۱۸۳۵ء سپاہ شاہی نے مکان بیگمصاحبہ کو گھیر لیا
پانی بند کیا بیگم صاحبہ نے ڈیوڑھی کے خاص برداروںکو حکم طیاری دیا اوردو پٹالن نجیب
جنکی تنخواہ محترم و محتشم دونون جمعدار اجہ سے تنخواہ لیکر نمک حرامی سے کھایا کرتے تھے اوسکا نشان بھی تھا
سپاہ شاہ نے سیڑھیاں دیوار باغ متصل محل بیگمصاحبہ لگا کر بیلداروں سے محل کا کھدوانا
شروع کیا اوسوقت لونڈیون اور عورات محل نے باہر نکل ڈھیلے پتھر مارنا شروع کیے سپاہ
ٹھہر نسکی بھاگی راجہ اور امام علی چیلہ سلطانی مجروح ہوا بیگمصاحبہ باہر سے پھر داخل محل
ہوئین پھر راجہ نے سپاہ کو حکم دیا کہ اب تم سب بیباکانہ محل میں چلے جاؤ اتفاقاً کسی نے
ڈیوڑھی سے بندوق ماری بس دفعتہً طرفین سے گولی چلنے لگی چار حبشنین بیگمصاحبہ کی
اپنے حق نمک سے ادا ہوئین ظالم سنگھ صوبہ دار اور ایک سپاہی فوج شاہی سے اور ایک
مسافر راہ مین مارا گیا اور جو لوگ محل پر چڑھ گئے تھے مجروح ہوے اور کئی آدمی اور لونڈیان
بیگمصاحبہ کی ماری گئین اس جنگ خانگی سے شہر مین ایک تلاطم ہوگیا بازار مین دکانین بند
ہوگئین ایک توپ بھی ڈیوڑھی پر لگائی گئی تھی بیگمصاحبہ بھو کی پیاسی بغرت باغ کیطرف سے
درگاہ حضرت عباس امام مین آئین راجہ سے امان چاہی ملازمین شاہی نے نعش مقتولین کو دریا مین
بہادیا نواب روشن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کی بیگمصاحبہ امان لیکر الماس باغ جانا
چاہتے ہین چنانچہ میانے گاڑی رتھ ڈولی ہینس حسب الحکم روانہ ہوے کوتوال شہر کو حکم ہوا
الماس باغ مین رسد پہونچاؤ بیگم صاحبہ ۲ بجے دن کو مع مناجان اور خواہین ملازمین سے
سوار ہوکر باغ مین تشریف لیگئین عورات زخمی بھی ساتھ تھین بادھو سنگھ مع سوار اور دو کمپنی
تلنگہ اور دلجیت سنگھ ہمراہ سواری تھے عورات پیاس سے بیتاب ہوکر راہ مین پانی مانگتی تھین
دو ساعت گئے رات کو باغ مین سب قافلہ پہونچا وہان نہ روشنی نہ فرش سالہا سال سے جسمین
چراغ نہ جلا ہو مثل خرابہ زندان ہو رہا تھا بیگمصاحبہ مع مناجان بے آب و طعام تمام رات
تکلیف مین رہین اور سب عورات کو اسی حال سے صبح ہوئی بعد بیگمصاحبہ کے تشریف لیجانے کی

حسب الحکم ظفر الدولہ نے جا کر جتنے کوٹھے تھے سب مقفل کر دیئے پھر جھلکڑون پر بار کر کے
جتنا نقد و جنس تھا ہمراہ ملازمین بیگمصاحبہ باغ مین پہونچا دیا اس اسباب کو لیجانے مین
بہت سا گھر والون کے ہاتھ سے بھی تلف ہوا۔

جناب بیگمصاحبہ موافق عادت و رسوم قدیم کے اپنے رسومات بداعی مین مشغول ہوئین
اور باغ جو مثل خرابہ کے ویران مطلق پڑا تھا ہر طرف گلزار ہوگیا غربای شہر مرثیہ خوان
ذاکرین نے ہجوم ہر وسیلہ سے نوکر ہونیکا کیا قریب آٹھ نو ہزار کے سپاہی نوکر ہوے اور فوجین
وردیان ملین صبح و شام قواعد ہونے لگی جنرل فوج میان امام بخش سقے ہوے
نواب ناظر ہیمنت علیخان تھے انکے رفقا اور دسترخوان بہت وسیع تھا باغ کے باہر
دکانون سے بازار آباد ہوگیا تھا۔

غرض جب یہ خبر فوج اور سامان وغیرہ کی بادشاہ کو پہونچی کہلا بھیجا کہ فوج کو برطرف
کردو بیگمصاحبہ نے جواب دیا مین اس جنگل مین رہتی ہون اگر سپاہ حفاظت کو نہوگی لٹ
جاؤنگی پھر شہر مین منادی ہوئی کہ جو بیگمصاحبہ کی نوکری کو جائیگا مجرم سرکار ہوگا اور
فوج شاہی بھی جا کر مقابل باغ پڑی بیگمصاحبہ کی بھی فوج نے نالے پر اونکے مقابل اپنے
مورچے لگائے جب خبر موحش جنرل لو صاحب نے سنی خود مع جیمس پاٹن صاحب میر منشی
سید التفات حسین خان صدق و کذب خبر فوج کو تشریف لیگئے جب کثرت فوج بچشم دیکھی
چار و ناچار مداخلت کرنی پڑی میر منشی کو فہمایش کیواسطے بھیجا کہ آپ فوج کو برطرف کیجیے
بقدر ضرورت رکھ لیجیے اور جو صاحب رزیڈنٹ دربارہ مقرر فرمائین اوسی قبول فرمایئے
اور اگر نمانیے گا تو کمپنی انگریزی آکر بندوبست کرلیگی پھر آپ کے عذر کی بھی شنوائی
نہوگی بیگمصاحبہ نے رو رو کر اپنا سارا دکھڑا بیان کیا کہ محزبان سلطنت میری درپئے تذلیل
ہوے اور بادشاہ نے دیکھو کیا خوب حق پرورش میرا ادا کیا مجھے ابتدا سے اپنا تصفیہ بواسطہ
صاحب رزیڈنٹ منظور تھا اب لاکھ روپیہ ہو تو تنخواہ فوج کو دیکر برطرف کرون اور میری
جاگیر سلون عطیہ میرے شوہر کی مجھے ملجائے وہان جا کر رہون خلاصہ بعد قیل و قال
صاحب رزیڈنٹ نے بحکم صدر لاکھ روپیہ برطرفی فوج کے خزانہ شاہی سے بھجوائی اور

پندرہ ہزار روپیہ مہینا مقرر کیا اور پانسو سپاہی چوکی پہرے کی اجازت دی چنانچہ امداد علی اور خدابخش چوبدار رزیڈنٹی بر طرفی تنخواہ پر مامور ہوے بیگمصاحبہ نے بظاہر سب کی تنخواہ دیکر سمجھا دیا کہ تم سب میرے نوکر ہو اپنے گھر بیٹھے رہو تنخواہ پہونچے جائیگی یہ تجویز محض اس خیال سے کہ روز بد میرے کام آئینگے اور صاحب رزیڈنٹ نے ملازمین شاہی کو حکم قطعی دیا کہ کوئی ملازم بیگمصاحبہ کا مزاحم حال نہو پھر بیگمصاحب نے معرفت مرزا علیخان اپنے وکیل صاحب سے کہلا بھیجا دو لاکھ روپیہ مجھے اور بھجوادو صاحب نے طوعاً و کرہاً لاکھ روپے بھیجنے کا اقرار کیا کہ کل صبح کو لیجانا اوسی رات بادشاہ کا انتقال ہوگیا انا للہ۔

بادشاہ اس مدت قیام باغ مین بیگمصاحبہ کے پاس حالت بیخودی مین پہر رات رہے تشریف لیگئے بیگم صاحبہ نے زبان شکوہ و شکایت کی کھولی بادشاہ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر آئے مفسدون نے دیکھا کہ اگر بادشاہ اور بیگمصاحبہ سے پھر موافقت ہوئی ہمارا کام تمام ہوجائیگا لاچار ہوکر بعض خواص محل سے بطمع زر موافقت پیدا کی کہ مفصل خبر محل کی سنکر بادشاہ سے عرض کیا کرین۔

عروسی آخری بادشاہ

حضرت شاہ زمان کا حال بعد انتقال نواب قدسیہ محل عجب طرح کا ہوگیا تھا کہ ہر وقت پریشان اور بتصور ریلون یوسف جہان گذشتہ کے رہتے تھے اور چاہتے تھے کا شکل کوئی ہم شبیہ اوسکی ملجاے اور مشابہ اوسی کی شکل و شمائل کے ہو مگر غیر ممکن تھا البتہ فی الجملہ تسکین خاطر ہوجاتی اور یہ شعلۂ فراق کچھ بجھ جاتا جتنے زن و مرد خواص تھے اپنے رسوخ کیواسطے شہر مین خاک اوڑانے لگے۔

پہلے بادشاہ کے خیال مین آیا کہ اگر چھوٹی بہن مرحومہ کی جو نواب دولہ کی جورو ہے راضی ہو تو واسمین کہان تک عادت و خواص سگی بہن کے ہونگے اس امر مین بہت سے دلالون نے ہاتھ پانون مارے مگر اوس زن باوفا نے ہرگز مفارقت اپنے شوہر کی قبول نکی یہان تک کہ اوسکے شوہر کو از راہ تنبیہ شہر سے نکال دیا میان گنج بھیجا فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق اوسکی محافظت کو مع بھائی کو ساتھ ہوے کہ کہین بھاگ نہ جائین بعد کئی مہینہ کی

جناب میر سید علی صاحب مرحوم سگے بھائی مجتہد العصر کے نواب کیطرف سے سمجھانے کو
تشریف لیگئے بہزار جد و جہد اجتہاد نواب دولہ سے خلا دلوایا اس عرق ریزی دینی سے جناب
سید مورد عنایات خاقانی ہوے نواب نے بادشاہ سے عرض کیا اس عقدہ مالاینحل کا کھولنا
انھین کا کام تھا وہ زن باوفا بند زندان رہی مگر راضی نہوئی بعد اسکے اپنی خوش نیتی اور
ثابت قدمی سے بھاگ کر کانپور مین اپنے شوہر سے جاملی ؛

اس عرصے مین بہت صاحب حسن و جمال نظر اقدس سے گذرے انمین بعض عزیز مصر
سے بھی تھے اونکی بھی خریداری نہوئی آخر بہزار تجسس و تلاش نواب روشن الدولہ نے
بحر زخار مین اپنی غواصی سے دُر شہوار نکالا یعنی سراج الدولہ بیٹا باقر علیخان کا جو اونکی
سگی بہن سے انکا داماد بھی تھا بادشاہ کو بھی پردہ عصمت سے دکھادیا جنرل کی مان نواب
بی بی کی بڑی مصاحب بادشاہ ہوئی اوکھین بہن فرماتے تھے ؛

جب چار مہینے کئی دن گذرے یہ مدت عدت شرطیہ واسطے عورت کو منتے تھی
شادیہ وعدہ معینہ شاہی ہو عمدہ بیگمصاحبہ مرحومہ کو حکم برطرفی ہوا تنخواہ سب کو ملگئی
مگر آقا قوجی قادر علیخان داروغہ وغیرہ صاحب پول کھلے دیکر نواب کی حمایت سے
بچ رہے مان بیگمصاحبہ کی مع انصاحب بڑے بیٹے مرحومہ کو لیکر اپنے مکان مملوکہ داروغہ
غلام حسین مین گئین یہ بیٹا مرحومہ کا یادگار شوہر قدیم مسمی میر حیدر کا تھا اور دوسرا چھوٹا
بیٹا جو طفولیت مین مرحومہ کی مان کے پاس رہتا تھا عین خروج مین مرگیا میر خدابخش مرحوم کی
کربلا مین رواق جانب جنوب روضہ مقدسہ مین دفن ہوا وہ بہت صاحب نصیب تھا
اسکے بعد یہ سب آفتین سماوی آنے لگین ؛

خلاصہ نواب نے سب سامان نوعروسی شاہی طیار کیا نواب مبارک محل سجای بیگمصاحبہ حکیم
بندہ رضا خان کے سمجھانے سے مہمان محل نواب ہوئین رسم حنابندی موافق رسم زمانہ ہوا
جب روز تولد جناب امیر علیہ السلام ۱۳ رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ع برات ہوئی محفل شاہانہ
آراستہ ہوئی اقربای شاہی ارکان دولت سب حاضر تھے جنرل لو صاحب مع صاحبان عالیشان
و خواتین معظمہ انگلیسیہ شریک محفل تھین صاحب بہادر نے کمال خصوصیت سے بہ نیت خالص

فرق مبارک پر سونے کا اور پھولون کا سہرا باندھا حضرت نے اپنے دست مبارک سے
ایک گلوری پان مغرق بورق پلیٹ مین رکھکر عنایت فرمائی صاحب نے بہت مبلغ لیکر
نوشجان فرمائی خلاصہ یہ صحبت بھی یادگار پیر و جوان ہوئی بعد اسکے بادشاہ سہرا باندھے
داخل محلسرا ہوے دولھن کے پاس بیٹھے جتنے رسوم عرفیہ شادی کی ہین خدا کے فضل سے سرانجام ہوے
بلکہ اس خصوصیت سے پہلی شادی مین نہوی ہون بعد رسومات مع عروس داخل دولتخانہ
قدیم نواب آصف الدولہ ہوے توپ سلامی کی چلی خطاب عروس نواب بادشاہ جہان
ممتاز الدہر ہوا۔

بعد چند روز کے یہ بساط عیش مستعار بھی برہم ہوئی کسواسطے کہ بادشاہ شوخ و شنگ
عاشقانہ معشوقانہ دلربا بانو کے عادی اور طالب تھے وہ گھریلو شرفا کی صاحبزادیون مین
نایاب اور مرحومہ اسکی نسبت جہاندیدہ زمانہ نادیدہ پھر کیونکر رغبت ہوتی اسکے سوا ماد عروس
کی ذہانت و تنگ چشمی امور رکیک عادی اپنے سمدھیانہ عرفیہ کی یہ سب موجب انتشار طبع
خاطر ہمایون کا ہوا انکو سراسر خلاف شان و شوکت شاہی سمجھے غرض بہر صورت یہ شگوفہ
غنچہ تازہ بھی کھل کر ٹھٹھر کر رہگیا مختصر سبب کراہت و ناگواری و عدم عروج ترقی کا یہ ہوا کہ
بادشاہ نے کئی لاکھ روپے اور پینتالیس بدریان دوشالہ و رومال جامہ وار اور بیشقیمتہاے
لباس گرانبہا وغیرہ اپنی ناموری سمجھکر بیگمصاحبہ کو عنایت فرمائین کہ تم بادشاہ کی بی بی ہوئی ہو
اپنے عزیز و اقربا متوسلین و اہل محلہ کو تقسیم کرو وہ بھی کیا یاد کرینگے دولھن نری صاحبزادی
تھی مان کو اختیار تھا اونھون نے اپنی ذہانت طبع سے صرف بیجا سمجھکر بدستور رہنے دیا
کسیکو تقسیم نکیا صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوے اوسکی تقسیم کو پوچھا بیگمصاحبہ کی مان نے اپنی
گرستی سے جواب دیا کہ ہم تمھارا گھر بنانے کو آئے ہین یا مثل اورون کے لٹانے کو یہ سنتے ہی
نعل در آتش ہوے اوٹھکر چلے عروس نے دامن بادشاہ کا پکڑا فرمایا تو کنگلی ہے کیا کسیکو دیگی
باہر تشریف لائے راجہ غالب جنگ مہتمم دیوان عام سے فرمایا راجہ ہمنے ان نئے محل کا
خطاب کنگلا محل دیا راجہ نے اوسی خطاب سے باواز بلند ایک چوبدار سے کہا جلدی
کنگلے محل سے حضرت کا تاج لے آؤ جب سے مشہور خاص و عام یہ خطاب ہو چند روز

وہ عروس ہیں اب خود وہ عبادت خدا میں رہتی ہیں اور متمنی زیارت کربلای معلی ہیں یتیمی مین
سرکار سے پندرہ سو روپیہ مہینا ملتا ہی سراج الدولہ بھائی ہین اونھیں سب طرحکا اختیار ہی

جانا کرنیل ہواکشن صاحب و فریل صاحب مع محمد اسمعیل کا لندن کو بسفارت مع ہدایا شاہ جمجاہ جارج چہارم

اصل بنای ہدایا شاہی کی یہ ہوئی کہ حضرت خلد مکان کو بعض دولتخواہ عاقبت اندیش
مقبول و معتمد سرکارین نے صلاح نیک یہ عرض کی کہ اگر کچھ ہدیہ شاہ جمجاہ جارج چہارم کو معرفت
تجار نامی کلکتہ باخفا لندن جاوے اور ایک کوٹھی سلطانی بطریق تجارت معرفت اونھیں تجار کے
مقرر ہو جسمین پچاس لاکھ روپیہ سرکار کا جمع رہے اور دو جہاز بنام شاہی خریدے ہوں کہ وقتاً فوقتاً آمد و رفت
ولایت کیا کرین اور ہر قسم کا اسباب انگریزی اور فرانشیات مصرف سرکار لایا کرین بعد مصرف سرکار
باقی اسباب کا نیلام ہو جایا کرے پس اس صورت سے چندہی کاروبار سرکار شہرت پائیگا صاحبان
تجار بھی مطمئن ہو جائینگے اور باعث وثوق اعتماد بھی ہوگا اس پردہ مین جو غرض باطنی ہے وہ کسی
پر نہ کھلیگی کسواسطے جو صاحب عہدۂ جلیلہ ہندستان مین آتا ہی محتاج اپنی ترقی و نیکنامی گماشتہ کا
ہوتا ہے اس سبب سے اکثر امور سرکار بسہولت ہو جایا کرینگے چنانچہ یہ امر بہت مطبوع خاطر اقدس
ہوا اس جہت سے کچھ تحائف جسطرح پیشتر بیان کیا باخفا معرفت تجار ولایت حضور شاہ جمجاہ
لندن گذرے اوسکے عوض ایک گھوڑا خاصہ زادان شاہی سے جوڑی طپنچہ قبہ کار طلا کئی
بندوقیں بحکم شاہ کلکتے پہونچین یہان حضرت شاہ زمان سریر آرای سلطنت ہوچکے تھے
بس اسی بنای خاص پر مشیران خاص کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہان سے بھی سفیر انگریزی
و ہندوستانی مع ہدایای گران بہا بہ فراخور شاہان ہو جاوے بڑا نام ہوگا اور پھر بھی صورت
قائم رہیگی تو حصول مطالب بھی غالب ہی بآسانی ظہور مین آئیگی مگر اصل تہ کار نہ سمجھے اور ایک
قرینے سے کیا بلکہ مشیران سابق نے از راہ دولتخواہی یہ بھی عرض کیا تھا کہ سفیر قوم فرنس سے
نہ بھیجیگا اور نہ اسقدر ہدیۂ گران بہا بظاہر بار منت ہو جائیگا کسواسطے کہ پہلے ہدیہ کا
بھیجنا باخفا نواب گورنر جنرل کے ناگوار خاطر ہوچکا ہے مگر مشیران حال سے قول میت کا
کالمیت نہ سمجھے آخر وہی ہوا +

بہرحال تقریباً تیس لاکھ روپی کا سطرحکا اسباب تحفہ نایاب بلکہ کمیاب زنانہ و مردانہ

ہندوستانی طیار ہوکر ہنڈا کوٹھی فرح بخش مین آراستہ ہوکر رکھا گیا اوسکے دیکھنے کو جنرل لو صاحب
مع صاحبان عالیشان و خواتین عظیمہ آئین بعد اسکے کرنل ڈبو صاحب فرح صاحبان خاص سے
فرنل صاحب و لیمی ایل صاحب سفیر ہندوستانی تجویز ہوی مولوی صاحب کو خطاب علمای علام
ماوراء و رقیات ظاہری ایک مہتمم کالج جس سے ترقی رصد خانہ سلطانی اور عمل علم ہئیت کا
ہندوستان مین رواج پاوے اور کتب علمی اور دو گھوڑی خانہ زادان شاہی سے دو ہاتھی کے
بچے بتجویز جنرل لو صاحب کسواسطے کہ بڑا ہاتھی ولایت مین تھا اور دو گینڈے ان سبکی جھولین
مغرق پر تکلف تھین اور سائیسوں و فیلبانوں کی بھی وردی بہت بھاری مغرق ایک گینڈا
کلکتے مین جہاز پر چڑھنے مین پانی مین گرکر مرگیا پھر دوسرا پندرہ ہزار روپیہ کا مول لیا
مع اخیر روانہ ہوا۔

نواب گورنر جنرل موجب تحریر رزیڈنٹ صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹس کو مشروحاً
لکھ چکے تھے کہ یہ ہدیہ گران بہا مع سفیران شاہی بلا استصواب ہمارے روانہ ولایت ہوا ہی لیکن
یہ لکھنا بے اعتنائی سے نواب محتشم الیہ کا خلاف مطلوب ہوا چنانچہ راہ کیپ گوڈ ہوپ قدیم
لندن سے پہونچا پہلے بجہت محصول پرمٹ مین روکا گیا جب چھٹنے نجات پائی سرکار مین
اطلاع ہوئی ممبران کورٹ مذکور نے کہا کہ ہدیہ دوستانہ کم قیمت ہو اور در حقیقت راہ جنس اخلاص
بیش بہا چاہیے اسقدر تحائف لینا بار منت ہو احتمال اسکے تلافی کا بھی ہے لہذا اسکا استرداد
مناسب ہی لیکن جب سفیر شاہی نے وزیر اعظم بوساطت سے منت عرض کیا بعد نصف شب جب
آمد و رفت گاڑیون کی کم ہوئی سفیر شاہی بوساطت وزیر اعظم مع ہدیہ حیوانات حاضر حضور شاہ
ہوے وردی سبکی دیکھکر بہت خوش ہوے اور التماس سفیر شاہی دربارہ پھیر لیجانے حیوانات کو
بجہت مسافت دور و دراز و سفر دریا منظور ہوئی حکم ہوا انھین سے لوا ور سفیر شاہی بخلعت
رخصت ہوی عبث عبث نقصان لگھوکا اور موجب توہین ہوا اسکے سوا آپسمین سفیرون مین
خوب جوتی چلی اور بعض امور سفیر ہندوستانی سے جو انکی بی بی ڈف صاحب کو اپنے ساتھ
لیگئے تھے ایسے خلاف سرزد ہوے کہ باعث مضحکہ ولایت ہوا صاحبان اخبار نے
بہت رنگین کرکے چھاپا۔

خلاصہ کرنل ڈوبو صاحب تو سیدھے اپنی ولایت پہونچے بی بی ڈف سپرد خاک لندن ہوئی
ڈرل صاحب مع ڈاکٹر او شانیر صاحب مہتمم کالج کچھ کتب علمی لیکر سفیر باتمیز روانہ ہندوستان ہوئے
منجملہ ہمراہیان لندن مولوی صاحب ایک بی بی صاحب حسن و جمال بتقاضا خرید لیتے آئے کسواسطے کہ ایسے
تحائف بازاری وہان مل سکتے ہین معلوم نہین لکھنؤ پہونچکر نذر حضرت سے گذرا یا اسکے کیا صورت
ہوئی کسواسطے کہ اکثر بی بی ولایت ملازم بادشاہ تھین غرض جب مولوی صاحب بمبئی
پہونچے ہنوز وصلت محبوبہ جدیدہ سے آغوش گرم نہوئی تھی کہ خاک بمبئی مین چین سے
پانون پھیلا کر سو رہے میم صاحبہ ولایت کو پھر گئین ڈاکٹر کلکتہ پہونچے اتفاقاً یہان بادشاہ
نے انتقال کیا محمد علی شاہ سریر آرای سلطنت ہوئے جب جنرل لو صاحب نے بادشاہ سے
عرض حال کیا حکم ہوا ڈاکٹر صاحب کو سوای تنخواہ دو ہزار روپیہ زاد راہ دیکر رخصت کیجئے کتب کا
کلکتے مین نیلام ہوا سباب جب الہ آباد پہونچا مکرم الدولہ جا کر لے آئے غرض درجۂ تعلیم
تلک درجۂ خیال وہ جتنے خیال خام ہوئے تھے سب مٹ گئے

افسردگی ملال خاطر بادشاہ و انتقال

حضرت شاہ زمان کثرت مخارج و قلت مداخل اور رکن رکین سلطنت وزیر اعظم سے
بوجوہات چند در چند کبیدہ خاطر رہنے لگے یہان تک تنگ ہوئے کہ درپئے انتقام ہوئے
اور اکثر ارشاد و کلام بادشاہ سے نتیجے بہت خلاف پائے جاتے تھے اور خاطر مبارک مین
بہت سے وسوسے خطور کر گئے تھے جسطرح اکثر امرا کو خدشہ گذرتا ہے اس جہت سے کئی
مہینے سے آب و طعام غیر معتمدین کے ہاتھ سے نوش نہ فرماتے تھے بلکہ احتیاطاً خاصہ وغیرہ
پکتا تھا کسواسطے کہ مقدمہ جنت آرامگاہ جیسا مشہور ہے بگوش ہوش یاد تھا اور بعد وفات
نانیہائی نواب قدسیہ محل عیش و آرام دنیا جیسا جی چاہتا تھا جاتا رہا تھا اور اس شادی منحوسہ کو
اپنے واسطے بہت برا سمجھتے تھے اور ادھر صاحبان عزت اپنے حفظ جان و مال کے واسطے اپنی
گھات سے غافل نہ تھے اور ان سب توہمات پر مشروبات اور آب خاصہ محل نواب پر تھا
وہ بھی جانتے تھے جب ہماری عزت پر بن جائیگی ہم بھی قصور نکرینگے اکثر مقربان محل عرض
کرتے تھے کہ حضرت کیون اسقدر تکلیف اوٹھاتے ہین گویا ہمارے زعم مین آپ پر منکشف

ہو چکا ہے یہ خدمت کسی معتمد کے سپرد فرمایئے ارشاد کرتے تھے دشمن کو اپنے سے اطمینان
کرنا بہتر ہے کہ صحبت باقی نہ رہے +
سبب ظاہری علالت مزاج ضعف قوت سقوط اشتہا عارضۂ شباب جوانی تھا اکثر الفاظ
گویا الہام غیبی سے ارشاد فرماتے تھے سامعین حاضرین کو باعث تحیر ہوتا تھا کہ لوگ در پے
ہماری ہلاکت کے ہو رہے ہین انا جی دایہ مہربان دو نو مہربان دھنیا اور ڈولبی یہ خدمت گزار
تھین ایک رفیق احسان حسین خان کہتے تھے کہ ایک رات چار گھڑی رات گئے بادشاہ پیادہ
وغیرہ گھوڑے کی باگ ہاتھ مین لیے نواب کی کوٹھی مین چلے آئے پہلے آمد آمد سے جتنے
حاضر تھے سب جا بجا چھپ گئے تھے مین بھی کنویں کی پٹری مین چھپ گیا نواب نے دروازہ پر
جا کر نذر دکھائی فرمایا مین نہین جانتا مین نے کیا کسیکا کیا ہے جس سے لوگ میرے در پے ہلاکت
ہو رہے ہین ہر چند نواب خلاف دہرسان کلمات تشفی عرض کرتے جاتے تھے بادشاہ وہی
کلمات مکرر فرماتے جاتے تھے اسے سب حاضرین سن رہے تھے اسی حال سے مع گھوڑے
ٹہنے سے کوٹھی مین تشریف لیگئے وہان سامان جشن آراستہ تھا مندر کسبی داروغہ ارباب نشاط
تھے حاضر ہوئی بادشاہ کو بہلا لیا +
اسیطرح سہ روز یکجہ کو جس رات خاتمہ صحبت غیر معمولی ہوتا تھا اور پھر بعد طعام پہلم صحبت شروع
ہوتی تھی اور اس مدت ایام مصاحب مین حضرت جمیع منہیات اپنی تابعی سے باز رہتے تھے
یہ بھی ایک عجیب امر ہے غرض جب ملازمین ولایتی بیبیون کو رخصت کیا فرمایا اب میں ہو گا
اور نہ تم ہمکو دیکھو گی بیبیان دعا دینے لگین مگر متعجب و متحیر تھین فارس صاحب نے جب ابن عاصی سے
بیان کیا مین نے کہا یہ گویا ایک ندائے غیبی ہے اکثر مومن کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے
چنانچہ جب وزد فعات صاحب سے ملاقات ہوئی کہنے لگے وہی ہوا جو تم کہتے تھے +
غرض کئی مہینے سے دربار عام بھی موقوف تھا فقط صاحب رزیڈنٹ سے بضرورت ملاقات
ہوتی تھی مشروبات منہیات بالکل ترک کر دیے تھے ہر چند نواب نے اطبائے حاذق سے
جو نواب سے موافق تھے متواتر عرض کیا حیلہ ہائے شرعی بھی بیان کیے مگر بادشاہ نے
اپنے اعتقاد صحیحہ سے جواب صاف دیا کہ لاشفا فی الحرام ہو یہ بھی چال معتمد الدولہ کی چلتی تھی مگر نہ چلی

خلاصہ روز جمعہ کو پوشاک بدلی بظاہر اوسدن سب طرح سے اچھے تھے شام کو فضل النساخانم نواب کے گھر سے کنٹر مین آب تربز لائے اوسے نوش فرمایا بعد اوسکے کریلے وانبہ مہمان لائی تھین اوسے بھی کھایا کچھ رات گئے آرام کیا بعد اسکے بیدار ہوتے فرمایا مجھے تشعر یرہ معلوم ہوتا ہے رضائی اوڑھا دی نواب حکیم مرزا علیخان وغیرہ پہلے چلے گئے تھے بعد دو ساعت کے حالت بیہوشی رہی بس روح نے مفارقت کی پہلے حاضرین ساکت رہے شبہے سے اوسکے بعد مہری نے نواب سے خبر کی وہ جنرل لو صاحب کو لیکر محل مین آئی بادشاہ کو دیکھا جب یقین ہوا باہر آئے محل مین شور قیامت برپا ہوا ستائیس ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ روز جمعہ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۳۷ء چار گھڑی رات گئے انتقال کیا سہ تاریخ ربیع الثانی روز شنبہ بعد دو پہر اپنی کربلا کی نو تعمیر مین دفن ہوے پہلے تجویز امام باڑہ نجف پہلوی حضرت خلد مکان ہوئی حاضرین نے عرض کیا کہ حین حیات باپ سے کب موافقت تھی اس جہت سے کربلا تجویز ہوئی راجہ بختاور سنگہ نے چاہا کہ مقام ضریح مین قبر کھودین مگر مرزا محمد علی داروغہ کربلا و تعمیر تھے اوںھون نے موافق اصل نقشہ کے رکھی تھی راجہ سے کہا پہلے میرا سر کاٹ لو جب قبر کھودنا اوسکے بعد راجہ نے پشت ضریح کہ وہ مسجد ہے وہان قبر کھودی اور بہتر ہوا کہ مقام ضریح پر جگہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہے وہ خانہ خدا و اہ کسینے اسکا خیال نکیا اقربا بلا زمین ارکان دولت تشییع جنازہ مین تھے ؎

صاحبان صدر بادشاہ کے حرکات نامناسب سے سنتے سنتے تنگ آگئے تھے صاحب رزیڈنٹ نے دوستانہ اکثر سمجھایا اون بدن خرابی بڑھتی چلی گئی اودھر ارکان دولت اسطرح کے جمع ہوے اصلاح پر کون لاتا انھین اسباب سے کچھ عجب نہ تھا کہ حین حیات بادشاہ مین انتقال سلطنت کسی پر ہو جاتا اس عرصہ مین اجل نے پردہ پوشی کر دی اور خود بادشاہ کو بھی یہ توہم ہو گیا تھا افسوس یہ ہے کہ یہ شباب جوانی اور یہ سلطنت اور یہ حال بادشاہ چہبیس برس کے سن مین تخت نشین ہوے تین برس مین انتقال فرمایا بظاہر اہل دنیا بر قضائے عقل و قضائے بر مرمین کچھ کہتے ہین العلم عند اللہ اسکا ثابت کرنی والا کون ہا بعد اوسی اپنا ہونا غنیمت ہوتا ہی واہ ؎

صاحبان رزیڈنٹ مارڈونٹ رکٹس صاحب طامس میڈک صاحب جنرل لو صاحب بہادر

نائب نواب معتمد الدولہ ۲ شہر ۳۳ یوم منتظم الدولہ اعتماد الدولہ وغیرہ چند روزہ نواب روشن الدولہ وہ سال
فوج برطرفی ۳۰ ہزار سوار ۷ ۰ پٹالن تلنگہ و نجیب توپخانہ باقی شاگرد پیشہ تاریخ وفات
از فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق وہ سال تخیر و زحکومت نمودہ شاہ +

نقل وثیقہ صاحبات محل

وثیقہ عہد و میثاق جو فیما بین حضور اقدس و اعلی جناب بادشاہ اودھ اور سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہا معرفت مارڈونٹ رکٹس صاحب بہادر لکھنؤ کے باب مین اوس مبلغ کے جو بادشاہ ممدوح نے بطریق قرض سپرد کیا ہے + ۵ دفعین

دفعہ پہلی مبلغ باسٹھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ سکہ لکھنؤ جو جناب بادشاہ ممدوح نے بطریق قرض دئیے ہین جناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر نے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کیطرف سے لیے ہین +

دفعہ دوسری زر اصل مذکور پر منافع بشرح فیصدی پانچ روپے بموجب اقساط ماہی ماہواری انگریزی خزانہ رزیڈنسی دار السلطنت لکھنؤ سے ملا کریگا +

دفعہ تیسری جمع منافع زر اصل مذکور تین لاکھ بارہ ہزار روپے سالانہ ہوتا ہے یہ مبلغ منافع چار قسط مساوی حسب مقدار معینہ پر ہر ایک یکسان مفصلہ ذیل مادام حیات سال بسال وجہ مین دے کر رسید مہری اونسے لیجائیگی +

نواب ملکہ زمانیہ	نواب تاج محل	نواب مخدرہ علیا سلطان عالیہ	شمشیر صاحب عالم بہادر
[illegible] ماہواری	[illegible] ماہواری	[illegible]	[illegible] ماہواری
سالانہ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

دفعہ چوتھی جب کوئی مشاہرہ داران مذکور سے وارث یا ورثہ چھوڑ کر مر جاوے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو اختیار ہے کہ وجہ مشاہرہ متوفی مذکور ورثہ مذکور کو بدستور دیا کرین یا زر اصل اوسکی وجہ مشاہرہ سے موافق شرح مذکور الصدر کے دیا جاوے +

دفعہ پانچوین اگر احیانا کوئی شخص مشاہرہ دارون سے یا بعد اوسکے اوسکا فرزند رو

جناب بادشاہ ممدوح لاوارث مرجاوین اوس حالت مین وجہ مشاہرہ مذبورہ اختیار جناب شاہ اودھ کو ہوگی
دفعہ چھٹی اگر کوئی شخص مشاہرہ دارون سے قلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر مین ہی تو صاحب رزیڈنٹ
لکھنؤ اوسکا مشاہرہ معینہ وہین پہونچا دین +

دفعہ ساتوین مشاہرہ داران مذکور او مابعد اونکی اولاد جو پہلی بعد اونکے مرنے کی مشاہرہ
پائینگی ہمیشہ مستحق ملاطفت ومحبت خاص کی جانب سرکار کمپنی انگریز بہادر رہینگی اور صاحب رزیڈنٹ
اوس عصر کے لازم ہوگا کہ ہمیشہ نسبت اونکی شرائط تکریم وتعظیم اور جب امر کی ضرورت پڑے
لوازم سعی وامداد اونکے بارہ مین مرعی رکھین +

دفعہ آٹھوین صاحب رزیڈنٹ بجناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر
خلد اللہ ملکہ اور الباب اعلی الارباب کونسل کو درخواست عنایت وثیقہ بمضمون مذکور بعد صدور
مزین مہر ودستخط سے جناب ممدوح کی کرینگے اور وثیقہ مذبورہ لیکر بجناب بادشاہ اودھ حوالہ کرینگے
تحریر فی التاریخ غرہ مارچ سنہ ۱۸۲۵ع مطابق ۲۲ شعبان المعظم سنہ ۱۲۴۲ ہجری +

زبدۂ نوئینان بارگاہ عظیم الشان مشیر خاص
حضور فیض گنجور بادشاہ کیوان بارگاہ انگلستان
اشرف الامرا لارڈ ولیم کونڈش بنٹنک گورنر جنرل
بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی
انگریز بہادر متعلق کشور ہند سنہ ۱۸۳۰ع

جلوس مع ساعت نجومی مرزا رفیع الدین فریدون بخت عرف محمد مہدی منّا جان

جب حضرت خلد منزل نے عین حیات مین ابطال ثبوت مرزا رفیع الدین فریدون بخت
عرف محمد مہدی منا جان بالمشافہہ جنرل لو صاحب سے فرمایا اور جس طرح سے سوال کیا اوسکا
جواب دیا صاحب نے حسب سررشتہ صدر کو رپوٹ کر دیا اور جب حال علالت مزاج اقدس حد سے افزون
دیکھا اوسکا حال لکھا کہ اگر قضای الہی سے ایسا اتفاق ہو ہم متردد ہین کسے مستحق وراثت
سمجھکر تخت نشین کرین جواب آیا کہ اکبر اولاد نواب سعادت علیخان کو تخت نشین کر دینا
اس جہت سے صاحب کے نزدیک سوای مرشد زادۂ آفاق نواب نصیر الدولہ بہادر کوئی
اور میرزا ان فہم مین نہ جچا اگرچہ بظاہر از روی وراثت جدی نواب محسن الدولہ بہادر بھی اسکے
سزاوار تھے شاید مناسب وقت نسمجھے اگر اس کیفیت کو صدر لکھتے تو کیا عجب تھا از روی انصاف
استحقاق وراثت ممکن تھا بلکہ ایک صاحب جلیل القدر نے رزیڈنٹ سے اسی امر خاص مین
پوچھا کہ تم شاخ قریب کو چھوڑ کر بعید پر کیون گئے جواب دیا کہ ایک عالم شباب نصیر الدین حیدر
ہماری دوسری کو کیا کم ہوا تھا کہ دوسرے اہل شباب کو تجویز کرتے اس جہت سے ہمنے
دیدہ و دانستہ مرد سن گرم و سرد جہان دیدہ کو تجویز کیا یہ امور سلطنت ہین مورخ کو آمین جو ہین حیا
سنا ہے چنانچہ ایکدن جنرل لو صاحب ملاقات حضرت خلد منزل سے پھرے ظفر الدولہ کی حجرے
چلے آئے آدمیون کی بھیڑ کو ہٹا دیا فرمایا ہمین صدر سے حکم آیا ہی کہ باب وراثت مین تم قدیم
جو لوگ ہین اونسے بھی پوچھو ہمارے نزدیک تم سے زیادہ قدیم اور خیرخواہ سرکار کون ہے
انھون نے عرض کی کہ میری نزدیک اولاد نواب سعادت علیخان مین سب طرح سی ترجیح نواب
نصیر الدولہ کو ہی کس واسطے کہ وہ اپنے باپ کی بھی وقت مین کاروبار ریاست کر چکے ہین اسوجہ سے
ظفر الدولہ نے وقت جلوس منا جان اپنے حجرے سے باہر قدم نہین رکھا تھا محمد علی شاہ بھی
انھین ایسا ہی سمجھتے تھے انکی ساری اولاد کو ۱۴ چودہ ہزار ماہواری کی تنخواہ کر دی تھی از انجملہ
مفتاح الدولہ کی بھی پانسو کی تنخواہ تھی جو اب وہ نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہین اور لطف
یہ ہے کہ سرکارین سبھی اپنے حق سے محروم رہی +

الغرض نواب روشن الدولہ جنرل لو ڈاکٹر اسٹیون سن جمیس پاٹن صاحب اسسٹنٹ

اول کے بھرے بیلی گارد سے لیکر داخل سرا ہوے پہلے نعش پر گئے ڈاکٹر صاحب نے
رفع شک کو نشتر بھی دیا یقین مرگ ہوا اوسوقت آتاجی نواب روشن الدولہ کا نام لیکر
حالت بیخودی مین بیٹھنے رونے لگی کہ تمھارے آب تربز مین شربت مرگ تھا اونھون نے
جواب دیا کہ تمھارے کرنے مین کچھ تھا اسی عداوت سے انکا گھر منبط سرکار ہوا بعد اسکے
نواب وزیر ظفرالدولہ کو حفاظت وحراست کوٹھون شاہی کی فرما کر اوربجا بجا پہرے بٹھاکر
جیمس ہائن صاحب کو دروازہ نقارخانہ پر چھوڑ کر ریزیڈنسی مین پھر آئے اور بہت تاکید سے
فرمایا کہ بے ہماری اجازت کوئی داخل فرح بخش نہو اور چھٹی پلٹن کیواسطے چھاونی مین لکھی
اور خدا بخش جمعدار کو الماس باغ بیگمصاحبہ کے پاس بھیجا کہ بادشاہ نے انتقال کیا آپ کسیطرح
اپنے مقام سے حرکت نکیجیے کا جیسا مناسب ہے ہمین عمل مین لائینگے اور شکسپیر صاحب اسسٹنٹ دوم
کو مع میر منشی سید التفات حسین خان مع قطعہ تحریر عہدنامہ جدید واسطے مہر کرنے نواب نصیرالدولہ
نارس الملک محمد علیخان بہادر سپہدار جنگ کے پاس بھیجا +

دس بجے رات کو پہلے علیجان داماد شیخ شبن وکیل تحسین علیخان جنھین خطاب قمرالدولہ
ملا تھا ظہیرالدولہ مولوی غلام یحیی خان سفیر شاہی سے حقیقت حال سنا ریاوہ پاشل بادصر
حاضر در دولت ہوے اور عظیم اللہ خان کو خواب غفلت سے جگا کر یہ مژدہ جاندیسنا یا کہ
شکسپیر صاحب مع میر منشی نواب کے استقبال کو آتے ہین پھر یہ خبر ہوئی کہ احسان حسین خان
بیٹے سبحان علیخان کے آتے ہین انکے دبدبہ سے علیجان دوسرے کمرے مین چھپ رہے
فرزند رشید خان نے نذر تہنیت نواب کیطرف سے گذرانی اور اپنی جرب زبانی سے عرض کی
کہ یہ سلطنت حضرت کو مبارک ہو بشرطیکہ وزارت نواب ورکار فرمائی ہمسے دولتخواہون کی
قبول ہو تامل ارشاد کیا انشاء اللہ پھر وہ رخصت ہوکر گئے +

جب کپتان موصوف اور میر منشی نے تہنیت تخت نشینی عرض کی وہ عہدنامہ جدید مہر کو گذرانا
خاص محل سے مہر طلب ہوئی بطیب خاطر بلا اکراہ بے اندیشہ ہوکر بلکہ غنیمت سمجھکر مہرثبت کی مع
فرزند ارجمند مرزا امجد علیخان بہادر اور دونون اونکے صاحبزادے اور عظیم اللہ خان میر امام علی
پیر بخش کو کلتاش صاحب کے ساتھ کمرہ فرح بخش مین آکر بیٹھے جنرل لو صاحب زینے تک

استقبال کرکے لیگئے کلمات تہنیت فرمانے لگے پھر فرمایا آپ دوسرے کمرے مین استراحت فرمایئے جب تک ہم جاکر تخت کو آراستہ کرین۔

اس عرصہ مین خدا بخش جمعدار نے صاحب سے عرض کی کہ بیگم صاحبہ کا قصد مصمم جلد آنے کا ہوچکا ہے مرزا علیخان وکیل بیگم صاحبہ حاضر تھے فرمایا تم جلد جاکر بیگم صاحبہ کو منع کرو کہ آپ ایسا ارادہ نکیجیے اور نواب سے فرمایا تم اسکا انتظام کرو عرض کی مین نے انتظام الدولہ مظفر علیخان اور راجہ بختاور سنگہ کو اسی بندوبست کو بھیجا ہے شاید وہ دوسری راہ سے گئے ہون مرزا علیخان نے بیگم صاحبہ سے عرض کی بتاکید تمام صاحب نے فرمایا ہے آپکا جانا مناسب نہین اور اگر یہی منظور ہو تو آپ صاحب کی کوٹھی مین چلیے اوسوقت سواری مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ کی مکان کے برابر آپہونچی تھی امام بخش سقہ پہلوی سواری مین تھا عرض کی یہ وکیل ہین انہین کا یہ تخم بویا ہوا ہے وکیل بیچارہ بھی مضطر ہوکر پھر آیا۔

فی الحقیقت بیگم صاحبہ کسیطرح سے راضی نہ تھین کہ مین خلاف حکم صاحب کرون لیکن امام بخش سقہ کے بہکانے اور مناجان کی ضد سے مجبور ہوئین اسکی حقیقت یہ ہو کہ جب جمعدار نے حکم بڑے صاحب کا سنایا بیگم صاحبہ بارہ امام کی درگاہ مین بیٹھی ہوئی تھین یہ خبر سنکر چپکی ہو رہین کہ دفعتہً مناجان نے آکر عرض کی بسم اللہ جناب سوار ہون فرمایا آغا خیر ہو یہ حرکت طفلانہ اچھی نہین بڑے صاحب نے کس تاکید سے مجھے منع کیا مین اوسکے خلاف کرون سراسر میری ہی خرابی ہوگی عرض کی بس آپ خود نہین چاہتین کہ ورثہ باپ کا مین پاؤن بہت تعجب ہے باہر سے سقہ نے پکارکر عرض کی حضور یہ ممانعت لفظی ہے جب حضور چلکر تخت پر بٹھا دینگی کوئی دم نہ ماریگا اتنا تامل نفرمایئے بیگم صاحبہ نے گھبراکر استخارہ دیکھا تین بار منع آیا فرمایا آغا اب کسیطرح میرا جانا اچھا نہین اوسنے گستاخی سے ہاتھ پکڑکر اوٹھایا کہ ایسے کار خیر اور حق مین احتیاج استخارہ کیا ہے خدا پر توکل کرکے چلیے مجبور ہوئین دروازہ تک آتی آتے متواتر شگون بد پیش آئے بیگم صاحبہ منع کرتی گئین نہ مانا۔

خلاصہ قریب پہر رات رہے یہ قافلہ تقریباً دو ہزار سپاہی شاگرد پیشہ ملازمین طیار ہوکر مع موہن سنگہ و لالتا پرشاد افسر راجپوت جلوس سواری سے بڑی دھوم دھام

راہ مین شور و غل مچاتے ہوئے چلے راہ مین حسن باغ سے نواب سلطان بہو کو بھی اپنے ساتھ لیا جب اس ہنگامہ سے غل مچاتے دردولت پر آئے پھاٹک آہنی بند تھا جسمین پاٹن صاحب کے پہرون سے موجود تھے منع کیا پھر صاحب نے خدابخش جمعدار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ آپ پھر جایئے الماس باغ کو بیگمصاحبہ نے اوسوقت بھی ارادہ مراجعت کیا مگر مناجان اور سقہ خدا سے پھرا ہوا تھا کب مانتا تھا ہاتھی سے پھاٹک کو گرا کر اوسی طوم طراق سے داخل ہوے پہرے کے تلنگون نے سامنا کیا یورش کی طرفین سے بندوق کے کُندے خوب چلے سرب دون سنگھ چپراسی اور ماکھن سنگھ سردار دونون پاٹن صاحب کی سپر ہوگئے اور صاحب بھی ستون کی آڑ مین ہو جاتے تھے یہ دونون بیہوش ہوگئے صاحب کے کچھ زخم آنکھ پر آیا اگر یہ دونون نہوتے تو البتہ ساری آفت انھین پر آتی اتنے مین سواری بیگمصاحبہ کی نیچلے محلسرا مین گئی وہان روپیٹ کر جلد بارہ دری مین زیر تخت پالکی رکھی گئی قریب صبح صادق مناجان تخت پر بیٹھے سامنے ناچ ہونے لگا انگریزی باندے نے مبارکباد شروع کی شہنا نوازنے دھوم مچائی گرد تخت کے کچھ راہگیر تماشا بین راہ سے ساتھ ہو لیے تھے کچھ ارکان دولت کا اپنی ناواقفیت سے ہجوم ہو گیا تھا بعض نے نذر بھی دی تھی ظفرالدولہ اپنے حجرے سے بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ایک دالان مین دسترخوان آراستہ تھا فاقہ کش ہمراہی کھانے پر گرے ہوے تھے امام بخش سقہ حکمرانی کر رہا تھا جا بجا پہرے بھیج رہا تھا ۔

جنرل لو صاحب نے جب یہ ہنگامہ دیکھا نہر پر زیر درخت آکر کھڑے ہوے نواب روشن الدولہ کو بلایا تم وزیراعظم ہو جا کر بیگمصاحبہ کو سمجھاؤ جب نواب نے یہ بارہ دری آکے بیان کیا کون سنے بلکہ الٹا نسبت خلاف پیش آئے شملہ فرق مبارک سے سباب سمجھکر اوتار لیا کمر سے کسی نے کھڑی نکال لی الفاظ نامناسب کہنے لگے مگر اس گرفتاری مین بھی نواب مستقل رہے اور نیز زجر کرتے چلتے تھے ایک نے چاہا بندوق سے مار ڈالین قادر بخش جمعدار نے بچایا اور کہا ای نامردو کوئی سردار کو مارتا ہے نواب نے پھر اوسے تمندار کیا سبحان علیخان اپنی فطرت جبلی سے اس ہجوم عام مین پگڑی سر سے پھینک کسیکا شملہ رکھ جلد باہر نکلی بینس بھر کر گئے دعا و نکی برکت سے گھر بسلامت پہونچے مظفر حسین خان کچھ رفقا سے بڑی صاحب کی

سواروں کی لین سے چلے جاتے تھے جنرل صاحب حلقۂ سپاہ میں گھرے ہوئے تھے
شملہ سر سے گر پڑا کمر سے پیٹی گر پڑی تھی ایک طرف افضل النسا خانم مہری کا سر منڈ رہا تھا ادھر
کمرے میں نواب نصیر الدولہ بہادر اور ہمراہ رکاب کا سامنا ملک الموت سے ہو رہا تھا
کمرے کے شیشے کے دروازے ہر طرف سے بند تھے حبشی اور سپاہی تلواریں کھینچے باہر
کھڑے چاہتے تھے دروازے توڑ کر داخل ہوں اور نشان سعادت کو مٹا دیں ہر دم ارادہ
خام کر کر رہ جاتے تھے ادھر حالت یاس میں اسیر گھبرا رہی تھی کچھ بن نہ پڑتا تھا اور کلمات
یاس سے اپنے آپ پر تاسف کرتے تھے ہر ایک منہ کو بنظر حسرت سے دیکھ رہا تھا غلام یحییٰ خان
وکیل سلطنت بھاگ کر فرح بخش کے برآمدے سے نیچے کود پڑے دونوں پاؤں میں خوب چوٹ
لگی بہزار خرابی بحجرہ سرکار میں جا کر چھپے +

اس عرصے میں بیگم صاحبہ نے مرزا علیخان وکیل کو بڑے صاحب کے پاس بھیجا کہ میرے پاس
لے آؤ صاحب موصوف مع منشی تن تنہا چوب دستی ہاتھ میں لیے بیگم صاحبہ کے پاس آ کر سمجھایا
بہت کچھ کہ آپ کا پھر جانا مناسب ہے منشی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا صاحب سے کہا بس فہمائش
ہو چکی اب یہ وقت یہاں ٹھہرنے کا نہیں جلد صاحب اوتر آئے اور وکیل کو اپنے ساتھ لے آئے
بعض بیباک الفاظ رکیک سنانے لگے آخر ایک نے گولی ماری صاحب کے گوش ہوش سے چلی گئی
ایک شخص نے تلوار اوٹھائی وکیل نے منع کیا اگر صاحب تمام ہو جاتے تو پھر نہ بارہ دری فرح بخش
کا نشان زمین پر رہتا معلوم نہیں پھر کونسی صورت ہوتی بہزار خرابی وہاں سے نکل کر نہر
نہر پر زیر درخت آ کر کھڑے ہوئے اور کپتان ہیگنس ملازم شاہی کمپنی تلنگہ وضرب توپ سے
زیر بارہ دری آ کر جمی اتفاقاً مصطفےٰ خان رسالدار قندھاری سامنے سے آتے تھے جنرل صاحب
نے بلا کر کہا تم جا کر بیگم صاحبہ سے کہو ۱۵ منٹ کی ہم نے مہلت دی آپ ہمارے پاس چلی آئیے
ورنہ توپ کا نشانہ سمجھیے رسالدار مع وکیل کے گئے عرض کیا بیگم صاحبہ راضی ہوئیں اور مصطفےٰ خان
نے پکار کر کہا کہ صاحب نے ۱۵ منٹ کی مہلت دی ہے ایک شخص نے پہلوے تخت سے پکار کر کہا
کہ خانصاحب وہ مدت غالب ہے قریب تمامی کے ہو آپ پھر جائیے زیادہ مہلت لے آئیے
اور بڑے صاحب کو اپنے ساتھ یہاں لے آئیے بس یہ کہتے تھے کہ دفعتہً کپتان ہیگنس نے

بموجب حکم صاحب زیڈنٹ توپ یاری رسالدار نے دفعتہً مناجان کو اپنی گود مین لیکر تخت سے
اوتار لیا اور جو اجل گرفتہ وہین کھڑے رہے اور قبل از فیر توپ جب حقانی بارہ دری میں دیکھا
آپس مین کہنے لگے یہ توپین شلک سلامی کو آئی ہین مناجان کمر مین ولایتی لگائے ہاتھ مین
چھوٹی بندوق لیے تخت سے ہر طرف بغضب دیکھ رہا تھا حکم کیا بارہ دری کے پردے جو بائین
باغ کیطرف ہین اونچا باندھو یا چھوڑے توپ کے چلے کہ بارہ دری رشک جاندماری ہوئی
اور دھوان سمٹ کر اندھیرا ہو گیا تلنگے باہر سے سیڑھیان لگا کر چڑھ آئے سبکو زیر باڑھ دھر لیا
پھر تو مجروح پر مجروح مقتول پر مقتول ہر طرف گر رہا تھا مصطفی خان زیر تخت حق نمک ادا
کر گئے موہن سنگہ لالتا پرشاد راجپوت بیگمصاحبہ کے کام آئے ڈولہ نو یا بھانڈ کا بیٹیا سامنے
ناچ رہا تھا نشانہ اجل ہوا بہت سے سپاہی بیگمصاحبہ کے جان سے گئے بارہ دری کی دونون
طرف زینون سے سیل خون جاری تہا سرکار کے دو تلنگے زخمی ہوئے ایک مارا گیا بیگمصاحب
اوسوقت بینس سے نکل آئین برگیڈیر جانسن صاحب کے حوالدار نے اپنی کمر کے جال سے مناجان کا
بازو باندھ لیا کسینے سر سے تاج لیا بہزار ذلت کشان کشان ہجوم خلائق سے پیادہ تلنگون کے
بیچ مین اہتمام کرتے ہوے چلے راجہ بختاور سنگہ نے اسی کشاکش مین جھنڈا اپنی نمایش سے غرض
اور بیخیر خواہی سے مناجان کے سر مین ایک ہول ماری یہ حرکت ناشایستہ و بیمحل سب پر
ناگوار گذری میر منشی کہتے تھے مین جب راجہ کو دیکھتا ہون وہ وقت مجھے یاد آتا ہے اشراف سے
ایسی حرکت نہین ہوتی حالانکہ راجہ بھی اشراف تھا غرضکہ پیچھے مناجان کے بینس بیگمصاحبہ کی
احاطہ رزیڈنٹی زرد کوٹھی ڈاکٹر صاحب مین اوتار اگر دیے ہو گئے زیور جواہر وغیرہ جو بیگمصاحبہ
کی تیاری مین بینس مین تھا جاتا رہا سلطان بہو بیگم صاحبہ گھبرا کر بینس سے باہر نکل بڑی بھتین
بارہ دری کے پردے سے مثل گیند کے نیچے چلی آئین ایک شخص نے اپنی گود مین اوتار لیا
پھر بینس مین سوار ہوئین موجب حکم صاحب بسلامت اپنے حسن باغ مین چلی آئین تخت شاہی
کے نگینہ جواہر تیر چاندی کے تلنگوان نے سنگین سے توڑ کر تہ سدان بھر لیے جتنا شیشہ آلات
بارہ دری مین تھا چھرون سے چور ہو کر فرش ہو گیا زخمی مقتول کی نعش کو کھینچکر دریا مین
بہا دیا اہل اخبار انگریزی نے خصوصاً آگرہ اخبار مین مثل ماندمی اڈیٹر نے مفصل احوال اسکا لکھا ہے

تلنگون نے چاندی کے تخت کے پتر توڑ کر اکثر کھیت مین گاڑ دیے تھے جب آپس مین جھگڑا کرنے لگے ضبط سرکار ہوا +

جب بارہ دری مین یہ ہنگامۂ محشر برپا ہوا سپاہی جو محیط کمرہ فرح بخش تھے چاہا کہ دروازہ توڑ کر داخل ہو کر نیر سلطنت کو خون شہادت مین غروب کرین دور سے جنرل لو صاحب دوڑ کر آئے فرمایا یہ کیا حرام ابھی تک باقی ہین توپ جلد لاؤ یہ سنتے ہی سب بھاگے جنرل صاحب نے بادشاہ کے پاس جا کر تہنیت سلطنت فرمائی کہ یہ سلطنت خداداد حضور کو مبارک ہو کانٹا جو گلشن سلطنت مین آپڑا تھا ہم دولتخواہون کے تردد سے جڑ سے اکھاڑ ڈالا گیا اب دونون لونڈی غلام حاضر ہین جو انکی حق مین ارشاد ہو فرمایا تمھاری حفاظت مین ہین انتظام الدولہ مظفر علیخان کو اوسیوقت حکم ہوا الماس باغ جا کر طالیقہ بیگمصاحبہ کرین مظفر حسین خان بھی ساتھ گئے وہان سب کوٹھون کو مقفل کر دیا جب باہر آئے میمنت علیخان نواب ناظر کو قید کر کے لیچلے مظفر حسین خان نے اپنے ہاتھی پر بٹھا لیا پھر انھین کی قید مین بہ آرام شاید جنت مکان کے عہد دولت مین قید سے چھوٹے محتاج ہو کر مر گئے مظفر حسین خان نے اپنے حق دوستی سے قصور نکیا بیگمصاحبہ کیوقت مین انکا بھی دسترخوان وسیع تھا مرغ بھی اور گھوڑے کا شوق بہت تھا +

الغرض جب بیگمصاحبہ مع مناجان اس ذلت سے داخل کوٹھی ہوئین مناجان کے بازو مین ریزہ جھاڑ لگا تھا زخمی ہو کر خون آستین مین بھر گیا تھا ہر شخص تماشائے قدرت کا ملاحظہ کر رہا تھا پانی پینے کو مانگا سقہ حاضر ہوا اونھون نے اپنے کف دست سے پیا بیگمصاحبہ بھی بہت پیاسی ہوئین منو خان چپراسی پانی کورے آبخورے مین لا یا دیا رونے لگا بیگمصاحبہ نے جانا ہماری حال پر روتا ہے انگوٹھی الماس کی اپنے ہاتھ سے آبخورے مین ڈالکر دی وہ کہتا تھا مین نے پانسو روپیہ کو اوسے بیچا +

جب دو دن اس حال سے گذرے اور فوج کانپور سے ہر پانچ کوس پر ٹھہری بعد نصف شب بیگمصاحبہ افضل محل مناجان اور بواجی خواص دو فینس مین سوار ہوئین دو کمپنی تلنگہ آگے اور پیچھے اور ترکسوار مع افسر جنرل لو صاحب افسرون کو تاکید سمجھاتے ہوے

لیگئے تاکہ شہر سے پہونچا کر پھر آئے اوسی شام ڈاک مین کانپور پہونچے کوٹھی ریسٹ مین اوتارا سب طرفسے دروازے بند فقط ایک دروازہ کھلا ہوا کھانے کو ٹماٹر دال منٹ کے پاس نہ بیگم صاحبہ نے کئی دن سے کچھ کھایا نہ تھا ایک سپاہی حسب الحکم جناب قیمہ گوشت سیتھی کا ساگ لایا اور بہت اسا عذر کیا بیگم صاحبہ نے اوسے بھی کچھ دیا +

دو ہفتہ تک یہی صورت رہی بعد اسکے جنرل صاحب نے کئی لونڈیاں بعض خواص ملازمین کچھ اسباب ضروری سرکار شاہی سے لیکر بھیجا وہان سے پانچ کمپنی تلنگہ ساتھ ہمین قلعہ چنار گڈھ مین پہونچا یا رات کو یہ قافلہ پار دریا کے داخل قلعہ ہوا اوسوقت سے رونیکا حشر برپا کیا جو سواری سے اوترا پیٹنے لگا چار گھڑی تک یہی حشر رہا بعد اوسکی صاحب قلعہ آئی بیگم صاحبہ کو بہت سی کلمات تشفی کہے اور سب کو دلاسا دیکر خاموش کیا اور کہا اکثر بادشاہون پر ایسی مصیبت گذری ہی بہر حال صبر بہتر ہے +

جب نواب گورنر جنرل کلکتہ سے قلعہ مین تشریف لائے بیگم صاحبہ نے پیام بھیجا کہ ہم اس موسم گرما مین حرارت فصل اور حرارت قلعہ سنگی سے بن اجل مرتی ہین اگر تمھارے مجرم ہین ہمین قتل کر ڈالو تو اس قید سے بہتر سمجھین نواب محتشم الیہ نے ازراہ رحمدلی فرمایا باہر قلعہ سے چھاونی مین رہا کرین پہرہ سرکاری رہیگا بعد اسکے سرکار شاہی سے معرفت رزیڈنٹ سولہ سو ماہواری بیگم صاحبہ کیواسطے آٹھ سو ماہواری مناجان کی مقرر ہوئی فی الجملہ اس سے سامان مایحتاج کچھ درست ہوگیا اس عرصہ مین بعض ملازمین خاص و اقربای قریبہ بھی شریک زندان خستہ حال ہوئے انمین سے بعض فہمیدہ تھے اونھون نے چاہا کہ فرمان جاگیر سلاطین جو بدستخط نواب گورنر جنرل ہے پیش کرین مگر بیگم صاحبہ کے مزاج کی کیفیت متلون رہی اور صلاح کار بھی ویسے ہی جمع ہوگئے کچھ نہ بن پڑا اور ہرگز کبھی ہنوتا قضا کی مارے کو کون جلا سکتا ہے +

مناجان کے وہی حرکات مثل والد ماجد شروع ہوئے مرتکب شرب منہیات ہوئے آخر اا تاریخ شہر محرم ۱۲۶۲ھ مطابق جنوری ۱۸۴۶ء دفعتہ مرگ مفاجات سے مرگئے وہین مدفون ہوئے +

متعلقہ صفحہ ۳۳۴ جلد اول

حضرت سلطان زمان محمد علی شاہ

Mohommed Ali Shah

بعد اسکے جناب بیگمصاحبہ اپنے مصائب اور آلام روحانی اوٹھاکر ۲۳ صفر ۱۲۶۳ہجری
مطابق ۱۸۴۷ء اس دار حسرت و محن سے گذرین وہین مدفون ہوئین اب فقط سرکار
شاہی سے تین سو روپیہ ماہواری ملتا ہے تین بیٹے منا جان کے ایک افضل محل اونکی مان
ہین بڑا بیٹا جلال الدین حیدر سردار محل سے شاید وہ سیدہ ہے بیگمصاحبہ کے ساتھ گئی تھی
دوسرا محل خورشید محل جو لکھنؤ سے بموجب اجازت جنرل لو صاحب لونڈیون کے شامل گئی تھی
اوس سے دو بیٹے غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر تیجہ بیگمصاحبہ سے نام رکھی تھی
جلال الدین حیدر نے اپنی مان پر بڑا ظلم و تشدد کیا میر بخان داروغہ کو بدظنی ہوکر نکال دیا
جب بیگمصاحبہ کا انتقال ہوا حضرت جنت مکان نے مولوی نہال الدین خان امین کو
منضبطی مال بیگمصاحبہ کو بھیجا کہ باقی کو مع نقد و جنس و مال اسباب و کپڑے آو افضل محل تمنائی تھی
پھر امین کے سمجھانے سے روانہ ہوئی جب ناکہ شہر پر پہونچی حضرت سلطان عالم کا حکم
پہونچا کہ عیال منا جان کو پھر خیار گڈھ پہونچا دو اب تک وہین سب رہتے ہین نقد و جنس
خاک تھا جو ملتا بلکہ اکثر مقام الماس باغ مین بھی کھودے گئے خاک نکلی فاعتبروا یا اولی الابصار
اس معرکہ خاص مین فیض النسا مغلانی بیگمصاحبہ مقرب خاص اتفاقاً بضرورت رخصت لیکے
جا چکی تھین خدا نے بچایا بہر حال شریک مصیبت ہوتین جب لکھنؤ آئین لاکھ روپیہ اونسے
بھی حضرت فردوس منزل نے لیے جب جان بچی پچاس ہزار روپیہ حضرت خلد مکان کے
اہلکار لے چکے تھے مثل دلجیت سنگہ اور غالب جنگ بیرا وغیرہ یقین ہوا کہ اگر لکھنؤ مین
رہونگی جان اونسے نہ بچیگی ہر سال گویا مجھے سالگرہ دینی پڑیگی اس جہت سے وہ شمس آباد
مین جا کر رہین وہین انتقال کیا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین اونکی نعش
لکھنؤ آئی کربلای میر خدا بخش مرحوم مین بموجب اپنی وصیت کے ایوان روضۂ مقدسہ مین
ہم پہلوی اعتماد الدولہ دفن ہوئین

جلوس ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مرشد زادہ جنت آرامگاہ کے

نقل عہدنامۂ جدید جو فیمابین شاہ اودھ محمد علی شاہ اور سرکار کمپنی انگریز بہادر

سنہ ۱۲۱۶ھ مطابق سنہ ۱۸۰۱ء عہد و میثاق جو اب تک فیمابین سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر
اور جناب بادشاہ اودھ واقع ہے بموجب اوسکے اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے
حفاظت ملک اودھ کی سب معاندان درونی و بیرونی کی اپنے ذمہ لی ہے اور جناب
بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہین کہ فوج بتعداد معینہ تھوڑی سی ملازم رکھین اور اب تک
اہالی سرکار موصوف نے صداقت و وفا شعاری سے کلیہ ایفای عہد ادا کیا ہے لیکن جناب
بادشاہ اودھ سے ہمیشہ فسخ اقرار ہوا اسواسطے کہ اب تک فوج کثیر خرچ بہت سے سرکار
موصوف مین ملازم ہے اور از روی امتحان ظاہر ہوا کہ عمل آوری جمیع مراتب مندرجہ عہدنامہ
موثقہ بدشواری تمام ہوتی ہے اس جہت سے واجب لازم متحتم ہوا کہ اب عہدنامہ جدید
مرتب ہو کہ فیمابین مشترک عہدنامہ سابق بحال رہے اور سرسبزی اور انتفاع سرکارین اوس سے
سہلاً حاصل ہو اسیواسطے مستحسن و مناسب متصور ہوتا ہے کہ عہدنامہ سابق جو درباب جمعیت
فوج سرکار اودھ کیواسطے مقرر ہے تھوڑا سہل کیا جاوے بشرطیکہ فوج بتعداد مناسب بکمی اخراجات
تحت تعلیم اور انتظام انگریزی مین نوکر رکھی جاوے جسکی جہت سے فوائد سلطنت ہندوستان عموماً
اور حفاظت احترام بادشاہ خصوصاً ظاہر ہوا اور فوج مستعد و ہوشیار طیار ہوا اور بموجب دفعہ چھٹی
عہدنامہ مورخہ سنہ ۱۲۱۶ھ کے ضرور و متحتم ہے کہ جناب بادشاہ اودھ ہموارہ موافق صلاح و
مشورہ مہی اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اپنی بقیہ ملک مین ایسا سررشتہ بندوبست
باہتمام اپنے عملا اور فعلہ کے اجرا اور مقرر فرماوینگے کہ موجب رفاہ خلائق و حفاظت جان
و مال سکنہ رعایا کی اوس سے بخوبی ہو لیکن کسیطرح کی تدبیر درصورت غفلت و سہل انگاری
سے اقرار واثق و مستحکم سے اوسمین مندرج نہین ہے کسواسطے کہ فسخ ایسے اقرار سنگین
اور ظہور غفلت سے امر خاص سے جو والی ملک اودھ کو زنہار نہین ہو سکتا ہے جانب والیان
پیشین اودھ متواتر ہوتی جو شہرت پذیر ہے یہانتک کہ اہالی سرکار دولتمدار کمپنی انگریز
بہادر کو بھی اوسکی بدنامی ہو سکتی ہے کہ وعدہ اپنا بنا بر رفاہ اور حفاظت خانمان رعایای
سکنہ ملک اودھ کیواسطے وفا نکیا اسیواسطے واجب لازم ہوا کہ جو سقم دفعہ ششم عہدنامہ
مذکور مین تھے درست کیے ہین لہذا کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت لکھنؤ نے

نواب معلی القاب اشرف الامرا ریث ابزیل لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان کیطرف سے باجلاس کونسل اور جناب ابوالفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ اودھ نے بذات خود بشرایط مفصلہ الذیل کو مضبوط و موثق کیا

دفعہ اول اب دفعہ سیوم کے مرقومہ عہدنامہ مرقوم دہم نومبر ۱۸۰۱ء منسوخ ہوئی جناب بادشاہ اودھ کو اختیار ہی کہ فوج بقدر ضرورت واسطے انتظام اپنے ملک کے نوکر رکھین لیکن جناب ممدوح اقرار فرماتے ہین کہ جسوقت اہالی سرکار انگریزی کو دریافت ہوکہ بسبب مصارف سنگین بنسبت مداخل ملک اودھ کے بالیسی اور وجہ سے فوج زیادہ حد سی ہے اوسوقت تخفیف اس فوج کی بقدر مناسب عمل مین آوے۔

دفعہ دوم سرکار کمپنی انگریز بہادر مثل سابق حفاظت ملک اودھ کا جملہ دشمنان اندرونی کا اقرار کرتی ہو لیکن جناب بادشاہ اودھ کو واجب و لازم ہوگا کہ جملہ فوج مذکور سی تھوڑی واسطے انضباط حکومت کے اپنی قلمرو ملک مین منتظم و مترتب رکھین۔

دفعہ سیوم جناب بادشاہ اودھ اقرار کرتے ہین کہ وہ فوج جو بموجب دفعہ دوم عہدنامہ کے اب تک مرتب و منتظم ہوگی دو رجمنٹ سوار اور پانچ رجمنٹ سپاہی اور دو کمپنی انگریز بہادر اور کمپنی گولہ اندازون سے کم نہوگی اور تنخواہ کسیکی واسطے بروقت بندوبست شایستہ عمل مین آئیگی اور اقرار بھیجنے افسران انگریزی کا جناب بادشاہ اودھ اقرار اونکے نوکر رکھنے کا بتعداد کافی واسطے انتظام اور ترتیب اونکی دوام کیواسطے کرتے ہین۔

دفعہ چہارم اہالی فوج ملکی کی چھاونی واقع ملک اودھ مین جہان مناسب وقت معلوم ہوگا مامور و متعین رہیگی اور جناب بادشاہ اودھ باستصواب صاحب ریذیڈنٹ بہادر جسوقت ضرورت فوج ہوگی کام لینگے لیکن بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فوج واسطے کار عمومی تحصیل ملک کے مامور نہوگی۔

دفعہ پنجم واسطے ترمیم مد ششم عہدنامہ مورخہ ۱۸۰۱ء کے مقرر ہوتا ہی کہ جناب بادشاہ اودھ فوراً باشتراک صاحب ریذیڈنٹ بہادر واسطے درستی منجملہ امور پولس اور انضباط کے سررشتہ عدالت اور تحلل قلمرو اودھ کیواسطے دلسے مصروف ہونگے اور رخدا نخواستہ اگر

اصلاح وہی سرکار کمپنی انگریز بہادر صاحب رزیڈنٹ بہادر کے ساتھ عمل نکرینگے اور بدانتظامی
اور ظلم فاحش جسوقت کہ قلمرو اودھ مین علی الترتیب ہوگا جسمین مخاطرہ بکمال درجہ ہو تو سرکار
کمپنی انگریز بہادر کو اختیار ہوگا واسطے بندوبست تمام ملک کے یا تھوڑی سے ملک اودھ سے
اہالی سرکار اپنے تئین تھوڑے سے کو جو مناسب او رضرورت جانین مامور معین کرین اس
قصور مین بعد مجرائی تمامی مصارف کے جو کچھ روپیہ باقی رہیگا داخل خزانہ بادشاہ ہوگا ۔
دفعہ ششم یہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ اگر نواب مستطاب گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ
درصورت تعمیل شرائط مندرجہ دفعہ ششم اس عہدنامہ کی جس ملک کو لینا ہو واسطے
بحال درستی قوانین اور دستورات ملک اودھ کے جسقدر ممکن ہوگا مساعی رہینگے انتظام
استرداد ملک مذکور جناب بادشاہ اودھ مین جیسا مناسب معلوم ہو تو بسہولت ہووے گا ۔
دفعہ ہفتم سب شرائط و میثاق جو عہدنامجات سابق مین فیمابین سرکارین لکھے گئے
خلاف مضامین اس عہدنامہ کو ہین باستحکام تمام قائم و برقرار رہینگے فقط ۔

اس تحریر عہدنامۂ جدید سرکار دولتمدار کو بعض نمک حلال و خیرخواہ قدیم سلطنت نے
چاہا کہ اسے منہ نے دین عہدنامۂ قدیم تعمیل کو کیا کم ہے اور نواب روشن الدولہ کو خصوص
اپنی دلسوزی سے انجام کار سمجھا کر سمجھایا بلکہ بالمشافہہ بادشاہ سے بھی عرض کیا کہ ہم از روی
قانون منضبطہ سہی اسے برہم کر سکتے ہین بشرطیکہ حضور مستقل رہین اور یہی اشتباہ اپنی بدنامی
سمجھکے قبول نکرین مگر بادشاہ کو اپنا ہونا غنیمت ہوا تھا لطف یہ ہے کہ اپنی صفائے
خاطر سے جنرل لو صاحب سے بھی فرما دیا تھا اور تاحین حیات اونکے احسانمند رہی تھے واہ
یہ عہدنامے فقط تزئین کتاب کو لکھے گئے عہدنامہ وہ ہے جسمین طرفین سے خلاف
نہو اگر ایک طرف سے بھی خلاف ہوگا ۔

وہ عہدنامہ کہان مگر اوفی بعہدی اوفی بعہدکم ہم اپنے عہد کو وفا کرین تم اپنی عہد کو
الغرض آمدم بر مطلب کتاب جب جنرل لو صاحب اس ہنگامۂ طفلانہ سے مطمئن ہوے
حکم صفائی بارہ دری دیا لاشین مثل خس و خاشاک دریا مین بہائی گئین جنکے وارث
جا پہونچے اپنے گھر لیجا کر دفن کیا اوسوقت ظفر الدولہ اپنے حجرے سے اوٹھکر کشتی شاہی

مع تاج شاہی لے آئے اوسے زیب فرق فرماکے فرح بخش سے تخت رواں پر سوار ہو
داخل بارہ دری ہوئے آگے روشن چوکی بجتی جاتی تھی ارکان دولت جلو میں سواری میں
پیادہ جنرل لو صاحب نے اپنے ہاتھ سے تاج شاہی فرق مبارک پر رکھا ۹ بجے تخت شاہی
پر جلوس فرمایا ساعت مشتری روز یکشنبہ ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ عیسوی
جنرل لو صاحب اور جانسن صاحب برگیڈیر زیر تخت کرسی پر بیٹھے شاہزادے بھائی
ارکان دولت زیر تخت نذر دینے لگے نواب روشن الدولہ اوٹھا لیتے تھے سامنے ناچ
ہونے لگا شلک سلامی چلی منادی شہر ہوئی مبارکباد کی دھوم مچی صاحبان عالیشان
وخواتین انگلسیہ ہم پہلوے تخت دوسرے دالان میں کھڑے رہے بعد ایک ساعت کے
تخت رواں پر سوار ہوکے داخل محل سرا ہوئے نواب روشن الدولہ بدستور مدار المہامی میں مصروف
ہوئے فرمان جلوس عمال و افسران فوج کو گئے دبیر الدولہ منشی الملوک راجہ رتن سنگھ بہادر
ہوشیار جنگ میر الانشاے سرکار شاہی نے سکۂ جلوس گذرانا سے بجود و کرم سکہ زد در جہان
محمد علی بادشاہ زمان + شعرا کے نزدیک دو لفظ تجنیسی ہیں کوئی نہ سمجھا واہ بعد اسکے
جناب خلافت مآب نے مرزا امجد علیخان بہادر خلف ارشد کو خطاب ثریا جاہ بعد منظوری
ولیعہدی صدر عنایت فرمایا چنانچہ ۲۸ جمادی الثانی سنہ الیہ ۱۵ اکتوبر سنہ الیہ خلعت
عہدۂ جلیلہ سے سرفراز ہوے بیٹوں اور دامادون کو خطاب شاہی ملے ۱۲ ربیع الثانی مطابق
۲۵ جولائی منظور جلوس سرآرائی بادشاہ متضمن تحسین و آفرین انتظام صاحب رزیڈنٹ بہادر
بھی پیشگاہ نواب گورنر جنرل بہادر سے آئی سلامی توپ ہوئی استقلال و استقرار سلطنت
ذات اقدس اور اولاد سے اطمینان ہوا وقت جلوس سن شریف حضرت ۶۰ برس سے بڑھا تھا
خلاصہ حضرت شاہی ازبسکہ گرم و سرد زمانہ بہت سے دیکھ چکے تھے اور مصائب آلام
روحانی معتمد الدولہ کی عہد نیابت اور حضرت خلد منزل سے اوٹھا چکے تھے اور حافظ حقیقی
نے ہر طرح سے اپنی حفظ حمایت میں رکھا تھا ایسے طریق و رفتار سلیم سے رعایا اور غربا اور
مساکین عزیز اقربا لواحقین متوسلین ملازمین قدیم سے پیش آتے کہ سبکی صورت فراغت
و رفاہ ہوگئی ہر طرح کے آشوب و فتنہ و فساد سے بچے مشہور ہے کہ جب حضرت خلد منزل نے

حقیقت حال مناجان مشرو حاکر زیڈنٹ سے بیان فرمائی بعد موقوفی نظم الدولہ اپنے
خود کردہ پر تاسف فرماتے تھے اور یقین واثق ہو گیا تھا کہ میرے بعد سوا میرے عم
نامدار کے اور کوئی اکبر اولاد جنت آرامگاہ نہین ہے اور ایسے لیاقت کا ہے خواہ نخواہ
یہی ہونگے پھر اگر یہ سمجھتے تھے باتفاق صلاح کیون نہ فرمائی چنانچہ ایکدن اپنی حالت بیخودی مین
باشمشیر برہنہ محلسرا عم مین چلے آئے اور اپنے الہام غیبی سے کلمات سخت بابت سلطنت میر
فرمانے لگے کہ تمھین ادعائے سلطنت ہے قتل کر ڈالون انھون نے بہت نرمی و عاجزی سے
عرض کی خدا آپ کو سلطنت پر قائم رکھے میری کیا طاقت و مقدور ہے جناب ملکہ آفاق نے
حالت اضطرار مین بہت سی باتین خوشامد کی کین غرض اوسی حال مین پھر آئے بادشاہ نے
بھی اپنی سلطنت مین غبارات دیرینہ کی تلافی فرمائی ؛
غرض باوجود امراض فرمنہ لاحقہ جو بسبب بے اعتدالی شباب جوانی مین کی تھی اس سبب سے
اعضائے رئیسہ دست و پاے مبارک قابو اور اختیار مین نہ تھے اور اس امر کو خود بادشاہ
ظفر الدولہ سے فرماتے تھے کہ یہ ہمارا قصور ہے جو فتور واقع ہوا ہے بہرحال اس ضعف و نقاہت
پر کس بیدار مغزی ہوشیاری معدلت پروری تجسس اہل کمال قدرشناسی مین گذرانا کس واسطے
کہ بعد ایسی خرابی و بدانتظامی اور اخراجات صرف بیجا جو سلطنت مین گذری اسکا سنبھالنا
اور پھر ایسی کجروی سالہا سال کا راہ راست پر لانا مشکل تھا اور زیادہ تر اعمال حسنہ اور امورات
خیر و مبرات پر دل متوجہ ہوا جو باعث فرحت آخرت اور نیکنامی دنیا بھی ہوئی کئی لاکھ روپیہ
عتبات عالیات کربلائے معلی ترمیم روضہ مقدسہ حضرت عباس ع کو جو مدت سے مرمت طلب
ہورہا تھا اور درستی نہر روضہ حضرت حرحصار سرمن رای گنبد طلائی عسکریین حجاج مکہ معظمہ
معرفت حاجی مرزا جعفر علی فصیح شاعر ہندی مرثیہ گو اور خود اونھین بھی اور یہ سب روپیہ
معرفت آغا محمد سوداگر اصفہانی روانہ ہوا یہ اسباب تجارت خرید کرکے بھیجتے تھے جو وہ بک جاتا تھا
اس صورت مین انھین بھی بہت نفع ہوا تھا اوسکی رسید سرکار مین پہونچا دیتے تھے پھر لکھنو کو
جاکر کاظمین ع مین رہے تجار بن گئے تھے اس سال مین یہان بھی بعض مقربین بادشاہ کا
نے الحملہ فائدہ ہوتا تھا اسکے سوا ہزار روپیہ ماہواری مجاورین مختص اہل لکھنو کیواسطے مقرر فرمائی

کہ فی کس پانچ روپیہ ماہواری ملا کرین معرفت بالیوز بغداد بدستور دار و غیرہ ہندی ہرچند
اب نواب محسن الدولہ کے اہلکارون کی جہت سے بعد سالہا سال کے روپیہ یہان سے
جاتا ہی بلکہ واسطہ بالیوز کا ہے اسے کوئی تلف نہین کرسکتا انتظام ممالک محروسہ بھی ایک
طریق سے راہ پر کیا صاحبان صدر بھی اس سلامت روی سے بہت مطمئن ہوے اور جس امر کی
درخواست کی منظور ہوئی صاحب رزیڈنٹ بھی بہت راضی ہوے چنانچہ ایک مرتبہ جنرل
لو صاحب نے ایک پرچہ پیام درباب بے انتظامی ممالک محروسہ بھیجا تھا اوسکا جواب شافی دیا
کہ یہ الزام آپ کی موجب توہین کا ہوگا کہ ایسے مدیست دیا کہ کیون منصوب کیا میرا حال
تو ظاہر تھا اور ابھی کے دن گذرے جو بعد ایسی بے انتظامیون کے اس چند روز مین اصلاح
حال کرون جنرل صاحب بعد ملاحظہ تحریر کے خود بادشاہ کے پاس آئے اور بہت سا عذر
کیا اور اپنی شکرگذاری ادا کی اور عمدہ امر یہ ہوا کہ سولہ لاکھ جو بابت فوج کنٹنجنٹ یعنی فوج
کمکی سوای عہد و میثاق سابق و جدید تجویز نواب گورنر جنرل مقرر ہوے تھے اوسی صاحبان
ہوس آف کامنس نے منظور نکیا بموجب تحریر جنرل لو صاحب جبر صریح سمجھکر خلاف قانون کے
موقوف کیا فی الحقیقت صبر و سکون بادشاہ نے اپنا ثمرہ دکھایا اسے بھی بمجبوری قبول
کیا تھا جب ایسی امور بے منت حسب مرضی ہوے محض بپاس خاطر وثیقہ حیات شاہزادون
اور صاحبات محل کا اور متوسلین کا مقبول ہوا اوسکی تفصیل یہ ہے +

نواب ملکۂ جہان مخدرالزمانی سلطان آرا بیگم ماہواری صمـ

ایضاً اسم اسامی فی کس ما نواب حضور خانم نواب امیر خانم نواب مراد خانم
نواب وزیر خانم نواب نوروزی خانم

شاہزادی مع اونکے خاص محل فی اسم

مرزا خورم بخت بہادر نواب امراؤ بہو صاحبہ ماہواری	امام
مرزا عظیم الشان بہادر نواب امیر بہو صاحبہ	امام
مرزا فرخندہ بخت بہادر	سام
مرزا رفیع الشان بہادر	صام

مرزا ہمایون بخت بہادر — سما ر

نواب وزیر بیگم صاحبہ — ما ر

شاہزادیان بات اسم

نواب سلطان عالیہ بیگم صاحبہ زوجۂ نواب محسن الدولہ — اما ر

نواب سلطان روشن آرا بیگم صاحبہ زوجۂ نواب منیر الدولہ — اما ر

نواب زیب النسا بیگم عرف آمنہ بیگم صاحبہ زوجۂ نواب جراز الدولہ — سما ر

نواب گوہر آرا بیگم عرف وزیر بیگم صاحبہ زوجۂ نواب غضنفر الدولہ — سما ر

نواب سلطان بیگم عرف پہونڈنا بیگم صاحبہ زوجۂ معظم الدولہ باقر علیخان

نواب فخر النسا بیگم عرف مغل صاحبہ زوجۂ نواب مجاہد الدولہ بہادر — سما ر

نواب زیب النسا بیگم عرف حاجی بیگم زوجۂ نواب اقتدار الدولہ بہادر — سما ر

اسامی مفصلۂ ذیل سے اسم

نوباقی خانم ماہواری	سے	وفاتی خانم	سے
نوبہار	سے	گلچہرہ	سے
حمیدہ خانم	سے	شرف الدولہ محمد ابراہیم خان	مالعہ
پیاری خانم	سے	عظیم اللہ خان	مارعہ ۱۰ دیا

یہ وثیقہ مدعے لک کا ہوا

ایضاً گواغذات نوٹ امام باڑۂ حسین آباد متعلق شرف الدولہ محمد ابراہیم خان اعظم الدولہ عظیم اللہ خان رفیق الدولہ میر امام علی سے لک منافع ماہواری سے بعد اسکے بادشاہ نے اپنے قدیم جھنیا باغ مین بنای امام باڑہ حسین آباد بوضع امام باڑہ آغا باقر خان مرحوم فرمائی جواب اخل دھس قلعۂ مچھی بھون ہوکر ہموار ہو گیا ہے سبب تعمیر امام باڑہ یہ ہوا کہ نواب ملکہ جہان سے ایک صاحبزادی قبل از جلوس ایام طفولیت مین مرگئی اسی باغ مین دفن ہوئی تھی اور روز دولت سے کنارہ دریا تا حسین آباد مشرک بنی ہزارہا رعایای ملک دکن جو قحط سے شہر مین آئی تھی اونھین مزدوری ملی بعد

کئی برس کے وہ یہان سے مالامال ہو کر اپنے ملک کو گئی اس تعمیر عمارت عالیشان مین
تقریبًا بیس لاکھ صرف ہوا اہلکاران سرکار کا بھی بھلا ہوگیا دوسرا امام باڑہ مثل امام باڑہ
نواب آصف الدولہ کے کچھ بن کر رہگیا وہ پشت حسین آباد ہوا تھا بنا ہو مسجد جامع طول
ایکسو دس گز میر نعیم خان کی گڑھی لیکہ ہوئی اوس طیاری مین دس لاکھ روپیہ نواب
ملکہ جہان کو بطور امانت دیئے تھے بعد انتقال بادشاہ اوس امانت کو اپنا مال سمجھکر تعمیر کو ملتوی
رکھا جب حضرت جنت مکان نے اپنی حرارت ایمانی سے تحریک کی وزرای سلطنت نے
کچھ اپنا معاملہ کر لیا پھر اوس سے خبر نہوے آخر جب سرکار سے تاکید شدید ہوئی کئی
برس مین طیار ہوئی مگر اسکی کام نہین اب نماز جمعہ جماعت عیدین مجتہد وہین پڑھواتی ہین
امام باڑہ کی خوب طیاری ہوئی شیشہ آلات اسباب نقرہ و طلا بہت تکلف سے رکھا گیا
سوای ان تین اشخاص مذکورہ کے سرکار شاہی کی مداخلت نہ تھی مگر جبرئیل سلیمن صاحب نے از راہ
انصاف امین شاہی بھی مقرر کروا دیا اقبال الدولہ امین مامور ہوے پھر بادشاہ کو وثیقہ
امام باڑہ مع تنخواہ متوسلین و رفقای خاص منظور ہوا صاحبان کورٹ آف ڈیریکٹرس نے
منظور نکیا اوسکے وجوہات عدم منظوری کے لکھے لیکن بپاس خاطر بادشاہ فقط کوا غذ نوٹ
قرضہ موبد منظور کیے اور اگر بیاہے وثیقہ کے ساتھ درخواست ہوتی تو البتہ منظور ہوتی اور
دراصل بنای وثیقہ کا سبب یہ ہوا کہ حضرت خلد منزل نے سوای ہدایای گران بہا کے زر نقد بھی
بضرورت خرچ نو عرتک معرفت سفیر بھیجے تھے جب وہ زر نقد مع ہدیہ پھر آیا زمان جلوس
حضرت فردوس منزل بادشاہ نے بصلاح خیر اندیشان سلطنت اوس روپیہ کے پھیر لینے مین
تامل کیا اور صاحب جانشین نواب گورنر جنرل سے فرمایا کہ سرکار دولتمدار نے محض اپنی
نصفت عدالت سے مجھہ ایسے مضغۂ گوشت و مشت استخوان کو اس منزلت اعلای
تخت سلطنت پر بٹھایا ہے اوسکے خلاف اور دون ہمتی ہے اس زر قلیل پیشکش کا پھیر لینا
اسکا جواب صدر سے یہ آیا کہ تم اس سرکار عالیجاہ سے بخطاب فرزند سلطنت ممتاز ہو چکے ہو
اسکا استرداد کرنا خلاف شان سرکار دولتمدار ہوگا مگر اسکے سوا اگر تم کسی اور امر کی درخواست
کروگے تو حسب مطلوب تمھاری منظور و مقبول ہوگی اس جہت سے اس زر مستردہ کی

درخواست بنامی وثیقہ اول ہوئی اور منظور مقبول سرکار ہوئی پھر بموجب دوسری وثیقہ امام باڑہ کی
صاحب جانشین نے بحیال مقبولی اول وثیقہ صدر کو رپوٹ کیا منظور ہوا مگر بموجب اقرار
صاحب جانشین اور بپاس خاطر بادشاہ اسی قرضہ موبد محسوب کیا کسواسطے کہ اقرار صاحب جانشین
بمنزلہ اقرار نواب گورنر جنرل ہی بعد اسکے وثیقہ کی ممانعت ہوئی کہ اسمین سرکار کو سراسر تکلیف
شاقہ ہوتی تھی چنانچہ وثیقہ اول سو لک کا ہی وہی زر مسلہ لندن پھر قرضہ موبد جسمین آباد
مدیت لک ص ... کا ہے

محاصل زر جو اہلکار سابق اور مقربان خاص سے داخل خزانہ ہوا

بادشاہ کے اقبال سے وہ مبلغ خطیر جو از راہ خورد و برد نااہل اور غیر مستحق اہلکاروں کے
ہاتھ لگا تھا مثل جزر آب دریای شور پھر اپنے مرکز مبدء فیاض مین جا ملا اور مظلمہ اونکی گردن
چھوڑا چنانچہ پہلے نقد و جنس کئی لاکھ کا حضرت خلد منزل کی دایہ مہربان کے گھر سے
ضبط ہوکر داخل خزانہ عامرہ ہوا اور جتنی املاک وسیع رستم نگر مین دونون طرف تھی ضبط ہوئی
جس ظلم و جبر سے آغا میرزا پسر اناجی اور میر نوروز علی داماد نے غربا اور رئیسان قدیم سے لیا تھا
اوسیطرح اونکے بھی ہاتھ سے گیا اور وجہ ضبطی نواب روشن الدولہ کا خلاف ہونا کہ جب
بر سر نعش خلد منزل نواب محلسرا مین آئے تھے اناجی نے حالت بیقراری مین اپنی جوشش
حق شیر سے بہت سے کلام ناملائم مظنون فاسد کے کہے تھے واللہ اعلم اگر صبر کرتین شاید
کوئی صورت نجات نکلتی آغا میرزا کے حرکات نالائق سے سارا شہر تنگ آگیا تھا پھر اوسی اسی شہر مین
کس حال مین بیکھا خدا محفوظ رکھے ایسا ہی قدیم مرزا محمد فرخ بخش داماد نواب امیر الدولہ کا بیان نخوت غرور
کرتے ہین اونکو بھی سبنے بنظر عبرت دیکھا بعد اس خانہ بربادی کے اناجی تباہ ہوکر
چنار گڑھ بیگم صاحبہ کے پاس پہونچین مرگئین +

راجہ لال جی بخشی فوج نائب جنرل صاحب راجہ الفت رای اور اونکے بیٹے کو قید کیا از روے
محاسبہ لاکھ روپیے بخشی پیر بند بیٹے مجلس رای بخشی قدیم جنت آرامگاہ بخشی ہوے
قیام الدولہ خطاب ملا افضل النسا خانم دھنیا مہری سے بہت کچھ لیا وہ خلاص ہوکر
کانپور گئین وہان کئی گانون نیلامی لیے تھے اپنی بسر اوقات کرتی تھین اور ڈلوی

چھوٹی بہن وہ مرزا وصی علیخان کی خدمت مین آئی تھی بعد اونکے مرنے کے اونکا نقد و جنس اسے ملا ارباب نشاط مثل گوہر نایاب سفتہ وغیر سفتہ جو داخل محل حضرت خلد منزل ہوئی تھی عیش محل مین رہتی تھین اونکی نایکاؤن نے معرفت شرف الدولہ غلام رضا خان کی زلیخا وار جنس حسن کی خرید کی اور پھر عموماً اونھین نرخ بازار پر رکھا اکثر لڑکیان سادات کی جو سراسر واجب الرحم تھین مان باپ نے سرکار مین اپنی فلاح کیواسطے دیا تھا وہ نامزد حرم حضرت صاحب عالم تھین ان کو اونکے باپ کے گھر بھیجدیا اس قید مصیبت نکلین اور سنت سنیہ مذہب عقد نکاح شرعیہ سے رشتگار ہوئین انمین سے بعض اہلکار جدید نے ازراہ غنیمت خود لے لیا وہ بھی صاحب اولاد ہوئین اسمین بہت سی جلسے والیان بھی تھین ۔

نواب روشن الدولہ سے ازروے حساب بائیس لاکھ لیے اور معرفت صاحب رزیڈنٹ اونھین نار محظی بھی ملی بادشاہ نے حضرات لکنہوہ سے بعد قید شدید سات لاکھ روپے لیے راہی کانپور ہوی صورت قیام لکھنؤ نہوئی کسواسطے کہ اہلکار انکے ہاتھون سے جلے ہوے تھے اسکے سوا صاحب رزیڈنٹ بھی ایسے اشخاص کا دربار مین رہنا بدستور زمان سابق نچاہتے تھے انکی حسن رسائی سحر پر سب ظاہر تھی دوسرے انکے مقابل خطہ پاک صاحبان کشمیر تھے وہ کیونکر انکا قیام چاہتے غرض یہ وہی دو چند ہے جو منتظم الدولہ نے اپنے وقت وانکی کہا تھا کہ خدا چاہے ہم اسکا دوچند لینگے ۔

قریب اسیطرح تقریباً ایک کرور کے محاصل سرکار ہوا اسی روپے سے پہلے تنخواہ اونکو ملی جو کئی برس سے نہ ملی تھی ملازمین شاہی جنکی نوبت فاقہ کشی سے بھی گذر گئی تھی کوئی اونکی فریاد کو نہ پہونچتا تھا اور اگر بہزار خرابی و سفارش کسی عامل پر ولائی ہوئی کئی مہینے دوڑا کر فیصدی بیس روپیہ لیکر باقی مرور کئی مہینے مین دیتا تھا اور جنسے یہ صورت ممکن نہ تھی بن اجل مرتے تھے بعد اسکے بادشاہ نے موافق اصول شرعیہ اداے دین مہر مستمہ قرطاسہ محلات معلی خاص کا ادا کیا چنانچہ چھہ لاکھ نواب ملکہ آفاق خاص محل کو عنایت ہوے پھر شاہزادے شاہزادیان واماء کو ہر ایک کو فراخور حال عنایت فرمائی جب سے ہر ایک نے

سامان امارت درست کر لیا اور سبکی تنخواہ بقید ضبط خرچ مقرر فرمائی کہ اسقدر خرچ کرو باقی جو رہے بعد سال کے اوسکا نوٹ گورمنٹ خریدنا کہ تمھارے کام آئیگا سب کارخانجات کی تخفیف کر کے بقدر ضرورت رکھہ لیا خرچ سلطنت کی یہ صورت کی کہ نو لاکھہ روپیہ ماہواری کا خرچ رکھا ساڑھے چار کی تنخواہ خزانۂ عامرہ سے باقی بخشیگری سے پچاس ہزار ماہواری اپنی جیب خاص کیلیے یہ خرچ مسافرین تازہ وارد و زائرین حجاج و دختران نامتخدا انعام شعرا اعانت گوشہ نشینان وغیرہ تھا اس تقسیم خیرات سے جس مقرب خاص کے واسطے جسے ملتے تھے کچھہ اوسکا بھی بھلا ہوتا جاتا تھا میر امام علی رفیق قدیم کو خطاب رفیق الدولہ املا مندیل بھی عنایت ہوئی جو داخل خلعت وزارت تھی انکو اگر صاحب لیاقت سمجھتے عہدۂ وزارت بھی ممکن تھا ملنا ہرچند وہ خود کہتے تھے ان سے قبول نکی یہ فقط کہنے کو تھا اکثر سخنان مسخرگی سے بادشاہ کو خوش کرتے تھے بہت سا سلوک کیا ساری پوشاک سر پا و گرما جو پیشتر جلوس کے تھی سب انکو عنایت فرمائی تھی اور اکثر فرماتے تھے جسقدر میرا دل سلوک چاہتا ہے میرے ہاتھہ نہین دینے دیتے بضرورت احکام شاہی شاہزادون و شاہزادیونکی بھی پہونچاتے تھے خلعت ملتا تھا عنبات عالیات یا خانۂ کعبہ جتنا روپیہ جاتا تھا انھین کے واسطے سے معرفت مجتہد العصر جاتا تھا مگر باوجود اس ثروت ناپایدار مستعار سے اس مدت مین انسے کسیکو فائدہ نہوا جو مزرعۂ آخرت ہوتا آخر عہد دولت حضرت سلطان عالم مین انتقال ہوا بیٹا تھا وہ بھی گیا اب انکی اولاد وغیرہ ہی املاک بھی بکرایہ جاتی ہے زمان برجیسقدر مین بدمعاشون نے انسے بھی روپیہ دھمکا کے لاکھہ روپیہ لیا انھون نے مجبوری کاغذ نوٹ توفیر امام باڑہ بھیجدیا نواب گورنر جنرل نے اسی خیانت سے اہتمام حسین آباد نواب محسن الدولہ و نواب ممتاز الدولہ کو از روی استحقاق دیا نواب محسن الدولہ نے چھتیس لاکھہ روپیہ کا دعوی اسباب امام باڑہ جو بدمعاشان سرکار نے غارت کر کے لیا تھا پیش کیا اور سولہ ہزار پر شیشہ آلات وغیرہ کا نیلام کانپگی صاحب سے کیا تھا وہ جگت سیٹھہ نے لیکر اپنے معبد مین چڑھایا سرکار سے کچھہ شنوائی نہوئی ۔

حمید الدولہ میان پیر بخش کوکلتاش بادشاہ عطاء اللہ خان علیجان و اماد شیخ شبتن کو

خطاب قمرالدولہ ملا اسیطرح کے لوگ مقرب خاص حاضر باش بادشاہ ہوے عظیم اللہ خان کو
خطاب اعظم الدولہ بہادر ملا اہتمام دیوانعام اونھون نے داروغہ دیوانخانہ عاشق علیخان کو
کیا اپنا پیشیکت کئی لاکھ روپیہ انھین نے حاصل کیا تمام عمر اپنے چلن سے بسر کی وفات تک
اعظم الدولہ اپنی عیش دنیا لباس ورکھانا اور آراستگی مکان بحظ اپنی تن پروری مین رہے
مگر رنج مرنجان کسیکو کچھ فائدہ بھی اونسے نہوا کوئی رفیق خاص بھی نہ تھا شبیہ مشہد مقدس
روضۂ امام رضا علیہ السلام بنوایا تھا کربلاے الماس علیخان مین دفعۃً مرگ مفاجات سے مر گئے
وہین دفن بھی ہوے اس سلطنت سے جتنے امور خیر کثیر کو علی العموم تھے مع اخراجات
سلطانی خاص اور کارخانجات سب بحساب تخفیف ہو گئے تھے یہ سیر چشمی معتمد الدولہ یا حضرت
خلد منزل فی الجملہ نواب روشن الدولہ پر بھی ختم ہوئی صورت دربار یہ تھی کہ آٹھ بجے بادشاہ
پلنگڑی پر اجلاس فرماتے تھے شاہزادے امراء اہل دربار باریاب سلام ہوتے تھے نواب
محسن الدولہ بالادست قبل از ولیعہدی بیٹھتے تھے پھر از راہ آداب پہلوی ولیعہد مین بیٹھے
وجہ اسکی یہ تھی کہ انکی بی بی سے بہت محبت دلی تھی تنخواہ اور جلوس سواری بھی زیادہ
کر دیا تھا اور نواب ناصر الدولہ اصغر علیخان کی بی بی نواب ممتاز الدولہ کی مان کو بیوہ
سمجھکر بڑی خاطر کرتے تھے اونھون نے بھی بعد انتقال شوہر کے لذات دنیا کو ترک کر دیا تھا
ہر چند بادشاہ نے متواتر فرمایا کہ تم لباس فاخرہ پہنو عرض کی اب میری عزت سفید پوشی مین
ہے تعزیہ چہلم مین ہزارہا روپیہ صرف کرتی تھین سارا شہر جمع ہوتا تھا اس صرف اور تکلف سے
کسیکا تعزیہ نہین اوٹھا اور اپنی عبادت خدا مین بسر کر کے مر گئین ہر چند نواب ممتاز الدولہ
بھی تا چہلم عزا برپا رکھتے ہین تعزیہ بھی اوٹھاتے ہین مگر وہ مقدور کہان ✣

۹ بجے دربار برخاست ہو جاتا تھا بادشاہ متوجہ سماعت کاغذ پر ہوتے تھے دوپہر تک
یہ صحبت رہتی تھی بعد اسکے خاصہ نوش جان فرماتے تھے رفیق الدولہ کھلاتے تھے ہاتھ
بے قابو تھا پھر آرام فرما کر اخبار وغیرہ کا کاغذ ہوتا تھا صاحب رزیڈنٹ آتے تھے اونکی کرسی
برابر پلنگڑی کے ہوتی تھی چاء پانی یا بڑے کھانے کی صحبت مین یا صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی
مین بدستور سابق مرزا ولیعہد بہادر شاہزادے امراء جاتے تھے بادشاہ مین یہ طاقت کہان تھی

پانچ برس کی مدت مین دو دو دفعہ شہر اور حسین آباد کی تعمیر دیکھنے کو باہر سوار ہوکر تامجان پر برآمد ہوے ہین قریب شام تامجان پر سوار ہوکر نواب ملکہ جہان کے محل مین تشریف لیجاتے تھے وہ نواب مبارک محل کے مکان مین کنار دریا رہتی تھین ۹ بجے وہان سے برآمد ہوکر گلستان ارم مین داخل ہوتے تھے مقربان خاص سب پیادہ ساتھ ہوتے تھے پھر خاصہ نوش فرماکر استراحت ہوتی تھی داستان گو بھی حاضر ہوتا تھا اکثر نیند کم آتی تھی پھر شغل اخبار سننے کا ہوتا تھا دست ویا کے عارضہ کیواسطے ہر چند اطبای حاذق نے بہت کوشش کی تجربے بھی بہت ہوے کچھ مفید نہوا اوسیطرح رہے +

معزولی نواب روشن الدولہ و منصوبی نواب منتظم الدولہ اور اونکا انتقال وغیرہ

بادشاہ کو بصلاح رزیڈنٹ نواب روشن الدولہ کا بدستور بحال رکھنا منظور تھا نظر بہ حلم و غربت مزاج و علو منزلت خاندان بشرطیکہ خواہین کنبہ کو اپنے دربار مین آنے دین اور انکی رفتار و کردار آموختہ کو چھوڑ دین لیکن ازبسکہ نواب عادی اور چاشت لذات ماضیہ کے ہو رہے تھے ازراہ مروت اور خود کما سمجھکر گوارا نکیا جانتے تھے کہ بے انکی مدد کے مجھسے کچھ نہو سکیگا اور شخص غیر سے نہ مین مطمین ہونگا جیسا انسے ہو رہا ہون اور نہ اوس سے بھی ہو سکیگا بس نارسا ہو جاؤنگا دوسرے صاحبان کثیر جمع ہین مجھسے موافقت نہوگی ایسے عذرات بارد سے باز رہے چنانچہ جنرل لو صاحب نے باشارۂ بادشاہ بکمال خشم دوستانہ لفظ درشت سے سمجھایا کہ روشن الدولہ سبحان علی تمھارا باپ ہے جو تم اوسکی مفارقت گوارا نہین کرتے تم کیون خود خراب و برباد ہوتے ہو ہمارا دل تمھارے واسطے جلتا ہی اور افسوس کرتا ہے جو ہم کہتے ہین بس اب ہمین خوب یقین ہوا کہ تم چند روز مین بیچھے ہو جاؤگے اسکے سوا جنرل صاحب و انکے بیٹے اور بی بی نے بھی سمجھایا کہ ہمین کیون برباد کرتے ہو انسے سلوک کرنے کا اختیار ہے مگر کار سرکار مین مداخلت نکرنے دو کسواسطے کہ دونون سرکار کی خوشی اسی مین ہے اور اپنی بنی کو کیون بگاڑتے ہو مگر نواب نے کسیطرح نمانا کئی لاکھ علاقہ سرکار کو دیکر کانپور گئے وہان بیٹے نے دس لاکھ لیکر انسے جدا ہوگیا رسدھان راجہ کا علاقہ تین لاکھ کا لیا تھا وہ سب گیا پھر علاقہ مانڈہ لال صاحب کا لیا تھا

وہ بھی گیا کئی برس تک خرچ کیا جو داروغہ معرفت کمبوہ کیا تھا اوسنے نوشجان کیا
غرض حالت فقر مین مرگئے جنرل صاحب کا کہنا صادق آیا جنرل صاحب اپنے چلن سے
رہا اب تک اچھا ہے

غرض جب عرضداشت تہنیت نواب منتظم الدولہ مع نذر جلوس گذری فرمان بدستخط خاص
ہوئی حاضر ہو نواب فرخ آباد سے روز دوشنبہ پہلے اپنے وزیر باغ بیلی گارد سے صبح سہ شنبہ
۲۲ رجب سنہ ۱۲۵۳ھ مطابق سنہ ۱۸۳۷ء شرفیاب ملازمت ہوے اوسوقت خلعت وزارت
سرفراز ہوے نواب روشن الدولہ اوسیدن خانہ نشین ہوے نواب نور الدولہ کو خلعت
بلا لحاظ بخشش کوٹھی کچہری وزارت ہوئی نواب بعد خلعت صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے
نذر دی بڑی دیر تک تذکرہ نمک حرام و مخربان سلطنت کا درمیان رہا وہان سے پھر کر
اہلکارون سے نذر لی متوجہ انتظام سلطنت ہوے

ازبسکہ نواب حضرات خوانین کمبوہ سے جلے ہوے تھے اور متواتر انکی چلبلی کھا چکے تھے
پہلے پاداش اسی فرقہ خاص پر آمادہ ہوے اور جہانتک ذلت و توہین منظور خاطر تھی
خوب دل کھول کے دی چنانچہ پہلے تحقیقات قضاے مبرم و معلق حضرت خلد منزل پر
ہوئی تھی جسطرح مشہور خاص و عام ہو چکا تھا اوسکے گواہ بھی گھر بیٹھے پیدا کیے تھے مگر بعض
خیراندیشون نے سمجھایا کہ آپ جن گواہون کے بھروسے پر ہین اگر بروقت روبکاری
منکر ہو جاینگے تو اوسوقت کونسی صورت شہادت نکالیے گا اس جہت سے تامل کیا تھا
خلاصہ وکوہ خوانین جداگانہ ہر ایک قید تھا قرآن و ادعیہ پڑھنے کا قدغن تھا اور
کئی لاکھہ کا محاسبہ ابتدا سے نکالا تھا پیارے صاحب بیٹے خانصاحب کے جو اپنی عمر نابدا سے
بعض ممانعت کی جہت سے آزردہ خاطر اور بہت تنگ آگئی تھی اوسے بلاکر گھر کا بھیدی
سمجھکر اپنا مقرب کیا تھا ایکدن مظفر حسین خان کو پابجولان تشہیر شہر کیا تھا چوک کی
کوتوالی چبوترے تک اوسی حال سے آتے تھے ناظرین العیاذ باللہ کہتے نم بخود دیکھتے
اور انقلاب فلکی کو دیکھتے تھے اہل بصیرت کا عجب حال تھا کہ کل کفش انکی خاصیت کا رکھتی تھی
آج یہ صورت ہوئی مگر انکی صورت نجات ایسے آفات ناگہانی سے محض انکی عورات

مستجاب الدعوات کی جہت سے ہوئی آخر سات لاکھ سرکار مین نئے کچھ اہلکارون کو نیا اور محافظین زندان کو سب سے زیادہ دیا کانپور گئے جنرل لو صاحب نے نواب سے فرمایا کہ صاحب عزت کو ایسی ذلت پنچا ہے تھی عرض کی مگر انکی عزت ناموس شاہ سے زیادہ تھی جو سلوک کیا +

اس عرصہ مین خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر و داخلہ کانپور کی ہوئی مرزا ولیعہد بہادر اور مہاراج مع سفیر شاہی اور شاہزادے ارکان دولت روانہ کانپور ہوے بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور تھے اسی جہت سے نواب محتشم الیہ بھی رونق افروز لکھنو ہوے بعد ملاقات مرزا ولیعہد ملک مغرب کو تشریف فرما ہوے نواب منتظم الدولہ کو اپنے رسوخ اور اعتماد سرکار سے یقین واثق ہو گیا تھا کہ جب نواب گورنر جنرل سے ملاقات کر کے پھرونگا ایسے طریق سے ضبط و انتظام سلطنت کرونگا جسمین کبھی کسیطرح کی لغزش اور بے ثباتی نہوگی اور بہت ریشے اور خار جو اس گلشن سلطنت مین باد مخالف سے لگ جاتی ہین محض غفلت اور نالایقی اہلکارون سے وہ سب جڑ سے اوکھڑ جاینگی اور میرے بھی حقوق نمکخواری و خیرخواہی کا ایک نام رہجائیگا اور عہدہ وزارت میری نسل مین آل تمغا ہو جائیگا لیکن افسوس یہ ہے کہ مثل جنت آرام گاہ انکو بھی اجل نے امان ندی جو کہتے تھے وہی ہو نا نظر باسباب ظاہر ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ +

اب مختصر احوال انتقال نواب یہ ہے کہ اس دو مہینے کئی دن کے عرصہ مین آٹھ پہر محنت و مشقت سے خالی نرہتے تھے اور بسبب سن شیخوخت کے مزاج مین غصہ زیادہ ہو گیا تھا الفاظ رکیک بھی غصے سے زبان پر جاری ہوتے ناظرین کو اس حال سے بہت تعجب ہوتا تھا اتفاقاً فقیر محمد خان رسالدار نے مرغ کے جوزے پروردہ بھیجے تھے اکثر نوش کرتے تھے وہ سب بھی نوش کیے جسکی صبح کو روانہ کانپور ہیتے اوس سے حرارت خفیف معلوم ہوئی احتیاج غسل تھی حمام کیا تب محرق ہو گئی حکیم مرزا محمد علی میر محمد انکے شاگرد ملازم تھے قضا آپہونچی بعد ہفتہ عشرہ کے دہ آخر ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۳۲ عیسوی روز تولد حضرت عیسی علیہ السلام انتقال کیا فی الحقیقت سارے شہر کو افسوس ہوا گئی سب

ظہیر الدولہ نواب مولوی غلام یحیی خان

Gulam Yahya Khan.

کہ یہ شخص گویا اقبال سلطنت تھا اب کمر سلطنت کی ٹوٹ گئی فی الحقیقت ایسا
ہندوستانیون مین کون صاحب عزت صاحب مقدور کہ بہ کارہائے منتظم مقبول گورنمنٹ
تھا کس امارت و عزت سے عملداری سرکار مین بسر کی گھر پر نوبت بجتی رہی جس شہر مین گئے
شلک سلامی توپ ہوتی تھی جتنے کارخانہ اور اسباب امارت کے تھے سب تکلف تھے
وزارت لکھنؤ کی مدت سے متمنی تھے نہ از راہ اخذ زر بلکہ اصلاح حال سلطنت مد نظر تھا
کئی دفعہ ہوئی آخر انجام یہی اوسی وزارت مین ہوا اور انکے گھر کا بھی اونھین تک
خاتمہ ہوا خلاصہ جنازہ بڑی دھوم سے اوٹھا امرا عزیز اقارب جلوس شاہی سادات کشمیر
تابوت اوٹھائے ہوے غسلخانہ دریا تک ہجوم مومنین اور اہل شہر کا تھا وقت عصر نہ مرہ
مقام مقبرہ مجوزہ مین دفن ہوے اپنے حین حیات مین کاغذ نوٹ خرچ مقبرہ لے لیا تھا
بعد انتقال کے نواب منور الدولہ تک کچھ صورت گھر کی بدستور رہی انکے بعد آپس مین فساد ہوا
نوبت بعدالت پہونچی وہ کاغذ نوٹ داخل ترکہ وارثان ہوے مگر اولاد منور الدولہ کو اختیار
تقسیم روپیہ رد مظالم رہا اب وہین مستحق اور غیر مستحق کا اختیار ہے اب امجد علیخان بیٹے
نواب منور الدولہ کے بھی مر گئے اب اونکے دونون بیٹون کا اختیار ہے

منصوبی ظہیر الدولہ بعہدۂ جلیلۂ وزارت اور اونکا انتقال

مختصر احوال مولوی غلام یحیی عرف میان کلن کا یہ ہے کہ لکھنؤ کے تین محلون مین
صاحبان کشمیر آباد تھے سرای معالیخان جہان میان کلن رہتے تھے دوسرے جھتہ حاجی سیتا
تیسرے احاطہ کاظم علیخان مشہور رضانسامان میان کلن نواب مرزا جنگلی کے نوکر تھے بندرہ روپیہ
درماہہ کے کسواسطے کہ اونکی املاک نوابگنج مین تھے اور تنخواہ بھی عظیم آباد و لکھنؤ خزانہ رزیڈنٹی
سے جاتی تھی مگر غریب باعزت رزیڈنٹی مین میر منشی سید التفات حسین خان سے بھی تعارف
تھا میجر پاٹن صاحب اسسٹنٹ اول کو شوق ترجمہ سالہای انگریزی نصائح و پند تھا
اکثر ترجمہ اپنے آپ بیان انگریزی سے کرتے تھے یہ ترجمہ کرتے تھے اس سے رسوخ
تعارف زیادہ ہوگیا تھا چند روز مین جب تاج الدین حسین خان عہدۂ سفارت سے
اور ملا امام الدین خان اونکے نائب دارو غگی کوٹھی رزیڈنٹی سے موقوف ہوے

نظر بحلم و غربت مولوی صاحب میجر صاحب نے دربردہ اور میر منشی نے اپنا معتمد وجہ متنگزار
سمجھکر نواب سے سفارش داروغگی کی کی نواب نے پہلے میر سید محمد خان میر زین العابدین
خان کے بیٹے کو داروغگی پر تجویز کیا تھا مگر اس سفارش سے چپ ہو رہے سبحان علیخان بھی
رزیڈنٹی کے دباؤ سے کچھ نہ کہہ سکے جانتے تھے کہ یہ سنی ہین اور کشمیری بھی سو روپیے
درماہہ ہوا داروغہ امارت بجای خواجہ صاحب ہوی بعد چند روز کے اپنی حسن رسائی دربار
اور موافقت عملہ رزیڈنٹی سے عہدہ سفارت پر ہوے ہزار روپے تنخواہ اور ظہیر الدولہ
خطاب ملا سامان ظاہری بہت درست ہو گیا انکے سگے بھانجے محمد ابراہیم خان لکھنؤ سے
سراسیمہ ہوکر کسی رنڈی مسماۃ چپلا کے ساتھ حیدر آباد دکن گئے وہان مہاراجہ چندو لال
کے نوکر ہو گئے تھے انکو خط بھیجکر بلوایا اور اپنی داروغگی پر انھین مامور کیا اور یہ دونون
اپنی سلامت روی سے رنج مرنجان رفتار کرنے لگے جب منتظم الدولہ نے انتقال کیا
ظہیر الدولہ مرزا ولیعہد کے ساتھ گئی تھے اوسی صبح کو انتقال نواب میجر پاٹن صاحب حاضر
ہوکر ظہیر الدولہ کی نیابت کو عرض کیا کہ آپ جرنل لو صاحب کو سمجھا دیجیے تو بعید پرورش
سے نہوگا اور ہم آپکے پروردہ اور ساختہ ہین جو ہم اطاعت کرینگے دوسرا انکے سکے گا
جرنل صاحب صلاح بمشورہ میجر صاحب ہر امر کو کرتے تھے جب اس باب مین سمجھایا کہ اگر
بادشاہ شخص غیر کو منصوب کریگا معلوم نہین کیا ہو اس شخص سے ہم راضی ہین اور کوئی
امر خلاف بھی اس سے سرزد نہین ہوا میر منشی نے بھی جرنل لو صاحب کو سمجھایا غرض
جرنل صاحب نے بروقت تجویز وزارت بادشاہ سے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صلاح دولت
اسی شخص کیواسطے مناسب ہو آیندہ آپکو اختیار ہے یہ امور خانگی ہے اسکے سوا اور سب
بر اور بھی سرکارین جمع ہوے تھے اعظم الدولہ و قمر الدولہ کی سفارش سے بادشاہ سے
عرض کیا غرض سب اجماع امت انھین پر ہوا سب ہم زبان ہو گئے کوئی خلاف نہ بولا
بادشاہ کو مذہب و ملت کا کچھ خیال نہوا وہ ہر امر مین تجویز صاحب رزیڈنٹ کو
معتمد سمجھتے تھے +

خلاصہ جب ظہیر الدولہ کانپور سے آئے یہان اصحاب نمار نے کھچڑی پکا رکھی تھی

اونھین کے آنے کی دیر تھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو
خلعت سفارت ملا مظفر علیخان کو عہدہ داروغگی قدیم کوٹھی ہنگل گلاس کچہری وزارت
ہوئی نواب منورالدولہ کو بعد خلعت ماتم پرسی خلعت جرنیلی عنایت ہوا بدستور بحال رہے
اور بادشاہ کو عہدۂ وزارت انھین کو دینا منظور تھا مگر جب سب طرف سے آندھی
اونھین کیواسطے برپا ہوئی بادشاہ بھی کچھہ نہ کہہ سکے چپکے ہورہے نواب منورالدولہ کو بھی
یقین اپنے واسطے تھا کہ بادشاہ کی نظر عنایت میرے حال پر پیشتر سے زیادہ ہے
غالب ہے کہ خود بادشاہ سواے میرے دوسرے کو تجویز نہ فرماینگے مگر مداخلت
صاحب رزیڈنٹ سے وہ بھی غم کھارہے صبر کیا نظر بخدا رہے کہ اگر میرا حق اور رسم سزاوار
اسکے ہین البتہ محروم نرہینگے *

فی الحقیقت دو مہینے کئی دن تک ظہیرالدولہ بہت نیکنام رہے سب اہل دربار اور
رعایاے شہر سب طرح سے راضی رہی اور وہ بھی شکر اس نعمت غیر مترقبہ کا بجا لاکر
خود رفتہ ہوے عوام شہر انکے تعصب و مخالفت مذہبی سے خائف تھے کسواسطے کہ
سرکار شاہی مین کوئی اس مذہب کا کبھی نہین ہوا تھا اس عرصہ مین قبل از محرم اجل موعود
آکر سلام کیا آخر ماہ ذیحجہ ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۸ع دفعۃً ہیضہ وبائی سے انتقال کیا
اونکے دونون بیٹون کو خلعت ماتم پرسی ملا دو ہزار روپیہ ورماہہ مقرر ہوا شرف الدولہ
محمد ابراہیم خان اپنے عہدۂ سفارت پر مامور رہے *

بعد انتقال ظہیرالدولہ بادشاہ نے محض اپنے حسن رای و صوابدید سے نظر بحقوق خدمت
منتظم الدولہ منورالدولہ بہادر کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا اور یہ بھی خیال مین گذرا
کہ مبادا پھر صاحب رزیڈنٹ بعلاحاکین تو پھر مجبور ہونا پڑیگا فی الحقیقت شفقت
و عنایت بادشاہ انکے حال پر مرزا ولیعہد بہادر سے کم نتھی لیکن ازبسکہ نواب کی
خلقت و مزاج ابتدا سے آشنا ایسی جفاکشی و جد و منغزی کی جیسا کہ چاہیے نہ تھی اور کوئی
کارفرما ایسا تھا منتظم الدولہ خود محتاج کسی کارفرما کے نہ تھے کسواسطے کہ غربت سے امارت تک
سب نشیب و فراز دیکھہ چکے تھے دوسرے جنت آرامگاہ کے عہد دولت سے

سب دیکھ چکے خود کر چکے تھے یہ برخلاف اسکے سیر وشکار لہو لعب مثل امرای زمانہ کے
عادی تھے لیکن امانت و دیانت مین بسبب استغنا کے کہ محتاج نہ تھے بذاتہ اچھے تھے
انکے کاروبار پر مرزا وصی علیخان فقط رہے اونسے اہل دربار سے خلاف النسی بھی کبھی
موافقت نہوئی وہ سب اپنے تقرب پر مغرور تھے بلکہ درپی تخریب کاروبار اور انکار رہنا
شاق سمجھتے تھے کئی مہینے تک کچھ کاروبار چلا آخر تنگ ہوکر دنیا سے ہاتھ اوٹھا کر بادشاہ سے
رخصت حج وزیارت کی طلب کی کہ غلام نے حج وزیارت کو واجب کیا ہے انشاء اللہ اگر
حیات مستعار باقی ہے پھر شرف قدمبوسی حاصل کرونگا اور مزید عمر و دولت کی اماکن مشرفہ
مین دعا کرونگا بادشاہ نے محض از راہ وفور شفقت منع کیا نواب نے نمانا رخصت ہوے
مع عیال ورفقاء وملازمین روانہ منزل مقصود ہوے مرزا وصی علیخان اپنے طمع دنیا
سے نگئے آخر اجماع امت سے بتحریک صاحب رزیڈنٹ شہر سے نکالے گئے کانپور
آباد کیا اہلکارون کا میدان خالی ہوا +

اس عرصہ مین جنرل لو صاحب علالت مزاج سے دو برس کی رخصت لیکر کیپ گئے
جنرل کالفیلڈ صاحب تشریف لائے مرشد آباد مین قائم مقام تھے یہان بھی قائم مقام
ہوے شرف الدولہ سے سب مقربان خاص موافق تھے بادشاہ بھی انکی سلامت روی سے
خوش تھے عہدۂ وزارت ندیا مگر پیشدستی مرزا ولیعہد بہادر یعنی ڈپٹی مقرر فرمایا دس ہزار
ماہواری مقرر ہوئی انھون نے بہت ہوشیاری اور انضباط سے انتظام سلطنت کیا آمدنی
ملک کو بھی بڑھایا ایک کروڑ باون لاکھ آئے اور کچھ تغیر وتبدل ارکان دولت کیا یعنی
مہاراج بالکرشن بہادر دیوان کو بسبب اپنے خلاف ہونے کے غیر متدین جانکر موقوف کیا
منشی الملوک راجہ رتن سنگھ کو نظر بحسن لیاقت مامور کیا لیکن مرزا ولیعہد بہادر سے
بسبب تعصب مذہب کے طرفین سے نہ بنی اور انسے بھی اطاعت اونکی نہو سکی بلکہ
ہر امر مین اونسے خلاف کرتے تھے انکی فہم سے اس امر مین سبکو تعجب ہوتا تھا مرزا ولیعہد
بہادر باپ کے خوف سے صبر کرتے رہ جاتے تھے موقوف بروقت جانتے تھے اونکو
شاید گمان یہ ہوگا کہ انتقال سلطنت انپر نہوگا +

انتقال حضرت ظل سبحانی

غرض برکات اعمال حسنات وغیرہ مبرات سے بادشاہ نے باوجود علالت کسل مزاج اور عوارض مہلکہ ومزمنہ اعضاء رئیسہ کے بہت طریق معقول وسلامت روی سے انتظام سلطنت کیا اطباء حاذق بدل متوجہ دفعہ امراض رہے لیکن کچھ فائدہ نہوا اور علاج ڈاکٹری سے خائف تھے ہرچند اونھون نے اپنے طریق کے علاج عرض کیے اور فساد غذا سے اکثر خلل تخمہ ہوا کرتا تھا اور جسقدر نوشجان فرماتے تھے خوشامد سے کھلانے والے عرض کرتے تھے کچھ نہین نوش فرمایا دیر کھانے کی تحلیل کیواسطے مشی وحرکت لازم ہے وہ نہتی کاشکے گاڑی پر سوار ہوا کرتے آخر اسی تخمہ سے تپ محرق ہوئی ۵ تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ شب سہ شنبہ مطابق ۱۸۴۲ء فردوس برین کو نہضت فرمائی سن شریف ستر برس کے قریب ہوچکا تھا اس عرصہ مین جنرل لو صاحب بھی کیپ سے پھر آتے تھے موافق معمول نعش پر آکر روئے بہت تاسف سے اونکی تعریف بیان کی دوپہر کو باحتشام شاہی سے جنازہ اوٹھا زیر سنہری برج دریا مین غسل دیا حسین آباد کے چبوترے پر مجتہدین نے نماز پڑھی جنرل لو صاحب میجر باٹن صاحب کرنل ویکاکسن بیچی صاحب صف جماعت مین کھڑے ہوگئے تھے امام باڑہ کے دالان مین لائے قبر مین اوتارا جناب سید العلما نے تلقین مین پڑھا یا محمد علی ابن سعادت علی ہل انت آخر یہ تھا یہان ہی قبر مادر گرامی دفن ہوئی وہ برس دن پیشتر انتقال کرچکی تھین ۲۲ تاریخ شہر جمادی الثانی ۱۲۵۷ھ ہجری مین +

صاحبان رزیڈنٹ جنرل لو صاحب جنرل کالفیلڈ صاحب پھر جنرل لو صاحب کیپ سے آئے مین نائب نواب روشن الدولہ نواب منتظم الدولہ ظہیر الدولہ نواب منور الدولہ ڈپٹی نواب شرف الدولہ تحصیل آمدنی ممالک محروسہ از روئے داخلہ خزانہ شاہی ایک کروڑ پچاس لاکھ سوائے خورد وبرد اہلکاران سرکار وناظمان ملک راجہ وتعلقداران وغیرہ اس حساب سے تقریباً جاری کر رہے مدت سلطنت ۵ سال ۱۰ یوم

تاریخ فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق ده روز پنج سال حکومت نمود وشد +
۱۲۵۸

نقل وثیقہ حضرت فردوس منزل

عہد و میثاق فیما بین سرکار عظمت آثار ابو الفتح معین الدین سلطان الزمان نوشیروان عادل محمد علی شاہ بادشاہ اودھ و سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خلد اللہ ملکہ معرفت کرنل لو صاحب بہادر رزیڈنٹ بیت السلطنت لکھنو درباب ربکہ بادشاہ ممدوح بطریق قرض موبد سپردہ مشتمل بر ہشت دفعہ۔

دفعہ ۱ اول مبلغ ہفتاد لاک روپیہ سکہ لکھنو جناب بادشاہ ممدوح بطریق قرض موبد داوہ اند و جناب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر از طرف سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر گرفتہ اند۔

دفعہ ۲ دوم جمع منافع بر زر اصل قرضنہ مذبور کہ شصت وہشت ہزار سالانہ میشود این مبلغ منافع بچہار قسط مساوی حسب مقدار معینہ اسامی معینہ نسلا بعد نسل و بطنا بعد بطن در وجہ مشاہرہ آنہا دادہ رسید آنہا گرفتہ خواہد شد۔

دفعہ ۳ سوم ب اسم صاحب سا[illegible] در ماہہ [illegible] شہر سالانہ [illegible]

دفعہ ۴ چہارم اگر احیاناً احدے از مشاہرہ داران مذکور یا بعد او فرزندانش لا وارث بمیرد درینصورت وجہ معینہ مشاہرہ متوفی مزبور باختیار بادشاہ اودھ خواہند ماند۔

دفعہ ۵ پنجم اگر احدی از مشاہرہ داران مذکور یا ورثہ آنہا بقلمرو سرکار کمپنی انگریز بہادر سکونت ورزد صاحب رزیڈنٹ آن عصر مشاہرہ معینہ او بہانجا خواہد رسانید۔

دفعہ ۶ ششم مشاہرہ داران مذکور یا بعد آنہا اولاد و فرزندانش کہ یکی بعد ارتحال دیگرے مشاہرہ خواہد یافت ہمیشہ مستحق لطف و محبت خاص از جانب سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند بود و صاحب رزیڈنٹ آن عصر را واجب لازم خواہد شد کہ ہموارہ نسبت بآنہا بشرائط تعظیم و تکریم و در امریکہ ضرورت افتد لوازم سعی و امداد و اعانت درباره آنہا مرعی دارند۔

دفعہ ۷ ہفتم از انجا کہ شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان بہادر مستقیم جنگ و عظیم اللہ خان بہادر معتمد و خانہ زاد قدیم بادشاہ ذیجاہ ممدوح اند بادشاہ ذیجاہ معظم الیہ

حضرت خاقان زمان امجد علی شاہ

Amjud Ali Shah,

نظر برینکہ بتوسط آنہا انصرام اینہمہ امور بخوبی خواہد شد و زنہار فتوری دران راہ نخواہد یافت شرف الدولہ بعہدہ وکالت جہت عرض حال و معروض جملہ مشاہرہ داران و گرفتن زر تنخواہ آنہا از خزانہ رزیڈنسی و عظیم اللہ خان بہادر برای تقسیم و رسانیدن زر تنخواہ مشاہرہ داران مذکور دست بدست مقرر و مامور نمودند لہذا زر تنخواہ مشاہرہ داران منج جہ وثیقہ ہذا معرفت شرف الدولہ بہادر از خزانہ رزیڈنسی دادہ خواہد شد و ہمہ مشاہرہ داران را لازم خواہد بود کہ بتوسط اشخاص مسطور الصدر اظہار حال و وصول زر تنخواہ خود ہا مینمودہ باشند
دفعہ ہشتم صاحب رزیڈنٹ بہادر جناب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا نواب گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ و ارباب اولو الالباب کونسل درخواست وثیقہ عہدنامہ بمضمون مرقوم الصدر مزین بمہر و دستخط جناب ممدوح نمودہ وثیقہ مزبورہ حاصل کردہ بجناب بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ حوالہ خواہند ساخت +
قرضہ مؤبد امام باڑہ حسین آباد متعلق شرف الدولہ اعظم الدولہ رفیق الدولہ بہادر سد لک ماہواری سود خرچ امام باڑہ و تنخواہ داران وغیرہ فقط

جلوس ابو الفتح مصلح الدین ثریا جاہ سلطان عادل خاقان زمان محمد امجد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

۱۲۵۸ھ

حضرت ظل سبحانی خلف ارشد حضرت فردوس منزل نے اپنی وراثت آبای کرام پر ۶ ربیع الثانی ۱۲۵۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۱۸۴۲ء ۴۳ برس ۶ مہینے ۲۰ دن سن شریف مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا +
جب خبر انتقال حضرت فردوس منزل پہونچی حسب دستور دولتخانہ قدیم مین منتظر طلب صاحب رزیڈنٹ رہے کپتان شکسپیر صاحب استقبال کو آئے اونکے ساتھ بارہ دری مین تشریف لائے جلوس فرمایا شاہزادے اقربا امرا ارکان دولت نے نذرین دین شلک سلامی توپ منادی شہر ہوئی سامنے تخت کے مبارکباد ارباب نشاط وغیرہ کی دھوم مچی روز سوم امداد حسین خان کو جو کئی برس سے پہلے شاہزادون کی تعلیم کو

نوکر ہوے تھے جب حکیم مرزا مہدی اپنے باپ کے ساتھ روانہ کربلاے معلی ہوے تھے
بعد اسکے بتدریج رفیق خاص و محرم راز ہوکر داروغہ کارو بار ہوے تا زمان ولیعہدی
تنخواہ بھی بتدریج بڑھتی گئی عزت بھی بڑھی صاحب سواری بھی ہوے انھین خطاب
امین الدولہ امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ خلعت ہاتھی پالکی جھالر دار شمشیر ولایتی
سے سرفراز فرمایا انکے مقابل آیتیلچ کا دوسرا خلعت میر عنایت علی مشہور بامو حضرت جو
داروغہ نواب ملکہ آفاق صاحبہ تھے ابتداے سلطنت حضرت فردوس منزل سے پیشتر اسکے
کالپی مین نواب نصیر الدولہ کے نوکر کئی برس سے تھے وہان بھی قرابت تھی لکھنو سے
پریشان ہوکر گئے تھے لیکن بادشاہ سے اور انسے صفاے باطن جیسا چاہیے نہ تھی
نگریان کی خاطر سے انکا پاس کرتے تھے دوسرے امین الدولہ اور انسے ہمیشہ خلاف رہتا تھا
انھین خطاب معین الدولہ بہادر عنایت ہوا اور ان دونون کو اجازت کرسی نشینی بروقت
چاے پانی وغیرہ ملی اور زمرۂ امرا مین شریک ہار وعطر رخصتی ہوے +
بادشاہ نے ایک مہینے کئی دن کے بعد اعظم الدولہ اور داروغہ عاشق علیخان انکے
پیشدست کو بسبب کدورت غبار ہاے زمان ماضیہ اور شکوہ ہاے درونی جو موقوف بروقت
خاص رکھے تھے موقوف کیا داروغگی اہتمام دیوانعام سے وہ موافق تحریر وثیقہ کے
دوسیدن دربار صاحب رزیڈنٹ مین جاکر حاضر ہوے انکے عوض اعتبار الدولہ عطا حسین خان
بڑے بھائی امین الدولہ کو خلعت دیکر مقرر فرمایا اہتمام الدولہ حیدر حسین خان جو زمان
ولیعہدی سے حاضر رہتے تھے اونکو اونکا پیشدست کیا منشی عبداللطیف ملازم قدیم
نواب ملکہ آفاق کو خطاب دبیر الدولہ و خدمت تقسیم خزانہ عامرہ منشی جوالا پرشاد ملازم
اعتماد الدولہ کو خطاب مدبر الدولہ دستخط عرضداشت وغیرہ انکے سپرد ہوے حکیم مرزا مہدی
جو پہلے جنرل مرزا سکندر حشمت کی تعلیم کو نوکر تھے نظر بقدامت خطاب حکمت الدولہ ملا
اس جہت سے کہ انکے باپ بھی خود طبیب تھے اور شاہزادے وغیرہ جنکی تنخواہ ہزارون
تھے تخفیف سے چہارم بکی کم کردی ہرچند عرض کی مقرون اجابت نہوئی +
طریق دربار یہ تھا کہ صبح کو بادشاہ سوار ہوتے تھے ہوا کھانے کو جب مراجعت کرتے تھے

مجرئی حاضر ہوکر رخصت ہوتے تھے بعد ۹ بجے کے ۱۲ بجے تک صحبت کوا غذ ملکی و مالی وغیرہ رہتی تھی اوسکے بعد داخل محلسرا ہوتے تھے وقت سہ پہر پھر مدبر الدولہ مجلس مین حاضر ہوتے تھے اکثر امور مجوزہ انکی تجویز یا دستخط وغیرہ سے ہوتے تھے شام کو پھر بادشاہ سوار ہوتے تھے گھوڑے پر بہت کم سوار ہوتے تھے اور نہ ایسا شوق سواری تھا فی الحقیقۃ بادشاہ امور دینداری خداپرستی مقید صوم وصلوۃ من حیث الاسلام آبای کرام سے زیادہ تھے اور مقدمات معدلت رسانی بمقتضای حسن عقیدت وخلوص نیت سلطان العلما وسید العلما دونون مجتہدین پر محول رکھے تھے مرافع شرعیہ مقرر فرمایا اور سید باقر بڑے بیٹے سلطان العلما کو خطاب منصف الدولہ مہتمم عدالت دیوانی فوجداری دی تھی اور ہر سال زکوۃ شرعیہ جمع خزانہ عامرہ سے مقرر فرمائی اسکی تقسیم بتجویز مجتہدین رہی اگر فی الحقیقۃ مستحقین زکوۃ کو ملتا تو سب سے بہتر ہوتا مگر عقیفا اہلکاران ومقربان صاحب مقدور مع وزیر اعظم سب سے پہلے اپنا حقوق لے لیتے تھے بادشاہ اپنے عقیدۂ خاص سے مجتہدین پر اعتماد رکھے ہوئے تھے پھر کہنے والا کون ایسا صاحب ایمان تھا بلکہ ایک گستاخ نے حسبۃ اللہ نواب امین الدولہ سے کھل کر تصریح کہا جو ابدیا مجتہدین جانین تین مرتبہ اس سلطنت مین تقریبا تین لاکھ نوٹ حساب نساب اور دو مرتبہ حضرت سلطان عالم کی سلطنت آخر مین اسمین پہلے ہی جو مقرب بادشاہ تھے اونھون نے اپنا حق پہلے لے لیا جب جاری ہونے دیا پس اس صورت مین اسی کو نسی زکوۃ کہیے آخر کو منتاج الدولہ کہتے تھے کہ جب حضرت سلطان عالم کلکتے تشریف فرما ہونے لگے بعد خرچ اخراجات کے ۲۳ لاکھ خزانہ مین رہ گئے تھے فرمایا اس سکوک کو مٹا کے خشت طلائی بنا کے رکھو چنانچہ وہ بھی اس سفر مین تمام ہوئین بعد اسکے بنا ہی مدرسہ سلطانی ہوئی بہ تجویز واختیار مجتہدین اس صورت خاص سے دوسو طلبا اور تیس مدرس خلاف دستور مدرسہ وکالج انگریزی جیسا سب جانتے ہین مگر یہان کارخانہ بسفارش اور ہر ضلع ناظم کے پاس ایک مفتی اثنا عشری رہا کرے اسکا حال بھی سب جانتے ہین کہ وہ مفتی کس کام کے تھے اور ضلع پر کونسا کام کرتے تھے دوسرے امر عمدہ یہ ہوا کہ تکمیل روضہ خانہ سلطانی ہوئی دس برس کامل مین کرنل ورلاکس صاحب مہتمم نے کاہش جان سے کتب شاہدات کو کب

حسب سررشتہ طبابت کے چاہتے تھے الہ آباد کے مطبع مین چھپکر مشہور ہر ولایت مین جا کر ہون
سات ہزار روپیہ بھی خزانہ شاہی سے اونکی طبع کو ملا تھا اس عرصہ مین صاحب نے انتقال کیا
کرنیل رچمنڈ صاحب ریذیڈنٹ نے اسکے نیک و بد و صرف سالہا سال کا خیال نکیا میجر پیرو صاحب
کو صاحب سے سوء مزاجی ہوگئی تھی حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین با تخفیف
مین آگیا عملہ برطرف ہوگیا اٹھارہ یا انیس برس کامل لکھہا روپیہ صرف ہوکر نام و نشان مٹ گیا
ہوا تھا اور دونون برابر ہوگیا اسیطرح مدرسہ سلطانی کا حال ہوا حضرت خلد منزل کے
عہد دولت مین ہزار لڑکا داخل مدرسہ ہوا تھا فی پانچ روپے تنخواہ او ربیس لڑکون مین ایک
مدرس تھا سالہا سال کے بعد وہ بھی مٹ گیا ایک طالب العلم کو نا کہ فضلیت مآب ہوکر
نکلا ہوا اور جسپر انتقال تکمیل عہد دولت مین ہوئی اسکی طلب لندن سے جنت آرامگاہ کی
کی تھی ہر سلطنت مین اسپر بھی ناواقفیت سے بربادی لکھہا روپیہ کی ہوئی آخر کپتان نیسر صاحب
نے اتمام کو پہونچایا دو لاکھہ پچاس ہزار اسکی طیاری مین صرف ہوئے جکنا تھہ بعلت گرفتاری
خوف علاقہ و اصطبل سرکار کہ تقریبا نوے ہزار تھے مسلمان ہوئے غلام رضا خان نام خطاب
شرف الدولہ مقابل اول یہ ثانی ہوئے اس پردہ اسلام سے زر باقیات پر پانی پھر گیا
اور کار و بار خدمات سلطانی مع علاقہ حضور تحصیل وغیرہ بظاہر امانی و در حقیقت اجارہ
عنایت ہوا اسکے بعد شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کے موقوف کرنے کی فکر ہوئی ایک
تو تاسی مذہب دوسرے بڑے صاحب کی خوف صلاح صوابدید یا اور بہادر موصوف کی
بادشاہ سے کسیطرح صفائی دنیاداری بھی نچاہی تھی +

منصوبی نواب امین الدولہ بسر رشتہ پیشدستی یعنی ڈپٹی آوری و موقوف ہونا شرف الدولہ کا

الغرض جب دو مہینے کئی دن شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کو ابھی شش و پنج مین
گذرے اور یقین اپنے موقوف ہونے کا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ صاحب ریذیڈنٹ امور
خانگی بجا نکر بتحریک صوابدید کرینگے جب صاحب ریذیڈنٹ کو یہ خیال آیا کہ بادشاہ کو
انکو خواہنخواہ موقوف کرنے مگر بخیال میرے صوابدید کے تامل کرتے ہین اسکو کھول دینا
چاہیے اس جہت سے ایک مرتبہ گیت خانہ حسین آباد مین دوسرے بادشاہ سے کسی

نواب امین الدولہ

Ameenoodoulah.

ظاہری سے عمدہ ملاقاتیں کی اور بالمشافہ فرمایا کہ یہ امر خاص محول بخوشی بادشاہ ہے
ہم اسمین کبھی مداخلت نکرینگے جب استمزاج صاحب معلوم ہوچکا اوسکے بعد بارھوین
شہر رجب روز پنجشنبہ دوپہر کو بعد برخاست کاغذ نواب امین الدولہ کو خلعت شش پارچہ
عنایت ہوا شرف الدولہ اس سے پیشتر سمجھکر رخصت ہو گھر چلے گئے تھے اور خطاب
کامل یہ ہے رکن رکین خلافت و جہانداری اعتضاد سلطنت و شہریاری زبدۃ الامرا
مدار المہام وزیر الممالک امین الدولہ عمدۃ الملک امداد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ
یار وفادار سپہ سالار فدوی خاص جان نثار محمد امجد علی شاہ بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
انکے پیشدست ڈپٹی نواب اکبر علیخان بیٹے نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان مرحوم محض تجویز
خاص بادشاہ ہوے اور عہدہ دیوانی مشیر الدولہ مؤید الملک مہاراجہ بالکرشن بہادر
جسارت جنگ کو گھر سے طلب فرماکر خلعت سے سرفراز کیا اور منشی الملوک راجہ رتن سنگھ کو
بسبب ساخت و پرداخت شرف الدولہ کے موقوف کیا نواب معین الدولہ کیواسطے
نواب ملکہ آفاق سلطنت کے مکنون خاطر یہ تھا کہ اگر وزارت انکو نہو تو کاش کے سفارت زیر نگیں
ملیجا ہی جس سے دباؤ وزارت پر ہوجاتا ہے بلکہ یہ اول زینہ وزارت ہے مثل ظہیر الدولہ
لیکن بادشاہ نے اونھین فقط مشورہ مہمات سلطنت پر رکھا نظامت خیرآباد ایک رسالہ
سوار کا اور ایک پلٹن نجیب اونکی بیٹونکو دی اسی باعث سے ان دونون رکن سلطنت
مین صفائی قلبی بلکہ ظاہری بھی نہوئی ہمیشہ چوٹ چلتی رہی اسکے سوا نواب امین الدولہ
بڑے صاحب نصیب تھے ایک میر احمد علی بیٹے میر حیدر علی پہلے نواب اور انمین دوستی
از حد ہوئی برادر حقیقی سے زیادہ وہ ولیعہدی مین داروغہ دیوانخانہ ہوے تھے
بادشاہ سے اور انسے ایسی موافقت ہوئی کہ نواب صاحب اونسے خار کھانے لگے اب
ناموافقت شروع ہوئی جوڑ طرفین سے چلنے لگا نواب صاحب کی افسردگی و مایوسی اپنے
واسطے بڑھنے لگی آخر ایک جوڑ کامل ایسا پڑا کہ معلوم نہین کس طریق سے کہ میر احمد علی
مشری ہوگئے دربار سے نکالے گئے چند روز کے بعد ایسا اونھین خوف غالب ہوا نواب
کیطرف سے کہ ایکدن ننگی تلوار لیکر گنتوئین مین کود پڑے اور وہان تلوار اپنے ہاتھ سے

پیٹ مین مار کر مر گئے پس اگر وہ جیتے ہوتے کچھ تعجب نہ تھا کہ بادشاہ اونھین کو وزیر کرتے
یہی دنیا کا انقلاب ہے +

دستور معظم نے مرزا وصی علیخان جنھین شرف الدولہ نے بتحریک بڑے صاحب روانہ
کانپور کیا تھا وہ پوشیدہ شہر مین آکر نواب صاحب کو اپنا سبز باغ دکھا چکے تھے نواب صاحب
ذی بھی مرد کارگذار زمان نواب منور الدولہ جانکر بانشاء اللہ امیدوار کیا تھا اونھین خدمت
دیوانخانہ وزارت دی بعد اسکے نواب نے اپنے عزیز اقربا دوست قدیم کو ٹالن بخیب دین
اسمین بھی صورت فائدہ سب طرح سے ہوتی تھی ورنہ کمیدانی کا مواجب سو روپیہ تھا
پھر نواب نے محمد خلیل الدین خان کو جو کاکوری مین خانہ نشین تھے شرف الدولہ نے
انھین بھی صاحب اراوہ سمجھکر دربار سے موقوف کر دیا تھا فقط سو روپیہ کا پنشن سرکار سے
ملتا تھا بادشاہ سے عرض کر کے پانسو روپیہ کا نوکر رکھوایا بادشاہ نے پہلے داروغہ
صدر امانت کیا اور اخبار ملکی اونکے بڑے بیٹے رشید الدین خان کو دی میر حسن علی لندنی
فقط برکت سفر لندن اور بیرکمن سال سمجھکر عہدہ سفارت رزیڈنٹ پر مامور کیا وہ کانپور
سے ڈاک مین چلے آئے فقط ایک متصدی سرکار کی سفارش سے کہ لندن ہو آئے ہین
زبان انگریزی جانتے ہین اسکے پیشتر نواب سے کچھ تعارف نہ تھا بادشاہ بھی اسقدر
واقف نہ تھے غرض کئی مہینے کے عرصہ مین یہ سب کاروبار سلطنت حسب تجویز بادشاہ
درست ہوئے +

استقبال ہزاکسلنسی جنرل ناٹ صاحب بہادر

جب جنرل لو صاحب روانہ ولایت ہوئے کپتان شکسپیر صاحب انکے برادر نسبتی
قائم مقام ہوئے نواب گورنر جنرل بہادر نے ہزاکسلنسی جنرل ناٹ صاحب بہادر کو
رزیڈنٹ لکھنؤ مقرر فرمایا جب وہ فتح قلعۂ قندھار اور غزنی سے پھرے تھے اس جلدی مین
مامور ہوئے حسب الحکم شاہی نواب امین الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر وغیرہ
اعزائے ملازمین شاہی بہئیت تکلف جلوس سواری سے سڑک جدید سے رحمت گنج تک
استقبال کو گئے +

نواب امین الدولہ ایکدن پیشتر داخل لشکر ہوے اوسکی صبح کو جنرل بہادر پہلے اپنے خیمے مین اوترے اور اپنے استقبال کو لشکر سے بڑھکر منع کر دیا تھا توپ سلامی کی چلی بعد ایک ساعت کے ۹ بجے اوسی لباس سفر سے خیمۂ نواب مین تشریف لائے ایک بیٹا دو بیٹیان ناکتخدا ساتھ تھین کپتان ہالنگس صاحب بحکم رزیڈنٹ رہبری کیواسطے گئی تھے مصاحبان خاص سے کپتان فریزر صاحب بیجی صاحب بحکم بادشاہ گئے تھے دستور معظم نے لب فرش سے استقبال کیا بعد معانقہ کے خیمے مین تشریف لائے فقط چاہ پانی ہوا سامنے ناچ ہونے لگا جنرل صاحب کے حقہ پیچوان کی برابر نواب صاحب کا بھی حقہ لگا ہندوستانیون مین مہاراج مولوی خلیل الدین خان محفوظ علیخان کرسیون پر میر حسن علی نواب و جنرل کی پیچھے بیٹھے راجہ غالب جنگ دو تین اور اشخاص پیچھے نواب کے کھڑے ہوے اور ایک یہ بندۂ مؤلف کتاب نوابصاحب اپنے ساتھ لیگئے تھے پہلو میز مین کھڑا تھا مرزا وصی علیخان اہتمام کرتے تھے باتین تعارفات کی جنرل صاحب کرتے رہے میر حسن علی اسکا جواب انگریزی مین دیتے تھے بعد ایک ساعت کے یہ صحبت برخاست ہوئی لب فرش تک مشایعت کی عطر پان دیا توپ سلامی کی چلی *

بعد اسکے نواب گاڑی پر سوار ہو دو کوس لشکر مقابل رحمت گنج جا کر نواب گنج کی بنیاد ڈالی کپتان فریزر صاحب ساتھ تھے بندہ کو سید و زوارہ جھکر تھوڑی سی زمین کھدوا کر پانچ روپے رکھکر پانچ اینٹین رکھدین وہان سے پھر آئے نصف شب تک صحبت ناچ رہی اوسکی صبح کو بٹھی مین آئے بعد زوال کشتی روانہ لکھنؤ ہوئے پہلے حاضر حضور ہو کر داستان سفر عرض کی دوشالہ رومال کا خلعت ہوا *

جنرل صاحب بہادر گاڑی چہار اسپۂ شاہی پر سوار داخل دلکشا ہوئے صبح کو بادشاہ نے استقبال کیا نصف راہ مین ملاقات ہوئی شاہ منزل مین چاہ پانی ہوا بار رمنہ مین جنگلی ہوئی دس بجے رخصت ہوے داخل کوٹھی رزیڈنسی ہوے بعد اسکے دو دن اور دو رات طرفین سے بدستور سابق ملاقات ہوئی بعد کئی مہینے کے جنرل صاحب نے دوسری شادی کرنیل ولکاکس صاحب کی بی بی کی سگی بھانجی سے کی *

معزول ہونا نواب امین الدولہ کا بدستور بحال نواب معین الدولہ وغیرہ

دستور معظم سرگرم مہمات سلطنت تھے نواب اکبر علیخان ڈپٹی اور انکے بیٹے اصغر علیخان سنج مرنجان افتان وخیزان سب اہلکارون سے دبے ہوے کار وبار کیے جاتے تھے کہتے تھے کہ ہمنے ایک کرور بائیس لاکھ نقد داخل خزانہ کیے تھے مگر کوئی اہلکار انکا دباؤ نا تا تھا آخر اکبر علیخان کچہری محلسرا ہی وزارت مین دفعتہ مرگ مفاجات سے مرگئے چند روز تک اصغر علیخان بدستور بحال رہے کچھ کام کیے جاتے تھے لیکن [illegible] ملکہ مخدرہ اس مدت مین بہت دیانت سے کام کیا کچھ فائدہ نہین ہوا اور دروغی مہیر رنی حاشت خور ونکو کہان سے فائدہ ہوتا آخر ان وجوہات سے موقوف ہوے۔

نواب نے سید قطب الدین حسین خان کو مرد سن گرم و سرد زمانہ دیدہ جانکر ڈپٹی کیا انکے واسطے بھی وہی صورت پیش آئی اس عرصہ مین کچھ رسوخ و اعتماد باغ سبز نواب معین الدولہ کا نظر اقدس مین اثر کر گیا اور جناب عالیہ نواب ملکہ آفاق نے بھی بہت سمجھایا کہ وسوسہ خاطر جو انکی طرف سے تھا کچھ کم ہوا امین الدولہ کیطرف سے منطنہ خیالی بڑھنے لگا اور بادشاہ کے روبرو ہر امر مین مکابرہ و مناظرہ ہونے لگا اور مقربان محل بھی جو امین الدولہ سے جلے ہوے تھے لگانا بجھانا شروع کیا جب بادشاہ بعد ملاحظہ کاغذ داخل محلسرا ہوتے تھے یہ دونون در دولت پر جناب عالیہ سے ساری کیفیت دربار رپوٹ کیا کرتے تھے اور صاحبات محل کا بھی ہر امر مین در سفارش کھلا ہوا تھا اور طمع ہر ایک کو اخذ زر کی تھی اب نواب اندر اور باہر کے دام پیچ مین پھنس گئے اور کسیطرح اپنی عافیت نجات نہ دیکھی لاچار ہو کر نواب معین الدولہ کو ڈپٹی کیا اس خیال سے کہ کسیطرح یہ آتش افروزی کم ہو جاے بظاہر دونون مومنین صادقین مین عہد و میثاق ہوا جسطرح اہل دنیا اپنی غرض پر کرتے ہین چند روز یہ بھی صورت مثل حباب رہی آخر وہ موافقت مبدل بہ نفاق ہوئی نواب سے کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے آئندہ کر مستوفی ہو جائین چنانچہ ایکدن استعفا لکھکر معین الدولہ کو دیا او نھون نے خوب لون مرچین لگا کر بادشاہ کو گذرانا منظور ہوا جب میدان خالی ہوا معین الدولہ اور مقربان محل کی بن پڑی مرزا وصی علیخان نے اپنی رسائی سے

معین الدولہ سے موافقت و بنا پیدا کی انکے مدار المہام ہوگئے گویا انہین کی ہمیشہ سے
متوسل تھے احکام دیوانخانہ جاری کرنے لگے +

صبح بروز سہ شنبہ یازدہم شہر ذیقعدہ ۱۲۵۹ھ نواب امین الدولہ نے اپنی بیخبری سے
پوشاک دربار طلب کی باہر اہل دربار مجرئی سب حاضر تھے دفعتہً مرزا وصی علیخان نے آکر
[illegible] رات کو حکم بادشاہ پہونچا معین الدولہ کو کہ امین الدولہ بے اجازت سوار نہون
[illegible] کیا کہ رات کو انھین کاہیکو خواب راحت کا خلل انداز ہون صبح کو تبلیغ
رسالت ہو جاویگی اوسکے بعد عرض کیا مین آپکی رفاقت مین حاضر ہون فرمایا تم پر عنایت
تنگ ہو جاویگی مناسب وقت یہی ہے کہ تم معین الدولہ کے پاس رہو اور میرا اسباب ذاتی کچہری وزارت
سے بھجوا دو غرض جب مرزا صاحب سوار ہوکر در دولت پر چلے اتفاقاً بندہ بھی بملاقات
نواب گیا تھا مین بھی مرزا صاحب کے پیچھے ہینس کے تھا سبکو معلوم ہوا کہ نواب صاحب خانہ نشین
ہوے فقرا و مساکین جو تحسین گنج سے در دولت تک آس لگاکر بیٹھتے تھے اتنی دور مین
پہونچ [illegible] خیرات ہوتے تھے وہ سب بیچارے مایوس ہوکر اوٹھ گئے +

دوسرے دن چوبدار سلطانی خزانہ عامرہ سے تنخواہ نواب لاکر دے گیا تیسرے دن بادشاہ کو
[illegible] کہ نواب نے مفارقت قدم مبارک سے کھانا نہین کھایا ہے بادشاہ نے خوان اولش اور
ایک [illegible] سطر سے دستخط فقرہ اضافہ بیاروہ مرا بھجوایا اور ایک جاری مربا بھی عنایت
فرمائی اور [illegible] نصیب ومعزولی ہماری مرضی پر موقوف ہے تم باطمینان اپنے گھر مین
بیٹھے رہو نواب نے اسکا ادای شکر کیا اور جانا کہ بادشاہ کو میرا اتنا خیال مرکوز خاطر ہے اب
جان میری دشمنون سے بچیگی پھر نواب نے عرضداشت اپنی قیام دواب کیواسطے بھیجی کہ اب
خانہ نشینی مین اسکا خرچ مجھپر بار ہے امیدوار ہون یہ سب داخل دواب سرکار ہوا ارشاد کیا
گیا تم پھر سوار ہوگے اس ارشاد سے زیادہ تقویت ہوئی کہ انشاءاللہ پھر میری طلب ہوگی
مگر اپنے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے اور نہ کسی سے ملاقات کرتے تھے الا ان مولف کتاب سے
تحریر رہتی تھی یا ہر مہینے کی تیرہوین کو مجلس امام باڑہ راجہ جھاؤلال مین شب کو ملاقات
ہوتی تھی اور کبھی بعد نماز صبح عمارت امین آباد کی دیکھنے کو آتے تھے بادشاہ کو چھ لاکھ روپیہ

قبل از خانہ نشینی گذرانی کہ یہ حضور کی بدولت حاصل ہوا ہی یہ مال سرکار ہی اپنی دیانت اور
امانت ظاہر کی حالانکہ تین لاکھ علیحدہ رکھ لیے تھے اور تین سے
بادشاہ نے لاکھ روپیہ تعمیر عمارت کو عنایت فرمائے نواب نے معرفت مرزا حیدر شکوہ شاہزادہ کے
ستائیس ہزار روپیہ کو ساری الملاک مرزا سکندر شکوہ شاہزادہ مرحوم کی خریدی اور سیر گیی لاکھ
اپنے خرچ کر کے دکانین اور محلسرا بنوائی معرفت منشی ظہیر الدین کی تعمیر ہوئی جب بادشاہ نے دیانت
امین الدولہ کا ذکر صاحب رزیڈنٹ سے کیا جواب دیا کہ اگر وہ مال سرکار کو بڑھاتے
تو اس سے زیادہ امانت ثابت ہوتی مگر اس دینے مین احتمال شق ثانی بھی ہے

منصوبی نواب منور الدولہ و تسلط تام نواب معین الدولہ وغیرہ

جب میدان اغیار سے صاف ہوا چند روز تک نواب معین الدولہ باطمینان بلا شرکت
غار غبال ہو کر کار فرما رہے لیکن بذات خود جرات اختیار وزارت نکر سکے اس جہت سے
دوسرے مالدار و نیا کو تاکا اور اگر خود صاحب ارادہ و قوت ہوتے تو دوسرے کی احتیاج
نہوتی آپ خود اسکا مصالحہ جمع کر لیتے

نواب منور الدولہ جو حضرت فردوس منزل سے اور بظاہر اتہ سے انبای دنیا ی دون سے
رخصت حصول عافیت کو رخصت گئے تھے چار برس کے بعد بہت کچھ مال دنیا صرف
کر کے پھرے آگرے مین نواب گورنر جنرل سے شرف ملازمت حاصل کر کے بہت خوشی
اور باطمینان فرمان فردوس منزل کانپور سے بے طلب شقہ خاص بادشاہ رحمت گنج مین
مقام کیا لیکن بےخبر تھے اپنے نمک پروردہ قدیم سے کہ وہ بیشتر انکے داخلہ سے احرام بر کمر
باندھ چکے تھے نواب امین الدولہ کو کچھ نشیب و فراز سمجھا کر ایک شتر سوار مع فرمان شاہی بھیجا
کہ تم بے اجازت حضور قصد داخلہ لکھنؤ نکرنا پھر جاؤ بمجرد پہونچنے حکم قضا شیم کے جیسے
سب حجاج خوش تھے کہ بعد اس مدت کے ہم اپنے عیال سے ملینگے مایوس ہو کر پھر کانپور گئے
نواب اوسیوقت راہی کو سوار ہو گئے

بادشاہ نے اوسیدن نواب امین الدولہ کو سرشتہ پیشدستی سے خلعت وزارت اور
صاحب دستخط کر دیا نواب سے اہل دردو اور عاقبت اندیش نے وہ ولیتحواہی اور امر وینی سمجھکر

نواب منورالدولہ

Monuveroodoulah.

عرض کیا کہ آپنے مغویون کے بہکانے سے قافلہ حاج کو حالت یاس مین پھیر دیا اسکا
مآل اچھا نہوگا اگرچہ نواب منورالدولہ کو بھی لازم تھا کہ ایک خط دوستانہ تہنیت وزارت کا
آپ کو لکھتے تو غالب ہی آپ بھی کچھ نفسانیت نفرماتے جواب طلب کا لکھتے اس سے رفع
توہمات طرفین سے ہوجاتے اونھون نے بھروسا اپنی قدامت اور فرمان اور ملاقات
نواب گورنر جنرل کیا؎

حجاج صالحین سے جب حضور قلب عالی منعم حقیقی نے بلبیک اجابت فرمائی اور زمانہ
مستعار نواب معین الدولہ سے موافق ہوا یہ سمجھے کہ منورالدولہ بذات خود بے طمع ہین
اور بہت مالدار ہین ایسا قوت بازو کہان ملیگا بادشاہ سے اونکی دیانت وامانت اور
مقدور اور مقبول گورنمنٹ عرض کیا بہرصورت سمجھا کر فرمان طلب بھجوایا چنانچہ روز جمعہ
عید مومنین ہو منورالدولہ نواب معین الدولہ مع میر باقر تاجر پہلے عنایت باغ مین آئے و
انسے بھی عہد و میثاق مثل اہل دنیا ہوا بعد اسکے اپنے ساتھ حضور بادشاہ لیگئے کچھری
با مصالحہ پک چکی تھی خلعت وزارت سے سرفراز ہوے دونون اخوی مقامی ہوے
جرنیل پالک صاحب کے پاس دونون باہم گئے نذرین معین الدولہ ڈپٹی ہو کر کارفرما رہے
بہت زور وشور سے متوجہ کار ہوے اب رزیڈنٹ کے پاس باتفاق جانے لگے کہ
پردۂ حجاب مغایرت فیما بین نرہے؎

مرزا وصی علیخان نے جب اتحاد اخوی مقامی دیکھا خائف ہوکر معین الدولہ سے رخصت
کانپور لیکر چلے گئے ہرچند معین الدولہ نے رفع شک کیا تشفی خاطر کی نمانا اپنی خوف ابرو
سے چلے گئے سمجھے کہ اب صورت حال بھی نہوگی مبادا دشمن کمین مین ہے شاید کوئی اتہام
ایسی ٹپچاہی کسواسطے منورالدولہ کو سب نازندے بھوکے ہین انسے لقمہ رفاہ کب بچیگا عرض
سپاہی معین الدولہ ساتھ لیکر گئے منورالدولہ نے علی حسین خان رفیق قدیم کو نیابت دیوانی کا داروغہ کیا
جب منورالدولہ کے اہلکاران مفلس نے دیکھا کہ اس موافقت اخوین کی نمانی سے ہمین
کا ہیکو فائدہ دنیا حاصل ہوگا اب جگ کو توڑنا چاہیے چنانچہ رفتہ رفتہ رشتۂ اتحاد وعہد و
میثاق کو جو بہت چست ہورہا تھا ڈھیلا کرنا شروع کیا تاکہ اونکھا اسمین گتھی ریشم کی پڑجائے

اوسکی صورت یہ ہوئی کہ جنرل لو ملک صاحب نے منورالدولہ کی سمجھانے سے بادشاہ سے
معین الدولہ کی کارفرمائی خیرخواہی کی بہت تعریف کی بادشاہ کو یقین ہو گیا اپنے فہم سے
کہ یہ رزیڈنٹ سے موافق ہو گئے ہین پس نقیض کا نتیجہ ہو گیا ہفتہ عشرہ نگذرا تھا کہ
اونھین معطل و خانہ نشین کیا اور عتاب سلطانی ہوا پھر صاحب رزیڈنٹ کیونکر سفارش
کرسکتے بظاہر حیلہ محاسبہ نظامت خیرآباد مین گرفتار ہو کر گھر پہ پہرہ آگیا اب ماموں صاحب
کو بیچارے مار سمجھے +

جب منورالدولہ کا جگت ٹوٹا کارندون کے پو بارہ ہوے بلا شرکت غیرے کاروبار ہونے لگے
مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کو ڈپٹی کیا منشی میر باقر علی کچہری وزارت کے منشی مرزا
بندہ علی بیگ منصرم حکیم میر محمد و میر علی دونون مشیر خاص طرفہ یہ ہے کہ ان سب مین بھی
ناموافقت مگر نواب صاحب یہ نہ سمجھے کہ جب جگت ٹوٹ گیا تو اکیلی رہ جاتی ہے اوسکا ٹوٹنا
بہت آسان ہو جاتا ہے کئی مہینے تک انشان وغیرہ کچھ کام چلا مقربان اندرونی نا قابل
جنھین ایک کوڑی کا فائدہ نہوا کہنے لگے انکی نسبت امین الدولہ کیا برے تھے انکی
یہ تھی کہ جو شخص خود نکھائیگا وہ کسیکو کاہیکو کھانے دیگا اسی خوف سے کارندون کے ہاتھ
بھی رواہی لگا جب یہ صورت خلاف پیدا ہوئی بعض عاقبت اندیشون نے نواب کو یہ سمجھ
سمجھایا کہ جولوگ اندر باہر کے حاشیہ نشین لقمہ حرام کے ہو رہے ہین لقمہ وہین سانپ سمجھکر بیٹھنا
مناسب ہے آپ تکیہ خود جنرل لو ملک صاحب پر رکھتے ہین یہ تکیہ کچھ کام نہ آئیگا نواب صاحب اپنی
دیانت و امانت پر ہین کہ مجھسا کارندہ مفت جسنے تنخواہ تک نہین لی بڑے صاحب بھی
مددگار ہین میری موقوفی کرنے مین بادشاہ سے صاحب سے بگڑ جائیگی فی الحقیقت صاحب نے
حمایت چاہی مگر کچھ نہوا +

موقوفی نواب منورالدولہ اور پھر منصوبی نواب امین الدولہ وغیرہ

الغرض بادشاہ کو نواب امین الدولہ کے ایک رقعہ برابر ایک سال سے گذرتا تھا سوا
چودہ برس کی حق قدامت رکھتے تھے اور سبز باغ جو نواب معین الدولہ نے دکھایا تھا اوس سے
سیر بھی دل بھر چکا تھا بلکہ بے ثمر پایا تھا آخر روز پنجشنبہ دو آخر شہر جمادی الثانی وقت عصر

اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو یاد فرمایا اور اوسیوقت خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس سے پہلے اہتمام الدولہ کو بھیجکر نواب منور الدولہ سے سایہ مہر وزارت منگوا بھیجا تھا اوسیوقت نواب منور الدولہ نے گھبرا کر جنرل پالک صاحب سے عرض حال کیا کہ بادشاہ نے امین الدولہ کو بلوایا ہے غالب ہے کہ خلعت وزارت دیں صاحب نے انکی بہت تسلی کی کہ بے ہماری صلاح بادشاہ نکرینگے آپ خاطر جمع رکھیں اودھر بادشاہ نے میر حسن علی سفیر سے صاحب کو کہلا بھیجا کہ ہمنے امین الدولہ کو بلوایا ہے خلعت وزارت دینگے صاحب نے فرمایا کہ ہم ہفتہ کو حضور میں آینگے جیسا مناسب وقت ہوگا بالمشافہہ عرض کرینگے بادشاہ نے اسکا جواب کہلا بھیجا کہ مجھے آجکو خلعت دینے کو استخارہ خوب آیا ہے اسواسطے خلعت میں تامل نہیں ہوسکتا کہ یہ موافق ہمارے عقیدہ کی کونسل خدا ہے صاحب بھی امور خانگی سمجھکر چپکے ہو رہے ادھر منور الدولہ کا کام تمام ہوگیا وہ سب توقع دیکھ وسا خواب پریشان ہوگیا ؎

مدبر الدولہ منشی خاص نے پہلے اصالۃً شہادت وزارت میر حامد علیخان داماد اعتماد الدولہ کیواسطے تجویز کی تھی اور وہ اسی امید پر شاہجہان آباد سے لکھنو پیشتر سے آچکے تھے چنانچہ ایکبار باریاب شرف ملازمت بھی ہوے اونکی وضع ظاہری وچہرہ بانی مطبوع خاطر اقدس نہوئی اس جہت سے اونکیں اس منصب جلیلہ سے محروم فرمایا مگر مدبر الدولہ کے سمجھانے سے جسدن نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا میر حامد علیخان کو خلعت پیشدستی عنایت فرمایا یہ امر پہلے طے ہوچکا تھا ورنہ کیا عجب تھا کوئی اور امین الدولہ کی تجویز ذہنی ہوتی اگر نواب کو اپنا ہی منفعت ہوا دوسرے کی فکر کون کرتا اس جہت سے چپ ہو رہے کہ آگے وقت اپنے نساد کو سمجھ لینگے

جب کپتان شیکسپیر صاحب لکھنو سے تشریف فرما ہوے مرزا مہدی علیخان کا نپور سے لکھنو آئے کسواسطے کہ جنرل لہ صاحب نے انہیں بہت برا سمجھکے حضرت فردوس منزل سے کہکر شہر سے نکلوا دیا تھا پھر نواب منور الدولہ کے خوف سے اور دبے ہوئے تھے مگر شہر میں پوشیدہ رہتے تھے جب دوبارہ نواب امین الدولہ کو خلعت وزارت ہوا روز جمعہ کو طلب

امیدوار عہدۂ قدیم محلسرا کی کچہری وزارت مین چلے آئے نواب نے اپنے سامنے نہ بلایا
بلکہ محلسرا سے نکلوا دیا کئی مہینے تک مرزا صاحب ارکان دولت کی موافقت کی تجسس مین سرگردان
رہے آخر معرفت حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی اوستاد نواب و سفیر شاہی اپنی صفائی کر کر
پھر دربار مین آنے لگے پھر ایک باغ سبز دکھا کر خدمت دستکات و اصلاباقی عمال پر
مامور ہوے دوسو روپیہ درماہہ ہوا +

شیخ احمد بخش رئیس شیخ زادہای لکھنو نواب کی پہلی نیابت مین ناکام بلکہ زیر بار ہوکر
رہے تھے نواب نے ادنھین داروغہ دیوانخانہ کیا شیخ اکبر علی انکے داماد کو اونھون نے
اپنا پیشدست کیا شیخ صاحب نے بمقتضاد اپنی شرافت و نجابت کے تاحین حیات نواب کی
رفاقت سے ہاتھ نہ اوٹھایا ہرچند نواب علی نقی خان نے اپنی وزارت مین بلوایا مگر
اپنی وضعداری سے نگئے عذر کیا کہ پھر آپ کو ہمسے کیا توقع ہوگی دنیا چند روزہ ہے
لیکن نواب نے اپنی قدرشناسی سے اونپر یہ احسان کیا کہ اکثر لوگون نے انکے دیہات
زمینداری پر درخواست اضافہ کی دی تا مقبول نکیا نواب امین الدولہ بعد اپنی معزولی
خانہ نشینی مین کچھ اعانت خرچ کی کرتے رہے آخر انھین کی رفاقت مین مرگئے اور
خدمت دیوانخانہ مین بنسبت مرزا وصی علیخان کے بہت نیکنام رہے +

لیکن باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کے امور سلطنت اور تغیر وزرا بادشاہ کی خاطر خواہ
صورت اصلاح و دوام و استقلال کسی سے نہ نکلی اور ہر وزیر سے کھٹکا بھی رہا اسیواسطے
آمدنی ممالک محروسہ کو ہر تیرھوین تاریخ ماہ کو بحساب پورنماشی ہندی قسط ۱۳ لاکھ
روپیے کی ذمہ وزیر کے مقرر فرمائی کہ عمال سے وصول کرکے داخل خزانہ کیا کرین اگر نہ
نارسا ہوکر موقوف ہوجائینگے چنانچہ سال کی دس قسط ہوتی ہین جسکی جمع ایک کروڑ تیس لاکھ
ہوتی مگر اس تاکید شدید پر بھی کبھی خزانہ مین ایک کروڑ بائیس لاکھ سے زیادہ داخل نہوی باقی
منجملہ تقاوی رسیدات وغیرہ لی جاتی تھی لیکن یہ صورت بھی زیادہ ایک سال سے نہ چلی
ہر چند نواب امین الدولہ اپنی سرخروئی کے لیے اکثر محلات بادشاہ سے قرض لیکر
قسط کو پورا کر دیتے تھے بادشاہ کی آخر ہر مہینے تاکید ۱۳ کی شروع ہوتی تھی وجہ اسکی تھی

نذرانے سبکے موقوف ہوتے تو توفیر ال سرکار ہوتی چھوٹے بڑے کا نذرانہ تھا
اسکا علاج کیونکر ہوتا +

اس عرصہ مین سعید الدولہ علی محمد خان بہادر بیٹے میر بندہ علیخان ذی حسن نواب بیے
اکرام اللہ خان جنکو خدمت اخبار ملکی اور صدر امانت تھی انکی خواہر محترمہ مقرب بادشاہ تھی
انکی سفارش سی بیشدستی نواب ملی ہرچند نواب سینٹ پیر صاحب نے فہمایش فرمایا کہ بسم
بسفارش میر حامد علیخان نہین کہتے مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ یہ مرد چالاک و غیرمتدین ہے
اپنی منفعت کو مقدم سمجھے گا اور تم سے بھی نہ بنیگی اس جزیات مین تمھین اختیار ہے
آخر وہی صورت پیش آئی اور نواب صاحب کھلکر سفارش مقربان محل کیا کہتے
کہ ہمین نے بمجبوری انھین کیا ہے +

فی الحقیقہ اس شخص کی معاملہ فہمی کارگذاری مشقت کشی جودت طبیعت تھوڑے دیے تھے مین
کچھہ شک نہ تھا لیکن عجلت اخذ منفعت خود اور بیباکی اور بیمروتی سے بنا کام بگڑ جاتا تھا
اسی جہت سی مردم آزاری زیادہ کی دعای غربای مومنین جلد مستجاب ہوئی کلی مہینے تک
اپنا باغ سبز دکھایا آخر لوگ تنگ آنے کچھہ معاملات سے فائدہ دنیا ہوا پھر نواب سی بگڑی
اور خواہر محترمہ سے بھی نہ بنی قید ہوے بعد اسکے نواب فارغ البالی سے کام کرنے لگے
نواب ذو ارکان دولت بیرون سے آشتی و موافقت چاہی کسی سے صفائی نہوئی سب
زیادہ مہاراجہ بالکرشن بہادر تھے اوسلئے بظاہر صفائی رہی اور خوف بھی ایسے لگا
رہتا تھا کہ کلید حساب ہین اور کسیکو اونکے مقابل مامور نہین کرسکتے تھے کہ میری بھی غلطی
کھل جائیگی مگر جانکطرح دیتے تھے +

اسی عرصہ مین ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ ہوے انکی نازک مزاجی اور تیزی
مزاج سے ہر شخص خایف رہنے لگا چنانچہ طامس ہیر جو سررشتہ تھا اوسے بوجوہ معطل کرکے
فلپ کو اکبرآباد سے بلاکر مامور کیا لیکن اتفاقاً نواب سے موافقت ہوگئی تھی اسکا سبب
استعجاب تھا چنانچہ جب صاحب لکھنؤ سے جانے لگے گاڑی چہار آئینہ اور ظروف نقرہ
وغیرہ تقریباً سات ہزار روپیہ کو نواب نے لیے اور جب نواب ذی بادشاہ سی خریدے

عرض کیا تھا لیا تھا سمجھے کہ رزیڈنٹ اگر ہیتے تو مضائقہ نہ تھا جسطرح جنرل ہاٹ صاحب کے
ساتھ گاڑی وغیرہ مول لی تھی اونھین قیام ہوا تھا کسی کو نیرہ نے صاحب بھی
اسے بتصحیح کہدیا تھا چنانچہ صاحب نے بطور شکایت نواب سے بھی یہ فرمایا تھا
مگر انکے ممنون و مشکور رہے +

خلاصہ جب عشرہ محرم مین خبر فتح لاہور آئی صاحب نے میر حسن علی سفیر سے فرمایا
کہ توپ کی سلامی ہوا نے تبلیغ رسالت مین کچھ خلاف مزاج صاحب سرزد ہوا برہم ہوکر
کہا انھین عہدۂ سفارت سے موقوف کردو اور پھر تاکید تمام سلامی توپ کو کہلا بھیجا
عذر عشرۂ محرم نہ مانا ہرچند کہ یہ امر خلاف حکم شاہی تھا رات کو توپ سلامی کی جب
میر صاحب موقوف ہوئے ہر شخص مقرب کو حوصلہ اس عہدۂ جلیلہ کا ہوا مگر نواب نے
مولوی میر باقر علی کو اپنا استاد مرد مسن سمجھکر مامور کیا حفیظ الدولہ خطاب ملا چندروز مین
خود نواب صاحب از راہ شکایت فرماتے تھے کہ یہ مثل دیوار کہنہ ہین مین اصلاح کا قائل
انپر کیا کرتا ہون کسواسطے کہ مدت عمر سے مولوی ہے معاشرت صاحبان عالیشان کب
نصیب ہوئی قوانین سے بالکل ناواقف کوئی پوچھے آپ نے پہلے کیا سمجھکر مقرر کیا تھا
صاحب انکی نافہمی سے بہت گھبراتے تھے +

جب کبھی سوغات توپ ضبط لاہور کانپور پہونچی کلکتہ کو راہ خشکی سے جاتی تھی غرض
نمایش حکام ہندوستانی کیواسطے بادشاہ و نواب و مہاراجہ کو بلحاظ صاحب رزیڈنٹ روانہ
کا ... فرمایا کنار گنگ لشکر اوترا دوسرے دن پار اوترکر بخش علیخان کے بنگلے مین
گئے انکے داخلہ کی توپ سلامی کی چلی اہل لشکر کیواسطے منادی شہر ہوئی کہ انکے
اسلحہ سے کوئی مانع نہو کہ یہ مہمان ہین +

روز سہ شنبہ صبح کو سب فوج کنٹ پریڈ پر آراستہ ہوکر کھڑی ہوئی گرد توپون کے
دور دور احاطہ کرکے سپاہی اہتمام پر کھڑے ہوئے پھر جنرل فتح کپتان فریزر صاحب
رزیڈنٹ نواب وزیر الممالک اشرف الدولہ صاحبزادہ نواب صوبہ دار پیشوائی حضور
احاطہ مین اس سرے سے دوسرے تک توپون کو دیکھتے چلے گئے پھر جنرل صاحب نے

کوچ کھینچکر نواب کی سلامی لی رخصت ہوکر نواب بنگلے مین آئے شب کو کھانے کی صحبت مین شریک ہوی اوسکے بعد نواب اس پار اپنے لشکر مین آئے صبح کو صحبت جلسہ نواز ہوئی بہت سی صاحبان فوج و حکام نظامت آئی سلامی توپ ہوئی وقت رخصت ہار اور عطر دیا گیا جب نواب لکھنؤ آئے بادشاہ سے سب کیفیت لشکر بیان کی اس عرصہ مین کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ ہوی انکا مزاج سب سے زیادہ تیز و تند تھا اور انکو گھوڑدوڑ کا شوق تھا سوداگران بمبئی سے عربی اچھے لی لیتے تھے باقی وثیقہ دارون کو لگا دیتے تھے جو قیمت کہلا بھیجتے تھے وہ بھجوا دیتے تھے دو گھوڑے جنرل صاحب کا نپور نے نواب کو دی جو قیمت اونھون نے کہلا بھیجی انھون نے بھیجدی

جب ڈیوڈسن صاحب وانہ ناگپور ہوی کرنل رچمنڈ صاحب تشریف لائی نواب گورنر جنرل بہادر نے پہلے جنرل ناٹ صاحب پھر جنرل پالک صاحب پھر کرنل رچمنڈ صاحب بتدریج رزیڈنٹ لکھنؤ کیا بعوض حسن خدمت فتح پنجاب رچمنڈ صاحب موصوف کسی رزیڈنسی پر کہین مامور نہین ہوے تھے ہر امر مین بہت احتیاط کرتے تھے اسی جہت سے برڈ صاحب کو واقف کار سمجھکر اختیار کلی دیدیا تھا وہ بہت بیدار مغزی سے کار فرما رہے

انتقال حضرت ظل سبحانی

حضرت شاہی دموی مزاج تھے اور ابتدا سے عارضۂ دوانی مین مبتلا ہو چکے تھے اس جہت سے جب تک حکیم مرزا محمد علی جیتے رہے ہر ہفتہ مین تنقیہ خاص و عام کرتے رہے بلکہ اکثر بادشاہ اور جناب عالیہ سے عرض کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی طبیب اخراج خون مین تامل کریگا پھر مزاج قابل اصلاح نرہیگا چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ جب مرزا محمد علی مر گئی مسیح الدولہ مرزا علی حسن وغیرہ نے اکثر احتیاج فصد مین تامل کیا بادشاہ کی خاطر رکھا اس جہت سی کثرت خون فاسد سے تحریک عارضۂ فرمنہ ہوکر عارضۂ سرطان پیدا ہوا ہر چند فصد بھی متواتر لگیئی ہفتہ عشرہ مین حال غیر ہوگیا سرطان نے باطن کی طرف رجوع کی آخر ۲۶ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۲۶۳ھ روز شنبہ چار بجے دن کو مطابق سنہ ۱۸۴۷ء انتقال فرمایا سن شریف اڑھتالیس برس پانچ مہینے بارہ دنکا تھا عین شباب تھا اور صاحب جشن تھے

مگر اس عارضۂ لاحقہ سے وہ حسن نزاہتھا تن توش بڑھ گیا تھا حضرت خلد مکان کے
زمانہ تک جوان رعنا رہے دربار مین کوئی صاحبزادہ انکے مقابل نہ تھا حضرت خلد مکان
بھی بہت چاہتے تھے ۲۲ روز یکشنبہ زیر موتی محل کنارہ دریا خیمے مین غسل دیا اور
میدان رمنہ مین مجتہدین نے بجماعت کثیر نماز پڑھی خود پیادہ ساتھ ہوے جلوس شاہانہ
کثرت خلائق از حد تھی چھاونی میڈو خان رسالدار مین خیمہ نصب تھا وہین دفن کیا
صاحب رزیڈنٹ اور صاحبان ملازمین شریک دفن رہے نعش کو سادات نے
لحد قبر مین اوتارا کسواسطے کہ جسیم تھے بعد فاتحہ سب رخصت ہوے

حضرت سلطان عالم نے قبل از جلوس تخت نشینی گلستان ارم مین باانتظار رزیڈنٹ
جالسن صاحب رونق افروز تھے دس لاکھ روپیہ کا ارشاد ہوا کہ جمع خزانہ عامرہ سے
سات لاکھ مین تعمیر مقبرہ سبطین آباد حضرت جنت مکان اور تین لاکھ روپیہ کا نوٹ
گورمنٹ مصارف مقبرہ ڈالہ چنانچہ کئی برس مین تعمیر مقبرہ باہتمام خواجہ سرایان
وغیرہ اتمام کو پہونچی اور نوٹ کا روپیہ اپنے مصرف عیش مین لائے اسی جہت سے
مقبرہ باختیار شاہزادی سے اگر وہ صورت ہوتی تو البتہ ایک رونق مقبرہ رہتی
اب کچھ نہین حالانکہ کرایہ گر بنی دکانون وغیرہ کا کچھ کم نہین ہے

الحق کہ ایسا بادشاہ دیندار خداپرست مقید صوم و صلوٰۃ بعد شاہ صفی کے کوئی
اس خاندان عالیشان مین نہین گذرا نماز روزہ حج و زیارت کا اگر سر نہ سے کبھی
اتفاق ہوتا تھا ایسے مستحق تجویز مجتہد العصر تھے آیندہ اونکین جتیا تھا

حضرت جنت مکان نے صاحبات محلات معلی اور اپنے متوسلین کیواسطے کئی لاکھ کے
کواغذ نوٹ بطریق قرضہ مع پنج فیصدی چھ لاکھ یہ نہ ایک جمع کل مد سے لک

تفصیل صاحبان پنشن نوٹ

نواب غفور محل صاحبہ ملکۂ کشور ماہواری	ا معہ
نواب خسرو بیگم	ا معہ
مرزا محمد جواد جنرل سکندر حشمت بہادر	عاء

سلطان العلما مولوی سید محمد صاحب مجتہد العصر

Syed Mohommed.

نواب امین الدولہ	حا ر
نواب معین الدولہ	سا ر
افسر بہو صاحبہ	۸ صہ
نواب تاجدار بہو صاحبہ	۸ صہ
پھوپھو بیگم استانی جی	ما ر
سید محمد امیر شمشیر الدولہ	صہ
حسن علیخان چیلہ	صہ

دفعہ تقسیم نوٹ مے لک

نواب تاج آرا بیگم	[illegible]
جناب عالیہ مریم مکانی	[illegible]
نواب مغفور محل صاحبہ	[illegible]

دفعہ کواغذ نوٹ برای ملکۂ گیتی و ملکۂ عہد صاحبہ وغیرہ متعلقان مع سک

صاحبان رزیڈنٹ

جنرل لوصاحب　ہیز اکسلنسی جنرل ناٹ صاحب　جنرل پالک صاحب
شیکسپیر صاحب　طامس ریڈ یو دسن صاحب　کرنل رچمنڈ صاحب
پیشدست وڈپٹی　نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان　نواب امین الدولہ
نواب منور الدولہ　پھر نواب امین الدولہ

اس عہد دولت مین تین ہزار سوار ۲۸ ہزار پیادے نجیب و تلنگہ سوا ی چند پلٹن
باہتمام انگریزی داخلہ خزانۂ عامرہ ایک کرور بیس لاک نقد سوای رسیدات وغیرہ
نواب امین الدولہ بہادر صاحب ورع و تقوی و مطیع احکام شرعیہ مقلد خاص مجتہدین
جب خانہ نشین ہوی بعض خواص کی سمجھانے سے نواب منور الدولہ نواب معین الدولہ
سے بھی صفائی ہوگئی مگر اگر وقت منصوبی مین ہوتی یہ صفائی تو البتہ بہتر تھا
جب دونون کی قطع امید ہوگئی پھر گیا اور صاحبان رزیڈنٹ بھی سب انسی راضی رہے

الا فقط کپتان شیکسپیر صاحب ان سے خوش نہ تھے یہ سبب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا
تھا وہ بسبب اپنی عداوت کے کہتے سنتے رہتے تھے اس سلطنت مین کوئی انقلاب
یا حادثہ زمانہ یا اور کوئی امر عظیم نہوا جو باعث تحریر ہوتا فقط ضروری جو گذرا ضبط
تحریر ہوا انسبت انقلاب سلطنت حضرت سلطان عالم کے جو دوسری جلد مین ہے
از تحریر کتاب جرنل سلیمن صاحب تحویل خزانۂ عامرہ معہ لاکھہ روپیہ ایک لاکھہ چوبیس ہزار اشرفی
چوبیس لاکھہ امانت گورنمنٹ

خاتمۃ الطبع

شکر شہنشاہ حقیقی کا کہ جسکے فضل و کرم سے جلد اول کتاب نادر العصر موسوم
سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزو کل اولاد و احفاد و صاحبات و
محلات خاندان مملکت اودھ کا مع احوال عمائد و اراکین ریاست اودھ از عہد دولت
میر محمد امین المخاطب بہ نواب برہان الملک سعادت خان جنت نشان تا زمان حضرت
امجد علی شاہ مذکور ہے اور ہر ایک کی تصویر ہر ایک کے احوال کے ساتھہ نصب ہے
ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سالہا سال کی مشقت مین مستجمع کمالات صوری
و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طون طوسی
المعروف بہ سید محمد میرزا صاحب نے حسب ایماے صاحب والا شان نہری
الیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و
تدوین فرمائی فی الحال کتاب موصوف بتصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد کردون قباب
جناب ہنر ایکسلنسی مہاراجہ دگبجی سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور
و تلسی پور وغیرہ مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج چھاپی گئی
من بعد جلد ثانی واقعات تاریخی کی ملاحظہ ہو